صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ 20 جنوری 1988ء

(چہار شنبہ 29 جمادی الاول 1408ھ)

جلد 12 —— شمارہ 5

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ 20 جنوری 1988ء

(جلد 12 بشمول شمارہ جات 1 تا 19)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور ان کا ترجمہ	501
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	502
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	547
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	569
مسئلہ استحقاق: مجلس خصوصی کی طرف سے نہ رپورٹ پیش کرنا اور نہ ہی یہ مادہ میں توسیع طلب کرنا	577

جاری .....

صوبائی اسمبلی پنجاب

جاری .....

تحاریک التوائے کار :-

گورنمنٹ کالج جھنگ میں ایم ایس سی کلاسز کے پنجاب یونیورسٹی سے الحاق میں رکاوٹ ———— 587

مسودہ قانون (جو پیش کیا گیا)

مسودہ قانون ترمیم شہری تجدید کرایہ مصدرہ 1988ء ———— 590

حکمت عملی کے اصولوں پر عملدرآمد کی رپورٹ پر بحث ———— 590

تتمہ 610

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارہواں اجلاس

بدھ 20 جنوری 1988ء

(چہار شنبہ 29 جمادی الاول 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بجے صبح منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ اَلصّٰبِرِیۡنَ وَالصّٰدِقِیۡنَ وَالۡقٰنِتِیۡنَ وَالۡمُنۡفِقِیۡنَ وَالۡمُسۡتَغۡفِرِیۡنَ بِالۡاَسۡحَارِ ۝ شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۙ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝ اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ ۟ وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَہُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡیًۢا بَیۡنَہُمۡ ؕ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ۝

سورہ ال عمران آیت نمبر 16 تا 19

یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب یقیناً" ہم ایمان لائے تو معاف فرما دے ہمارے لیے ہمارے گناہ اور بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے ۝ یہ مصیبتوں میں صبر کرنے والے ہیں اور (ہر حالت میں) سچ بولنے والے اور (عبادت میں) عاجزی کرنے والے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں اور (اپنے گناہوں کی) معافی مانگنے والے ہیں سحری کے وقت ۝ شہادت دی اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بے شک نہیں کوئی خدا سوائے اس کے اور یہی (گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے (ان سب نے یہ بھی گواہی دی) کہ وہ قائم فرمانے والا ہے عدل وانصاف کو نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے جو عزت والا اور حکمت والا ہے ۝ بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور نہیں جھگڑا کیا جن کو دی گئی تھی کتاب مگر بعد اس کے آگیا تھا ان کے پاس صحیح علم (اور یہ جھگڑا) باہمی حسد کی وجہ سے تھا اور جو انکار کرتا ہے اللہ کی آیتوں کا تو بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات۔ آج محکمہ اوقاف سے متعلقہ سوالات ہیں۔ وزیر موصوف نہیں ہیں ان کی جگہ آج کون صاحب جوابات دیں گے۔

پالیمانی سیکرٹری اوقاف: (جناب نسیم احمد) ملک صاحب نا سازی طبع کی وجہ سے تشریف نہیں لائے ہیں۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں ان سوالات کے جوابات دے سکوں۔

جناب سپیکر: بے شک آپ جوابات دیجئے۔ پہلا سوال میاں محمد اسحاق۔

محکمہ اوقاف کے اسسٹنٹ مینجروں کا سکیل

*507۔ **میاں محمد اسحاق:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ امر واقعہ کہ محکمہ اوقاف کے اسسٹنٹ مینجروں کو ابتدائی تقرری کے بنیادی سکیل نمبر 8 دیا جاتا ہے جب کہ نائب تحصیل داروں کا بھی ابتدائی سکیل نمبر 8 تھا۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ نائب تحصیل دار اس وقت بنیادی سکیل نمبر 14 میں تنخواہ پا رہے ہیں جب کہ اسسٹنٹ مینجر ابھی تک سکیل نمبر 8 میں تنخواہ لے رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ پہلے محکمہ اوقاف کے اعلیٰ حکام نے اسسٹنٹ مینجروں کو تنخواہ کے بہتر سکیل کی منظوری دینے کے لیے کمیٹی تشکیل دی تھی اور متذکرہ کمیٹی نے اسسٹنٹ مینجروں کو سکیل نمبر 14 دینے کی سفارش کی تھی۔

(د) اگر جزو (الف تا ج) بالا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کمیٹی کی سفارشات کو عملی جامہ پہنائے ہوئے اسسٹنٹ مینجروں کو بی پی ایس 14 دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری: (جناب نسیم احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ مینجروں کو اعلیٰ سکیل دینے کے لئے نومبر 1983ء میں ایک محکمانہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اور اس کمیٹی نے فروری 1984 میں انہیں گریڈ 14 دینے کی سفارش کی تھی۔

(د) اسسٹنٹ مینجر ان کا سکیل نمبر 14 دینے کا مطالبہ منظور کرلیا گیا ہے اور ان کو یکم مئی 1987ء سے سکیل نمبر 14 دیا جاچکا ہے۔ اس طرح ان کا یہ دیرینہ مطالبہ کہ ان کی تنخواہ کا سکیل نائب تحصیلدار کے برابر کیا جائے پورا کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ..... اگلا سوال بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ۔

محکمہ اوقاف کے تعمیر و ترقی اور توسیع و مرمت کے منصوبے

☆ 677- **بیگم نجمہ تابش الوری:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) 86-1985ء کے دوران محکمہ اوقاف کی جانب سے تعمیر و ترقی اور توسیع و مرمت کے منصوبوں پر مجموعی طور پر ڈویژن وار الگ الگ کتنی رقم صرف کرنے کا تخمینہ ہے اور وہ گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں کتنا زیادہ یا کم ہوگا۔

(ب) 86-1985ء کے لئے اوقاف کی مجموعی آمدنی کے کیا ہدف مقرر کیے گئے ہیں نیز گزشتہ مالی سال کے دوران آمدنی کے ہدف کس حد تک پورے ہوئے اور نئے مالی سال کے آمدنی کے ہدف گزشتہ سال سے کتنے زیادہ یا کم ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (جناب نسیم احمد):

(الف) 86-1985ء کے دوران اوقاف کی جانب سے تعمیر و ترقی اور توسیع و مرمت کے منصوبوں پر ڈویژن وار مختص کردہ رقوم حسب ذیل ہیں۔

1	سنٹرل زون (مشتمل لاہور و گوجرانوالہ جی خان ڈویژن)	+8,50,000/-
		50,000/-
2	ملتان زون (مشتمل برملتان ڈی جی خان ڈویژن)	7,00,000/- برائے دربار
3	راولپنڈی زون	4,00,000/-
4	بہاولپور زون (بہاولپور ڈویژن)	5,00,000/-
5	سرگودھا زون (مشتمل بر سرگودھا و فیصل آباد ڈویژن)	3,50,000/-
6	ناگزیر/ فوری توجہ طلب کام	50,000/-
7	داتا دربار و داتا دربار ہسپتال لاہور	1,50,000/-

گزشتہ مالی سال میں بھی مالی سال 86-1985ء کے برابر یعنی تیس لاکھ روپے کی رقم تھی۔

(ب) 86-1985ء کے دوران محکمہ اوقاف کی مجموعی آمدن کا ہدف -/5,46,49,400 روپے مقرر ہے۔ جب کہ ڈویژن وار آمدن کا ہدف درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام زون	آمدن
1	بہاولپور زون (بشمولہ بہاولپور ڈویژن)	-/48,26,000 روپے
2	ملتان زون (بشمولہ ملتان ڈویژن ڈیرہ غازی خان)	-/8,53,000 روپے
3	سنٹرل زون (بشمولہ لاہور ڈویژن گوجرانوالہ)	-/1,98,100 روپے
4	سرگودھا زون (بشمولہ سرگودھا ڈویژن' فیصل آباد)	-/48,32,000 روپے
5	راولپنڈی زون(بشمولہ راولپنڈی ڈویژن)	-/34,12,000 روپے

مبلغ -/37,4,28,000 روپے کی بقیہ آمدن دربار داتا صاحب اور دیگر دفاتر سے متوقع تھی۔

گزشتہ مالی سال 85-1984ء کی متوقع آمدن مبلغ -/6,69,18,800روپے تھی۔ جس میں مبلغ -/1,55,26,000 روپے کی وہ رقم شامل تھی جو زرعی اراضی کی فروخت سے وصول ہوئی۔ زرعی اراضی کی فروختگی سے وصول ہونے والی آمدنی کو منہا کردیا جائے تو گزشتہ مالی سال 85-1984ء کی آمدن -/5,13,92,800 روپے تھی۔ اس اصل آمدن کے معاز مالی سال رواں 85-1984ء کی آمدن کا ہدف مبلغ -/5,41,49,400 روپے ہے۔ اس طرح مالی سال 85-1984ء کی نسبت سال 86-1985ء کی آمدن مبلغ -/32,56,600 روپے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا پسند کروں گا کہ انہوں نے جواب کے جزو(ب) میں یہ فرمایا ہے کہ 86-1985ء کے دوران محکمہ اوقاف کی مجموعی آمدن کا ہدف -/5,46,49,400 روپے مقرر ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اصل آمدنی سال 85-1984ء میں کتنی ہوئی۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب سپیکر یہ آمدنی جو خرچ کی گئی تھی یہ 86-1985ء کی تھی۔ جہاں

تک 85-1984ء کا تعلق ہے اس کی متوقع آمدن جواب میں دی گئی ہے جو مبلغ -/6,69,18,800 روپے تھی جس میں مبلغ -/1,55,26,000 کی وہ رقم شامل تھی جو زرعی اراضی کی فروخت سے وصول ہوئی۔ یہ 85-1984ء کی آمدن تھی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں نے جناب پارلیمانی سیکرٹری سے یہ دریافت کیا تھا کہ انہوں نے سوال کے جواب میں جزو "ب" میں یہ فرمایا کہ 86-1985ء کے دوران محکمہ اوقاف کی مجموعی آمدن کا ہدف -/5,46,49,400 روپے مقرر ہے۔ میں نے ان سے یہ دریافت کیا ہے کہ یہ تو ٹارگٹ یا ہدف تھا۔ اصل آمدنی 86-1985ء کے دوران کتنی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب ان کا ضمنی سوال آپ سمجھ گئے ہیں تو آپ ارشاد فرما سکیں گے کہ اصل آمدن 86-1985ء کے دوران کتنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: اصل آمدن کی اس وقت میرے پاس پوری figures تو نہیں ہیں چونکہ انہوں نے 86-1985ء کا پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: 86-1985ء کا پوچھا ہے۔ آپ کے سامنے جواب کا جزو(ب) ہے اس میں 86-1985ء کے دوران محکمہ اوقاف کی مجموعی آمدن کا ہدف -/5,46,49,400 روپے دیا ہے۔ جنجوعہ صاحب پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہدف یہ تھا کہ اصل income کتنی ہوئی۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: اس وقت تو figures نہیں ہیں میں اس کے متعلق کل بتا سکوں گا کیونکہ بجٹ میں یہ پورا آجاتا ہے۔ اس کی کاپی چھپ چکی ہے۔

جناب سپیکر: Actual income کی تفصیل آپ ایوان کی میز پر رکھ سکیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: رکھ سکتا ہوں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری نے سوال کے جواب میں جزو(الف) میں فرمایا ہے کہ 86-1985ء کے دوران محکمہ اوقاف کی جانب سے تعمیر و ترقی اور توسیع و مرمت کے منصوبوں پر جو رقم خرچ کی گئی ہے وہ 20 لاکھ روپیہ ہے۔ جناب والا! جب کہ 86-1985ء میں متوقع آمدنی -/5,46,49,400 روپے تھی جو باقی رقم ہے وہ کہاں خرچ کی گئی کس مصرف میں لائی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: خرچ کی گئی ہے صرف تعمیر و ترقی و توسیع

خرچ کی گئی ہے کیونکہ یہ بہت بڑا ادارہ ہے اس کے اور بھی بہت سے اخراجات ہیں۔ یہ ایک پورا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ میں دیگر امور پر بھی اخراجات ہوتے ہیں۔ وہاں بھی رقم خرچ ہوتی ہے۔ کوئی ضروری نہیں صرف توسیع و مرمت کے لئے خرچ کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اداروں پہ جتنے بھی دوسرے اخراجات ہوتے ہیں وہ بھی اسی آمدنی سے خرچ کئے جاتے ہیں۔ اس لئے پہلے جو اصل آمدن 86-1985ء کی پوچھی گئی تھی اس کا بھی میں ابھی جواب دے سکتا ہوں۔ وہ 5 کروڑ 69 لاکھ 3 ہزار 2 سو 72 روپے۔

سردار امجد حمید خان دستی: ضمنی سوال۔ جناب والا! سوال کا جز (الف) یہ ہے:

"86-1985ء کے دوران محکمہ اوقاف کی جانب سے تعمیر و ترقی اور توسیع و مرمت کے منصوبوں پر مجموعی طور پر ڈویژن وار الگ الگ کتنی رقم صرف کرنے کا تخمینہ ہے"

جناب والا! (الف) کا جواب آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی محسوس فرمائیں گے اور مجھے بتا سکیں گے کہ آیا ڈیرہ غازی کا ڈویژن پنجاب میں شامل نہیں ہے؟ اس کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ اگر کچھ نہیں صرف کیا گیا تو بتانا چاہیے تھا کہ اس پر کچھ صرف نہیں ہوا۔ اگر وہاں کوئی دربار زیر انتظام اوقاف نہیں ہے تو تب بھی بتانا چاہیے تھا۔ لیکن اس کا سرے سے نام ہی غائب ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب سپیکر! میں محترم دستی صاحب کی خدمت میں' یہ عرض کروں گا کہ یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے علیحدہ زون ہیں۔ جن میں مختلف ڈویژن آجاتے ہیں۔ تو اسی "الف" کے جواب میں نمبر 2 پر یہ لکھا گیا ہے: ملتان زون۔ یہ ہمارا ڈیپارٹمنٹ کا زون ہے۔ "ملتان زون مشتمل ملتان ڈی جی خان ڈویژن" یہ دونوں ڈویژن اس میں آجاتے ہیں۔ اس کے سامنے رقم بھی لکھ دی گئی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! یہ فرما سکیں گے کہ ڈی جی خان کے ڈویژن میں کس خانقاہ پر کتنی رقم صرف ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: اس کے تازہ سوال چاہیے تو اس کی بالکل پوری تفصیل بتادی جائے گی۔ ملتان کو علیحدہ کر دیا جائے گا اور ڈی جی خان کا علیحدہ بتا سکتا ہوں۔

وزیر اوقاف کے دوروں کی تفصیل

*678 بیگم نجمہ تابش الوری: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

وزیر موصوف نے وزارت کا حلف اٹھانے کے بعد سے 30 اگست 1985ء تک سرکاری طور پر کہاں کہاں کن کن تاریخوں میں صوبہ پنجاب کے دورے کئے اور اوقاف کے زیر تحویل کن مزارات پر حاضری دی کتنے اوقاف کا معائنہ کیا اور عوامی شکایات کے ازالے کے لئے کیا خاص احکام صادر کئے؟

پارلیمانی سیکرٹری: (جناب نسیم احمد) وزارت کا حلف اٹھانے کے بعد 30 اگست 1985ء تک جہاں جہاں اور جن جن تاریخوں کو صوبہ پنجاب کے دورے کئے اور اوقاف کے زیر تحویل جن مزارات پر حاضری دی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	نام دربار جن پر حاضری دی
1	3-5-85	درگاہ سیال شریف
2	4-5-85	دربار بادشاہاں ضلع خوشاب
3	7-6-85	عرس حضرت سلطان حاجی پاچیز صاحب
4	5-7-85	دربار حضرت سلطان حاجی پاچیز صاحب
5	17-7-85	دربار حضرت سعد شاہ صاحب
6	28-7-85	حضرت بابا بلے شاہ قصور
7	26-8-85	دربار سیال شریف

مندرجہ ذیل بالا اوقاف کا معائنہ بھی کیا گیا اور عوامی شکایات کے ازالے کے لئے ضروری احکامات دیئے گئے۔ جن میں خاص احکام یہ ہیں۔ کہ زائرین جو مزاروں پر حاضری کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ ان کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ اور یہ دیکھا جائے کہ کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو اور نہ ہی ان مقدس جگہوں پر نازیبا حرکت ہونے پائے۔

خانقاہ حضرت محکم دین سیرانی علیہ رحمت سے ملحق عید گاہ کو سرکاری تحویل میں لینے کے لئے اقدامات

☆ 1309- میاں شہاب الدین اویسی: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ خانقاہ حضرت محکم دین سیرانی علیہ رحمت تحصیل و ضلع بہاولپور کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے رکھا ہے۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ خانقاہ سے ملحق عید گاہ کو ابھی تک حکومت نے اپنی تحویل میں نہیں لیا اور اس کا انتظام اس وقت خانقاہ کے سجادہ نشین کر رہے ہیں لیکن اس تمام جائیداد کی آمدن محکمہ اوقاف حاصل کر رہا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ خانقاہ سے ملحق عید گاہ کو بھی اپنی تحویل میں لے کر اس کا انتظام و انصرام از خود کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: (جناب نسیم احمد)

(الف) یہ درست ہے کہ دربار حضرت محکم الدین سیرانی علیہ الرحمت واقع قصبہ خانقاہ شریف تحصیل و ضلع بہاولپور محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

(ب) محکمہ مذکورہ اوقاف دربار کی تحویل ملحق میں کوئی ہے مذکورہ دربار سے ملحق کوئی عید گاہ نہیں۔ البتہ قصبہ خانقاہ شریف میں شاملات دیہہ کے نمبران خسرہ 17'16/531 الف'ب 13' الف 14' ب' 18' الف' 18 ب میں رقبہ تعدادی 6 کنال 10 مرلہ پر عید گاہ واقع ہے جو دربار حضرت محکم الدین سیرانی سے تقریباً" 400 میٹر کے فاصلہ پر فاصلہ پر شمال مغرب میں واقع ہے۔ عید گاہ آج سے دس بارہ سال قبل عوام الناس کے چندہ سے اہل قصبہ نے تعمیر کروائی۔ جس میں جناب میاں شہاب الدین اویسی صاحب نے دس ہزار پختہ اینٹیں اور 500 روپے نقد کی صورت میں امداد دی۔ اس عید گاہ کا دربار حضرت محکم دین سیرانی سے کوئی تعلق نہ ہے اور نہ ہی اس سے کوئی آمدن کا ذریعہ ہے۔ اس عید گاہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کے لئے کبھی کوئی سوال نہیں ہوا اور نہ محکمہ اوقاف عید گاہ سے کوئی آمدن وصول کر رہا ہے۔

(ج) چونکہ یہ عید گاہ اہل قصبہ کی مشترکہ ملکیت ہے جس سے کوئی آمدن نہیں ہوتی اور اس کا خانقاہ مذکورہ کے ساتھ کوئی واسطہ نہ ہے۔ لہٰذا اس عید گاہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مزار اقدس حضرت ایشاں سے ملحقہ اراضی کی فروخت

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ مزار اقدس حضرت خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں بمقام بیگم پورہ نزد انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور کے گنبد کے اندرونی حصہ کی مرمت تو ہوچکی ہے لیکن بیرونی حصہ کی مرمت ابھی ہونے والی ہے اور کافی عرصہ سے اس طرح ہے نیز اس بارے میں جب زائرین محکمہ اوقاف سے استفسار کرتے ہیں تو ان کو بتایا جاتا ہے کہ بجٹ نہیں ہے۔ اور کیا اس مزار کے ساتھ ایک قدیم مسجد بھی ہے جو کہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے کھنڈرات میں تبدیل ہو رہی ہے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مزار اقدس کے ساتھ جو زمین وقف ہے اور جس کا رقبہ تقریباً سو دو سو کنال ہے اس کو محکمہ اوقاف نے ترقیاتی ادارہ لاہور کے ہاتھوں فروخت کردیا ہے۔

(ج) کیا یہ امر واقع ہے کہ ترقیاتی ادارہ لاہور مذکورہ زمین کو پلاٹوں میں بدل کر فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ حالانکہ وقف شدہ زمین کو فروخت نہیں کیا جاسکتا۔

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت مزار سے ملحقہ کوارٹروں کے باسیوں کو مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے باعث مزار کو مذکورہ کوارٹروں سے حاصل ہونے والا کرایہ بند ہو جائے گا اور مزار کے اخراجات پورے نہیں ہوسکیں گے۔

(ر) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مزار کی مرمت کروانے اور مزار سے ملحقہ زمین اور کوارٹرز کو فروخت نہ کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (جناب نسیم احمد)

(الف) یہ درست ہے کہ مزار اقدس حضرت خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں بمقام بیگم پورہ لاہور کے گنبد کے اندرونی حصہ کی مرمت تو ہوچکی ہے لیکن بیرونی حصہ کی مرمت ابھی ہونے والی ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اس مزار کے ساتھ ایک قدیم مسجد بھی ہے جو کہ قابل مرمت ہے دربار مذکورہ کے نہ صرف گنبد کے اندرونی حصہ کی مرمت ہوئی ہے بلکہ اس کے ساتھ اور گرد کے رقبہ کی چار دیواری مکمل ہو چکی ہے۔ مزار اقدس کے مشرق اور مغرب میں گندے پانی کے جوہر تھے ان کو پر کرکے تمام رقبہ صاف کرکے اچھے لان بنائے گئے ہیں اور مختلف قسم کے درختوں کی شجرکاری کی گئی ہے جہاں تک مزار مبارک کے بیرونی حصہ کی مرمت کا تعلق ہے اس میں کچھ دشواریاں بھی حائل ہیں چونکہ یہ ایک تاریخی مزار ہے لیکن اس کی اصل شکل بالکل تبدیل ہوچکی ہے جس کے لئے تحقیقات کرکے پرانے آثار معلوم ہوئے ہیں۔

بیرونی کام کرنے کے لئے مختلف قسم کے تجرباتی نمونے مزار اقدس کے باہر لگائے ہوئے ہیں جن کو موسمی اثرات کا تجربہ کرنے کے لئے چھوڑا ہوا ہے۔ یہ درست ہے کہ پچھلے سال فنڈز کی کمی تھی اب چونکہ تجرباتی کام ہوگیا ہے اور اس سال کے بجٹ میں مسجد کی مرمت اور مزار اقدس کی بیرونی مرمت کے لئے فنڈز میں گنجائش رکھی گئی ہے۔ انشاء اللہ موجودہ مالی سال میں کام شروع ہو جائے گا۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف نے دربار مذکورہ سے ملحقہ -80 کنال وقف محکمہ ایل ڈی اے کو فروخت کیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف نے مذکورہ زمین کوارٹرز بنانے کے لئے محکمہ ایل ڈی اے کو فروخت کی ہے مذکورہ اراضی پنجاب وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979ء کی دفعہ 16 کے تحت جناب گورنر پنجاب کے احکام حاصل کرنے کے بعد فروخت کی گئی تھی۔ تاکہ کم آمدن والے افراد کے سنگین رہائشی مسائل کو حل کرنے کے لئے ایل ڈی اے کو اس قابل بنایا جائے۔ مجوزہ لاء میں وقف اراضی فروخت کرنے پر کلی پابندی نہیں ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ حکومت مزار سے ملحقہ بستی محمود آباد کے باسیوں کو مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کا معاملہ زیر غور ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اگر ان باسیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں گے تو مذکورہ کوارٹروں سے حاصل ہونے والا کرایہ بند ہو جائے گا اور اس کی آمدن بھی متاثر ہوگی۔ تاہم یہ کمی سنٹرل اوقاف فنڈز سے پوری کی جائے گی۔

(ر) متذکرہ مزار شریف کی مرمت کے بارے جزو(الف) میں تفصیلی طور پر بتایا گیا ہے کہ جہاں تک مزار شریف سے ملحقہ بقیہ زمین اور بقیہ کوارٹروں (جو کہ جیل کوارٹرز کہلاتے ہیں) کو فروخت کرنے کا تعلق ہے محکمہ اوقاف کے پاس کوئی ایسی سکیم زیر غور نہ ہے اور نہ ہی فروخت کرنے کا ارادہ ہے۔

ایڈمنسٹریز اوقاف ملتان کے خلاف الزامات کی تحقیقات

☆ 1355- **میاں محمد اسحاق**: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلیل احمد قریشی صدر مجلس منتظم و ممبر سب کمیٹی قبرستان میونسپل

کارپوریشن ملتان نے مورخہ 24 فروری 1986ء کو بذریعہ تار و تحریر بنام وزیراعظم پاکستان (جس کی نقول جناب صدر پاکستان، گورنر پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر اوقاف پنجاب، چیف سیکرٹری پنجاب، سیکرٹری محکمہ اوقاف کہ و کمشنر ملتان کو بھی ارسال کی گئی ہیں) کو سرکاری رقم مبلغ-/ 30000 (تیس ہزار) روپے جو کہ سابقہ ایڈمنسٹریٹر اوقاف ملتان نے مورخہ 20 جنوری 1986ء کو بسلسلہ دورہ ملتان وزیراعظم پاکستان حاصل کی تھی کی خورد برد سے متعلق ایڈمنسٹریٹر اوقاف ملتان کے خلاف سنگین الزامات لگاتے ہوئے فوری غیر جانبدار تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے اس کی تفصیلات اور نتائج سے ایوان کو آگاہ کیا جائے اور اگر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک مناسب کارروائی ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری: (جناب نسیم احمد)

(الف) مسٹر جلیل احمد قریشی کی درخواست پر متعلقہ افسر مسٹر منیر احمد خان سے مبلغ -/30,000 روپے خرچ کے بارے میں وضاحت طلب کی گئی وضاحت میں افسر متعلقہ نے مؤقف اختیار کیا کہ انہوں نے بالکل جائز طریقہ سے خرچ کی اور مسٹر جلیل احمد قریشی نے ذاتی رنجش کی بنا پر ان کے خلاف الزام عائد کئے ہیں۔ اس پر اتھارٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ ضابطہ کے تحت مسٹر جلیل احمد قریشی اپنا بیان حلفی پیش کریں۔ اور عائد کردہ الزامات کے بارے میں ثبوت فراہم کریں۔ مسٹر جلیل احمد قریشی نے باوجود کئی یاد دہانیوں کے جواب نہ دیا اس معاملہ میں محکمہ انکوائری بھی ہوئی انکوائری کے مطابق شکایت کنندہ نے اپنا بیان قلمبند کرانے سے گریز کیا۔ اس الزام کے بارے میں محکمہ انٹی کرپشن میں بھی انکوائری ہوئی۔ وہاں پر شکایت کنندہ نے حاضر ہو کر یہ بیان دیا کہ درخواست زیر انکوائری سے اس کا کوئی تعلق نہ ہے۔ نہ ہی اس نے یہ درخواست گذاری ہے کہ بلکہ کسی نے اس کے لیٹر پیڈ کو چوری کرکے یہ درخواست تحریر کی ہے اس سلسلہ میں اس نے بیان حلفی بھی داخل کیا۔ بہر حال محکمہ انٹی کرپشن کی جانب سے کی گئی انکوائری رپورٹ کا انتظار ہے۔

(ب) جز "الف" کے تحت تمام حالات واضح کردیئے گئے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ

بیان فرمائیں گے کہ 20 جنوری 1986ء کو بسلسلہ دورہ ملتان وزیر اعظم پاکستان ایڈمنسٹریٹر اوقاف ملتان کو جو تیس ہزار روپے کی رقم سپرد کی گئی تھی۔ محکمہ اوقاف کی اس رقم کا وزیراعظم کے دورے پر خرچ کرنے کا کیا اخلاقی جواز ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! وزیراعظم پاکستان' جب کسی جگہ پر تشریف لے جاتے ہیں تو جس سلسلے میں ان کی آمد ہوتی ہے تو ان کے استقبال کی یا دوسرے کاموں پر اخراجات کی ذمہ داری اس محکمہ کی ہوتی ہے۔ وہ متعلقہ محکمے ہی نے خرچ کرنا ہوتی ہے'اور کون کرسکتا ہے؟ وزیراعظم کی آمد کے موقع پر ان کے تشریف لانے پر ایک چھوٹی سی رقم صرف تیس ہزار روپے خرچ کی گئی تھی' ان کے دورے پر یہ کوئی زیادہ بڑی رقم خرچ نہیں کی گئی۔ تو یہ خرچ کرنا محکمے کی ذمہ داری تھی اور محکمے ہی کو خرچ کرنا تھا۔ یہ کوئی ایسی بات نہ تھی کہ وزیراعظم کے آنے پر یہ کیوں خرچ ہوا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! ضمنی سوال ہے۔ 20 جنوری 1986ء کو جناب وزیراعظم نے محکمہ اوقاف کے کون سے فنکشن میں شرکت کی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: وزیراعظم پاکستان ملتان میں مزاروں پر تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے مزاروں پر حاضری دی تھی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیراعظم صاحب نے کون سے مزار پر حاضری دی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! غالباً" یہ شاہ شمس تبریز صاحب یا بہاؤالحق صاحب کے مزارات پر تشریف لے گئے تھے۔

چودھری محمد رفیق: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اوقاف یہ بیان فرمائیں گے کہ جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ وزیر اعظم صاحب پاکستان ملتان مزارات پر تشریف لے گئے تھے اور ان کی آمد پر یہ چھوٹی یا بڑی رقم خرچ کی گئی میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں تک جائز ہے کہ پبلک فنڈ سے ان کی آمد پر خرچ کیا جائے۔ یا مزارات کی زیارت وزیراعظم پاکستان کو پبلک فنڈ سے کرائی جائے۔

جناب سپیکر: یہ کیا سوال ہوا؟

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! وزیراعظم پاکستان کی آمد برائے زیارت مزارات کے لئے ملک کے

فنڈ سے رقم خرچ کرانا کہاں تک جائز ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں کہ وزیراعظم پاکستان ان دنوں شاہ رکن عالم صاحب کے عرس کے موقع پر تشریف لے گئے تھے عرس کے موقع پر یہ ضروری نہیں ہے وزیراعظم پاکستان کے آمد پر ہی یہ رقم خرچ ہوئی ہے عرس کے موقع پر اور بہت سی جگہوں پر پیسہ خرچ ہو جاتا ہے۔ انتظامات پانی' ٹینٹ وغیرہ اور دیگر بہت سے اخراجات ہیں جن پر یہ پیسہ خرچ ہو جاتا ہے۔ یہ تو صرف سوال دیا گیا ہے کہ وزیراعظم پاکستان کی آمد پر یہ پیسہ خرچ ہوا لیکن دراصل عرس کے موقع پر بے شمار اخراجات پر پیسہ خرچ ہوتا ہے۔

محرم الحرام کے دوران فرقہ وارنہ فسادات کے متاثرین کی امداد

☆ 2107- **جناب سرفراز نواز:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ نے امسال محرم الحرام میں فرقہ وارانہ فسادات سے متاثر صوبائی اسمبلی کے حلقہ نمبر 104 لاہور کے شیعہ فرقہ کے افراد کے نقصان کی تلافی کا وعدہ فرمایا تھا۔

(ب) کیا موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ مذکورہ فسادات میں مذکورہ حلقہ کے سنی فرقہ کے افراد بھی متاثر ہوئے تھے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جز (ب) میں مندرجہ افراد کے نقصان کی تلافی کرنے کو بھی تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری: (جناب نسیم احمد)

(الف) وزیراعلیٰ پنجاب نے عمومی طور پر فرمایا تھا کہ شیعہ سنی فسادات میں صوبہ پنجاب کے متاثرہ افراد کی حتی المقدور مالی امداد کی جائے گی۔

(ب) حلقہ نمبر 104 میں جناب ڈی سی لاہور کے مطابق سنی فرقہ کے کسی فرد کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

(ج) جواب جز (ب) کے بعد کسی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے عمومی طور پر فرمایا تھا شیعہ سنی فسادات میں صوبہ پنجاب کے متاثرہ افراد کی حتی المقدور مالی

امداد کی جائے گی میں جناب یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں گزشتہ سال محرم الحرام کے موقع پر کئی قیمتی جانیں تلف ہوئیں کئی جائیدادوں کو نقصان پہنچا ان کو معاوضہ کے طور پر پنجاب نے کل کتنی رقم متاثرین کو عطا کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب سپیکر! پچھلے سال محرم الحرام کے دوران جو فسادات ہوئے تھے جن جن املاک کو نقصان پہنچا تھا ان کو ادائیگی کردی گئیں دینہ ضلع جہلم میں 144 املاک' 14491 روپے لیہ 9 املاک' 37 ہزار ایک سو روپے مانا والہ ضلع شیخوپورہ دس املاک ایک لاکھ 34 ہزار 5 سو 59 روپے لاہور 137 املاک چار لاکھ روپے اس کے علاوہ لاہور میں کچھ رقم کرشن نگر میں جن املاک کو نقصان پہنچا تھا 8 سو روپے عالم گیر روڈ پر ایک لاکھ تین ہزار 6 سو روپے پانڈو سٹریٹ کرشن نگر میں خواتین امام بارگاہ تھی چار ہزار 12 سو روپے اور کرشن نگر میں باقر علی خواجہ کو 20 ہزار 6 سو روپے ادا کئے گئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! سوال یہ ہے کہ گزشتہ سال محرم الحرام کے موقع پر مخدوم پور بھوڑہ ضلع خانیوال میں بھی دو افراد جاں بحق ہوئے تھے۔ کیا حکومت پنجاب نے ان کو بھی کوئی معاوضہ ادا کیا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! ہمیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے جو بھی اطلاع آئی ہے اس اطلاع کے مطابق ہم نے خرچ کیا ہے۔ یا جو رپورٹس ہمیں حکومت نے بھجوائیں تھیں ان کے مطابق ادائیگی کی گئی ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے کوئی اطلاع نہیں تھی۔ جو ہدایات ہمیں حکومت کی طرف سے کی گئی اس کے مطابق ان لوگوں کو معاوضہ دیا ہے تمام متاثرہ افراد کو اور زخمیوں کو معاوضہ دے دیا گیا ہے۔ اور اب تک کسی کا معاوضہ ہمارے ذمہ واجب الادا نہ ہے۔

جناب سپیکر: جن کا جناب جنجوعہ نے پوچھا ہے ان کو بھی کوئی معاوضہ دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: ان کا ہمارے پاس کوئی ریکارڈ نہیں تھا اس لئے ہم نے ان کو کوئی پیسہ نہیں دیا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! یہ پورے وثوق کے ساتھ جواب دیں۔ کیا ان کو کوئی معاوضہ دیا گیا تھا یا نہیں۔ ہاں یا نہ میں جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! خانیوال کے متعلق پوچھا گیا ممکن ہے ایسا کوئی معاوضہ دیا گیا ہو مگر میرے پاس اس وقت اس کا نام نہیں ہے۔ میں اس کے متعلق بعد میں بتا سکتا ہوں کہ شاید کوئی

ایسا آدمی رہ گیا ہو جس کا میں نام نہیں بتا سکا۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ قطعی طور پر یہ بتائیں ان کو معاوضہ دیا گیا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: خانیوال کو معاوضہ تو دیا گیا ہے۔ یہ پتہ نہیں کہ کتنا ہے!

جناب سپیکر: جن کا ذکر جنجوعہ صاحب نے کیا ہے ان کو دیا گیا ہے یا نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: ان کو بھی دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: دیا گیا ہے۔

محکمہ اوقاف کے ملکیتی مکانات کی تعمیر و مرمت

☆ 2182- **بیگم فرحت خواجہ رفیق:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مکانات غریب لوگوں کو کرایہ پر دے رکھے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان مکانات کی مرمت وغیرہ کرایہ دار خود ہی کراتے ہیں اور محکمہ اوقاف ان مکانات کی مرمت وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں کرتا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ اوقاف نے کرایہ سو روپیہ ماہانہ سے بڑھا کر 250 روپے ماہانہ کردیا ہے جو کہ غریب کرایہ داروں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کرایوں کو کم کرکے غریب کرایہ داروں سے وہی کرایہ وصول کرنے کو تیار ہے جو ان سے پہلے وصول کر رہی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری: (جناب نسیم احمد)

(الف) کسی وقف جائیداد کو تحویل میں لیتے وقت جو اشخاص موقع پر قابض ہوتے ہیں ان کو بلا تفریق کرایہ دار تصور کرلیا جاتا ہے۔

(ب) وقف املاک کی خصوصی مرمت محکمہ اوقاف کراتا ہے جب کہ چھوٹی موٹی مرمت کرایہ دار خود ہی کرالیتے ہیں۔

روپیہ کردیا ہو۔ بلکہ محکمانہ پالیسی کے مطابق ہر دو سال بعد کرایہ جات کی تشخیص نو کی جاتی ہے تو اس وقت بھی مارکیٹ ریٹ کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔

(د) محکمہ پہلے ہی دوسری پرائیویٹ جائیدادوں کے مقابلہ میں کم کرایہ وصول کررہا ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: کیا پارلیمانی سیکرٹری فرمائیں گے کہ اگر محکمہ اوقاف نے کسی رہائشی وقف املاک کی خصوصی مرمت کروائی ہے تو اس جگہ کا نام بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! بیگم صاحبہ نے یہ عام سوال کیا تھا۔ اس میں کسی مخصوص جگہ کا نام تو نہیں بتایا لہٰذا یہ ہمیں لکھ کردیں۔ کسی کے متعلق پوچھیں اس کے متعلق ہم بتا سکتے ہیں ضلع وار تفصیل بتائیں گے۔ جس کے بارے میں بھی یہ سوال کریں گے ہم جواب دیں گے اگر نیا سوال آجائے تو ہمیں بتائیں۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ کرایہ ہر دو سال کے بعد مارکیٹ ریٹ کے مطابق بڑھایا جاتا ہے۔ تو کیا یہ فرمائیں گے کہ یہ جو جز (ج) میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ حقیقت کے برعکس ہے "کہ محکمہ نے کسی کا کرایہ نہیں بڑھایا ہے" تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر دو سال کے بعد مارکیٹ ریٹ کے مطابق کرایہ بڑھایا جاتا ہے تو پھر یہ کس طرح کہتے ہیں کہ کرایہ نہیں بڑھایا۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! مائیک کو ذرا قریب کرکے بات کریں اور اپنے سوال کو دھرا دیں۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ حقیقت کے برعکس ہے محکمے نے کسی بھی کرایہ دار کا کرایہ نہیں بڑھایا۔ اس سوال کے جواب میں نیچے فرماتے ہیں کہ دوسال کے بعد مارکیٹ ریٹ کو مد نظر رکھاجاتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر دو سال کے بعد کرایہ بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب سپیکر! بیگم صاحبہ نے جواب کا آدھا حصہ تو پڑھ دیا اور آدھا بقایا رکھ لیا جز (ج) کے جواب میں لکھا ہے کہ "یہ حقیقت کے برعکس ہے کہ محکمہ نے کسی کرایہ دار کا کرایہ سو روپے سے بڑھا کر 250 روپے کردیا ہو" اور اب یہ فرما رہی ہیں کہ یہ حقیقت کے برعکس ہے کہ محکمہ نے کسی کا کرایہ نہیں بڑھایا۔ ان کا سوال یہ تھا کہ سو روپے سے بڑھا کر 250 روپے کردیا گیا۔ اس کا جواب یہی دیا گیا کہ یہ حقیقت کے برعکس ہے کہ محکمہ نے کسی کرایہ دار کا کرایہ سو روپے سے بڑھا کر 250 روپے کردیا ہو۔ تو یہ 250 روپے والی مثال جو ہے یہ انہوں نے ویسے ہی لکھ دیا۔ محکمہ کا یہ اصول

ہوتا ہے کہ عموماً بیس فیصد ہوتا ہے ورنہ بعض جگہوں پر جہاں مارکیٹ ریٹ زیادہ ہوتا ہے تو پھر انہیں نوٹس دیکر اور انہیں بلا کر ان کی hearing کے بعد کرایہ بڑھایا جاتا ہے۔ اسی طرح کرایہ بڑھتا ہے ورنہ اس وقت بھی تمام مارکیٹوں سے تمام کرایہ داروں سے۔ تمام محکموں سے اور دوسرے تمام کرایہ جمع کرنے والوں سے ہمارے کرایہ جات بہت کم ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ جہاں پر دو سال بعد جیسے کہ انہوں نے فرمایا ہے۔ 20 فیصد کرایہ بڑھایا جاتا ہے۔ تو اس کے لئے یہ محکمہ کسی ایک جگہ کا کرایہ بڑھانے کے لئے pick and choose کرتے ہیں یا کہ ایک جنرل آرڈر پاس کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! policy matter ہے اور یہ ہر سال یا دو سال کے بعد جنرل آرڈر نہیں ہوتا۔ یہ ایک پالیسی کے تحت دو سال بعد ڈسٹرکٹ منیجر انہیں نوٹس دے دیتے ہیں اور اس کے بعد اس کا فیصلہ کردیتے ہیں۔

جناب سپیکر: انصاری صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ جو policy matter ہے اس پالیسی میں کیا pick and choose ہے یا ایک ہی سٹینڈرڈ مقرر کرکے کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! ایک ہی سٹینڈرڈ میں کرتے ہیں کوئی pick and choose نہیں ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ خالی جگہ پر جو مکان تعمیر کرلیتے ہیں کیا آپ ان سے کرایہ وصول کرتے ہیں یا وہ بغیر کرائے کے رہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! اگر وہاں پر کوئی خالی جگہ پر مکان بنا لیتا ہے تو وہ encroacher کہلاتا ہے۔ ہم encroachment کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر ہم کوئی مزار یا اس سے اپنی ملحقہ کوئی زمین اپنی تحویل میں لیتے ہیں جہاں پر مکانات پہلے بنے ہوتے ہیں اور لوگ ان میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ تو اگر کوئی بناتا ہے تو وہ encroacher ہے۔ ہم تجاوز کرنے والے کی کبھی حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! ایک مثال ہے کہ لوگوں نے خالی جگہ پر تعمیر کرلی ہے۔ اس جگہ کو نہ

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! ایک مخصوص جگہ کے متعلق شاہ صاحب نے بیان فرمایا ہے - اس بارے میں ہم پتا کریں گے اور انکوائری کریں گے کہ کیا بات ہے کہ اس وقت تو ہمیں پتا نہیں۔ اس کے لئے تازہ سوال دیں یا ہم پتا کرلیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ بتایا ہے کہ چھوٹی موٹی مرمت کرایہ دار خود کرالیتے ہیں۔ تو مرمت پر جو خرچ آتا ہے وہ کرائے میں سے وضع کیا جاتا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جی نہیں۔ وہ ہمیں اطلاع دیتے ہیں نہ ہمیں ان کا کوئی پتا ہوتا ہے اور نہ ہم کرایہ میں سے منہا کرتے ہیں تو اس کا بھی کچھ حق ہے جو وہاں رہتا ہو۔ اس کی بھی کوئی ذمہ داری ہے۔ تمام ذمہ داری صرف محکمہ پر ہی نہیں ڈالنی چاہئے۔ جو وہاں رہ رہا ہے اور اس سے مفاد اٹھا رہا ہے اور کم قیمت پر رہ رہا ہے کم کرایہ پر رہ رہا ہے اس کے ذمے کوئی ذمے داری نہیں ہے کہ وہ اپنا گھر خود ہی صاف کرلے؟

مقررہ مدت سے پہلے افسران کی تبدیلی

☆ 2513- **جناب سرفراز نواز:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ اوقاف میں اگست 1985ء سے تا حال کتنے افسروں کی تبدیلیاں تین سال کی مقررہ مدت سے پہلے یعنی (pre-mature) طور پر کی گئی ماہانہ تفصیل کیڈر وار بمع نام اور وجوہات بیان کی جائے۔

(ب) اگست 1985ء سے تاحال مذکورہ افسروں میں سے جن کی تبدیلی کے احکام منسوخ کئے گئے ہیں ان کا ماہانہ تفصیل بمع نام اور وجوہات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری: (جناب نسیم احمد)

(الف) درج ذیل افسران گریڈ 17'18' کے تبادلے ان کی تعیناتی کے عرصہ تین سال گزرنے سے پہلے pre-mature کئے گئے۔

نمبر شمار	نام/عہدہ	عرصہ تعیناتی	جائے تعیناتی وجوہات
1	منیر احمد خان ناظم اوقاف	26 مئی 1986ء تا 3 اگست 1986ء	آفیسر ایجوکیشن و مطبوعات ناظم اوقاف بہاولپور	بوجہ ریٹائرمنٹ جو عبدالرحمٰن 25 سال

2	نعیم الدین	25 جون 1986ء تا	سیکشن آفیسر عمومی دوئم	بوجہ انتظامی امور و
	سیکشن آفیسر	8 جنوری 1987ء	ناظم اوقاف سرگودھا	محکمانہ مفاد
3	محمد اختر	25 جون 1986ء تا	ایس او جی (اول)	ایضاً
	سیکشن آفیسر	8 جنوری 1987ء	ایس او جی (دوئم)	
4	ملک عطا اللہ	17 ستمبر 1986ء تا	آفیسر معائنہ و تحقیقات	بوجہ ریٹائرمنٹ
	سیکشن آفیسر	8 جنوری 1986ء	ناظم اوقاف راولپنڈی	ازہر عباس بوجہ انتظامی امور
				امور محکمانہ مفاد
5	رانا محمد ارشاد	17 ستمبر 1986ء تا	ایجوکیشن آفیسر	بوجہ انتظامی امور و
	آفیسر معائنہ	8 جنوری 1987ء	آفیسر معائنہ و تحقیقات	محکمانہ مفاد
6	مناظر حسین نظر	3 اگست 1986ء تا	ناظم اوقاف سرگودھا	ایضاً
	ناظم اوقاف	8 جنوری 1987ء	ناظم اوقاف	ملتان
7	رانا ذوالفقار علی	22 جون 1986ء تا	ناظم اوقاف ملتان	
	ناظم اوقاف	8 جنوری 1987ء	ایڈر سیکرٹری	
			ڈائریکٹر ایڈمن	
8	توحید الرحمٰن	13 مارچ 1986ء تا	ناظم اوقاف راولپنڈی	بوجہ انتظامی و محکمانہ امور و مفاد
	ناظم اوقاف	8 جنوری 1987ء		ناظم اوقاف داتا دربار
9	چودھری سبحان علی	14 مارچ 1984ء	مہتمم مرکز معارف اولیا	ایضاً
	ناظم اوقاف	21 جولائی 1986ء	ناظم حلقہ مرکزی	

ایس ڈی او اوقاف سکیل نمبر 17

1	چودھری علی محمد	6 جنوری 1985ء	ڈی پی سی	محکمانہ مفاد و انتظامی امور
		24 فروری 1987ء	ایس ڈی او ڈی پی اے	

سپرنٹنڈنٹ صاحبان سکیل نمبر 16

		19 اکتوبر 1986ء	ڈی پی اے آفس	
2	ظفر اقبال	12 مئی 1984ء	معائنہ برانچ	ایضاً"
		12 فروری 1987ء	ایس او جی اول	

مینجران اوقاف سکیل نمبر16

1	عاشق حسین	7 فروری 1986ء	فارم مینجر پاکپتن	ایضاً"
		8 دسمبر 1986ء	اسسٹنٹ معائنہ برانچ	
2	چودھری عبدالرشید	17 جولائی 1985ء	مینجر اوقاف گجرات	ایضاً"
		یکم نومبر 1986ء	اسسٹنٹ حلقہ مرکزی	
3	اصغر ممتاز	25 فروری 1986ء	مینجر اوقاف اوکاڑہ	
		21 جنوری 1987ء	مینجر اوقاف قصور	
4	احسان الٰہی	21 جولائی 1981ء	مینجر بورے والا	ایضاً"
		10 اپریل 1986ء	مینجر سیالکوٹ	
5	محمد شریف	5 مارچ 1984	داتا دربار	ایضاً"
		21 جنوری 1987ء	مینجر شیخوپورہ	
6	کبیر علی		19 اکتوبر 1986ء	ایل آر حلقہ مرکزی ایضاً"
		یکم مارچ 1987ء	مینجر اوقاف شاہ کوٹ	
7	انوار الحق		10 اپریل 1986ء	مینجر شیخوپورہ ایضاً"
		21 جنوری 1987ء		لاہور حلقہ نمبر5
8	عتیق احمد شاہ	اکتوبر 1984ء	مینجر اوقاف قصور	ایضاً"
		21 جنوری 1987ء	پاکپتن شریف	
9	سلیمان حاکم انصاری	17 اکتوبر 1985ء	کوٹ مٹھن	
		13 اکتوبر 1985ء	سپرنٹنڈنٹ راولپنڈی	

اسسٹنٹ اکاؤنٹس آفیسر اوقاف سکیل نمبر16

		25 مئی 1985	اسسٹنٹ اکاونٹس آفیسر (جی پی ایف)	
2	مختار احمد	یکم جولائی 1985ء 11 نومبر 1986ء	حلقہ مرکزی لاہور راولپنڈی زون	ایضاً"
3	عبدالستار	19 اکتوبر 1982ء 12 فروری 1984ء	ملتان آڈٹ آفیسر ملتان	ایضاً"
4	وجیہ الحسن نقوی	یکم مارچ 1984ء یکم جنوری 1986ء	سرگودھا آڈٹ آفیسر بہاولپور	ایضاً"
5	محمد خلیل	یکم جولائی 1985 11 نومبر 1986ء	راولپنڈی حلقہ مرکزی اسسٹنٹ اکاؤنٹس آفیسر	ایضاً"

(ب) جن افسران کے تبادلہ کے احکام اگست 1985ء سے کئے گئے تھے اوران کو منسوخ کیا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	محمد عبداللہ ہارون	7 اکتوبر 1985ء 8 فروری 1987ء	اسسٹنٹ زونل آفس ملتان کر کے ایل آر زونل آفس ملتان کے زونل آفس میں معاون تعینات کیا گیا	مورخہ 7 اکتوبر 85 کو تبدیل
2	محمد شریف معاون	8 فروری 1985ء	مینجر رحیم یار خان تبدیل کر کے صدر دفتر تعینات کیا گیا یہ حکم 2 ستمبر 1986ء کو منسوخ کیا گیا۔	مورخہ 12 جون 1986ء
3	ارشاد احمد تونسوی	17 اکتوبر 1985ء 12 اگست 1986ء	اسسٹنٹ زونل آفس بہاولپور اسسٹنٹ مینجر رحیم خان	بذریعہ حکم مورخہ 12 اگست 1986ء رحیم یار خان سے زونل آفس بہاولپور لگا دیا گیا۔
4	منور خان	10 اپریل 1986ء	مینجر اوقاف حلقہ نمبر2	مورخہ 3 اپریل 86 کو ڈیرہ غازی خان

8 مئی 1986ء مینجر ڈیرہ غازی خان جہلم تبادلہ ہوا اور مورخہ 8 اپریل 86 کو بحکم جناب وزیر تبادلہ روکا گیا۔

5 افتخار علی 12 اپریل 1986ء مینجر جہلم

6 محمد حسین شاہ 5 اگست 1986ء مینجر حلقہ نمبر1 لاہور بذریعہ حکم 5 نومبر 86 کو تبدیل

7 محمد زبیر فتحی 5 اگست 1986ء حلقہ نمبر3 لاہور مینجر حلقہ نمبر4 لاہور تبدیل کیا بعد میں حکم مورخہ 10 اپریل 1986ء منسوخ کیا گیا۔

8 میاں امام علی 8 نومبر 1986 مینجر حلقہ نمبر2 ملتان بذریعہ حکم مورخہ 8 نومبر 86 کو تبدیل کرکے مینجر ایل آر سرگودھا تعینات کیا گیا۔ یہ حکم 15 فروری 1987ء کو منسوخ کیا گیا۔

سابقہ سیشن اور موجودہ سیشن کے دوران ہونے والے درج ذیل مزید افسران گریڈ 17 اور 18 کے تبادلے جو ان کے تعیناتی کے عرصہ تین سال گزرنے سے پہلے کئے گئے۔

9 عطا اللہ ملک ناظم اوقاف راولپنڈی زون 17 ناظم اوقاف حلقہ مرکزی لاہور
8-1-87 تا 11-10-87 12-10-87

10 چودھری سبحان علی ناظم حلقہ مرکزی لاہور 17 مہتمم مرکز معارف اولیاء داتا دربار لاہور
21-7-86 تا 11-10-87 24-11-87

11 نثار احمد قریشی سپرنٹنڈنٹ صدر دفتر مینجر اوقاف چشتیاں سرکل
31-12-87

میاں امام علی مینجر حلقہ نمبر2 ملتان مینجر حلقہ نمبر3 ملتان
11-11-87

حافظ عبدالودود مینجر سیکنڈ نمبر3 مینجر اوقاف حلقہ بوریوالہ
19-6-87- تا 11-11-87 12-11-87

حافظ عبدالعزیز مینجر اوقاف اوکاڑہ سرکل مینجر لیوریز و سنٹرل زون لاہور
11-11-87

محمد شریف اللہ حلقہ مرکزی لاہور مینجر اوقاف حلقہ اوکاڑہ
2-5-87 تا 10-11-87

جامع مسجد کریم بخش لاہور کی تعمیر نو

☆ 2765- بیگم فرحت خواجہ رفیق: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیت ہے کہ جامع مسجد کریم بخش لنگے منڈی پانی والا تالاب لاہور کی پانی کی ٹینکی پھٹ جانے سے مسجد میں جابجا گہرے شگاف پڑ گئے ہیں اور کسی وقت بھی ازخود مسجد کے شہید ہونے کا احتمال ہے جس سے جانی و مالی نقصان ہونے کے شدید خطرات موجود ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مسجد کو شہید کرکے از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری: (جناب نسیم احمد)

(الف) اس حد تک درست ہے کہ جامع مسجد کریم پانی والا تالاب لنگے منڈی لاہور میں گہرے شگاف پڑے ہوئے ہیں اور کسی وقت بھی مسجد کے شہید ہونے کا احتمال ہے۔ جس سے جانی و مالی نقصان ہوسکتا ہے لیکن یہ درست نہیں کہ یہ شگاف مسجد میں پانی کی ٹینکی پھٹ جانے سے پڑ گئے ہیں بلکہ یہ شگاف ایل ڈی اے کے سیوریج سسٹم میں نقائص کی وجہ سے پڑ گئے ہیں۔

(ب) محکمہ اوقاف کی آمدنی کے وسائل محدود ہیں جس کی بناء پر مسجد کو شہید کرکے از سر نو تعمیر کے لئے کثیر رقم مہیا کرنا ممکن نہیں ہے۔ چونکہ مسجد کو نقصان لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی /واسا کے سیوریج سسٹم میں خرابی کی وجہ سے پہنچا ہے۔ اس لئے ان کو مسجد کی تعمیر نو اپنے خرچہ سے کرنے کے لئے لکھا جاچکا ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ اوقاف نے بذریعہ سمری مورخہ 26اگست 1987ء تمام صورت حال زیر تحریر لاتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب سے استدعا کی ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو مسجد مذکور کی از سر نو تعمیر کرنے کی ہدایت کی جائے۔ دوسری صورت میں محکمہ اوقاف نے مسجد کی تعمیر نو کا تخمینہ مبلغ 20 لاکھ روپیہ لگایا ہے۔ یہ رقم حکومت کے خزانے سے مسجد کی دوبارہ تعمیر کے لئے محکمہ اوقاف کو بطور خصوصی گرانٹ مہیا کی جائے۔ سمری پر جناب وزیراعلیٰ صاحب پنجاب کے احکام بابت تعمیر نو مسجد مذکور موصول ہوگئے ہیں۔ فیصلہ ہوا ہے کہ نصف نصف رقم محکمہ اوقاف اور ایل ڈی اے (واسا) ادا کریں گے۔ ڈیزائن اور تخمینہ لاگت تیار کیا جارہا ہے۔ اس کے مطابق واسا سے نصف رقم طلب کی جائے گی۔ اس کے وصول ہونے پر مسجد کی تعمیر نو شروع کی جائے گی۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: جناب والا! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ ڈیزائن اور تخمینہ لاگت تیار کرنے میں مسجد کمیٹی کے ممبران کو اس میٹنگ میں شامل کیا جاتا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! ڈیزائن تیار کرنے میں تو محکمہ کے جو انجینئرز ہیں اور جو کمیٹی بنائی گئی ہے اگر کوئی خواہش کرے تو اسے بلایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ کسی کو وہاں نہ آنے دیا جائے۔ اگر بیگم صاحبہ خود بھی اس کمیٹی میں آنا چاہیں تو اپنے طور پر بھی وہ ڈیزائن دے سکتی ہیں اور اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں مسجد کمیٹی کے ممبران کو آپ اعتماد میں لینے کی بات کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جی بالکل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس پر آپ تیار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: ہاں جی بالکل تیار ہیں۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ اس مسجد کی تعمیر کب تک شروع ہوگی۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! یہ لکھ دیا گیا ہے کہ ابھی تو awaited ہے وہ دس لاکھ روپیہ جو واسا والوں نے دینا ہے وہ بھی ادا کریں گے اور یہ ڈیزائن وغیرہ تیار ہو جائے گا تو اس کے بعد مسجد کی تعمیر شروع ہو جائے گی اس میں باقی کونسی رکاوٹ رہ جائے گی۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ پوچھنا چاہتی ہیں کہ یہ ساری formaliteis کب تک مکمل ہو جائیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! ہماری ان کے ساتھ correspondence چل رہی ہے۔ یہ ان کی ادائیگی پر ہے۔ ہماری طرف سے تو چاہے آج شروع ہوجائے۔ مگر واسا یعنی ایل ڈی اے سے بھی تو بات کرنی ہے۔ پیسے تو انہوں نے دینے ہیں۔ وہ رقم بھی تو ادا کریں۔ اس کے بعد کام شروع ہوجائے گا۔

داتا دربار مسجد کے لئے فراہم کردہ شیشہ کی تفصیلات

☆ 2888- جناب محمد [illegible]

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داتا دربار کی زیر تعمیر مسجد کے لیے لاکھوں روپے کی مالیت کا شیشہ منگوایا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شیشہ گزشتہ دنوں استعمال کرنے سے قبل ہی ٹوٹ گیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس شیشہ کے لاکھوں روپے کے نقصان کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اگر نہیں کی گئی تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری: (جناب نسیم احمد)

(الف) مطلوبہ رپورٹ شق وار درج ہے۔

یہ درست ہے کہ داتا دربار کی زیر تعمیر مسجد کے لئے 10 ملی میٹر موٹا لمینیٹڈ (Lominated) بیرون ملک سے 28,44,206/80 روپے کا منگوایا گیا تھا۔ شیشہ کی سکرین ایک بہت بڑی شین لیس اسٹیل کے فریم کے اندر لگائی گئی ہے۔ چونکہ اندرون ملک کوئی بھی فرم یا کمپنی ایسی سکرین تیار کرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ لہٰذا (Implimentation committee) داتا دربار نئی مساجد نے جناب گورنر پنجاب سے منظوری کے بعد سکرین کی تنصیب اور تکمیل کا کام میسرز لینڈ لندن سے طے پایا جو کہ اس وقت تنصیب تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سکرین میں ایک شیشے کا ٹکڑا جس کا سائز 10.75 × 7079 فٹ مساوی 83,74 مربع فٹ جو کہ ابھی مکمل طور پر فٹ نہ کیا گیا تھا۔ دوران تنصیب و ٹیسٹنگ ٹوٹ گیا۔ اس شیشے کے ٹکڑے کی قیمت تقریباً" اٹھارہ ہزار روپے تھی تاہم ٹھیکیدار نے پہلے ہی بطور حفظ ماتقدم ضروری سائزوں میں اضافی شیشے بھجوائے تھے تاکہ دوران تنصیب و ترسیل اگر کسی شیشہ کو نقصان پہنچے تو یہ متبادل کے طور پر کام آسکیں۔

(ج) جیسا کہ اوپر وضاحت کی جاچکی ہے کہ ٹوٹنے والے شیشے کی قیمت لاکھوں روپے نہ ہے بلکہ اٹھارہ ہزار روپے ہے اور یہ شیشہ دوران ٹیسٹنگ ٹوٹا ہے جس کا ذمہ ٹھیکیدار ہے نہ کہ محکمہ۔ چونکہ یہ واقعہ محکمہ کے کسی ملازم کی کوتاہی سے نہ پیش آیا ہے اور نہ ہی محکمہ کو کسی قسم کا مالی نقصان ہوا ہے۔ لہٰذا کسی ملازم کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز نہ تھا۔ مزید برآں ٹھیکیدار نے اس سائز کا اضافی شیشہ پہلے ہی بھجوا دیا ہے جس کو موقعہ پر دوبارہ تنصیب کردیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری صاحب ملاحظہ فرمائیں گے تو لکھا ہوا ہے "جناب گورنر پنجاب سے منظوری کے بعد سکرین کی تنصیب اور تکمیل کا کام میسرز اور آگے گول مال کردیا گیا ہے۔ میسرز کون ہیں۔ یہ ویسے ہی فرضی نام دیا گیا ہے یا یہ مس پرنٹ misprint ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (اوقاف): جناب سپیکر! اگر آپ پہلے مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیتے تو یہ جو ابہام پیدا ہوا ہے شاید یہ دور ہوجاتا اور اس کی وضاحت ضروری نہ رہتی تو اب اگر آپ اجازت دیں تو (الف) کو دوبارہ پڑھ دیتا ہوں اور اسی لائن کو پڑھتا ہوں یہ misprint ہوگیا۔ رہ گیا تھا۔ اس کی تصحیح کرلیں جناب گورنر پنجاب سے منظوری کے بعد سکرین کی تنصیب اور تکمیل کا کام میسرز ٹینڈا لمیٹڈ لندن سے طے پایا۔

جناب سپیکر! یہ لفظ اردو میں لکھا ہوا ہے اگر یہ لفظ انگریزی میں لکھا ہوتا تو ان کا پورا pronunciation بتا دیتا ہے تو اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ٹینڈا ہے یا ٹنڈا ہے۔

مزار پیر بالا ضلع اوکاڑہ کی مرمت

☆2934 **چودھری ارشاد علی:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مزار بالا پیر واقع رینالہ خورد تحصیل و ضلع اوکاڑہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام چل رہا ہے اور ہر ماہ پہلی جمعرات کو عرس کے موقع پر محکمہ اوقاف کو آمدنی ہوتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ بالا مزار پر بجلی اور پانی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ عقیدت مندوں اور علاقہ کے باسیوں کی طرف سے مزار بالا پیر کی شایان شان مرمت کے لئے عرض گزاری گئی تھی اور جناب وزیر اعلیٰ کی جانب سے بھی مرمت کروانے کے لئے محکمہ کو ہدایت جاری ہوئی تھی۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو

1- سال رواں گزشتہ پانچ سالوں کی آمدن کی تفصیل مہیا کی جائے۔

2- مزار مذکورہ پر زائرین کے لئے بجلی اور پانی کی سہولتیں مہیا نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت وہاں پر پانی اور بجلی کی سہولتیں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک اور

اس کی مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک اور اس مقصد کے لئے کتنا سرمایہ مختص کیا گیا ہے یا کرنے کا ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری: (جناب نسیم احمد)

(الف) یہ درست ہے کہ دربار حضرت محمد غوث بالا پیر زیر تحویل محکمہ اوقاف ہے اور ہر قمری ماہ کی پہلی جمعرات کو (عرس نہیں) نو چندی لگتی ہیں۔جس سے محکمہ اوقاف کو آمدن ہوتی ہے۔

(ب) دربار مذکور پر بجلی نہیں ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ دربار سے ملحقہ دیہات میں محکمہ واپڈا نے تاحال بجلی مہیا نہیں کی جہاں تک پانی کا تعلق ہے ایک کنواں اور ہینڈ پمپ لگے ہوئے ہیں جن کا پانی زائرین استعمال کرتے ہیں۔

(ج) 1986-87ء کے دوران عقیدت مندوں یا علاقے کے باسیوں کی طرف سے مزار کی شایان شان مرمت کے لئے درخواست موصول نہیں ہوئی۔ البتہ چودھری ارشاد علی ایم پی اے رینالہ خورد نے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب لاہور کو دربار مذکور کی مرمت/بجلی مہیا کرنے کے لئے درخواست گزاری ہے جو وزیراعلیٰ پنجاب لاہور کے سیکرٹریٹ کی وساطت سے محکمہ اوقاف کو موصول ہوئی۔ ایم پی اے جناب چودھری ارشاد علی کی جانب سے جو درخواست وزیراعلیٰ کو دوبار بالا پیر کی مرمت کے بارے میں موصول ہوئی تھی۔ اس پر اس دربار کی مرمت کا تخمینہ پچھتر ہزار لگایا گیا ہے اور ترجیحی بنیادوں پر بنائی گئی لسٹ میں ڈالا گیا ہے۔

(د) 1- گوشوراہ آمدن لف ہے۔

2- پانی کے لئے مسجد سے ملحقہ ایک کنواں اور ہینڈ پمپ ہیں جہاں تک بجلی مہیا کرنے کا تعلق ہے دربار مذکور سے تقریباً 3 کلو میٹر کے فاصلے پر بجلی کا کنکشن جلد حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ جناب چیئرمین ایریا الیکٹرک سٹی بورڈ ملتان سے دربار مذکور کے لئے بجلی مہیا کرنے کے سلسلہ میں رابطہ قائم ہے۔ نیز معاملہ ہذا میں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب سے بھی نصف رقم اخراجات کے سلسلہ میں رابطہ قائم ہے۔ امید ہے کہ عنقریب اس کام کا آغاز کردیا جائے گا۔

3- دربار حضرت بالا پیر سے ملحقہ کمرہ جات برائے زائرین کی خصوصی مرمت پر محکمہ نے سال 1985-86ء میں مبلغ -/60,700 روپیہ خرچ کئے ہیں رواں مالی سال اس مقصد کے لئے مبلغ 75,000 ہزار روپے مختص کردیئے گئے اور کام ٹھیکہ دار کو الاٹ کردیا گیا ہے۔

گوشوارہ آمدن دربار حضرت محمد غوث بالا پیر برائے سال ۸۲-۱۹۸۱ء تا ۸۷-۱۹۸۶ء

نمبر شمار	نام وقف املاک	سال	کرایہ مکانات	پٹہ اراضی	کیش بکس	ٹھیکہ پاپوس	ٹھیکہ گلفروشی	متفرق	میزان
۱	دربار محمد غوث بالا پیر	۸۲-۱۹۸۱ء	۲۰۰/-	۱۱،۰۰۰	۱،۰۰،۰۰۰	۲،۰۰۰/-	—	۶۰،۰۰۰	۱،۷۳،۲۰۰/-
۲	ایضاً	۸۳-۱۹۸۲ء	۳۰۰/-	۱۱،۰۰۰	۱،۳۰،۰۰۰	۳،۰۰۰/-	—	۸۰،۰۰۰	۲،۲۴،۳۰۰/-
۳	ایضاً	۸۴-۱۹۸۳ء	۳۰۰/-	۱۲،۰۰۰	۱،۶۰،۰۰۰	۵۰۰۰/-	—	۱۲۰،۰۰۰	۲،۹۷،۳۰۰/-
۴	ایضاً	۸۵-۱۹۸۴ء	۳۰۰/-	۸،۰۰۰	۲،۰۰،۰۰۰	۷۰۰۰/-	—	۱۳۰،۰۰۰	۳،۴۵،۳۰۰/-
۵	ایضاً	۸۶-۱۹۸۵ء	۳۰۰/-	۸،۰۰۰	۲،۰۰،۰۰۰	۷۰۰۰/-	۱۲۰۰/-	۱۳۰،۰۰۰	۳،۴۶،۵۰۰/-
۶	ایضاً	۸۷-۱۹۸۶ء	۳۵۰/-	۸،۰۰۰	۲،۰۵،۰۰۰	۷۱۰۰/-	۱۳۰۰/-	۱۳۰،۰۰۰	۳،۵۱،۷۵۰/-

داتا دربار ہسپتال میں تین سال کے زائد عرصہ سے متعین ملازمین کی تعداد

☆ 2993- **میاں محمد افضل حیات:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) داتا دربار ہسپتال میں کتنے ایسے ملازمین ہیں جو تین سال سے زائد عرصہ سے اس ہسپتال میں تعینات ہیں۔ ان افراد کے نام عہدہ اور تاریخ تعیناتی کیا ہے۔

(ب) کیا حکومت ان افراد کو متذکرہ جگہوں سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو ایک ہی جگہ پر کافی عرصہ سے تعینات ہیں اگر نہیں تو وجہ؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف (جناب نسیم احمد)

(الف) داتا دربار ہسپتال لاہور میں جو ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں ان کی کل تعداد 206 ہے۔ ایسے اہلکاران و افسران کے کوائف منسلکہ فہرست پر دیئے گئے ہیں۔

(ب) محکمہ کے زیر تحویل صرف ایک ہی ہسپتال قائم ہے جس کا زیادہ تر عملہ میڈیکل سٹاف ہے۔ لہٰذا ان کو کسی دوسری جگہ تبدیل کرنا ممکن نہ ہے۔ البتہ محکمہ اوقاف منسٹریل سٹاف کو مرحلہ وار تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

لسٹ برائے افسران و اہلکاران سکیل نمبر 11 تا 18 داتا دربار ہسپتال لاہور جن کا عرصہ تعیناتی سب سے زیادہ ہے

نمبر شمار	نام بمع عہدہ	سکیل نمبر	تاریخ موجودہ جائے تعیناتی
1	ڈاکٹر حمیدہ عطا سینئر میڈیکل آفیسر	18	یکم نومبر 1971ء
2	ڈاکٹر منور پیرزادہ ڈینٹل سرجن	18	28 مئی 1970ء
3	ڈاکٹر ظفراللہ پرویز میڈیکل افسر آئی	18	29 ستمبر 1969ء
4	ڈاکٹر محمد سعید اختر پتھالوجسٹ	18	13 جون 1979ء
5	ڈاکٹر محمد فیاض ٹھنسٹ	18	یکم نومبر 1983ء
6	ڈاکٹر حامد ریاض سینئر میڈیکل افسر	18	21 فروری 1975ء
7	ڈاکٹر محمد مرتضیٰ میڈیکل افسر	17	11 جون 1979ء

8	ڈاکٹر ہمایوں جاوید ملک میڈیکل افسر	17	28 اگست 1978ء
9	ڈاکٹر عبدالوحید میڈیکل افسر	17	11 جون 1969ء
10	ڈاکٹر مبشرہ نسیم میڈیکل افسر	17	یکم فروری 1973ء
11	ڈاکٹر طلعت حمید قریشی میڈیکل افسر	17	24 اگست 1978ء
12	ڈاکٹر قمرالسلام لودھی آئی سپیشلسٹ	18	23 دسمبر 1978ء
13	ڈاکٹر محمد جمیل رجسٹرار آئی وارڈ	17	20 مئی 1980ء
14	ڈاکٹر خواجہ بختیار قادر میڈیکل افسر آئی	17	جولائی 1983ء
15	ڈاکٹر ظفراللہ خان نیازی میڈیکل افسر آئی	17	جنوری 1983ء
16	ڈاکٹر محمد ماکرم میڈیکل افسر آئی	17	20 ستمبر 1984ء
17	ڈاکٹر محمد زبیر رجسٹرار میڈیکل افسر	17	3 دسمبر 1980ء
18	ڈاکٹر عبدالصمد ڈینٹل سرجن (مستعار بنیاد پر)	18	10 اگست 1981ء
19	ڈاکٹر ایوب حسن شاہ ڈینٹل سرجن	17	7 دسمبر 1980ء
20	ڈاکٹر شاہدہ یاسمین رجسٹرار میڈیکل افسر گائنی	17	اگست 1981ء
21	ڈاکٹر نجمہ جاوید رجسٹرار گائنی	17	23 مارچ 1983ء
22	چودھری محمد علی ایڈمنسٹریٹر افسر	16	11 مئی 1982ء
23	مسز غلام صغرا سسٹر	16	17 دسمبر 1965ء
24	مسز کلثوم رانا سسٹر	16	یکم اکتوبر 1971ء
25	مسز عطیہ خان سسٹر	15	23 دسمبر 1970ء
26	مسٹر عطا محمد سٹینو گرافر	15	14 فروری 1978ء
27	مسٹر محمد سعید اختر سٹینو گرافر	15	یکم دسمبر 1982ء
28	مسز امثل حفیظ سٹاف نرس	14	2 فروری 1976ء
29	مسز الماس ناز سٹاف نرس	14	16 مئی 1981ء
30	مسز عابدہ نیامت سٹاف نرس	14	16 دسمبر 1978ء
31	مسز نعیمہ شفیق سٹاف نرس	14	27 مئی 1981ء

32	مسز صغرا ظہیر سٹاف نرس	14	6 دسمبر 1980ء
33	مسز تسمیہ سلطانہ سٹاف نرس	14	16 مارچ 1969ء
34	مسز نصرت رشید سٹاف نرس	14	9 جولائی 1977ء
35	مسز رضیہ بیگم سٹاف نرس	17	3 ستمبر 1978ء
36	مسز زرینہ بیگم سٹاف نرس	14	2 جولائی 1981ء
37	مسٹر فضل الٰہی سٹاف نرس	14	11 مارچ 1969ء
38	مسز کشور سعید چاند سٹاف نرس	14	3 نومبر 1977ء

لسٹ اہلکاران سکیل نمبر 1 تا 11 دربار ہسپتال لاہور
جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ ہے

نمبر شمار	نام بمع عہدہ	سکیل نمبر	تاریخ موجودہ جائے تعیناتی
1	مسٹر شیخ ثناء اللہ اکاؤنٹنٹ	11	5 مئی 1977ء
2	عباسی علی سینئر کلرک	6	4 ستمبر 1970ء
3	عطاء اللہ خاں جونیئر کلرک	5	22 اگست 1969ء
4	محمد انوار جونیئر کلرک	5	6 جنوری 1969ء
5	محمد سرفراز حسین جونیئر کلرک	5	16 اپریل 1984ء
6	محمد رفیق جونیئر کلرک	5	4 جنوری 1977ء
7	امان اللہ جونیئر کلرک	5	یکم اپریل 1980ء
8	مظہر حسین جونیئر کلرک	5	16 جنوری 1983ء
9	خلیل احمد جونیئر کلرک	5	18 جولائی 1984ء
10	سردار علی سٹور کیپر	8	10 اپریل 1971ء
11	چودھری محمد حفیظ سٹور کیپر	8	یکم دسمبر 1984ء
12	شہزادہ ظفر قریشی لیبارٹری اسسٹنٹ	6	18 فروری 1978ء
13	سردار علی ایکسرے اسسٹنٹ	6	17 اکتوبر 1964ء

15	محمد اقبال ایضاً"	9	7 جون 1981ء
16	منیر احمد آصف ایضاً"	9	20 فروری 1983ء
17	ناظر حسین او ٹی اے	8	14 فروری 1960ء
18	مشتاق احمد او ٹی اے	8	15 اگست 1962ء
19	نذیر احمد او ٹی اے	6	یکم اکتوبر 1970ء
20	شوکت علی شاہ او ٹی اے	6	2 جنوری 1978ء
21	محبوب الٰہی او ٹی اے	6	12 مئی 1984ء
22	ساجد الٰہی او ٹی اے	6	13 اکتوبر 1982ء
23	مسز بشرہ پروین او ٹی اے	6	21 مئی 1978ء
24	محمد رزاق دوا ساز	6	16 جون 1982ء
25	محمد افضل ڈسپنسر	8	13 ستمبر 1960ء
26	محمد اکرم ڈسپنسر	8	3 اگست 1962ء
27	مسز انوار فاطمہ ڈسپنسر	8	یکم ستمبر 1962ء
28	مسز منور اعجاز ڈسپنسر	8	یکم ستمبر 1962ء
29	محمد اسلم ڈسپنسر	6	25 اگست 1969ء
30	برکت علی مرزا ڈسپنسر	6	17 جون 1968ء
31	مسز فرحت ارا ڈسپنسر	6	19 مارچ 1970ء
32	ثریا بیگم ڈسپنسر	6	یکم مارچ 1976ء
33	شہناز اکرم ڈسپنسر	6	16 مارچ 1971ء
34	صبیحہ رفیق ڈسپنسر	6	26 جون 1980ء
35	مشتاق احمد ڈسپنسر	6	16 اکتوبر 1970ء
36	غلام دستگیر بخاری ڈسپنسر	6	25 ستمبر 1978ء
37	محمد عارف ڈسپنسر	6	25 دسمبر 1976ء
38	مس عصمت ناہید ڈسپنسر	6	23 فروری 1978ء

40	محمد صادق ڈسپنسر	6	یکم دسمبر 1981ء
41	شبیر احمد ڈسپنسر	6	4 ستمبر 1983ء
42	مس شمیم اختر ڈسپنسر	6	28 جون 1980ء
43	عبدالخلیق ڈسپنسر	6	11 جون 1981ء
44	عبدالرشید ڈریسر	5	12 اکتوبر 1970ء
45	فقیر احمد خاں ڈریسر	5	11 ستمبر 1976ء
46	مسز صبیحہ خانم ڈریسر	5	17 مارچ 1977ء
47	مسز زکیہ خانم ڈریسر	5	25 مارچ 1976ء
48	شاہد زماں ڈریسر	5	یکم جون 1981ء
49	سعید العارفین نرسنگ اردلی	4	یکم اپریل 1969ء
50	سید محمد نرسنگ اردلی	4	28 دسمبر 1974ء
51	محمد شاہ اردلی نرسنگ	4	17 مارچ 1969ء
52	محمود الحق نرسنگ اردلی	4	26 اگست 1970ء
53	مسز زبیدہ بیگم میڈ وائف	4	11 فروری 1969ء
54	مسز توحید اختر میڈ وائف	4	15 فروری 1972ء
55	مسز مسرت اعجاز میڈ وائف	4	7 نومبر 1968ء
56	مسز صفیہ بیگم میڈ وائف	4	4 فروری 1975ء
57	مسز رضیہ بیگم میڈ وائف	4	6 اپریل 1976ء
58	مسز چمن آرا میڈ وائف	4	یکم ستمبر 1969ء
59	محمد عاشق ویکسینیٹر	5	2 ستمبر 1970ء
60	مسز نورین اختر او ٹی اے	3	19 مارچ 1977ء
61	معراج بٹ ڈرائیور	6	12 مئی 1970ء
62	فقیر حسین ڈرائیور	6	5 ستمبر 1973ء
63	رزاق حسین ڈرائیور	6	15 جنوری 1975ء
64	نصیر خان ڈرائیور	6	یکم فروری 1977ء

65	محمد یعقوب پلمبر	5	24 اکتوبر 1978ء
66	عظمت اللہ جنریٹر آپریٹر	6	
67	سکندر حیات الیکٹریشن	2	4 ستمبر 1971ء
68	محمد طارق عثمانی الیکٹریشن	2	6 دسمبر 1972ء
69	غلام محی الدین الیکٹریشن	2	9 نومبر 1980ء
70	محمد شریف ٹیوب ویل ڈرائیور	2	یکم ستمبر 1976ء
71	محمد انور ٹیوب ویل ڈرائیور	2	4 جولائی 1973ء
72	محمد ابراہیم دھوبی	1	5 ستمبر 1980ء
73	محمد جمیل دھوبی	1	19 ستمبر 1984ء
74	خوشی محمد مالی	1	6 جنوری 1972ء
75	محمد برکت مالی	1	5 مئی 1981ء
76	عبدالغفور مالی	1	16 اگست 1971ء
77	مہردین مالی	1	//
78	محمد بشیر مالی	1	10 نومبر 1980ء
79	نور محمد چوکیدار	1	یکم ستمبر 1973ء
80	محمد اویس چوکیدار	1	29 نومبر 1971ء
81	صغیر احمد چوکیدار	1	یکم جون 1982ء
82	آدم خاں چوکیدار	1	10 نومبر 1982ء
83	حمید اللہ چوکیدار	1	//
84	زاہد علی چوکیدار	1	//
85	نذیر بیگم وارڈ سرونٹ	1	21 جنوری 1971ء
86	چراغ بی بی وارڈ سرونٹ	1	21 اگست 1973ء
87	جنت فردوس وارڈ سرونٹ	1	یکم فروری 1978ء
88	عنائت بیگم وارڈ سرونٹ	1	23 نومبر 1976ء
89	حمیدہ ملک وارڈ سرونٹ	1	یکم فروری 1978ء

90	بلقیس بیگم وارڈ سرونٹ	1	26 جولائی 1975ء
91	سرفراز بیگم وارڈ سرونٹ	1	29 جولائی 1978ء
92	خالد پرویز وارڈ سرونٹ	1	18 جولائی 1981ء
93	سردار علی وارڈ سرونٹ	1	18 نومبر 1981ء
94	سلیم احمد وارڈ سرونٹ	1	18 جنوری 1981ء
95	عابد الٰہی وارڈ سرونٹ	1	28 جنوری 1981ء
96	محمود احمد وارڈ سرونٹ	1	17 جولائی 1977ء
97	محمد اکرم وارڈ سرونٹ	1	16 نومبر 1981ء
98	زکریا بانو او ٹی بی	1	15 نومبر 1980ء
99	غلام رسول او ٹی بی	1	9 جولائی 1983ء
100	عاشق حسین [illegible]	1	12 جنوری 1971ء
101	محمد حنیف او ٹی بی	1	29 اگست 1977ء
102	محمد نعیم او ٹی بی	1	12 نومبر 1980ء
103	تنویر احمد بیکر	1	18 جولائی 1981ء
104	غازی مہر خاں سٹور انڈنٹ	1	یکم مارچ 1976ء
105	محمد فاروق دواکوب	1	22 مارچ 1982ء
106	عبدالغفور نائب قاصد	1	28 جنوری 1971ء
107	رفیہ سلطانہ نائب قاصد	1	22 نومبر 1968ء
108	صداقت حسین نائب قاصد	1	8 اکتوبر 1980ء
109	خورشید بیگم نائب قاصد	1	13 ستمبر 1962ء
110	عبداللطیف نائب قاصد	1	5 نومبر 1968ء
111	محمد صدیق نائب قاصد	1	
112	محمد شفیع نائب قاصد	1	یکم اگست 1971ء
113	عطا محمد نائب قاصد	1	4 اگست 1981ء
114	اکرام شاہ نائب قاصد	1	23 مئی 1984ء

115	نسرین نائب قاصد	1	2 جولائی 1983ء
116	غلام رسول نائب قاصد	1	یکم مارچ 1980ء
117	نزاکت علی نائب قاصد	1	14 دسمبر 1967ء
118	علی محمد نائب قاصد	1	
119	نذیر احمد نائب قاصد	1	28 جنوری 1978ء
120	لال حسین نائب قاصد	1	17 فروری 1969ء
121	شاہ پور خاں نائب قاصد	1	3 اپریل 1969ء
122	محمد مشتاق نائب قاصد	1	3 جون 1970ء
123	محمد رفیق نائب قاصد	1	29 ستمبر 1972ء
124	خادم حسین نائب قاصد	1	17 مارچ 1977ء
125	محمد صابر نائب قاصد	1	27 جنوری 1979ء
126	محمد اسلم نائب قاصد	1	
127	منظور الٰہی نائب قاصد	1	22 جون 1976ء
128	غلام جیلانی نائب قاصد	1	23 ستمبر 1972ء
129	خوشی محمد نائب قاصد	1	7 اگست 1970ء
130	جملین بیگم نائب قاصد	1	6 جولائی 1982ء
131	نسرین نائب قاصد	1	//
132	بلقیس اختر نائب قاصد	1	//
133	محمد حنیف نائب قاصد	1	//
134	شادہ مسیح ہیڈ سویپر	2	23 دسمبر 1971ء
135	مریم بی بی سویپر	1	//
136	راحت آرا سویپر	1	11 ستمبر 1968ء
137	الیاس نمبر ا سویپر	1	8 ستمبر 1969ء
138	رحمت مسیح سویپر	1	10 ستمبر 1970ء
139	خورشید سویپر	1	5 نومبر 1970ء

140	اللہ رکھی سویپر	1	25 جنوری 1971ء
141	جمال مسیح سویپر	1	10 فروری 1971ء
142	یونس سویپر	1	11 فروری 1971ء
143	ویرو بی بی سویپر	1	17 جون 1971ء
144	رضیہ بیگم سویپر	1	17 اکتوبر 1971ء
145	ریاض مسیح سویپر	1	3 جون 1978ء
146	صفیہ بیگم سویپر	1	3 جون 1973ء
147	محمد بوٹا سویپر	1	26 ستمبر 1973ء
148	یوسف مسیح سویپر	1	28 جولائی 1975ء
149	نذیر مسیح سویپر	1	5 ستمبر 1975ء
150	یعقوب مسیح سویپر	1	18 مئی 1976ء
151	امنول مسیح سویپر	1	22 اکتوبر 1976ء
152	راج بی بی سویپر	1	17 مارچ 1977ء
153	خورشید نمبر 2 سویپر	1	11 جنوری 1978ء
154	نسیم سویپر	1	یکم فروری 1978ء
155	خورشید نمبر 3 سویپر	1	یکم فروری 1978ء
156	نیامت سویپر	1	9 فروری 1978ء
157	مختار بی بی سویپر	1	27 مارچ 1978ء
158	دینال مسیح سویپر	1	31 مارچ 1979ء
159	تومہ مسیح سویپر	1	18 جون 1980ء
160	جان مسیح سویپر	1	18 ستمبر 1980ء
161	الیاس نمبر 2 سویپر	1	12 نومبر 1980ء
162	عزیز مسیح سویپر	1	13 نومبر 1981ء
163	جاوید مسیح سویپر	1	23 نومبر 1981ء
164	شنتی سویپر	1	23 نومبر 1981ء

165	اشرف سوپر	1	23 مئی 1982ء
166	نذیر مسیح سوپر	1	13 اکتوبر 1982ء
167	محمد سعید سوپر	1	یکم جولائی 1981ء
168	عبدالمتعین سوپر	1	یکم اپریل 1984ء

محمد بنیامین کو سلیکشن گریڈ اور ایڈہاک ترقی دینے کے بارے میں تحقیقات

☆ 3057- **حاجی سردار خان:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد بنیامین داتا دربار ہسپتال میں بطور جونیئر کلرک بھرتی ہوا تھا۔

(ب) کیا درست ہے کہ اس نے داتا دربار ہسپتال میں بطور سینئر کلرک اور اسسٹنٹ ترقی پائی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ (کرنل عبداللہ مرحوم) نے اس کی شرارتوں اور افسران کے خلاف سازش کرنے کی بناء پر سیکرٹری اوقاف سے اسے Monger Mischief ڈیکلیئر کروایا تھا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ داتا دربار ہسپتال کے عملہ کی سنیارٹی زونل افسر کے ساتھ مشترک ہے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اسے Mischief Monger ہونے کی بناء پر داتا دربار ہسپتال سے ملتان زونل آفس تبدیل کیا گیا تھا۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اہلکار جسے بنیادی طور پر زونل دفاتر کی سنیارٹی میں شامل ہونا چاہیے تھا اسے صدر دفتر کی سنیارٹی میں شامل کر کے بطور سپرنٹنڈنٹ ایڈہاک پروموشن دی گئی ہے جبکہ اس سے زیادہ تعلیم یافتہ اور سینئر آدمیوں کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ اتنا گندہ ریکارڈ ہونے کی وجہ سے اسے سلیکشن گریڈ اور ایڈہاک ترقی کیوں دی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف (جناب نسیم احمد)

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) اس حد تک درست ہے کہ مسٹر بنیامین نے مورخہ 18 نومبر 1971ء کو اس امر کی درخواست دی تھی کہ دربار ہسپتال میں اس کے لئے ملازمت کرنا دشوار ہو گیا ہے اور اسے کسی دوسرے دفتر میں تبدیل کیا جائے۔ جس پر اسے پہلے دفتر ناظم اوقاف حلقہ مرکزی لاہور میں تبدیل کیا گیا اور بطور معاون تعینات کیا گیا اور بعد میں شعبہ تبلیغ میں ایک نئی آسامی تخلیق ہونے پر اسے بطور معاون تعینات کیا گیا۔ پھر شعبہ تبلیغ میں تقریباً" چھ ماہ آسامی ختم ہونے پر اسے ناظم اوقاف ملتان کے دفتر میں تبدیل کر دیا گیا۔

(و) یہ درست ہے کہ مسٹر بنیامین کو بطور سپرنٹنڈنٹ مستقل یا عارضی بنیاد پر ترقی دی گئی ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ مسٹر بنیامین ابھی تک معاون کی تنخواہ حاصل کر رہا ہے۔ البتہ ان سے سپرنٹنڈنٹ کی آسامی پر کام لیا جا رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ اہلکار مذکورہ کو مورخہ 2 دسمبر 1983ء سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے۔ چونکہ اس کی سنیارٹی فی الحال صدر دفتر میں ہے اور صدر دفتر میں 4 آدمیوں کو سلیکشن گریڈ دیا جانا تھا۔ تین معاون کو سلیکشن دے دیا گیا ہے جن میں مسٹر بنیامین معاون بھی شامل ہے۔ البتہ مسٹر بنیامین کو صدر دفتر میں سنیارٹی (Seniority) دینے کا معاملہ متنازعہ ہو جانے کی وجہ سے زیر غور ہے۔ اس تنازعہ کو جلد طے کرنے کے احکامات دے دیئے گئے ہیں تاکہ مستحق اہلکاروں کی حق تلفی نہ ہو۔

حاجی سردار خاں: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ دریافت فرمائیں گے کہ یہ احکامات کب جاری کئے گئے اور ان کا فیصلہ کب تک ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب سپیکر! یہ محکمہ اوقاف پہلے مرکزی حکومت کی تحویل میں تھا تو وہاں تمام کیڈروں کی سنیارٹی یک جا کر دی گئی تھی اس کے بعد پھر صوبائی سطح پر یہ (Bifureation) ہو گئی اور اسے صوبہ کی تحویل میں دے دیا گیا تو پہلے ان کی سنیارٹی زونل آفس سے منسلک تھی اور ہیڈ آفس کی سنیارٹی علیحدہ تھی اس کے بعد جب یہ بنیامین نے صدر دفتر میں ملازمت اختیار کی تو یہ

انہ نے respresentations کیں کہ اسے سنیارٹی نہیں ملنی چاہیے تھی حالانکہ ایسی بات تو نہیں تھی اسے بھی اگر سنیارٹی ملتی ہے تو اسی ڈیپارٹمنٹ کی ملتی ہے اور وہ اسی ڈیپارٹمنٹ میں ملازم تھا اس کے لئے ہمارے وزیر موصوف ملک خدا بخش ٹوانہ صاحب نے فائل پر یہ آرڈرز کر دیئے کہ اسے جلدی نپٹا دیا جائے مگر یہ معاملہ ہائی کورٹ میں بھی چل رہا ہے جن لوگوں کی سنیارٹی پہلے یکجا کر دی گئی تھی تو ان لوگوں نے بھی غالباً" 1983ء یا اس سے پہلے ہائی کورٹ میں writ دائر کر دیں اب یہ معاملہ ہے یہ ہائی کورٹ میں چل رہا ہے تو ایک تو اس فیصلے کا انتظار ہے اور دوسرے ہم اپنے طور پر ہائی کورٹ سے اجازت لے کر کوشش کر رہے ہیں کہ ان کا تنازعہ یہاں ختم کر کے ان کی سنیارٹی فکس کر کے پھر ہائی کورٹ سے اجازت لے لی جائے تاکہ وہ کسی قسم کی ممانعت ۔ یں۔ چونکہ اس میں بہت سی قانونی پیچیدگیاں ہیں ہم کوشش کریں گے کہ اس کا معاملہ جلدی ختم کر دیا جائے اور اس کی سنیارٹی جلد فکس ہو جائے۔

سردار امجد حمید خاں دستی: جناب والا! اس جواب میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ مسئلہ متنازعہ ہے اور اس کی وجہ سے ظاہری طور پر یہی ہے کہ اس کے خلاف ریکارڈ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ یہ Mischief Monger ہے۔ یعنی شرارتی آدمی۔ اس شرارتی آدمی کو یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ مسٹر بنیامین کو بطور سپرنٹنڈنٹ مستقل یا عارضی بنیاد پر ترقی دی گئی ہے ایک تو ان کے محکمے نے .we are not sure کہ یہ عارضی ترقی دی گئی ہے اسے عارضی طور پر لگایا گیا ہے یا مستقل طور پر یہ جواب (undesirable) ہے اور یہ آئندہ یہ یقین دلائیں گے کہ اس قسم کے جواب میں قیاس آرائی ہو عارضی یا مستقل کی بات۔

دوسری بات یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ اس کے خلاف شرارتی آدمی کا نوٹ دیا گیا ہے اس کو ایسی اہم جگہ پر عارضی یا مستقل طور پر کیوں لگایا ہے جبکہ سارا دفتر ایک سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت ہوتا ہے کیا آپ سارے دفتر کے اہلکاروں کو شرارتی بنانا چاہتے ہیں اور اس کو ہیڈ ماسٹر بنایا ہوا ہے؟

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! جو سردار امجد حمید دستی صاحب نے فرمایا ہے کیا یہ ضمنی سوال ہے۔ یہ تو انہوں نے کہاوت ڈالی ہے یہ ایک کہانی ڈالی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف : جناب سپیکر! میں نے یہ جواب پڑھا ہے۔ اس وقت میرے محترم بزرگ نے میرے جواب پر دھیان نہیں دیا۔ میں یہ کہنا ضرور بھول گیا ----

SARDAR AMJAD HAMEED KHAN DASTI : It is unparliamentary.

Honurable member called me

an ---------

I am a young man of 70.

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف : جناب سپیکر! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں کیونکہ انہوں نے خود ہی یاد دلا دیا کہ اس ہاؤس میں ایک یہ شعر بھی پہلے پڑھ چکے ہیں۔ وہ میں شعر تو نہیں دہرانا چاہتا۔ کم از کم مجھے اس شعر کا خیال یاد ہے۔ کیونکہ ان کا مزاج لڑکپن سے ہی عاشقانہ ہے۔ یہیں انہوں نے پڑھا تھا اور مجھے یاد نہیں رہا۔

جناب سپیکر: اور سردار صاحب کے بارے میں معزز پارلیمانی سیکرٹری کے یہ ریمارکس کہ ☆☆ ☆☆☆☆☆☆☆☆ یہ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف : جناب سپیکر! جب یہ میں نے جواب پڑھا تھا تو یہاں Misprint ہو گیا۔ میں کہنا بھول گیا تھا۔ میں نے یہ اس وقت پڑھا تھا کہ "یہ درست نہ ہے" مگر یہ جو سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ "یہ درست ہے" میں نے اپنے جواب میں' جو پڑھا تھا تو میں نے یہی پڑھا تھا کہ "یہ درست نہ ہے" اب میرا خیال ہے کہ یہ وضاحت ہو گئی اور فقرہ ٹھیک ہو گیا جو لکھا ہوا تھا تو درست ہونے سے تو واقعی جو انہوں نے فرمایا ہے کہ اس سے ابہام پیدا ہوتا ہے مگر "یہ درست نہ ہے" آپ میری کیسٹ بھی سن سکتے ہیں۔ میں نے یہی پڑھا تھا کہ "درست نہ ہے"۔

سردار امجد حمید خاں دستی : جناب سپیکر ابھی تک انہوں نے وضاحت نہیں فرمائی جز (و) کے جواب میں آگے لکھا ہوا ہے کہ "البتہ ان سے سپرنٹنڈنٹ کی آسامی کا کام لیا جا رہا ہے"۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف : جناب سپیکر! نہ انہیں مستقل کیا گیا اور نہ پرموشن دی گئی۔ پرموٹ تو انہیں کیا ہی نہیں گیا۔ وہ صرف ایکٹنگ سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ ان سے کام لیا جا رہا ہے۔ آخر کام تو کسی [illegible] ایک آدمی کے لکھنے سے کہ

یہ شرارتی آدمی ہے اس سے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اسے نوکری سے نکال دیا جائے۔ یا تو برخاست ہو جائے یا پھر وہ نوکری میں ہے تو کسی سیٹ پر تو وہ کام کرے گا۔ اسی سیٹ پر ہم کام لیں گے جس سیٹ کا وہ اہل ہو گا۔ تو ہماری نظر میں یہ ہے۔ محکمہ کی نظر میں ہے کہ وہاں وہ اہل ہے۔ وہ اچھا کام چلاتا ہے۔ ہم نے اسے بالکل پرموٹ نہیں کیا اور نہ اسے مستقل کسی قسم کی کوئی اور پرموشن دی ہے۔ یہ ہمارا عارضی طور پر لوکل انتظام ہے۔ ہمارا ڈیپارٹمنٹ کا انتظام ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ چودھری صاحب ـــــ

سردار امجد حمید خاں دستی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو گول مول بات کرنے کی کچھ عادت ہے۔ یہ آگے لکھا ہوا ہے کہ چار آدمیوں کو سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے۔ جن چار آدمیوں کو Selection Grade دیا گیا ہے۔ ان میں سے کوئی آدمی سپرنٹنڈنٹ بننے کا اہل نہیں تھا اور ایک شرارتی آدمی عارضی عام کرنے کے لئے فٹ تھا۔ حالانکہ وہ معاون بھی تھے۔ اس کی وجہ بتائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: ہم نے اس چیز کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا کہ یہ شرارتی آدمی ہے یا نہیں؟ یہ تو صرف ایک صاحب نے ان کی رپورٹ میں لکھ دیا کہ یہ شرارتی آدمی ہے۔ ابھی چونکہ یہ معاملہ فیصلہ طلب ہے تو ان چار آدمیوں کو سلیکشن گریڈ تو ملنا ہی تھا ان کی باری اس میں آتی تھی تو آخر اسے کہیں تو کام کرنا تھا۔ اسے مفت کی تنخواہ تو نہیں دینی تھی۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! اگر آپ جواب سے مطمئن ہیں تو میں نہیں پوچھتا۔ "انہوں نے کہیں سے تو تنخواہ دینی تھی" یعنی سینئر آدمی جو ہیں انہیں کھڈے لائن لگا دیا اور ایک شرارتی آدمی کو یہاں بٹھا دیا۔ اس کی وجہ بتا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: سردار صاحب وہ کہتے ہیں کہ اس کو پرموشن تو نہیں دی عارضی طور پر اس سے کام لے رہے ہیں ـــــ

سردار امجد حمید خان دستی: پرموشن کا میں نے ذکر نہیں کیا میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ایسے آدمی کو ایک ایسی ذمے دار جگہ پر لگایا گیا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ سارے دفتر کا نگران ہوتا ہے تو چاہے وہ مشکوک ہے اور یہ معاملہ متنازعہ ہے۔ کورٹ میں تنازعہ چل رہا ہے پھر بھی ایسے مشکوک آدمی کو ایسی

جناب سپیکر: تو غالباً" آپ کا مقصد یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کا دوبارہ جائزہ لینا پسند کریں گے؟ غالباً" یہی سردار صاحب کا سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جی اس سے پہلے کارروائی ہو بھی رہی ہے اور میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم اس کو دوبارہ اچھے طریقے سے sort out کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! جز (د) سوال میں دیا گیا ہے کہ موصوف کی سنیارٹی زونل آفس کے ساتھ مشترک ہے۔ جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ جب اس کلرک کی یا سپرنٹنڈنٹ کی جس سے سپرنٹنڈنٹ کا کام لیا جا رہا ہے اس کی سنیارٹی زونل آفس کے ساتھ شامل کی گئی مان لی گئی ہے تو پھر جناب سپیکر! اس کے آخر جز (و) میں کہا گیا ہے اس کی سنیارٹی صدر دفتر میں کیوں تسلیم کی گئی ہے یہ اس میں تضاد اور ابہام ہے.....

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ سوال کیا ہوا؟ ہماری سمجھ میں بات نہیں آئی۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ دو جگہ پر Confusion پیدا کر دیا گیا ہے ایک جگہ تو جواب میں اس شخص کی Seniority زونل آفس کے ساتھ تسلیم کی گئی ہے .....

جناب سپیکر: یہ کون سے جز میں ہے؟

چودھری محمد رفیق: جواب جز (و) ہے۔ سوال یہ ہے کہ "یہ درست ہے کہ داتا دربار ہسپتال کے عملہ کی سنیارٹی زونل کے ساتھ مشترک ہے" کیونکہ بنیادی طور پر موصوف اس میں بھرتی ہوا تھا اس کی سنیارٹی زونل آفس کے ساتھ ہی ہونا چاہئے تھی۔ تو آخری جو جز ہے اس میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اس کی سنیارٹی صدر دفتر میں ہے۔ جناب والا! یہ جواب میں تضاد ہے.....

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سمجھ گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: ویسے بہت مشکل سے سمجھا ہوں اور چودھری صاحب کی بات کم لوگ ہی سمجھتے ہیں۔ تاہم میں ان کا سوال ضرور سمجھ گیا ہوں۔ یہ confusion ہم نے پیدا نہیں۔ بلکہ خود چودھری صاحب نے سوال کرکے اس ہاؤس کو confusion کر دیا ہے۔ یہ صاف اور واضح لکھا ہوا ہے جز (و) میں سوال یہ ہے "کیا درست ہے کہ داتا دربار ہسپتال کے عملہ کی سنیارٹی زونل آفس کے

ساتھ مشترک ہے" کسی ایک آدمی کے متعلق خصوصی طور پر یہ سوال نہیں پوچھا گیا۔ یہ صرف داتا دربار کے تمام عملہ کی سنیارٹی کے متعلق پوچھا گیا ہے تو ہم نے یہ جواب دے دیا ہے کہ "یہ درست ہے" اس میں یہ confusion تو خود پیدا کر رہے ہیں۔ کوئی ایسی confusion والی بات ہی نہیں ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! ان کو سوال کے جز(الف) میں دیکھنا چاہئے جس میں یہ درج ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد بنیامین داتا دربار ہسپتال میں بطور جونیئر کلرک بھرتی ہوا تھا" جب یہ کلرک موصوف داتا دربار ہسپتال کے عملہ میں بھرتی ہوا تھا اور داتا دربار ہسپتال کے عملہ کی سنیارٹی زونل آفس کے ساتھ شامل ہے تو جناب اس میں بنیامین کلرک صاحب کی سنیارٹی بھی زونل آفس کے ساتھ بن گئی۔ اس سے آپ کیسے انحراف کر سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب سپیکر! جز(الف) میں سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد بنیامین داتا دربار ہسپتال میں بطور جونیئر کلرک بھرتی ہوا تھا" یہ وہیں بھرتی ہوا تھا۔ وہیں اس کی سنیارٹی بھی تھی۔ یہ ہم نے واضح کر دیا ہے اور میں آپ کی وساطت سے محترم چودھری محمد رفیق صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ اس کی سنیارٹی بھی زونل آفس سے مشترک تھی مگر جب آپ اس سوال کے جواب جز(ہ) کو پڑھیں کہ "اس حد تک درست ہے کہ مسٹر بنیامین نے مورخہ 15 نومبر 71 کو اس امر کی درخواست دی تھی کہ داتا دربار ہسپتال میں اس کے لئے ملازمت کرنا دشوار ہو گیا ہے اور اسے کسی دوسرے دفتر میں تبدیل کیا جائے جس پر اسے دفتر ناظم اوقاف حلقہ مرکزی لاہور میں تبدیل کیا گیا اور بطور معاون تعینات کیا گیا" کیونکہ یہ اس کی اپنی درخواست تھی اور اس کی درخواست پر اسے وہاں سے تبدیل کر دیا گیا تو جو شعبہ تبلیغ کی آسامی تھی وہ آسامی ہیڈ آفس سے منسلک تھی تو اس لئے اب وہ ہیڈ آفس سے منسلک ہوگیا اب اس کی سنیارٹی ہیڈ آفس میں آگئی' نئی آسامی پیدا ہونے پر اس کی اپنی درخواست پر وہاں اسے لگا دیا گیا تو دراصل یہ بات ہے ورنہ اگر وہ ادھر رہتا داتا دربار ہسپتال میں ہی رہتا تو اس کی سنیارٹی زونل آفس ہی کے ساتھ چلی جاتی تھی۔ کوئی متنازعہ بات نہ بنتی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال _____

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! [illegible]

بنیامین کی جو پہلی سروس تھی وہ کیا ختم ہوگئی تھی۔ اس کا line ختم ہوگیا تھا-------

چودھری گل نواز وڑائچ: جناب سپیکر' اگلے سوال کو پکار چکے ہیں۔

ڈاکٹر منور پیرزادہ ڈینٹل سرجن داتا دربار ہسپتال لاہور کے ساتھ ترجیحی سلوک کی وجوہات

☆ 3060- **سید طاہر احمد شاہ:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر منور پیرزادہ ڈینٹل سرجن داتا دربار ہسپتال لاہور عرصہ 10,8 سال سے متواتر سیکنڈ شفٹ میں کام کر رہی ہے جبکہ اس سے پیشتر سیکنڈ شفٹ کے ڈاکٹروں کی ڈیوٹیاں صبح کے وقت بھی لگاتی تھیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر منور پیرزادہ نے العاشی اکیڈمی کے نام سے ڈیوس روڈ پر سکول کھول رکھا ہے جس میں وہ صبح کے وقت کام کرتی ہے اور مذکورہ سکول کی پرنسپل ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا اس نے محکمہ سے سکول چلانے کی اجازت حاصل کی ہے یا نہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ڈاکٹروں کی چالیس فیصد آسامیوں کو سکیل نمبر 17 سے سکیل نمبر 18 میں اپ گریڈ کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اگر ایسا ہے تو داتا دربار ہسپتال میں ڈینٹل سرجن کام کر رہے تھے جن میں سے صرف ایک ڈینٹل سرجن کو سکیل نمبر 18 دیا جاسکتا تھا۔ لیکن ڈاکٹر منور پیرزادہ کو غلط طور پر سکیل نمبر 18 دیا گیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (جناب نسیم احمد):

(الف) یہ درست ہے

(ب) جہاں تک محکمہ کو معلوم ہوا ہے العائشہ اکیڈمی ڈاکٹر منور پیرزادہ کے خاوند کے ذاتی مکان میں جو انہوں نے کرایہ پر دے رکھا ہے کرایہ دار نے قائم کی ہوئی ہے۔ اور ڈاکٹر منور پیرزادہ کا اس ادارہ سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ صحت پنجاب کی پالیسی کے مطابق قومی تنخواہ سکیل کے نفاذ کے

سے نہ کہ چالیس فیصد کے حساب سے اپ گریڈ کرکے گریڈ 18 میں تبدیل کیا گیا تھا۔ محکمہ اوقاف میں اس گریڈ کا استحقاق مشترکہ سنیارٹی فہرست کی بنیاد پر کیا گیا تھا۔ ڈینٹل شعبہ کے لئے الگ گریڈ 18 کی آسامیاں مخصوص نہ تھیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب لالہ مہرلال بھیل۔

مذہبی عمارات کو مفت بجلی مہیا کرنے کے لئے اقدامات

☆ 3119۔ **جناب لالہ مہرلال بھیل:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے صوبہ بھر میں ان تمام مساجد کو مفت بجلی فراہم کرنے کی تجویز منظور کر لی ہے جو محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت صوبہ میں واقع تمام گرجا گھروں' مندروں اور دیگر مذہبی عمارات کو بھی بجلی کی فراہمی مفت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف (جناب نسیم احمد):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر تحویل مساجد میں جو بجلی خرچ کی جاتی ہے اس کا بل محکمہ واپڈا محکمہ اوقاف سے وصول کرتا ہے۔

(ب) ایسی کوئی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف نے سوال کی جزو(ب) کا جواب تسلی بخش نہیں دیا ہے۔ ان کو یہ کہنا چاہئے کہ اگر چرچ اور مندر بھی محکمہ اوقاف کی تحویل میں دے دیئے جائیں تو حکومت ان کو بھی یعنی محکمہ اوقاف ان کو بجلی مفت فراہمی کے لئے غور کر سکتا ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری میرے اس جواب سے متفق ہیں؟

جناب سپیکر: دستی صاحب' یہ آپ کی تجویز تو ہوسکتی ہے' یہ ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف: جناب والا! اوقاف سے متعلقہ باقی ایک سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر امداد باہمی: باقی ماندہ سوالات کا جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: محکمہ اوقاف اور محکمہ امداد باہمی کے باقی ماندہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی سے آمدنی کی تفصیلات

☆ 3230- **الحاج سید محمد اقبال احمد شاہ بخاری:** کیا وزیر اوقات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) اوقاف کے زرعی رقبہ جات کا دوبارہ سروے کروا کر اس معزز ایوان کو بتلایا جائے کہ کتنا رقبہ ٹھیکہ جات پر دیا گیا ہے اور اس کی آمدن کس جگہ خرچ ہوتی ہے۔ کیا متذکرہ رقبہ جات نیلامی پر دیئے گئے ہیں۔

(ب) خانقاہوں کی سالانہ کل آمدنی کتنی ہے اور اس سے آمدہ رقم کا کتنا حصہ غربا اور کتنا حصہ مرمت وغیرہ میں خرچ کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف (جناب نسیم احمد)

(الف) وقف رقبہ جات تعدادی 293 ' 40 ' 5 کنال 6 مرلہ ہے اور اس سے مبلغ / 818 ' 38 ' 72 روپے سالانہ غریب لڑکیوں کے جہیز' وظائف طلباء اور شفا خانہ جات پر خرچ کیا جاتا ہے۔ متذکرہ رقبہ محکمانہ پالیسی کے مطابق بذریعہ نیلام عام پٹہ پر دیا ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مزارات / خانقاہوں سے محکمہ کو مبلغ / 252 ' 67 ' 71 روپے سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ جس میں سے / 600 ' 93 ' 1008 روپے غرباء کی مالی امداد پر خرچ کی جاتی ہے۔ اس

رقم میں / 700 ، 96 ، 98 روپے داتا دربار ہسپتال لاہور میں مریضوں کو ادویات کی فراہمی کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں۔ اور / 610 ، 99 ، 31 روپے خانقاہوں کی مرمتوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔

محکمہ امداد باہمی میں وزیر اعلیٰ کے حکم سے شروع کی جانے والی سکیموں کی تفصیلات

☆ 2069- **جناب سردار نصر اللہ خاں دریشک** کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم مئی 1985ء سے 1986ء تک ان کے محکمہ میں وزیر اعلیٰ کی جانب سے خصوصی ہدایات کے نتیجہ میں ترقیات کا کام پنجاب کے تمام اضلاع میں تحصیل وار کیا ہوا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا کام کن ممبران قومی یا صوبائی اسمبلی کی سفارش پر ہوا۔

(ج) مندرجہ بالا ترقیاتی سکیموں میں سے کتنی زیر غور ہیں کتنی پر کام شروع ہو چکا ہے۔ کتنی پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں۔ علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے۔

(د) مندرجہ بالا سکیموں کو علیحدہ علیحدہ سکیم وار خرچہ کا تخمینہ کیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (جناب سلیم اقبال):

(الف) یکم مئی 1986ء سے 1986ء تک وزیر اعلیٰ کی جانب سے کسی خصوصی ہدایت پر کوئی ترقیاتی منصوبہ تیار ہوا نہ عملدرآمد ہوا۔

(ب) شق نمبر الف کی روشنی میں جواب نفی میں ہے۔

(ج) شق نمبر الف کی روشنی میں جواب نفی میں ہے۔

(د) شق نمبر الف کی روشنی میں جواب نفی میں ہے۔

1985-86ء کے دوران کو آپریٹو سوسائٹی کا قیام

☆ 2367- **سردار غلام عباس خاں:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ کم بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع چکوال میں سال 1985-86ء میں کتنی نئی کو آپریٹو سوسائٹیز قائم کی گئیں اور کس کس جگہ

وزیر امداد باہمی (جناب سلیم اقبال):

ضلع چکوال میں سال 86-1985ء کے دوران پچیس (25) نئی کوآپریٹو سوسائیٹیز قائم کی گئیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

1- ڈسٹرکٹ کوآپریٹو سپلائی اینڈ مارکٹنگ فیڈریشن تحصیل و ضلع چکوال
2- انجمن امداد باہمی قرضہ پیلی داخلی بلکہ تحصیل و ضلع چکوال
3- انجمن امداد باہمی قرضہ بلکہ جنوبی تحصیل و ضلع چکوال
4- انجمن امداد باہمی قرضہ دھرکنہ شرقی تحصیل و ضلع چکوال
5- انجمن امداد باہمی قرضہ تھرچک تحصیل و ضلع چکوال
6- انجمن امداد باہمی قرضہ ڈھوک و دھن غربی تحصیل و ضلع چکوال
7- انجمن امداد باہمی قرضہ وہیدوال تحصیل و ضلع چکوال
8- انجمن امداد باہمی قرضہ ڈھوک ٹاہلیاں تحصیل و ضلع چکوال
9- انجمن امداد باہمی قرہ بھرپور گنگ تحصیل و ضلع چکوال
10- انجمن امداد باہمی قرضہ لڑی بیمال تحصیل و ضلع چکوال
11- انجمن امداد باہمی قرضہ تھوہا ہمایوں جدید تحصیل و ضلع چکوال
12- انجمن امداد باہمی قرضہ مینوال تحصیل و ضلع چکوال
12- کوآپریٹو لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈیولپمنٹ سوسائٹی ڈیرہ راجگان تحصیل و ضلع چکوال
14- انجمن امداد باہمی قرضہ چک جھرڑے تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال
15- انجمن امداد باہمی قرضہ ڈھوک مصاحب شمالی تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال
16- انجمن امداد باہمی قرضہ ڈھوک بریالہ داخلی تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال
17- انجمن امداد باہمی قرضہ چک ناڑہ داخلی لاوہ تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال
18- انجمن امداد باہمی قرضہ نور پور شرقی تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال
19- انجمن امداد باہمی قرضہ چکوالیاں تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال
20- انجمن امداد باہمی قرضہ چکوالیاں جنوبی تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال
21- انجمن امداد باہمی قرضہ چک پٹالی داخلی پیڑہ فتحال تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال

23- انجمن امداد باہمی قرضہ ہرڑ داخلی پٹڑہ فتحال تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال
24- انجمن امداد باہمی قرضہ ڈھوک ڈالیاں محلہ غربی تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال
25- انجمن امداد باہمی قرضہ ڈھوک سلطان داخلی ٹی تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال

سال 86-1985ء کے دوران ان کو آپریٹو سوسائیٹیز کے ذریعہ مبلغ 5051 لاکھ روپے کے زرعی قرضہ جات جاری کئے گئے۔

1986ء کے دوران کو آپریٹو ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے ٹریکٹروں کی خرید کے لئے دیئے جانے والے قرضوں کی تفصیلات

☆2368- **سردار غلام عباس خاں:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-
کو آپریٹو ڈیپارٹمنٹ کی معرفت 1986ء میں کتنے افراد کو بغیر سود قرضہ کے ذریعے ٹریکٹر فراہم کئے گئے ضلع واران افراد اور اداروں کے نام بتائے جائیں جنہوں نے اس سہولت سے فائدہ اٹھایا؟

وزیر امداد باہمی (جناب سلیم اقبال):
کو آپریٹو ڈیپارٹمنٹ کی معرفت 1986ء میں 48 افراد کو بغیر سود قرضہ کے ذریعے ٹریکٹر فراہم کئے گئے۔ ان افراد کی ضلع وار فہرست ہمراہ نام کو آپریٹو سوسائٹی جس کی معرفت ٹریکٹر مہیا کیا گیا لف ہے۔

خلاصہ

نمبر	نام ضلع	تعداد	رقم قرضہ
1	میانوالی	2	1,50,000
2	خوشاب	3	2,95,000
3	بھکر	2	1, 60,000
4	ڈیرہ غازی خاں	1	1,20,000
5	راولپنڈی	1	98,000
6	جہلم	4	3, 97, 000
7	اٹک	8	[illegible]

8	چکوال	14	13,21, 000
9	سیالکوٹ	13	11,36, 866

ضلع وار فہرست افراد جن کو سال 1986ء میں بغیر سود قرضہ کے ذریعے ٹریکٹر فراہم کئے گئے

Problem

ضلع میانوالی

نمبر	نام مقروض و نام انجمن جس کی معرفت ٹریکٹر فراہم کیا گیا	رقم قرضہ
1	محمد امین اللہ خاں ولد مقرب خاں ممبر انجمن امداد باہمی ترگ محلہ عمر خیل تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوال	70,000/-
2	عبدالرزاق خاں ولد حاجی فتح خاں ممبر انجمن امداد باہمی وانڈہ بیگو خیلانوالہ موضع سلطان والہ شرقی تحصیل و ضلع میانوالی	80, 000/-

ضلع خوشاب

1	ظفر احمد ولد حاجی عالم شیر ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ بندیال پتی خدایار خیل تحصیل و ضلع خوشاب	71, 000/-
2	عمر عطا ولد ایف کے بندیال ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ بندیال شمالی پتی اعوان تحصیل و ضلع خوشاب	30, 000/-
3	ملک سرفراز خاں ولد مولا بخش ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ پدھراڑ تحصیل و ضلع خوشاب	94, 000/-

ضلع بھکر

1	محمد امیر ولد غوث محمد انجمن امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ چاہ کبیروالہ ڈگر اولکھ تحصیل و ضلع بھکر	80, 000/-
2	نور سلطان ولد سلطان غلام باہو ممبر انجمن کفایت شعاری و قرضہ	

چاہ لال خان والا تحصیل منکیرہ ضلع بھکر 80,000/-

ضلع ڈیرہ غازی خاں

نمبر شمار	نام مقروض و نام انجمن جس کی معرفت ٹریکٹر فراہم کیا گیا	رقم قرضہ
	غلام محمد جعفر ولد اللہ داد خاں جعفر ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ جھوک کانجولوالی تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خاں	1,20,000/-

ضلع راولپنڈی

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین ولد محمد خاں ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ جات ڈاک خانہ نرڑ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی 98,000/-

ضلع جہلم

راجہ محمد اکرم خاں ولد راجہ سلطان خاں ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ جنڈالہ تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم 95,000/-

محمد بخش ولد راجہ خاں ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ نواں داخلی چک علی شاہ تحصیل پنڈدادن خاں ضلع جہلم 86,000/-

راجہ نواب زادہ اقبال مہدی خاں ولد راجہ افضال مہدی خاں ممبر امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ دارا پور تحصیل و ضلع جہلم 1,20,000/-

چوہدری امتیاز احمد ولد چوہدری احمد خاں ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ کسان کھوتیاں جالپ محلّہ غربی ضلع جہلم 96,000/-

ضلع اٹک

میاں محمد ولد نور محمد ممبر انجمن کوآپریٹو ولیج ڈویلپمنٹ سوسائٹی ڈھاک 96,000/-

تحصیل جنڈ ضلع اٹک

2 احمد خاں ولد امام دین ممبر انجمن کوآپریٹو ولیج ڈویلپمنٹ سوسائٹی 96,000/-
تحصیل ڈھاک ضلع اٹک

3 بہادر خاں ولد اعتبار خاں ممبر انجمن کوآپریٹو ولیج ڈویلپمنٹ سوسائٹی
ڈھاک تحصیل جنڈ ضلع اٹک 96,000/-

4 مسٹر شفیع الدین خاں ولد غلام محی الدین ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری
و داخلی طہوالی ڈھوک گالی تحصیل جنڈ ضلع اٹک 94,000/-

5 سید علمدار حسین ولد تصدق حسین شاہ ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری
جنڈ تحصیل جنڈ ضلع اٹک 94,000/-

6 ملک فضل الٰہی ولد گل خاں ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری بھگدیال
تحصیل جنڈ ضلع اٹک 96,000/_

7 امین خاں ولد یعقوب خاں ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری
دھکنی تحصیل جنڈ ضلع اٹک 96,000/-

8 ملک غلام علی ولد اللہ داد خاں ممبر انجمن کوآپریٹو ولیج فارمرز سوسائٹی ڈھوک
پٹواری داخلی ڈھلیاں تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک 1,26000

ضلع چکوال

1 میجر جعفر حیات ولد صوبیدار امانت خان ممبر ولیج فارمرز کوآپریٹو سوسائٹی موگلا
تلاگنگ ضلع چکوال 94,000/-

2 مسٹر دلدار محمد ولد عالم خان ممبر انجمن امداد باہمی تلاگنگ ضلع چکوال 94,000/-

3 مسٹر محمد امیر خان ولد حاجی احمد خان ممبر ولیج فارمرز کوآپریٹو سوسائٹی ڈھوک
ماریاں تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال 94,000/-

4 مسٹر فیروز خاں ولد اللہ یار خاں ممبر انجمن امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ ہماچی
محمد خیل تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال 94,000/-

5 مسٹر نور محمد ولد محمد رمضان ممبر انجمن ہائے امداد باہمی کفایت شعاری و قرضہ بانگرہ

پتی سلطان خان تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال 94,000/-

6 مسٹر محمد اقبال ولد سرفراز خان ممبر انجمن امداد باہمی و قرضہ ٹروپ تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال 80,000/-

7 مسٹر غلام سکندر ولد فتح خان ممبر انجمن ہائے امداد باہمی و قرضہ ڈھوک فقیرا داخلی تحصیل تلاکنگ ضلع چکوال 88,000/-

8 مسٹر احمد یار خاں ولد قطب خاں ممبر انجمن ہائے امداد باہمی و قرضہ لاوا محلہ شمالی تحصیل تلاکنگ ضلع چکوال 88,000/-

9 مسٹر دوست محمد ولد نور زمان ممبر انجمن امداد باہمی و قرضہ بنجارا پتی سلطان خان تحصیل تلاکنگ ضلع چکوال

10 مسٹر غلام یٰسین ولد محمد گل ممبر انجمن امداد باہمی و قرضہ بچ نند پتی سجال تحصیل تلاکنگ ضلع چکوال 94,000/-

11 ملک اشتیاق حسین ولد ملک الطاف حسین ممبر انجمن امداد باہمی و قرضہ شرق پتی خان صاحب تحصیل تلاکنگ ضلع چکوال 94,000/-

12 میاں حبیب بخش ولد حافظ میاں محمد ممبر انجمن امداد باہمی و قرضہ کچی تحصیل تلاکنگ ضلع چکوال 94,000/-

13 محمد یوسف ولد محمد بخش ممبر انجمن امداد باہمی و قرضہ نیلا تحصیل و ضلع چکوال 1,25,000/-

14 مسٹر محمد آصف ولد ممتاز خاں ممبر انجمن امداد باہمی و قرضہ نور پور شرقی داخلی داخلی تامان تحصیل تلاکنگ ضلع چکوال 94,000/-

ضلع سیالکوٹ

نمبر شمار	نام مقروض و نام انجمن جس کی معرفت ٹریکٹر مہیا کیا گیا	رقم قرضہ
1	مسٹر روشن دین ولد لال دین، ممبر آف تھرفٹ اینڈ کریڈٹ سوسائٹی گمٹالا جدید تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	38,400,00/-
2	مسٹر عبدالسلیم ولد نواب دین ممبر آف تھرمٹ اینڈ کریڈٹ سوسائٹی دالیال پتی لینڈی۔بی۔ او رابعہ کلاں تحصیل شکرگڑھ، ضلع سیالکوٹ	92,000,00/-

3 مسٹر نذیر احمد ولد فتح محمد ممبر آف تھرفٹ اینڈ کریڈٹ سوسائٹی' بوھا ٹارف عظمت تحصیل شکرگڑھ 70,400,00/-

4 محمد محمود ولد محمد سائیں ممبر آف انجمن کفایت شعاری' لالوچک پی او کوٹ نیناں تحصیل شکرگڑھ 80,000,00/-

5 عبدالشکور ولد عبدالغفور ممبر آف سنگران زرعی کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ سنگران پی او شوکوں چک تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ 1,11,956,00/-

6 افتخار احمد ولد محمد اسماعیل ممبر آف کوآپریٹو سوسائٹی گمٹالا جدید تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ 70,4000,00

7 چودھری سلطان محمود ولد چوہدری امیر احمد ممبر آف گھڑوٹا زرعی کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ گھڑوٹا' تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ 11,00,00,00/-

8 گلزار احمد ولد غلام علی' ممبر آف انجمن کفایت و شعاری دیال پور تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ 11,00,00,00/-

9 حاجی احمد دین ولد نواب دین' ممبر آف انجمن کفایت شعاری سود' تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ 11,00,00,00/-

10 چوہدری غلام دین ولد نور دین' ممبر آف زرعی کوآپریٹو' چک نہراہ پی او چک امرو تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ 80,000,00/-

11 ولی محمد ولد مہردین ممبر آف انجمن کفایت و شعاری ہوکلاں پتی ولی محمد پی او چاہلاں تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ 75,600,00/-

12 چوہدری محمد علی ولد حشمت علی فیض احمد ولد حاکم دین ممبر آف انجمن کفایت و شعاری جنگرنوان' پی او شاک پور برانچ' تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ 83,71,000/-

13 نذیر حسین ولد فیروز دین' ممبر آف انجمن کفایت و شعاری' ڈوڈا' تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ 94,400,00/-

پابندی کے باوجود ملازمین کی بھرتی کی تفصیلات

☆ 2487- میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

ملازمین کی تقرری کی گئی۔

1- یکم اپریل 1985ء سے 15 دسمبر 1985

2- 16 دسمبر 1985ء سے 8 جولائی 1986ء

3- 9 جولائی 1986ء سے 31 جنوری 1987ء

(ب) مذکورہ بالا عرصہ میں بھرتی کئے گئے ہر ملازم کا نام اور عہدہ کیا ہے۔ اس کا ڈومیسائل کس علاقہ کا ہے اور وہ کہاں تعینات ہے؟

(ج) ملازمین مذکور میں سے کون کون وزیر موصوف کے حکم سے اور کون کون وزیراعلیٰ کے حکم سے بھرتی ہوا؟

(د) ملازمین مذکور میں سے کس کس کے لئے بھرتی کے مروجہ قواعداور طریق کار کو بالائے طاق رکھا گیا اور کیا کیا رعایت دی گئیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے 16 دسمبر 1985ء سے 8 جولائی 1986ء تک ملازمین کی بھرتی پر پابندی عائد تھی مگر اس کے باوجود بھرتی جاری رہی؟

وزیر امداد باہمی (جناب سلیم اقبال):

(الف) (1) ندارد

(2) ندارد

(3) 160

(ب) تفصیل لف ہذا ہے۔

(ج) صرف لاہور ڈویژن میں وزیراعلیٰ صاحب کے حکم سے 18 ملازمین کی (نمبر 1 تا 18) بھرتی کی گئی۔ بقیہ ملازمین کی بھرتی وزیر امداد باہمی کی منظوری سے کی گئی۔

(د) صرف 18 ملازمین کی بھرتی وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم سے IN RELAXATION OF ALL RULES AND PROCEDURE کے تحت کی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے 16 دسمبر 1985ء تا 8 جولائی 1986ء تک ملازمین کی بھرتی پر پابندی عائد تھی اور جیسا کہ جواب جز الف (2) میں ذکر کیا گیا ہے۔ کوئی ملازم اس

تفصیل افراد تقرر شدہ از اگست 1985ء تا حال

نمبر	نام	عہدہ	تعلیم	سکونت	مقام تقرری
1	ندیم احمد	اسسٹنٹ	بی۔ اے	لاہور	لاہور
2	واحد احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
3	مشرف اکرم	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
4	شوکت علی	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
5	ریاض احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
6	شکیل احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
7	محمد زاہد	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
8	طاہر سلیم	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
9	عظمت بٹ	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
10	شاہد احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
11	ظفر اقبال ولد احسان الحق	نائب قاصد	میٹرک	لاہور	لاہور
12	ظفر اقبال ولد محمد ابراہیم	نائب قاصد	میٹرک	لاہور	لاہور
13	سہیل احمد	نائب قاصد	میٹرک	لاہور	لاہور
14	محمد آصف	نائب قاصد	میٹرک	لاہور	لاہور
15	جاوید اقبال	نائب قاصد	میٹرک	لاہور	لاہور
16	نواب دین	نائب قاصد	میٹرک	لاہور	لاہور
17	ظہور احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
18	محمد سرور	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
19	اشفاق احمد	سٹینوگرافر	ایف اے	جھنگ	فیصل آباد
20	شاہد علی	اسسٹنٹ	بی اے	راجن پور	راجن پور
21	محمد علی	جونیئر کلرک	میٹرک	اوکاڑہ	لاہور
22	محمود بیگ	جونیئر کلرک	میٹرک	شیخوپورہ	لاہور
23	محمد حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	قصور	لاہور

24	طاہر وسیم	جونیئر کلرک	بی اے		
25	غلام یٰسین	جونیئر کلرک	میٹرک	بہاولپور	بہاولپور
26	غلام مصطفیٰ	جونیئر کلرک	میٹرک	بہاولپور	بہاولپور
27	جمشید احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	بہاولپور	بہاولپور
28	محمد فاروق	جونیئر کلرک	میٹرک	بہاولپور	بہاولپور
29	لیاقت علی	جونیئر کلرک	میٹرک	بہاولپور	بہاولپور
20	محمد زاہد	جونیئر کلرک	میٹرک	سرگودھا	فیصل آباد
31	ناصر الطاف	جونیئر کلرک	میٹرک	سرگودھا	سرگودھا
32	محمد ارشد	جونیئر کلرک	میٹرک	سرگودھا	سرگودھا
33	محمد ریاض	جونیئر کلرک	میٹرک	سرگودھا	سرگودھا
34	قادر بخش	جونیئر کلرک	میٹرک	سرگودھا	سرگودھا
35	عبدالرؤف	جونیئر کلرک	میٹرک	سرگودھا	سرگودھا
36	محمد نواز	جونیئر کلرک	میٹرک	میانوالی	سرگودھا
37	غلام حیدر	جونیئر کلرک	میٹرک	میانوالی	سرگودھا
38	غلام احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	میانوالی	سرگودھا
39	غلام خواجہ	جونیئر کلرک	میٹرک	میانوالی	سرگودھا
40	ممتاز احمد	جونیئر کلرک	ایف اے	سرگودھا	سرگودھا
41	مظہر حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	سرگودھا	سرگودھا
42	محمد ریاض	جونیئر کلرک	میٹرک	خوشاب	سرگودھا
43	غلام رضا	جونیئر کلرک	میٹرک	بھکر	سرگودھا
44	محمد کاظم	جونیئر کلرک	میٹرک	سرگودھا	سرگودھا
45	محمد سلیم	جونیئر کلرک	میٹرک	فیصل آباد	فیصل آباد
46	محمد علی	جونیئر کلرک	میٹرک	فیصل آباد	فیصل آباد
47	ظفر مہدی	جونیئر کلرک	ایف اے	لاہور	فیصل آباد

49	عبدالرؤف	جونیئر کلرک	میٹرک	سیالکوٹ	گوجرانوالہ
50	طارق عباس	جونیئر کلرک	میٹرک	سیالکوٹ	گوجرانوالہ
51	محمد حنیف	جونیئر کلرک	بی اے	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ
52	انجم رشید	جونیئر کلرک	میٹرک	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ
53	منظور حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	سیالکوٹ	گوجرانوالہ
54	محمد بشیر	جونیئر کلرک	میٹرک	گجرات	گوجرانوالہ
55	محمد اشرف	جونیئر کلرک	میٹرک	سیالکوٹ	گوجرانوالہ
56	عبدالخالق	جونیئر کلرک	میٹرک	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ
57	محمد بلال	جونیئر کلرک	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان
58	محمد کلیم اللہ	جونیئر کلرک	میٹرک	راجن پور	ڈیرہ غازیخان
59	ریاض احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	راجن پور	ڈیرہ غازیخان
60	منور حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	مظفر گڑھ	ڈیرہ غازیخان
61	محمد سلیمان	جونیئر کلرک	میٹرک	راجن پور	ڈیرہ غازیخان
62	کامران حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	مظفر گڑھ	ڈیرہ غازیخان
63	محمد نذیر	جونیئر کلرک	میٹرک	مظفر گڑھ	ڈیرہ غازیخان
64	زبیر احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	مظفر گڑھ	ڈیرہ غازیخان
65	نصیراللہ	جونیئر کلرک	میٹرک	مظفر گڑھ	ڈیرہ غازیخان
66	امتیاز احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	مظفر گڑھ	ڈیرہ غازیخان
67	محمد بلال سیٹھی	جونیئر کلرک	میٹرک	مظفر گڑھ	ڈیرہ غازیخان
68	آصف حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	راجن پور	ڈیرہ غازیخان
69	محمد سلیم	جونیئر کلرک	میٹرک	راجن پور	ڈیرہ غازیخان
70	شبیر احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	مظفر گڑھ	ڈیرہ غازیخان
71	ساجد حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	راجن پور	ڈیرہ غازیخان
72	محمد ایاز	جونیئر کلرک	میٹرک	راجن پور	ڈیرہ غازیخان
73	عابد سعید	جونیئر کلرک	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان

74	محمد ذوالفقار	جونیئر کلرک	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان
75	سجاد حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان
76	عبدالعزیز	جونیئر کلرک	میٹرک	جھنگ	فیصل آباد
77	غلام مصطفیٰ	جونیئر کلرک	میٹرک	جھنگ	فیصل آباد
78	خدا بخش	جونیئر کلرک	میٹرک	راجن پور	ڈیرہ غازیخان
79	محمد اسلم	جونیئر کلرک	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان
80	محبوب حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان
81	محبوب حسین	جونیئر کلر	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان
82	محمد فاروق	جونیئر کلرک	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان
83	غلام عباس	جونیئر کلرک	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان
84	ضیاء الرحمٰن	جونیئر کلرک	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان
85	محمد کلیم طارق	جونیئر کلرک		راجن پور	ڈیرہ غازیخان
86	عبدالوحید امجد	جونیئرک کلرک	میٹرک	ملتان	ملتان
87	محمد ناصر جونیئر کلرک		میٹرک	ملتان	ملتان
88	عنایت اللہ	جونیئر کلرک	میٹرک	ملتان	ملتان
89	محمد رمضان	جونیئر کلرک	میٹرک	ملتان	ملتان
90	محمد منیر انجم	جونیئر کلرک	میٹرک	خانیوال	خانیوال
91	خالد محمود	جونیئر کلرک	ایف اے	خانیوال	خانیوال
92	محمد خورشید	جونیئر کلرک	میٹرک	ساہیوال	ساہیوال
93	محمد ارشاد	جونیئر کلرک	میٹرک	ملتان	ملتان
94	مشتاق احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	ساہیوال	ساہیوال
95	ممتاز احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	ساہیوال	ساہیوال
96	علی احمد	جونیئر کلرک	ایف اے	ساہیوال	ملتان
97	محمد امین	جونیئر کلرک	میٹرک	ملتان	ملتان
98	حق نواز	جونیئر کلرک	بی اے	ملتان	ساہیوال

99 بہاول شاہ	جونیئر کلرک	ایف اے	وہاڑی	ملتان
100 شاہ محمد	جونیئر کلرک	میٹرک	وہاڑی	ملتان
101 خان محمد	جونیئر کلرک	میٹرک	وہاڑی	ملتان
102 محمد انور	جونیئر کلرک	میٹرک	ساہیوال	ملتان
103 ساجد حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	ساہیوال	ملتان
104 محمد ندیم	جونیئر کلرک	ایف اے	ساہیوال	ملتان
105 محمد یٰسین	جونیئر کلرک	میٹرک	ملتان	ملتان
106 باز خان	جونیئر کلرک	میٹرک	اٹک	راولپنڈی
107 خالد محمود	جونیئر کلرک	میٹرک	اٹک	راولپنڈی
108 محمد اعجاز	جونیئر کلرک	میٹرک	راولپنڈی	راولپنڈی
109 محمد افضل خان	جونیئر کلرک	میٹرک	اٹک	راولپنڈی
110 ممتاز خان	جونیئر کلرک	میٹرک	اٹک	راولپنڈی
111 تصور حسین	جونیئر کلرک	میٹرک اٹک	راولپنڈی	
112 محمد جعفر	جونیئر کلرک	میٹرک	اٹک	راولپنڈی
113 صغیر احمد	جونیئر کلرک	میٹرک	اٹک	راولپنڈی
114 غلام یٰسین	جونیئر کلرک	میٹرک	اٹک	راولپنڈی
115 تنویر حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	اٹک	راولپنڈی
116 محمد عظیم	جونیئر کلرک	میٹرک	جہلم	راولپنڈی
117 عاشق حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	جہلم	راولپنڈی
118 محمد زاہد سعید	جونیئر کلرک	میٹرک	اٹک	راولپنڈی
119 باران	جونیئر کلرک	میٹرک	چکوال	راولپنڈی
120 قمر رضا	جونیئر کلرک	میٹرک	چکوال	راولپنڈی
121 سعید اللہ عباس	جونیئر کلرک	میٹرک	چکوال	راولپنڈی
122 حامد ربانی	جونیئر کلرک	میٹرک	جہلم	راولپنڈی
123 تصور حسین	جونیئر کلرک	چکوال	راولپنڈی	

124 محمد ایاز ملک	جونیئر کلرک	میٹرک	راولپنڈی	راولپنڈی
125 سکندر پرویز	جونیئر کلرک	میٹرک	راولپنڈی	راولپنڈی
126 محمد اسلم	جونیئر کلرک	میٹرک راولپنڈی	راولپنڈی	
127 عمر حیات	جونیئر کلرک	میٹرک	اٹک	راولپنڈی
128 محمد فاروق	جونیئر کلرک	میٹرک	راولپنڈی	راولپنڈی
129 سپارس خاں	جونیئر کلرک	مینکہ	راولپنڈی	
130 ذوالفقار احمد	جونیئر کلرک	اٹک	راولپنڈی	
131 محمد ممتاز ملک	جونیئر کلرک	میٹرک راولپنڈی	راولپنڈی	
132 کرم حسین	جونیئر کلرک	میٹرک	چکوال	راولپنڈی
133 محمد فیاض وزیر	جونیئر کلرک	ایف اے	ملتان	راولپنڈی
134 محمد شفیع	جونیئر کلرک	ڈرائیور	ایف اے	ملتان راولپنڈی
135 نواب دین	ڈرائیور	ایف اے	گوجرانوالہ	راولپنڈی
136 شیر محمد	ڈرائیور	ایف اے	راولپنڈی	راولپنڈی
137 محمد جہانگیر خان	نائب قاصد	ایف اے	راولپنڈی	راولپنڈی
138 منظور	نائب قاصد	ایف اے	فیصل آباد	فیصل آباد
139 غضنفر خان	نائب قاصد	ایف اے	فیصل آباد	فیصل آباد
140 فیض احمد	نائب قاصد	ایف اے	فیصل آباد	فیصل آباد
141 محمد ایوب	نائب قاصد	میٹرک	ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان
142 محمد مطلوب	نائب قاصد	میٹرک	ملتان	ملتان
143 منظور حسین	نائب قاصد	میٹرک	خانیوال	ملتان
144 محمد رفیق	نائب قاصد	میٹرک	ملتان	ملتان
145 محمد نعیم	نائب قاصد	میٹرک	ملتان	ملتان
146	عبدالمجید	نائب قاصد	میٹرک	خانیوال ملتان
147 محمد اسماعیل	نائب قاصد	میٹرک	خانیوال	ملتان
148 مشتاق احمد	نائب قاصد	میٹرک	خانیوال	ملتان

149 محمد رفیق	نائب قاصد	میٹرک	خانیوال	ملتان
150 محمد اسلم	نائب قاصد	میٹرک	خانیوال	ملتان
151 فیض احمد	نائب قاصد	میٹرک	وہاڑی	ملتان
152 عبدالغفور	نائب قاصد	میٹرک	وہاڑری	ملتان
153 گل نواز	نائب قاصد	میٹرک	مظفر گڑھ	ملتان
154 ذوالفقار علی	نائب قاصد	-	راولپنڈی	راولپنڈی
155 عبدالجبار	چوکیدار	-	فیصل آباد	فیصل آباد
156 اختر عباس	چوکیدار	مڈل		خانیوال
157 علی حسن	چوکیدار	مڈل		خانیوال
158 دوست محمد	چوکیدار	مڈل		وہاڑی
159 ممتاز حسین	چوکیدار	مڈل		ملتان
160 ممتاز حسین	چوکیدار	مڈل		ملتان

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں ترقیاتی کاموں میں تاخیر

☆ 2793- **میاں ریاض حشمت جنجوعہ** : کیا وزیر امداد باہمی نشان زدہ سوال نمبر 1753 کے جواب کے حوالہ سے جو کہ 15 اکتوبر 1986ء کو دیا گیا تھا بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی رجسٹرڈ لاہور کے تحت منظور شدہ رہائشی سکیم میں مندرجہ ذیل پر ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہے:-

1- سوئی گیس۔

2- بجلی۔

3- ٹیلی فون۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہو تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور مندرجہ بالا میں سے ہر ایک پر کتنے فیصد کام مکمل ہوا ہے اور بقایا کام کس تاریخ تک مکمل ہونے کی توقع ہے اور

اس ضمن میں تاخیر کے ذمہ دار اگر صوبائی حکومت کے متعلقہ افسران و اہلکاران ہوں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا حکومت ان افسران و اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں۔

(ج) مذکورہ بالا سوسائٹی کے جن ممبران کو ابھی تک پلاٹوں کا قبضہ نہیں دیا گیا ان کے نام مع سرکاری عہدہ کیا ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے بارے میں قبضہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امداد باہمی (جناب سلیم اقبال):

(الف)

سوئی گیس

جیسا کہ سوال نمبر1753 کے جواب میں بیان کیا گیا تھا کہ سوئی ناردرن گیس پائپ لائنز لمیٹڈ کے مطابق سوسائٹی کے مشیر "انجینئرز" نے کالونی کے نقشہ کی تین کاپیاں 24 ستمبر1986ء کو ان کو مہیا کر دی گئی تھیں۔ مذکورہ نقشہ کی کاپیاں موصول ہونے کے بعد سوئی ناردرن گیس پائپ لائینز لمیٹڈ لاہور کی جانب سے ان کی چٹھی نمبر ایل۔ ایس۔ اور این۔ پی کے تحت جواب موصول ہوا ہے کہ مذکورہ ادارہ اب خود 52 ہفتے کے بعد سوسائٹی سے رابطہ کرے گا۔ بشرطیکہ ان کے لئے سوسائٹی کی کالونی کو گیس مہیا کرنا ممکن ہوا۔

یہاں پر یہ بیان کر دینا مناسب ہو گا کہ سوسائٹی مذکورہ کے ملحقہ واپڈا' پی آئی اے نیپاک' پی سی ایس آئی آر ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز اور لاہور ترقیاتی ادارہ لاہور کی سکیم محمد علی جوہر ٹاؤن کو بھی ابھی تک سوئی گیس فراہم نہیں کی گئی۔ تاہم سوسائٹی کی انتظامیہ کالونی میں سوئی گیس کی جلد از جلد فراہمی کے لئے کوشاں ہیں۔

بجلی

سوال نمبر1753 کے جواب میں تحریر کیا گیا تھا کہ شراکت کی بنیاد پر اخراجات کی ادائیگی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ مگر ابھی تک واپڈہ کی طرف سے اس بنیاد پر بجلی کی فراہمی کے لئے لاگت کی شراکت کی بنیاد پر ڈیمانڈ نوٹس موصول نہیں ہوا تھا۔ جس وجہ سے رقم جمع نہیں کرائی گئی تھی۔ چنانچہ اب واپڈا کی طرف سے مورخہ 28 دسمبر1986ء مبلغ -/25.06209 روپے کا ڈیمانڈ نوٹس موصول ہو چکا ہے جس کی ادائیگی مورخہ 8 جنوری 1987ء کو کر دی گئی۔ واپڈا نے کالونی میں بجلی کے کھمبے لگانے کا کام شروع

کر دیا ہے اور عنقریب یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ سوسائٹی کی انتظامیہ اس کام کی جلد از جلد تکمیل کے لئے واپڈا حکام سے رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں۔

ٹیلی فون

سوال نمبر 1753 کے جواب میں بیان کیا گیا تھا کہ مذکورہ سوسائٹی نے کالونی میں ٹیلی فون کی سہولت ممبران کو باہم پہنچانے کے لئے محکمہ ٹیلی فون سے رابطہ رکھا ہوا ہے لہٰذا ہمارے خط نمبر 3359 مورخہ 16 اکتوبر 1986ء کے جواب میں ڈویژنل انجینئر کیپل پلاننگ ایل ٹی آر لاہور کے خط مورخہ 18 اکتوبر 1986ء میں بتایا گیا ہے کہ ہماری کالونی کی ٹیلی فون کی ضروریات واپڈا ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور میں قائم ہونے والے ایکسچینج سے پوری کی جائے گی جس کی تعمیر و تنصیب کا فیصلہ ڈائریکٹریٹ جنرل ٹی اینڈ ٹی اسلام آباد دے گا۔ چونکہ ان کا دفتر یہ کام سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت کرتا ہے اور ترقیاتی پروگرام بابت سال 87-1986ء میں ٹیلی فون ایکسچینج کا کام شامل نہ ہے۔ لہٰذا انہوں نے معذرت کی ہے کہ ان کا دفتر اس ضمن میں ابھی مزید کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ تاہم انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ پلاننگ کے وقت کالونی میں سوسائٹی کی طرف سے مہیا کردہ ڈکٹس کا خیال رکھا جائے گا۔

(ب) جیسا کہ جزو الف کے جواب سے ظاہر ہے کہ واپڈا کو بجلی لگانے کے لئے اس کے ڈیمانڈ نوٹس کے مطابق سوسائٹی نے مطلوبہ رقم کی ادائیگی کر دی ہے اور واپڈا حکام نے بجلی کے کھمبے لگانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ واپڈا فراہمی بجلی کا کام مرحلہ وار پروگرام میں مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تاہم سوسائٹی کی انتظامیہ اسے جلد از جلد مکمل کروانے کے لئے کوشاں ہیں۔

سوئی گیس اور ٹیلی فون کی سہولتیں باہم پہنچانے میں سوسائٹی کی اب تک کی جانے والی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ جن کی وجوہات جزو (الف) کے جواب میں بیان کر دی گئی ہیں۔ مذکورہ تینوں سہولتیں باہم پہنچانے والے ادارے وفاقی حکومت کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔ اس لئے صوبائی حکومت تاخیر کی صورت میں ان محکموں کے اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتی۔

(ج) سوسائٹی نے ترقیاتی کام مکمل ہونے کے بعد یعنی اگست 1986ء سے کل الاٹی ممبران میں 546 ممبران کو قبضہ دے دیا ہے۔ جبکہ 123 ممبران کو اب تک کل قیمت پلاٹ ادا نہ کرنے اور 81 ممبران کے وفات پا جانے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جا سکا۔ ان کے وارثان کے نام

پلاٹ الاٹ کرنے کے لئے ضرور قانونی کارروائی کی جا رہی ہے جس کے مکمل ہونے پر انہیں بھی قبضہ دے دیا جائے گا۔

بقیہ ممبران کو قبضہ دینے میں سوسائٹی کی طرف سے کوئی رکاوٹ حائل نہ ہے۔ جو بھی معزز قبضہ حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ ضروری طریقہ کار اپنانے کے بعد سوسائٹی قبضہ دے دیتی ہے۔ سوسائٹی کے قواعد و ضوابط کے مطابق قبضہ حاصل کرنے کی تاریخ سے بلڈنگ تعمیر کرنے کا دو سال کا عرصہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی بناء پر ممبران قبضہ جلد حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار بھی نہیں کر رہے۔

جن معزز ممبران کو ابھی تک قبضہ نہیں دیا گیا ان کے نام بمعہ سرکاری عہدہ و قبضہ نہ دینے کی وجہ کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی میں ترقیاتی کاموں میں تاخیر

☆ 2794- **جناب میاں محمد افضل حیات:** کیا وزیر امداد باہمی نشان زدہ سوال نمبر 1753 کے جواب کے حوالہ سے جو کہ 15 اکتوبر 1986ء کو دیا گیا تھا بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی رجسٹرڈ لاہور کے تحت منظور شدہ رہائشی سکیم میں مندرجہ ذیل پر ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہے۔

1- سوئی گیس

2- بجلی

3- ٹیلی فون

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہو تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور مندرجہ بالا میں سے ہر ایک پر کتنے فیصد کام مکمل ہوا ہے اور بقایا کام کس تاریخ تک مکمل ہونے کی توقع ہے اور اس ضمن میں تاخیر کے ذمہ دار اگر صوبائی حکومت کے متعلقہ افسران اور اہلکاران ہوں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا حکومت ان افسران و اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں

(ج) مذکورہ بالا سوسائٹی کے جن ممبران کو ابھی تک پلاٹوں کا قبضہ نہیں دیا گیا ان کے نام مع سرکاری عہدہ کیا ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے بارے میں قبضہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امداد باہمی (جناب سلیم اقبال):

(الف)

سوئی گیس

جیسا کہ سوال نمبر1753 کے جواب میں بیان کیا گیا تھا کہ سوئی نادرن گیس پائپ لائنز لیمٹڈ کے مطابق سوسائٹی کے مشیر "انجینئرز" نے کالونی کے نقشہ کی تین کاپیاں 24 ستمبر1986ء کو ان کو مہیا کر دی گئی تھیں۔ مذکورہ نقشہ کی کاپیاں موصول ہونے کے بعد سوئی نادرن گیس پائپ لائینز لیمٹڈ لاہور کی جانب سے ان کی چٹھی نمبر ایل۔ ایس۔ اور این۔ پی کے تحت جواب موصول ہوا ہے کہ مذکورہ ادارہ اب خود 52 ہفتے کے بعد سوسائٹی سے رابطہ کرے گا۔ بشرطیکہ ان کے لئے سوسائٹی کی کالونی کو گیس مہیا کرنا ممکن ہوا۔

یہاں پر یہ بیان کر دینا مناسب ہو گا کہ سوسائٹی مذکورہ کے ملحقہ واپڈا' پی آئی اے نیپاک' پی سی ایس آئی آر ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز اور لاہور ترقیاتی ادارہ لاہور کی سکیم محمد علی جوہر ٹاؤن کو بھی ابھی تک سوئی گیس فراہم نہیں کی گئی۔ تاہم سوسائٹی کی انتظامیہ کالونی میں سوئی گیس کی جلد از جلد فراہمی کے لئے کوشاں ہیں۔

بجلی

سوال نمبر1753 کے جواب میں تحریر کیا گیا تھا کہ شراکت کی بنیاد پر اخراجات کی ادائیگی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ مگر ابھی تک واپڈہ کی طرف سے اس بنیاد پر بجلی کی فراہمی کے لئے لاگت کی شراکت کی بنیاد پر ڈیمانڈ نوٹس موصول نہیں ہوا تھا۔ جس وجہ سے رقم جمع نہیں کرائی گئی تھی۔ چنانچہ اب واپڈا کی طرف سے مورخہ 28 دسمبر1986ء مبلغ -/25,06209 روپے کا ڈیمانڈ نوٹس موصول ہو چکا ہے جس کی ادائیگی مورخہ 8 جنوری 1987ء کو کر دی گئی۔ واپڈا نے کالونی میں بجلی کے کھمبے لگانے کا کام شروع کر دیا ہے اور عنقریب یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ سوسائٹی کی انتظامیہ اس کام کی جلد از جلد تکمیل کے لئے واپڈا حکام سے رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں۔

ٹیلی فون

سوال نمبر 1753 کے جواب میں بیان کیا گیا تھا کہ مذکورہ سوسائٹی نے کالونی میں ٹیلی فون کی سہولت ممبران کو باہم پہنچانے کے لئے محکمہ ٹیلی فون سے رابطہ رکھا ہوا ہے لہٰذا ہمارے خط نمبر 3359 مورخہ 16 اکتوبر 1986ء کے جواب میں ڈویژنل انجینئر کیپل پلاننگ ایل ٹی آر لاہور کے خط مورخہ 18 اکتوبر 1986ء میں بتایا گیا ہے کہ ہماری کالونی کی ٹیلی فون کی ضروریات واپڈا ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور میں قائم ہونے والے ایکسچینج سے پوری کی جائے گی جس کی تعمیر و تنصیب کا فیصلہ ڈائریکٹریٹ جنرل ٹی اینڈ ٹی اسلام آباد دے گا۔ چونکہ ان کا دفتر یہ کام سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت کرتا ہے اور ترقیاتی پروگرام بابت سال 87-1986ء میں ٹیلی فون ایکسچینج کا کام شامل نہ ہے۔ لہٰذا انہوں نے معذرت کی ہے کہ ان کا دفتر اس ضمن میں ابھی کوئی مزید کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ تاہم انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ پلاننگ کے وقت کالونی میں سوسائٹی کی طرف سے مہیا کردہ ڈکٹس کا خیال رکھا جائے گا۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) کے جواب سے ظاہر ہے کہ واپڈا کو بجلی لگانے کے لئے اس کے ڈیمانڈ نوٹس کے مطابق سوسائٹی نے مطلوبہ رقم کی ادائیگی کر دی ہے اور واپڈا حکام نے بجلی کے کھمبے لگانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ واپڈا فراہمی بجلی کا کام مرحلہ وار پروگرام میں مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تاہم سوسائٹی کی انتظامیہ اسے جلد از جلد مکمل کروانے کے لئے کوشاں ہیں۔

سوئی گیس اور ٹیلی فون کی سہولتیں باہم پہنچانے میں سوسائٹی کی اب تک کی جانے والی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ جن کی وجوہات جزو (الف) کے جواب میں بیان کر دی گئی ہیں۔ مذکورہ تینوں سہولتیں باہم پہنچانے والے ادارے وفاقی حکومت کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔ اس لئے صوبائی حکومت تاخیر کی صورت میں ان محکموں کے اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتی۔

(ج) سوسائٹی نے ترقیاتی کام مکمل ہونے کے بعد یعنی اگست 1986ء سے کل الاٹی ممبران میں 546 ممبران کو قبضہ دے دیا ہے۔ جبکہ 123 ممبران کو اب تک کل قیمت پلاٹ ادا نہ کرنے اور 81 ممبران کے وفات پا جانے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جا سکا۔ ان کے وارثان کے نام

بھی قبضہ دے دیا جائے گا۔

بقیہ ممبران کو قبضہ دینے میں سوسائٹی کی طرف سے کوئی رکاوٹ حائل نہ ہے۔ جو بھی معزز قبضہ حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ ضروری طریقہ کار اپنانے کے بعد سوسائٹی قبضہ دے دیتی ہے۔ سوسائٹی کے قواعد و ضوابط کے مطابق قبضہ حاصل کرنے کی تاریخ سے بلڈنگ تعمیر کرنے کا دو سال کا عرصہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی بناء پر ممبران قبضہ جلد حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار بھی نہیں کر رہے۔

جن معزز ممبران کو ابھی تک قبضہ نہیں دیا گیا ان کے نام بمعہ سرکاری عہدہ و قبضہ نہ دینے کی وجہ کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سول جج ڈسٹرکٹ جج اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج صاحبان کو سرکاری جج وفد میں نمائندگی دینے کے لئے اقدامات

224- **چوہدری اصغر علی گجر:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

آیا قیام پاکستان کے بعد سے لے کر آج تک کسی سرکاری جج وفد میں کبھی کسی ڈسٹرکٹ جج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج یا سول جج کو شامل کیا گیا اگر ایسا ہے تو تفصیل فراہم کی جائے نیز اس عرصہ کے دوران دیگر صوبائی محکموں سے گریڈ 17 و زائد کے کتنے افسران جج وفود میں بھیجے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری (جناب نسیم احمد):

سرکاری جج وفد کی تشکیل وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور حکومت پاکستان عمل میں لاتی ہے۔

وفاقی وزارت مذہبی امور اقلیتی امور سے رابطہ کیا گیا جو معلومات انہوں نے فراہم کی ہیں۔ اس کے مطابق سرکاری جج وفد میں کبھی بھی کسی ڈسٹرکٹ جج/ایڈیشنل جج یا سول جج کو شامل نہیں کیا گیا اور نہ ہی صوبائی محکموں کے گریڈ 17 و زائد کے افسران کو جج وفد میں بھیجا گیا ہے۔ البتہ درج ذیل دو جج صاحبان علی الترتیب بطور ویلفیئر افسر سال 1980ء میں اور بطور راہبر جج سال 1986ء میں سرکاری خرچ پر حج کے لئے گئے۔

(1)	جناب محمد اویس شاہد	بحیثیت ویلفیئر آفیسر
	سول جج دیپالپور	دو ماہ اگست 1980ء
(2)	جناب بشیر احمد بھٹی	بحیثیت راہبر جج
	سول جج دیپالپور	دو ماہ اگست 1986ء

سرکاری حج وفد میں ڈسٹرکٹ ججوں و ایڈیشنل ججوں کی شمولیت

246- **جناب محمد اعظم چیمہ** : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____
قیام پاکستان کے بعد سے لے کر آج تک کسی سرکاری حج وفد میں کبھی کسی ڈسٹرکٹ جج و ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج یا سول جج کو شامل کیا گیا۔ ایسا ہے تو تفصیل فراہم کی جائے نیز اس عرصہ کے دوران دیگر صوبائی محکموں سے گریڈ 17 و زائد کے کتنے افسران حج وفود میں بھیجے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری (نسیم احمد) :
سرکاری حج وفد کی تشکیل وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور حکومت پاکستان عمل میں لاتی ہے۔ وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور سے رابطہ کیا گیا جو معلومات انہوں نے فراہم کی ہیں۔ اس کے مطابق سرکاری حج وفد میں بھیجا گیا ہے۔ البتہ درج ذیل دو جج صاحبان علی الترتیب بطور ویلفیئر آفیسر سال 1980ء میں اور بطور راہبر جج سال 1986ء میں سرکاری خرچ پر حج کے لئے گئے۔

(1)	جناب محمد اویس شاہد	بحیثیت ویلفیئر آفیسر
	سول جج جھنگ	دو ماہ اگست 1980ء
(2)	جناب بشیر احمد بھٹی	بحیثیت راہبر جج
	سول جج دیپالپور	دو ماہ اگست 1986ء

سرکاری حج وفد میں جج صاحبان کی شمولیت

272- **حاجی غلام صابر انصاری** : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-
آیا قیام پاکستان کے بعد آج تک کسی سرکاری حج وفد میں کبھی کسی ڈسٹرکٹ جج و ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج یا سول جج کو شامل کیا گیا اگر ایسا ہے تو تفصیل فراہم کی جائے نیز اس عرصہ کے دوران دیگر صوبائی محکموں سے گریڈ 17 و زائد کے کتنے افسران حج وفود میں بھیجے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (جناب نسیم احمد):
سرکاری حج وفد کی تشکیل وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور حکومت پاکستان عمل میں لاتی ہے۔ وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور سے رابطہ کیا گیا جو معلومات انہوں نے فراہم کی ہیں۔ اس کے مطابق سرکاری حج وفد میں کبھی بھی کسی ڈسٹرکٹ جج/ایڈیشنل جج یا سول جج کو شامل نہیں کیا گیا اور نہ ہی صوبائی محکموں کے گریڈ 17 و زائد کے افسران کو حج وفد میں بھیجا گیا ہے۔ البتہ درج ذیل دو جج صاحبان علی الترتیب بطور ویلفیئر آفیسر سال 1980ء میں اور بطور راہبر حج سال 1986ء میں سرکاری خرچ پر حج کے لئے گئے۔

(1)	جناب محمد اویس شاہد	بحیثیت ویلفیئر آفیسر
	سول جج جھنگ	دو ماہ اگست 1980ء
(2)	جناب بشیر احمد بھٹی	بحیثیت راہبر حج
	سول جج دیپالپور	دو ماہ اگست 1986ء

سرکاری حج وفد میں جج صاحبان کی شمولیت

291- حاجی سردار خان: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-
قیام پاکستان کے بعد سے آج تک کسی سرکاری حج وفد میں کبھی کسی ڈسٹرکٹ جج و ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج یا سول جج کو شامل کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو تفصیل فراہم کی جائے نیز اس عرصہ کے دوران دیگر صوبائی محکموں سے گریڈ 17 و زائد کے کتنے افسران حج وفود میں بھیجے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری (نسیم احمد):
سرکاری حج وفد کی تشکیل وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور حکومت پاکستان عمل میں لاتی ہے۔ وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور سے رابطہ کیا گیا جو معلومات انہوں نے فراہم کی ہیں۔ اس کے مطابق سرکاری حج وفد میں بھیجا گیا ہے۔ البتہ درج ذیل دو جج صاحبان علی الترتیب بطور ویلفیئر آفیسر سال 1980ء میں اور بطور راہبر حج سال 1986ء میں سرکاری خرچ پر حج کے لئے گئے۔

(1)	جناب محمد اویس شاہد	بحیثیت ویلفیئر آفیسر
	سول جج جھنگ	دو ماہ اگست 1980ء

(2) جناب بشیر احمد بھٹی بحیثیت راہبر جج
سول جج دیپالپور دو ماہ اگست 1986ء

ناجائز طور پر اوقاف کی زمین فروخت کرنے والے افسران کے خلاف تحقیقات

319 **جناب مہر محمد سلیم:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ توحید پارک، گنج مغلپورہ نزد جامع مسجد مجاہد آباد کالونی لاہور کے نزد جو محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی محکمہ اوقاف کے افسران کی ملی بھگت سے کسی معروف اخبار میں اشتہار دیئے بغیر لوگوں کو کوڑیوں کے بھاؤ نیلام کر دی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اہل علاقہ متعلقہ محکمہ کو متذکرہ اراضی ناجائز قابضین سے خالی کروانے کے لئے تحریری طور پر کافی درخواستیں گزار چکے ہیں جو کہ محکمہ اوقاف کے افسران کی ملی بھگت سے داخل دفتر کر دی جاتی ہیں جبکہ متذکرہ اراضی پر لوگ مکانات بنتر کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ اراضی ناجائز قابضین سے فوری طور پر خالی کروانے اور متعلقہ محکمہ اور اوقاف کی زمین فروخت کرنے والے افسران و اہلکاروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (جناب نسیم احمد):

(الف) توحید پارک گنج مغلپورہ نزد مسجد مجاہد آباد کالونی لاہور کے نزدیک محکمہ اوقاف کی زیر تحویل کوئی اراضی نہ ہے۔ اس لئے مذکورہ نیلامی اراضی کا محکمہ سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ب) ایضاً"

(ج) چونکہ اراضی مذکورہ کا محکمہ ہذا سے کوئی تعلق نہ ہے۔ اس لئے کسی قسم کی کارروائی درکار نہ ہے۔

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی میں ترقیاتی کام میں تاخیر

230- جناب فضل حسین راہی: کیا وزیر امداد باہمی نشان زدہ سوال نمبر1753 کے جواب کے حوالہ سے جوکہ 15 اکتوبر 1986ء کو دیا گیا تھا بیان فرمائیں گے:-

(الف) آیا پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی رجسٹرڈ لاہور کے تحت منظور شدہ رہائشی سکیم میں مندرجہ ذیل پر ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہے۔

1- سوئی گیس

2- بجلی

3- ٹیلی فون

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہو تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور مندرجہ بالا میں سے ہر ایک پر کتنے فیصد کام مکمل ہوا ہے اور بقایا کام کس تاریخ تک مکمل ہونے کی توقع ہے اور اس ضمن میں تاخیر کے ذمہ دار اگر صوبائی حکومت کے متعلقہ افسران و اہلکاران ہوں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا حکومت ان افسران و اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں۔

(ج) مذکورہ بالا سوسائٹی کے جن ممبران کو ابھی تک پلاٹوں کا قبضہ نہیں دیا گیا ان کے نام مع سرکاری عہدہ کیا ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے بارے میں قبضہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امداد باہمی (جناب سلیم اقبال):

(الف) سوئی گیس

جیسا کہ سوال نمبر1753 کے جواب میں بیان کیا گیا تھا کہ سوئی ناردرن گیس پائپ لائینز لمیٹڈ کے مطالبہ پر سوسائٹی کے مشیر "انجینئرز" نے کالونی کے نقشہ کی تین کاپیاں 24 ستمبر1986ء کو ان کو مہیا کر دی گئی تھیں۔ مذکورہ نقشہ کی کاپیاں موصول ہونے کے بعد سوئی ناردرن گیس پائپ لائینز لمیٹڈ لاہور کی جانب سے ان کی چٹھی نمبر ایل۔ ایس۔ او/این۔ پی کے تحت جواب موصول ہوا ہے کہ مذکورہ ادارہ

مہیا کرنا ممکن ہوا۔

یہاں پر یہ بیان کر دینا مناسب ہو گا کہ سوسائٹی مذکورہ کے ملحقہ واپڈا' پی آئی اے' نیپاک' پی سی ایس آئی آر ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائیٹیز اور لاہور ترقیاتی ادارہ لاہور کی سکیم محمد علی جوہر ٹاؤن کو بھی ابھی تک سوئی گیس فراہم نہیں کی گئی۔ تاہم سوسائٹی کی انتظامیہ کالونی میں سوئی گیس کی جلد از جلد فراہمی کے لئے کوشاں ہیں۔

بجلی

سوال نمبر 1753 کے جواب میں تحریر کیا گیا تھا کہ شراکت کی بنیاد پر اخراجات کی ادائیگی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ مگر ابھی تک واپڈا کی طرف سے اس بنیاد پر بجلی کی فراہمی کے لئے لاگت کی شراکت کی بنیاد پر ڈیمانڈ نوٹس موصول نہیں ہوا تھا۔ جس وجہ سے رقم جمع نہیں کرائی گئی تھی۔ چنانچہ اب واپڈا کی طرف سے مورخہ 28 دسمبر 1986ء مبلغ -/25,06209 روپے کا ڈیمانڈ نوٹس موصول ہو چکا ہے جس کی ادائیگی مورخہ 8 جنوری 1987ء کو کر دی گئی۔ واپڈا نے کالونی میں بجلی کے کھمبے لگانے کا کام شروع کر دیا ہے اور عنقریب یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ سوسائٹی کی انتظامیہ اس کام کی جلد از جلد تکمیل کے لئے واپڈا حکام سے رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں۔

ٹیلی فون

سوال نمبر 1753 کے جواب میں بیان کیا گیا تھا کہ مذکورہ سوسائٹی نے کالونی میں ٹیلیفون کی سہولت ممبران کو باہم پہنچانے کے لئے محکمہ ٹیلیفون سے رابطہ رکھا ہوا ہے لہٰذا ہمارے خط نمبر 3359 مورخہ 16 اکتوبر 1986ء کے جواب میں ڈویژنل انجینئر کیپل پلاننگ ایل ٹی آر لاہور کے خط مورخہ 18 اکتوبر 1986ء میں بتایا گیا ہے کہ ہماری کالونی کی ٹیلی فون کی ضروریات واپڈا ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ

سوسائٹی لمیٹڈ لاہور میں قائم ہونے والے ایکسچینج سے پوری کی جائے گی جس کی تعمیر و تنصیب کا فیصلہ ڈائریکٹریٹ جنرل ٹی اینڈ ٹی اسلام آباد دے گا۔ چونکہ ان کا دفتر یہ کام سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت کرتا ہے اور ترقیاتی پروگرام بابت سال 87-1986ء میں ٹیلی فون ایکسچینج کا کام شامل نہ ہے۔ لہٰذا انہوں نے معذرت کی ہے کہ ان کا دفتر اس ضمن میں ابھی مزید کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ تاہم انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ پلاننگ کے وقت کالونی میں سوسائٹی کی طرف سے مہیا کردہ ڈکٹس کا

(ب) جیسا کہ جزو (الف) کے جواب سے ظاہر ہے کہ واپڈا کو بجلی لگانے کے لئے اس کے ڈیمانڈ نوٹس کے مطابق سوسائٹی نے مطلوبہ رقم کی ادائیگی کر دی ہے اور واپڈا حکام نے بجلی کے کھمبے لگانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ واپڈا فراہمی بجلی کا کام مرحلہ وار پروگرام میں مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تاہم سوسائٹی کی انتظامیہ اسے جلد از جلد مکمل کروانے کے لئے کوشاں ہیں۔

سوئی گیس اور ٹیلی فون کی سہولتیں باہم پہنچانے میں سوسائٹی کی اب تک کی جانے والی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ جن کی وجوہات جزو (الف) کے جواب میں بیان کر دی گئی ہیں۔

مذکورہ تینوں سہولتیں باہم پہنچانے والے ادارے وفاقی حکومت کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔ اس لئے صوبائی حکومت تاخیر کی صورت میں ان محکموں کے اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتی۔

(ج) سوسائٹی نے ترقیاتی کام مکمل ہونے کے بعد یعنی اگست 1986ء سے کل الاٹی ممبران میں 546 ممبران کو قبضہ دے دیا ہے۔ جب کہ 123 ممبران کو اب تک کل قیمت پلاٹ ادا نہ کرنے اور 81 ممبران کے وفات پا جانے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جا سکا۔ ان کے وارثان کے نام پلاٹ الاٹ کرنے کے لئے ضروری قانونی کارروائی کی جا رہی ہے جس کے مکمل ہونے پر انہیں بھی قبضہ دے دیا جائے گا۔

بقیہ ممبران کو قبضہ دینے میں سوسائٹی کی طرف سے کوئی رکاوٹ حائل نہ ہے۔ جو بھی معزز قبضہ حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ ضروری طریقہ کار اپنانے کے بعد سوسائٹی قبضہ دے دیتی ہے۔ سوسائٹی کے قواعد و ضوابط کے مطابق قبضہ حاصل کرنے کی تاریخ سے بلڈنگ تعمیر کرنے کا دو سال کا عرصہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی بناء پر ممبران قبضہ جلد حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار بھی نہیں کر رہے۔

جن معزز ممبران کو ابھی تک قبضہ نہیں دیا گیا ان کے نام بمعہ سرکاری عہدہ و قبضہ نہ دینے کی وجہ کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! کل آپ نے فرمایا تھا کہ گیارہ بجے چائے کا وقفہ ہو گا لیکن اب

سوا گیارہ ہو گئے ہیں۔ کیا چائے کا وقفہ نہیں کریں گے؟

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! ابھی تو ایوان کو کام کرتے ہوئے ایک گھنٹہ ہی ہوا ہے۔ ابھی وقفہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جو چائے کے لئے جانا چاہے چلا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ابھی ایوان کام کرنا چاہتا ہے تو تھوڑا اور چلائیں۔ کیونکہ ابھی سیشن کو ایک گھنٹہ ہوا ہے۔ صحیح بات ہے۔

ملک ممتاز احمد خان کھچر: جناب سپیکر! زرعی انکم ٹیکس سے متعلق 16 تاریخ کو میں نے ایک تحریک استحقاق دی تھی اس کے جواب میں آپ نے فرمایا تھا کہ یہ Private Members day پر پیش کیا جائے تو کل میں نے تین چار دفعہ ناکام کوشش کی تھی لیکن شنوائی نہیں ہوئی ہے۔ تو کیا آپ اس معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر آج مجھے وہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے اور رولز کو معطل کر کے مجھے وہ پیش کرنے کی اجازت دیں گے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: ملک صاحب آپ وہ قرارداد مجھے دے دیں۔ میں اس کو دیکھ لیتا ہوں میرے پاس ابھی قرارداد کے متن کی کاپی نہیں آئی ہے۔ ملک صاحب' اس کو میں دیکھ لیتا ہوں اسی دوران ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں یہ تحریک استحقاق نمبر4 میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! وزیر بلدیاتی تشریف نہیں رکھتے ہیں اگر اس کو Pending کرنا ہے تو پھر اس کو میں نہیں پڑھتا ہوں۔ کیونکہ ان کی طرف سے نہ ہی کسی نے جواب دینا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ٹوانہ صاحب بیمار ہیں۔ اس وجہ سے میرے خیال میں آج تشریف نہیں لا سکے ہیں۔ ویسے جناب کے کل کے احکامات میں نے پہنچا دیئے تھے کہ یا تو اس کے لئے کسی کی نامزدگی کی جائے۔ ان کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ وہ بیمار ہیں۔ اسے کل کے لئے Pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: تو جنجوعہ صاحب آپ اس کو Pending رکھنا چاہیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جب وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو اس کو چودھری صاحب آخری مرتبہ Pending کرتے ہیں۔ اس کے بعد اگلے day working پر متعلقہ وزیر اس کو Defend کر سکے تو درست ہے وگرنہ پھر آپ یا کوئی دیگر منسٹر اس کو Defend کریں گے۔ تو اس کو آخری مرتبہ Pending کیا جاتا ہے۔ یہ چودھری محمد رفیق صاحب کی Privilege motion نمبر ہے اس کو Pending رکھتے ہیں نمبر 6 جناب جنجوعہ کی ہے یہ بھی بلدیات سے متعلقہ ہے اس کو بھی Pending کرتے ہیں اور یہ تحریک استحقاق نمبر 7 Dispose of ہو چکی ہے۔ اب ہے نمبر 8 تحریک استحقاق یہ میاں ریاض حشمت جنجوعہ کی ہے۔

مجلس خصوصی کی طرف سے نہ رپورٹ پیش کرنا اور نہ ہی میعاد میں توسیع طلب کرنا

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اسمبلی کے گزشتہ اجلاس میں تحریک التوا نمبر 2 اور 15 انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے طلباء کے دو متحارب گروپوں کے درمیان مسلح تصادم فائرنگ اور ہنگامہ آرائی کے واقعات کو زیر بحث لانے کے لئے پیش کی گئی تو حکومت پنجاب کے وزیر تعلیم جناب غلام حیدر وائیں نے حکومت کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے یہ تحریک پیش کی کہ انجینئرنگ یونیورسٹی کے معاملات کا جائزہ لینے کے لئے ایک مجلس خصوصی تشکیل دی جائے جس پر جناب ڈپٹی سپیکر نے ایک مجلس خصوصی تشکیل دے کر جناب وائیں کو اس کا کنوینر مقرر کیا اور اس مجلس خصوصی کو یہ ہدایت جاری فرمائی کہ وہ اجلاس کے اختتام سے قبل انجینئرنگ یونیورسٹی کے معاملات کے بارے میں رپورٹ مرتب کر کے ایوان میں پیش کرے مگر گزشتہ اجلاس کے اختتام پذیر ہونے تک اس مجلس خصوصی نے سپیکر صاحب کی طرف سے متعین کردہ فرائض کے مطابق کوئی حتمی رپورٹ مرتب کر کے ایوان میں پیش کی ہے اور نہ ہی ایوان سے میعاد کی توسیع طلب کی اور اس طرح سے اس ایوان نے جو فرض اس مجلس خصوصی کے سپرد کیا تھا وہ تاحال تشنہ تکمیل ہے چونکہ یہ مجلس خصوصی مدت عرصہ کے اندر رپورٹ

مرتب کر کے ایوان میں پیش نہیں کر سکی ہے اور نہ ہی اس مجلس نے قواعد کے مطابق اپنی میعاد میں توسیع کی منظوری حاصل کی ہے اس لئے بطور محرک نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اگر یہ مجلس خصوصی پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتی تو نہ صرف اس معزز ایوان کے اراکین کو انجینئرنگ یونیورسٹی کا اصل صورت حال سے باخبر رکھا جا سکتا تھا بلکہ عین ممکن تھا کہ بعد ازاں یونیورسٹی میں پیش آنے والے افسوس ناک واقعات کا تدارک ہو جاتا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کر کے مجلس قائمہ برائے استحقاقات سے تحقیقات کرائی جائے۔

جناب سپیکر! انجینئرنگ یونیورسٹی میں طلباء کے دو متحارب گروپوں کو' جن میں سے ایک کی سرپرستی موجودہ مسلم لیگ کی حکومت کرتی ہے اور دوسرے گروپ کی سرپرستی کالعدم جماعت اسلامی کرتی ہے۔ ان دو گروپوں کے درمیان انجینئرنگ یونیورسٹی میں تصادم ہوا۔ فائرنگ ہوئی ایک دوسرے کے سازو سامان کو لوٹا گیا۔ ہوسٹلوں پر قبضہ کیا گیا۔ اس بارے میں ایک تحریک التوائے کار میری طرف سے اور دوسری تحریک جناب چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف اس ایوان میں پیش کی گئی۔ جب حکومت کے وزیر تعلیم نے اس پر حکومت کا نقطہ نظر پیش کیا تو انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ وہ پوری فراخدلی کے ساتھ انجینئرنگ یونیوسٹی کے واقعات کی تحقیقات کروانے کے لئے اس ایوان کی ایک سپیشل کمیٹی تشکیل کروانے پر تیار ہیں اور وہ کمیٹی اس اجلاس یعنی گزشتہ اجلاس کے دوران تمام معاملات کی تحقیقات کروا کر اس ایوان میں اس کی ایک رپورٹ پیش کرے گی۔ جناب وزیر تعلیم کو اس کمیٹی کا کنوینر مقرر کر دیا گیا۔ لیکن اجلاس کے ختم ہونے تک اس کمیٹی نے تو کوئی رپورٹ مرتب کی اور نہ ہی اس پر رپورٹ کو ایوان میں پیش کیا اور نہ ہی کمیٹی نے اپنی میعاد میں توسیع طلب کی، جس کی وجہ سے آج تک انجینئرنگ یونیورسٹی کے معاملات جوں کے توں چلے آرہے ہیں اور بعض ایسے واقعات بھی پیش آچکے ہیں۔ مثلاً" وہاں پر director stundent affairs ڈاکٹر منشاء صاحب کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ ان کو اغواء کیا گیا اور ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور ان کی توہین کی گئی اور اسی طرح کے کئی اور واقعات بھی ہیں جو انجینئرنگ یونیورسٹی میں پیش آچکے ہیں اگر وہ کمیٹی اپنی ذمہ داری کو پورا کرتی ہے اور اگر ایک مفصل رپورٹ مرتب کرکے اس ایوان کے سامنے پیش کرتی تو ممکن تھا کہ وہ واقعات جو بعد ازاں انجینئرنگ یونیورسٹی میں پیش آئے وہ پیش نہ آتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی کے کنوینر نے اس کمیٹی کی میعاد میں توسیع طلب نہ کرکے اور کوئی مفصل یا عبوری یا حتمی

رپورٹ مرتب نہ کرکے اور اس ایوان کے سامنے پیش نہ کرکے بطور محرک نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے جناب سپیکر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کرکے استحقاق کمیٹی کے سپرد کردیا جائے شکریہ۔

وزیر تعلیم: (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر! فاضل رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس کے واقعات یوں ہیں کہ یہاں یہ مسئلہ چودھری اصغر علی گجر ایم پی اے نے زیر بحث لانے کے لئے پیش کیا تھا اور اس پر متفقہ طور پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی کہ وہ ان معاملات کی چھان بین کر کے اس کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کرے ہم نے اس فیصلے کے فوری بعد اس معاملے کی چھان بین کے لئے دو اجلاس منعقد کئے جو پچھلے اجلاس کے دوران 22 اکتوبر 1987ء کو اور دوسرا اجلاس 26 اکتوبر 1987ء کو منعقد ہوا لیکن افسوس کی بات یہ تھی کہ ان دونوں اجلاسوں میں اس تحریک کے محرک چودھری اصغر علی گجر صاحب اطلاع دینے کے باوجود تشریف نہ لائے۔ پہلے اجلاس میں تو دوسرے فاضل محرک میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب بھی تشریف نہ لائے۔ لیکن جب دوسری میٹنگ ہوئی تو اس میں جناب جنجوعہ صاحب تشریف لائے' چونکہ یہ مسئلہ چودھری اصغر علی گجر کی طرف سے اٹھایا گیا تھا لیکن وہ اطلاع کرنے کے باوجود بھی تشریف نہ لائے' اور آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے اس وقت اس پر بحث کے دوران نشاندہی بھی کی تھی کہ جس بات کی چودھری صاحب حمایت اور ہمنوائی فرما رہے ہیں' شاید جب معاملہ پر چھان بین کی جائے گی تو وہ ان کی بات بھی نہیں مانیں گے آج بھی چودھری صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔ جب محرک ہی جنہوں نے مسئلہ اٹھایا تھا دونوں اجلاسوں میں تشریف نہ لائے تو ہم اس پر کوئی پیش رفت نہ کرسکے دوسرے اجلاس میں جس میں میاں ریاض حشمت بھی موجود تھے ہم نے یہ طے کیا کہ ہم اس کمیٹی کی توسیع ایوان سے اور جناب سپیکر صاحب سے حاصل کرلیں اگلے روز جب کہ ہم نے اس کی توسیع کے لئے یہ معاملہ ایوان میں پیش کرنا تھا' تو آپ کو یاد ہوگا کہ کورم ٹوٹ جانے کی وجہ سے اجلاس غیر معینہ عرصہ کے لئے ملتوی ہوگیا تھا لہٰذا وہ تحریک اس وقت پیش نہ کی جاسکی کورم کی کمی کی وجہ سے کل اگرچہ میں یہاں پر موجود نہیں تھا۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے فاضل بھائی میاں محمد افضل حیات نے اس معاملے کے لئے اس ایوان سے توسیع حاصل کرلی ہے۔ اس لحاظ سے یہ مسئلہ تو ویسے ہی infructuous ہوگیا' لیکن میں عملی طور پر یہ عرض کروں گا کہ جب تک اس تحریک کے محرک [illegible] کمیٹی کے اجلاس میں تشریف لاکر واقعات کو آگے چلانے کی

کوشش نہ کریں میرے خیال میں وہ مسئلہ آگے نہیں چلتا۔ اور مجھے شبہ ہے کہ یہ نہیں چل سکیں گے۔ یہ بات میں نے اس وقت بھی کی تھی بہرحال اس کے لئے اب وقت مل گیا ہے اور ایوان نے بھی اس کی توسیع کردی ہے اور اس وقت بھی ہمارا یہ مسئلہ نہیں تھا کہ ہم کورم کی کمی کی وجہ سے اس کی توسیع حاصل نہ کرسکیں بلکہ یہ تو ایک اتفاق تھا۔ اس لئے اس سلسلے میں ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ لہٰذا اس تحریک استحقاق سے میرے فاضل بھائی کا استحقاق مجروح نہیں ہوا اور اس کمیٹی کی توسیع کل کے اجلاس میں ہو چکی ہے' اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے فاضل بھائی اس تحریک پر زور نہ دیں یا پھر اسے خلاف قاعدہ قرار دیا جائے شکریہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر میری اس تحریک استحقاق کے جواب میں بہت سی ایسی باتیں کہی گئی ہیں جن کا حقائق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً" وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ یہ تحریک التوائے کار چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تھی یہ بات ٹھیک ہے کہ ایک تحریک التوائے کار چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تھی اس کا نمبر 2 تھا اسی موضوع پر تحریک التوائے کار نمبر 15 میری طرف سے پیش کی گئی تھی۔ جناب سپیکر چودھری صاحب اور میں اس تحریک التوائے کار کے مشترکہ محرک تھے۔ 22 اکتوبر کو جو اس کمیٹی کا اجلاس ہوا میں اس میں بھی حاضر تھا۔ جب کہ وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس میں غیر حاضر تھا آپ اس دن کی حاضری چیک کریں میں اس روز بھی موجود تھا اور اس کے بعد اس کمیٹی کا جو دوسرا اجلاس ہوا میں اس میں بھی موجود تھا اور میں ایک محرک کی حیثیت سے اس کمیٹی میں موجود تھا اس لئے اس معاملے کو میری موجودگی میں بھی آگے بڑھایا جاسکتا تھا۔ چونکہ میں بھی اس مسئلے کا محرک تھا دوسری بات وزیر موصوف نے یہ کی ہے کہ میاں محمد افضل حیات صاحب نے اس کمیٹی کی میعاد میں توسیع حاصل کرلی ہے - جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ کمیٹی کے ذمہ جو فرض عائد کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ اسی جلاس کے دوران وہ ایک رپورٹ مرتب کرکے اس ایوان کے سامنے پیش کرے وہ رپورٹ اس جلاس کے دوران ایوان میں پیش نہیں کی جاسکی اور نہ ہی قواعد کے مطابق اس میں توسیع طلب کی گئی اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور ابھی وزیر علیم نے صرف یہ کہہ کر کہ محرک صرف چودھری اصغر علی صاحب تھے ایک بار پھر اس ایوان کے تحقاق کو مجروح کیا ہے جناب سپیکر وزیر موصوف کو ایوان میں جو بات بھی کہنی چاہیے وہ پوری

کام کیا تھا وہ فرض پورا کرنے میں یہ کمیٹی ناکام رہی ہے اس لئے بطور محرک میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے۔ شکریہ۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر میں پھر یہ عرض کروں گا کہ چودھری صاحب نے خاص طور پر ایک تنظیم اسلامی جمعیت طلباء سے متعلق نکتہ اٹھایا تھا اور حسن اتفاق یہ ہے کہ اسلامی جمعیت طلباء سے تعلق نہ میرے فاضل بھائی میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کا ہے اور نہ ہی میرا ہے۔ اس لئے عملی طور پر جب تک ہم چودھری محمد اصغر گجر صاحب کی بات کو سن کر آگے نہ چلیں تو اس وقت تک یہ بات منصفانہ نہ ہوگی۔ اس کے لئے توسیع ہو چکی ہے۔ اس روز بھی آپ کی موجودگی میں اس کی توسیع کا فیصلہ ہوا تھا اور lack of quorum کی وجہ سے اس کی توسیع حاصل نہیں کی جاسکی تھی اس لیے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں اس کے حقیقی محرکات کو تلاش کرنے کے لیے وقت دینا چاہیے اور یہ زیادہ منصفانہ ہوگا کہ ہم اس معاملہ میں چودھری اصغر علی گجر صاحب سے استدعا کریں کہ وہ بھی اس کمیٹی میں وقت دیں اور ہماری رہنمائی کریں کیونکہ جس جماعت کی طرف سے وہ بات زیر موضوع آئی تھی اس سے ان کا تعلق ہے۔ اس میں میں اور آپ شائد کوئی زیادہ serve نہ کرسکیں۔ جہاں واقعات کی تفصیلات فراہم کرنے کا تعلق ہے اگر ہم ان کی غیر حاضری میں کریں گے تو شاید ہم یہ مسئلہ حل نہ کرسکیں کیونکہ مراد یہ ہے ہم کوئی ایسے حالات تلاش کریں کہ جن میں یونیورسٹی کا امن و امان قائم ہو سکے۔ اس کے لیے ہمیں چودھری اصغر علی گجر صاحب کی رہنمائی حاصل کرنا ہوگی لہٰذا ہم ان سے گزارش کرکے اب میٹنگ کرلیں۔ اس میں ہم کوئی تاخیر نہیں کریں گے۔ پہلے بھی ہم نے چند دنوں میں دو میٹنگیں کی ہیں اس لئے جناب سپیکر میری یہ گزارش ہوگی کہ میرے خیال میں اس سے کوئی استحقاق پامال نہیں ہوا۔ اس روز کورم نہ ہونے کی وجہ سے اسمبلی کا اجلاس ختم ہو گیا تھا ورنہ ہم نے طے کیا تھا کہ اس کی توسیع ہاؤس سے حاصل کریں گے۔ اور اس کی توسیع حاصل کرلی گئی ہے leader of opposition جو اس کمیٹی کے فاضل رکن ہیں انہوں نے اس کی توسیع کے لیے اجازت لی ہے اور ہاؤس نے اس کی اجازت دے دی ہے۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ ہم چودھری اصغر علی گجر کی خدمت میں گزارش کریں کہ وہ اس معاملے میں اتنے متحرک تھے اب اس معاملہ کو آگے بڑھانے میں ہماری معاونت فرمائیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر وزیر تعلیم نے یہ فرمایا ہے کہ میرا اسلامی جمعیت طلبا

کے ساتھ تعلق نہیں ہے جناب والا میرا تعلق تو مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ساتھ بھی نہیں ہے میرا تعلق تو اس یونیورسٹی میں موجود تیسری قوت کے ساتھ ہے جو وہاں پر صرف تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے جس کا طلباء کی کسی سیاسی تنظیم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے وہ طلباء جو اس یونیورسٹی میں صرف علم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں میں تو ان کی نمائندگی کرنا چاہتا ہوں اور جناب والا' اس کمیٹی میں یونیورسٹی کی طرف سے ایک پروفیسر منشا صاحب تشریف لائے تھے۔ ان کے ساتھ جناب وزیر تعلیم کا رویہ انتہائی درشت تھا اور انہوں نے بڑی سختی سے ان کے ساتھ گفتگو کی اور ان سے کہا کہ ڈاکٹر منشا صاحب آئندہ آپ کمیٹی میں تشریف نہ لائیں تو جناب والا اس ڈاکٹر کو کچھ عرصہ بعد مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے طلبا نے اغوا کیا ان کی توہین کی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ وزیر تعلیم کے ایما پر ہوا ہے اور یہ سارے واقعات محض اس وجہ سے پیش آئے ہیں کہ اس کمیٹی نے بروقت اپنی رپورٹ اس ایوان میں پیش نہیں کی۔ یہ انتہائی المناک واقعات ہیں جو انجینیرنگ یونیورسٹی میں محض اس لیے پیش آرہے ہیں کہ حکومت وہاں پر موجود ایک تنظیم کی سرپرستی کررہی ہے۔ اور ڈائریکٹر سٹوڈنٹس آفیسرز کے ساتھ وزیر تعلیم کا رویہ انتہائی توہین آمیز تھا اور ان کو انہوں نے دھمکی دی کہ آپ آئندہ اس کمیٹی کی میٹنگ میں مت آئیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ عرصہ بعد اسی ڈاکٹر منشا کو مسلم سٹوڈنٹس کے لڑکوں نے اغواء کیا اس کی توہین کی اسے زد و کوب کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ وزیر تعلیم کے ایما پہ ان کی منشا پر ہوا ہے اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا ہے کہ اس کمیٹی کی رپورٹ بروقت ایوان میں پیش نہیں ہوئی اور اس طرح اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور بحیثیت محرک میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ شکریہ!

جناب سپیکر: میاں افضل حیات صاحب آپ اس کے رکن ہیں اور آپ اس کی توسیع لے چکے ہیں؟ تو اب اس میں مزید تاخیر کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوگی۔

وزیر تعلیم صنعت و معدنی ترقی: میں ایک بات گزارش کروں گا کہ میرے بھائی نے جو باتیں ابھی ارشاد فرمائی ہیں میں ان کی پر زور تردید کرتا ہوں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمیں بغیر تحقیق کے ایوان میں غیر ذمہ دارانہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں یہ بات جو انہوں نے کہی ہے اس وقت ایک شخص جس کے متعلق مجھے بحیثیت ایجوکیشن منسٹر علم ہے کہ وہ Student Affairs میں ایک فریق بنا ہوا ہے اور اس کو تو کمیٹی میں طلب کیا گیا تھا اور وہاں پر اس کی ضرورت نہ تھی اور وہ وہاں کمیٹی میں اس

لئے جب تک آپ کو طلب نہ کیا جائے آپ تشریف نہ لائیں جہاں تک اس واقعے کا تعلق ہے میں اس کی پر زور مذمت بھی کرتا ہوں اور اس کی تردید بھی کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں ایوان میں اسی غیر ذمہ دارانہ باتیں نہیں کرنی چاہیں۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب تو اب اس میں کیا معاملہ باقی رہ گیا ہے۔ اس میں توسیع ہو چکی ہے leader of opposition اس کے ممبر ہیں۔ وہ اس کو deal کرلیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر' کیا قواعد کے مطابق بروقت توسیع ہوئی ہے۔ اس کی توسیع کس وقت ہونی چاہیے تھی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کی کیا رائے ہے کہ ایجوکیشن منسٹر کی وجہ سے توسیع میں دیر ہوئی۔

میاں محمد افضل حیات: سیشن کے ختم ہونے تک اس کی رپورٹ ایوان میں آجانی چاہیے تھی لیکن 27 اکتوبر تک اس کی رپورٹ یہاں پر پیش نہیں کی جا سکی تھی۔ اس دن کورم واقعی نہیں تھی ہمارا بھی یہی خیال ہے کہ کورم شائد اس کمیٹی کی توسیع کی وجہ سے نہیں تھا لیکن یہ اور وجوہات کی بنا پر عمداً" توڑا گیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے یہ رپورٹ یہاں پہ پیش نہ ہو سکی۔ اب کل سیکرٹری صاحب سے بات ہوئی تھی اور میں خود بھی اس میں تھوڑا doubtful تھا کہ کیا کل اس کی توسیع دی جاسکتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس دن 27 تاریخ کو اس کی توسیع نہیں ہو سکی تھی اس لیے کل جب کہ کنوینر صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور ابھی کمیٹی کے دوسرے رکن بھی اس وقت موجود نہیں تھے تو مجھے یہ کہا گیا اور میں نے اس کی توسیع کے لیے تحریک پیش کی اور ایوان نے اس کی توسیع کی اجازت دے دی۔

جناب سپیکر: اب اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ پچھلی دفعہ ایوان میں کورم نہ ہونے کی وجہ سے کمیٹی کی رپورٹ میں توسیع نہیں ہو سکی تھی تو گویا آپ بھی وزیر تعلیم کے مؤقف کی حمایت کرتے ہیں۔ جنجوعہ صاحب' اب آپ کا کیا خیال ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں اس پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ وزیر تعلیم یہ فرماتے ہیں کہ کورم نہ ہونے کی وجہ سے اس کمیٹی کی میعاد میں توسیع نہ کی جاسکی۔ میں آپ سے اس

بات کی رولنگ چاہتا ہوں کہ جب اس ایوان میں کورم موجود نہ ہو تو کیا اس ایوان کو prorogue کیا جاسکتا ہے۔

وزیر تعلیم و صنعت و معدنی ترقی: جناب والا' میں ایک اور گزارش کرتا ہو کہ جب کل leader of opposition نے یہ مسئلہ ایوان کے سامنے پیش کردیا اور اس پر توسیع کردی گئی۔ اگر وہ توسیع نہیں بھی حاصل کی گئی تھی۔

اور اس میں میرے خیال میں تو کوئی وزن باقی نہیں رہ جاتا۔

جناب سپیکر: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ مجھ سے رولنگ چاہتے ہیں کہ.....

وزیر قانون و پارلیمانی امور: سر! اس سے پہلے یہ پوائنٹ اٹھایا گیا تھا اور اس پر بات ہوچکی ہے بار بار اس کو دھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی بات پہلے بھی پیش ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: کونسی بات؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہی بات کہ کورم اس وقت تھا یا نہیں تھا۔ اس دن بھی یہ نکتہ اٹھایا گیا تھا کہ prorogue ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی فیصلہ ہوا تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس پر جناب نے کچھ فرمایا تھا اور یہ بات پہلے agitate ہوئی تھی۔

میاں محمد افضل حیات: مسئلہ یہ ہے کہ کورم نہ ہونے کی وجہ سے house prorogue ہوسکتا تھا یا نہیں۔ جناب والا اس بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ کارروائی کے دوران کورم ٹوٹ گیا اور پھر اس کے بعد کورم آخر تک پورا نہیں ہوا۔ یہ بات ہم نے بعد میں agitate کی تھی۔ ہاؤس میں agitate نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: اس بارے میں جنجوعہ صاحب نے رولنگ چاہی ہے کہ کورم پورا نہ ہو تو ہاؤس prorogue ہوسکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی' بالکل ہوسکتا ہے اور یہ امر مانع نہیں ہے کہ اگر ہاؤس میں

جناب سپیکر: آپ کا خیال یہ ہے کہ prorogue ہو سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی ہاں ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: تو اس پر پہلے کوئی فیصلہ تو نہیں ہوا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہی پوائنٹ میاں محمد حیات صاحب نے اٹھایا تھا اور یہ بات اس دن بھی ہوئی تھی کہ prorogue ہو سکتا ہے اور اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہاؤس باقاعدہ insession ہو بلکہ اس کو otherwise بھی آپ announcement کر سکتے ہیں یہ تو ایک formality ہے کہ it must be read in the House وگرنہ یہ کوئی legal requirement نہیں ہے۔ یہ تو جب گورنر صاحب کا آرڈر آجائے فلاں دن یا فلاں تاریخ کو prorogue کردیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: تو جناب جنجوعہ صاحب' آپ لاء منسٹر صاحب کی اس interpretation سے متفق ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا' میری یہ گزارش ہے کہ جب یہ ایوان کورم میں نہ ہو تو اس میں جو کارروائی بھی ہوگی غیر قانونی ہوگی چونکہ اس ایوان کو prorogue کیا جانا بھی ایک پروسیڈنگ ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب یہ ایوان کورم میں نہیں تھا اور اس وقت اس کو prorogue کیا گیا وہ غیر آئینی تھا اور غیر قانونی تھا۔ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: تو اس میں میں اپنا فیصلہ دوں گا۔ فیصلہ کو میں مؤخر کرتا ہوں۔ اس میں میں اپنی رولنگ دوں گا جیسے جناب جنجوعہ چاہتے ہیں۔

سید حسنات احمد: جناب سپیکر جب ہاؤس کو بلایا جاتا ہے یا اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں تاریخ کو ہوگا تو کیا اس وقت ہاؤس کورم میں ہوتا ہے۔ تو میرے خیال میں جب ہاؤس کو prorogue کیا جاتا ہے تو ہاؤس in order یا کورم میں ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ گورنر صاحب کا آرڈر ہے' ایڈمنسٹریٹو آرڈر ہے۔ یہ آرڈر کسی وقت بھی دیا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے شاہ صاحب' اس کو مزید examine کرلیتے ہیں۔ یہ تو ہوگئی رولنگ کی بات اور دوسری بات privilege Motion کی ہے۔

کرتا ہوں۔ اور یہ قابل پذیرائی ہے۔

جناب سپیکر: اس پہ بھی میں اپنی رولنگ مؤخر کرتا ہو۔

تحاریک التوائے کار

اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

بیگم نجمہ حمید: جناب والا ہماری ایک تحریک استحقاق ہے کل ہم نے دی تھی اس بارے میں پوچھنا ہے کہ وہ کیوں take up نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: میں نے نہیں دیکھی' میری نظر سے نہیں گزری۔ اس کو اگلے working day پر اپنی باری پر take up کیا جا سکتا ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی: جناب والا مہربانی کریں یہ بڑا انسانیت کے حقوق کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق کو اگلے working day پر take up کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر بیگم شمع طالب صاحبہ 11:45 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا یہ اس وجہ سے ملتوی کی گئی تھی کہ وزیر صحت تشریف نہیں رکھتے تھے اور میرے خیال میں وہ آج بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا میری تحریک کل مؤخر کر دی گئی تھی' آج وزیر تعلیم صاحب تشریف رکھتے ہیں' آج اسے take up کر لیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 10 بھی میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: یہ دس نمبر بھی وزیر بلدیات سے متعلقہ ہے وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: ٹھیک ہے اگر منسٹر صاحب نہیں ہیں تو پھر یہ آپ کی دس نمبر تحریک

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا اب میری تحریک التوائے کار نمبر 12 ہے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: تو ٹھیک ہے اب آپ تحریک التوائے کار نمبر 12 پڑھ لیں۔

گورنمنٹ کالج جھنگ میں ایم ایس سی کلاسز کے الحاق میں رکاوٹ

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج جھنگ میں عرصہ تین سال سے ایم ایس سی ریاضی کی کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے اور اس وقت بھی تقریباً" ایک سو طلباء کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ کالج کی انتظامیہ متعدد بار پنجاب یونیورسٹی کے حکام سے الحاق کی منظوری حاصل کرنے کے لئے رجوع کر چکی ہے۔ طلباء کالج کیمپس سے باہر نکل کر سڑکوں پر احتجاج کر چکے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ایک کمیٹی نے کالج میں آ کر ایم ایس سی ریاضی کی کلاسوں کے لئے موجود سہولتوں کا مطالعہ اور معائنہ کیا اور رپورٹ دی کہ یہاں ایک پی ایچ ڈی یا گریڈ 19 کا پروفیسر ہونا چاہیے جبکہ بقایا معاملات پر اظہار اطمینان کیا۔ محکمہ تعلیم نے الحاق کمیٹی کی اس شرط کو پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ کالج لاہور کے ایک پروفیسر صاحب کا تبادلہ گورنمنٹ کالج جھنگ میں کر دیا تاکہ کلاسز کے پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ الحاق کی راہ میں حائل آخری رکاوٹ بھی دور کی جا سکے مگر یہ پروفیسر صاحب جھنگ جانے سے انکاری ہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ وہ پروفیسر صاحبان جو حکومت کے اخراجات اور وظائف پر بیرون ملک اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے آتے ہیں وہ دور افتادہ مقامات پر تعلیمی فرائض کی انجام دہی سے گھبراتے ہیں اور صرف بڑے بڑے شہروں میں تقرری کو ترجیح دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مقامی سطح پر تعلیمی سہولتیں میسر نہیں آ سکتیں اور علماً" حصول تعلیم کو مہنگا کر دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ کالج جھنگ کے ایم ایس سی کے سینکڑوں طلباء اس ستم ظریفی کا شکار ہیں۔ حکومت نے ایم ایس سی کلاسز کے اجراء کی منظوری تو تین سال قبل عطا کر دی تھی اور وہاں طلباء باقاعدہ داخل ہو کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں مگر تاحال ان کلاسز کے یونیورسٹی کے ساتھ الحاق کی منظوری حاصل نہیں ہو سکی جس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی پی ایچ ڈی پروفیسر صاحب وہاں جانے کے لئے تیار نہ ہے اس صورت حال کے خلاف کالج کے ایم ایس سی کے سینکڑوں طلباء میں اضطرابی کیفیت کا پایا جانا ایک فطری عمل ہے اور یہ اضطراب کسی بھی وقت انتشار اور امن عامہ میں خلل کا باعث بن سکتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ انتہائی اہم مسئلہ پر غور کرنے

جناب وزیر تعلیم: محترمہ سپیکر صاحبہ گزارش یہ ہے کہ جہاں تک فاضل رکن نے جس مسئلے کی طرف ایوان کی توجہ التوائے کار کے ذریعے مبذول کروائی ہے یہ تحریک التوائے کار نمبر 12 ہے۔ میں قاعدے کے لحاظ سے اس کی مخالفت کرتا ہوں' قواعد کے لحاظ سے یہ کوئی حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا واقعہ نہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ لیکن جہاں تک اس کے واقعات کا تعلق ہے اس سلسلے میں گزارش ہے کہ گورنمنٹ کالج جھنگ میں ایم ایس سی ریاضی کی کلاسوں کا سلسلہ جاری ہے اور اس وقت اس شعبے میں آٹھ لیکچرار شعبہ ریاضی میں اپنی تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ وہاں پر ایک پروفیسر جو گریڈ 19 کے آفیسر ہوں گے۔ ریاضی میں ان کی وہاں پر ضرورت ہے اور محکمہ تعلیم کی جانب سے وہاں پر ایک پروفیسر مسٹر کرامت ڈار کی وہاں پر تقرری کے احکامات جاری کئے جا چکے ہیں لیکن اس پروفیسر نے اپنی ذاتی مشکلات کی بناء پر استدعا کی کہ اس کو وہاں پر نہ بھیجا جائے اور اس بناء پر وہاں پر وہ نہ جا سکے۔ لیکن اب حال ہی میں محکمہ تعلیم نے دوبارہ اس پروفیسر کو یہ احکامات جاری کر دیئے ہیں کہ وہ ایک ہفتے کے اندر اندر وہاں پر اپنی ڈیوٹی کرے اور یہ احکامات اس کو 17 جنوری کو convey کئے جا چکے ہیں۔

انشاء اللہ ایک ہفتہ کے اندر اندر محکمہ تعلیم اس پروفیسر کو وہاں پر ڈیوٹی resume کروائے گا اور یہ جو وہاں پر ایک پروفیسر کا خلا ہے یہ بھی پورا ہو جائے گا۔ اس لئے امید رکھتا ہوں کہ اس تفصیل کے بعد میرے فاضل بھائی اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کریں گے لیکن اگر وہ اس کو پریس فرمائیں تو یہ قواعد کے مطابق حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا recent occurrence کا واقعہ نہیں ہے اس لئے اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب آپ کچھ فرمائیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! جناب وزیر تعلیم کی اس واضح یقین دہانی کے بعد کہ انہوں نے غالباً" 17 جنوری کو ایک پروفیسر کو گورنمنٹ کالج جھنگ میں ٹرانسفر کر دیا ہے اور اسے ہدایات جاری کی ہیں کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر وہاں پر حاضری دے۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ واقعی میری اس تحریک التوائے کار کو پریس کرنے کا اب کوئی جواز باقی نہیں ہے اس لئے میں اس کو پریس نہیں کرتا ہوں لیکن یہ امید کرتا ہوں کہ وزیر تعلیم اس پروفیسر صاحب کو ہر صورت میں گورنمنٹ کالج جھنگ جوائن کرائیں تاکہ وہاں پر ایم ایس سی کی کلاسز کا الحاق پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ ہو سکے کیونکہ ایک پروفیسر نہ ہونے کی وجہ سے الحاق معرض التواء میں چلا آ رہا ہے۔ میں ان کا

شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پروفیسر کے احکامات جاری کر دیئے ہیں ان کو ایک بار پھر stress کرتا ہوں اور request کرتا ہوں کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ پروفیسر گورنمنٹ کالج جھنگ میں تشریف لے جائیں۔ شکریہ۔

وزیر تعلیم: انشاء اللہ پوری کوشش کی جائے گی۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب اپنی اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کرتے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13 ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔ اگر وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے تو پھر اس کو بھی pending کرتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا میری ایک تحریک التوائے کار pending تھی اس لئے وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے۔ آج چونکہ تشریف رکھتے ہیں اس لئے آج اسے زیر بحث لے آیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: پہلے اگلی کا فیصلہ کرلیں پھر اس کے بعد آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میری تحریک التواء نمبر 12 ہے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: اب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی نمبر 15 تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق انصاری: point of order جناب والا کورم پورا نہیں ہے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: گنتی کی جائے۔ کورم پورا نہیں ہے لہٰذا 5 منٹ کے لئے گھنٹی بجائی جائے۔ میرا خیال ہے دوبارہ گنتی کرلی جائے تاکہ پتہ چلے کہ کورم پورا ہے یا نہیں ـــــــ ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے لہٰذا ایوان کی کارروائی 15 منٹ تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر صاحب صوبائی اسمبلی پنجاب 12:17 پر شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

مسودہ قانون (جو پیش کیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ کورم پورا ہے۔ اب اجلاس کی کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں۔ وزیر

قانون صاحب! آپ کوئی بل introduce کرنا چاہتے ہیں؟

مسودہ قانون (ترمیم) شہری تجدید کرایہ مصدرہ 1988ء

Minister for Law and Paliamentary Affaris. I introduce:
''The Punjab Urban Rent Restriction (Amendment) Bill, 1988.''
Mr. Deputy Speaker: ''The Punjab Urban Rent Restriction (amendment) Bill, 1988'' has been introduced. It is referred to the appropriate Standing Committee for report by 26.1.1988.

حکمت عملی کے اصولوں پر عملدرآمد کی رپورٹ پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر :۔

اب حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ہو گی۔ جو صاحبان اس میں شرکت کرنا چاہتے ہوں یا اس پر بولنا چاہتے ہوں وہ اپنے نام براہ کرم سپیکر تک پہنچا دیں۔ قائد حزب اختلاف میاں محمد افضل حیات اپنی تقریر سے حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کا آغاز کریں گے۔ جی میاں صاحب فرمایئے۔

میاں محمد افضل حیات : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! آج ہم 1986ء کے حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکمت عملی کے اصول جوکہ دس آرٹیکل میں دیئے گئے ہیں یہ ہر حکومت ہر پارٹی پر morally binding ہے۔ ہمیں اخلاقی طور پر ان پر عمل کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ آئین کا حصہ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان سے انحراف کرنے کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا اور کوئی ایسی قسم جو principles of policy کے خلاف ہو اسے غیر آئینی کہتے ہوئے عدالت میں نہیں لے جایا جا سکتا۔ لیکن میرے نزدیک یہ ایک وفاقی پابندی زیادہ اہم ہے اور اس کے متعلق ہمیں اور زیادہ پابند ہونا چاہیے کہ ہماری صوبہ اور وفاقی حکومت کی پالیسیاں اس طریقہ سے مرتب ہوں کہ جو کہیں بھی کس جگہ بھی اور کس وقت بھی ان اصولوں کی طرف آپ کی توجہ دلا دوں گا کیونکہ بالکل اس طریقے سے یہ بحث پہلے بھی ہو چکی ہے جوکہ 1985ء کے حکمت عملی کی رپورٹ کے متعلق تھی اور آج ہم

1986ء کی بات کر رہے ہیں اور ان میں دیگر رپورٹوں میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ اس لئے بار بار چیزوں کو دہرانے کی بجائے میں چند ایک چیزوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ جناب والا! میں سب سے پہلے آپ کی توجہ آرٹیکل 33 کی طرف دلانا چاہوں گا جو کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے۔

Article 33 of the Constitution lays down that :
''The State shall discourage parochial, racial, tribal, sectarian and provincial prejudices among the Citizens.''

جناب والا! آپ روز اخباروں میں پڑھتے ہوں گے اور ویسے بھی آپ کے مشاہدہ میں ہو گا کہ ہم روز بروز نسلی، نسانی، گروہی فرقہ واریت میں پھنستے جا رہے ہیں اور ہمیں ایسے اقدام کرنے چاہئیں جن سے یہ چیز دور ہو اس کے لئے میں سب سے پہلے آپ کی توجہ غیر جماعتی غیر سیاسی الیکشنز کی طرف دلاؤں گا جناب والا! جب الیکشنز غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے اور جماعتیں اپنا پروگرام نہ دے سکیں گی جو ملک کے مفاد میں ہوں اور قومی سطح کی بات کریں تو پھر بالکل قدرتی امر ہے کہ ووٹ لینے کے لئے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہم دوسری شکل اختیار کریں گے جس میں کہیں ہم ذات برادری کی بات کریں گے کہیں فرقہ واریت کی بات کریں گے کہیں نسلی بات کریں گے غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشنز اس چیز کو ہوا دیتے ہیں انہوں نے 1985ء کے جنرل الیکشن میں بھی اس چیز کو ہوا دی پھر Local Bodies کے جو پہلے الیکشنز ہوئے ان میں بھی یہی بات چلی اور اب جو الیکشنز ہوئے ہیں وہ بھی چونکہ بنیادی طور پر غیر جماعتی تھے اس لئے جب ووٹ حاصل کرنے کے لئے یہی صورت اختیار کرنا پڑی لوگوں کو جا کر یہی کہنا پڑا کہ بھئی میں تمہاری ذات سے تعلق رکھتا ہوں میرا مذہب تمہارے ساتھ ملتا ہے میرا فرقہ بھی تمہارے ساتھ ہے اور اسی طریقے سے کہیں religionism کی بات کی گئی اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو دور کرنے کے لئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہمارے انتخابات سیاسی بنیادوں پر ہوا کریں۔ جماعتی بنیادوں پر ہی ہوا کریں اور اس چیز کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے کہ جماعتیں قومی نقطہ نظر سے کام کریں اور مضبوط institutions ہوں اور ان کا بھی نقطہ نظر قومی ہونا چاہیے۔ بلکہ جن جماعتوں کا تعلق کہیں لوکل قسم کا ہے ان کی بجائے ان جماعتوں کو جو قومی نقطہ نظر رکھتی ہوں چاہے وہ حکومت میں ہوں چاہے وہ اپوزیشن میں ہوں صرف سیاسی جماعتیں ہی national level پر ہمیں اس لعنت سے دور کر سکتی ہوں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی آپ سے عرض کرتا چلوں گا کہ حکمت عملی کے اصولوں کے تحت ہمیں ایسی پالیسی کے متعلق اشارہ دیا گیا ہے جس سے سب میں برابری پیدا ہو سب کو برابر کے مواقع فراہم ہوں لیکن یہاں پر discretion کا استعمال ہے یہاں پر غریب' غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ امیر' امیر تر ہوتا جا رہا ہے ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم اپنے معاشی نظام میں ایسی تبدیلیاں لائیں جن سے مساوات پیدا ہو اور غریبوں کو بھی وہی مواقع ملیں جن کے پاس سفارش نہیں ہے جن کے پاس وسائل نہیں ہیں اور جن کے پاس اہلیت ہے ان کو بھی وہی مواقع ملیں ان کے ترقی کرنے کے بھی اتنے مواقع ہوں جتنے کہ با اثر لوگوں کے لئے ہیں۔ جناب والا! یہاں پر میں خاص طور پر اس کلاس کا ذکر کروں گا جسے ہم لوئر مڈل کلاس کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی سفید پوشی رکھنے کے لئے اپنا بھرم رکھنے کے لئے ان کو بے شمار قسم کی باتیں کرنی پڑتی ہیں جو ان کے لئے زیادہ بوجھ ہوتا ہے اور یہ جو مڈل کلاس ہے خاص طور پر لوئر مڈل کلاس یہ کسی بھی ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے اس لئے ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی لوئر مڈل کلاس اور لوئر کلاس کی طرف زیادہ توجہ دیں تاکہ وہ قومی زندگی میں قومی معاملات میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں اور ترقی کر سکیں اور بغیر کسی سفارش کے وہ اپنی زندگی گزار سکیں۔

جناب والا! میں یہاں پر خاص طور پر آرٹیکل 37 کا ذکر کروں گا جس کا تعلق تعلیم سے ہے ٹیکنیکل ایجوکیشن سے ہے مختلف روزگار سے ہے جناب والا! یہ ٹھیک ہے کہ اعداد و شمار کے حساب سے سکول بھی بہت کھل رہے ہیں کالجوں کا بھی اجراء ہو رہا ہے یونیورسٹیاں بھی ایک' آدھ نئی بن جاتی ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا سٹینڈرڈ کس طرف جا رہا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام ڈبل سٹینڈر پر چل رہا ہے۔ ایک وہ ہے جو پرائیویٹ سکولوں نے چلا رکھا ہے ایک وہ ہے جو گورنمنٹ سکولوں میں چل رہا ہے ان میں اتنا زیادہ فرق ہے اس طرح انگلش میڈیم اور اردو میڈیم کا فرق ہے ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم اپنے تعلیمی نظام میں برابری پیدا کریں۔ گورنمنٹ نے پرائیویٹ سکولوں کو کھلی چھٹی دے کر اپنے کندھوں سے بوجھ اتار دیا ہوا ہے کیونکہ جو گورنمنٹ کے تعلیمی ادارے ہیں ان میں وہ سٹینڈر نہیں ہوتا۔ اس لئے ہر کوئی یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ پرائیویٹ اداروں میں تعلیم حاصل کرے جن کا سٹینڈر یقیناً گورنمنٹ اداروں سے کہیں بہتر ہے لیکن دوسری طرف یہ ادارے والدین کو بلیک میل کرتے ہیں اور انہیں اتنی بھاری فیسیں دینے پر مجبور کرتے ہیں

ضروری ہے کہ حکومت اور خاص طور پر محکمہ تعلیم ان پر پوری طرح سے نگہداشت رکھے اور ان کو بھی regularize کرے اور وہ پورے طریقے سے اپنی فیسیں اپنے اخراجات کو سرکار کے ذریعے آڈٹ کرائے یہ نہ ہو کہ وہ جس وقت چاہیں اور جتنی چاہیں اپنی من مانی کی فیس لیتے رہیں وہ ماہانہ فیس ایک جگہ وصول کرتے ہیں اور جب امتحان آتے ہیں تو پھر ان سے الگ فیس لی جاتی ہے کرائے کی عمارتوں پر کئی سکول چل رہے ہیں لیکن بلڈنگز فنڈز ان سے الگ لئے جاتے ہیں اس کے علاوہ پرائیویٹ اداروں کے ساتھ کھیلنے کا میدان ہونا ضروری ہے زیادہ تر ہمارے سکولز ٹیوشن سنٹرز بن گئے ہیں ایک تعلیمی ادارے کا مقصد نہ صرف نصابی تعلیم دینا ہے بلکہ اسے یہ بھی دیکھنا ہے کہ ایک بچے کی صحیح ذہنی اور جسمانی نشوونما ہو رہی ہے لیکن ایک ٹیوشن سنٹر میں صرف نصابی تعلیم دی جاتی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ بچوں کے لئے جہاں بھی سکولز ہوں ان میں کھیلنے کے میدان اور دوسری غیر نصابی سرگرمیوں کے لئے پورے پورے مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ وہ ان ہی ذریعے سے صحیح طریقے سے اپنی ذہنی اور جسمانی نشوونما کر سکیں۔

جناب والا! مارشل لاء کے دوران سیاسی سرگرمیوں اور سیاسی پارٹیوں پر مکمل پابندی تھی۔ آخر کسی نہ کسی طرف اس کا ابھار نکلنا تھا اور جو غیر سیاسی تنظیمیں تھیں انہوں نے کسی حد تک سیاسی کام سنبھال لئے اسی طریقے سے مارشل لاء کے دوران جو student union تھیں ان میں کسی حد تک پیشہ وارانہ سیاست آ گئی تھی لیکن اب جب کہ جمہوریت کسی حد تک بحال ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ سٹوڈنٹس یونین کو بحال کیا جائے تاکہ وہ اپنی غیر نصابی سرگرمیاں جو کہ سٹوڈنٹس کے لئے نہایت ضروری ہوتی ہیں ان کو بحال کیا جائے اور اس کی بجائے کہ طالب علم لڑائی جھگڑے منشیات کے استعمال اور دوسری ایسی چیزوں میں اپنے آپ کو ملوث کریں اگر سٹوڈنٹس یونینز کام کرتی ہوں اور اپنی غیر نصابی جیسے کہ Debating club کھیل کے میدان اور دوسرے tour ہیں جو وہ یونینز کیا کرتی تھیں ان کو وہ پوری طرح بحال کریں اور سٹوڈنٹس کی توجہ صحیح طریقے سے اس طرف ہو جائے۔ جناب والا! موجودہ حکومت نے نئی روشنی سکولوں کے لئے بہت زیادہ رقوم رکھی ہیں اور ان کا بے دریغ خرچ ہو رہا ہے لیکن اس کا حاصل بالکل صفر ہے اور جو کل کے اخبارات میں اس کے متعلق واقعات آئے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نئی روشنی سکولوں کے لئے کتنی غیر سنجیدہ ہے۔ ایک میجر صاحب جو کہ سزا یافتہ ہیں ان کو اس میں ملازمت دے دی گئی اور وہ کافی عرصہ سے اس میں کام کر رہے ہیں

جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر حکومت نئی روشنی سکول اور دوسری اس قسم کی تعلیم میں سنجیدہ ہے تو اسے اس کام میں ایسے حضرات کو لگانا چاہیے جن کا تعلق تعلیم سے ہو جو درس و تدریس سے تعلق رکھتے ہوں' جو پڑھاتے رہے ہوں اور انہیں ترقی دے کر اس کی supervision دی جائے۔ کیونکہ اگر صحیح طریقہ سے منصوبہ بندی نہیں کی گئی تو پھر یہ رقوم بالکل ضائع ہو جائیں گی اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ویسے بھی بار بار اس خدشے کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ نئی روشنی سکیم ناکام ہو رہی ہے۔

جناب والا! میں یہاں پر آرٹیکل 37 کے تحت آپ کی توجہ ٹیکنیکل اور پروفیشنل تعلیم کی طرف دلانا چاہوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دور میں ٹیکنیکل اور پروفیشنل ایجوکیشن کی انتہائی ضرورت ہے اور یہ کسی منصوبہ بندی کے تحت کی جانی چاہیے۔ جو بچے آج ٹیکنیکل اور پروفیشنل تعلیم کے لئے داخلے لے رہے ہیں ان کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ جب وہ ادھر سے کامیاب ہو گئے اور انہوں نے اپنی ڈگری حاصل کر لی یا سند حاصل کر لی تو پھر ان کو وہ مواقع بھی ملیں گے جس کے لئے انہوں نے یہ تعلیم حاصل کی ہے۔ اس کے لئے کم از کم 20 سال کا منصوبہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر میٹرک کے بعد بھی ایک طالب علم ٹیکنیکل ایجوکیشن کی طرف جاتا ہے تو اسے پانچ چھ سال تو وہ تعلیم حاصل کرنے میں لگ جائیں گے اور آج وہ اس چیز کی طرف راغب ہو گا جس کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ جب وہ تعلیم حاصل کر لے یا تربیت حاصل کر لے تو پھر اس کی اس کام میں ضرورت نہ رہے اس لئے جب ہم پروفیشنل تعلیم کی بات کرتے ہیں تو اس میں صحیح منصوبہ بندی ہونی چاہیے کیونکہ تعلیم کی بات کرتے ہیں تو اس میں صحیح منصوبہ بندی ہونی چاہیے کیونکہ جو پروفیشنل تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ان کے لئے ایک مجبوری یہ ہوتی ہے کہ پھر کسی دوسرے کام میں جانا ان کے لئے مناسب نہیں ہوتا یا ان کو پورے طریقے سے وہاں پر مواقع نہیں ملتے اس لئے ایک طرف تو ہماری یہ منصوبہ بندی ہونی چاہیے کہ جو بھی پروفیشنل اور ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرے ان کو روزگار مہیا ہو اور دوسری صورت میں اگر وہ اپنا کام کرنا چاہیں تو حکومت ان کی مدد کرے تاکہ وہ نجی طور پر کاروبار کر سکیں اور اپنی صلاحیتوں کا ملک و قوم کو پورا پورا فائدہ دے سکیں۔

جناب والا! اس طریقے سے بیروزگاری کا سوال ہے۔ ہمارے ملک میں اور صوبہ میں جو زیادہ تشویش ناک چیز ہے وہ unemployment کے علاوہ under employment ہے۔ under employment سے میرا مقصد یہ ہے کہ جب ایک ایم بی اے یا بی اے کو مجبوراً" ملازمت

کرنی پڑتی ہے جس کے لئے ایک میٹرک کی تعلیم زیادہ ہے اور اس طریقے سے وہ اپنی پوری صلاحیتوں کو اجاگر نہیں کر سکے اور وہ صرف ایک میٹریکولیٹ کی جگہ پر کام کر رہا ہوتا ہے اور ایک میٹریکولیٹ جو ہے وہ اس سے بھی کم چپڑاسی کے فرائض سرانجام دے رہا ہوتا ہے تو اس لئے ضروری یہ ہے کہ جہاں unemployment کی طرف توجہ دی جائے وہاں پر under employment کو بھی دور کیا جائے اور جو مختلف جگہوں پر بوجھ ہے وہ بھی کم کیا جائے۔ جہاں پر 20 آدمیوں کا کام ہے وہاں پر 50 نہیں ہونے چاہئیں۔ وہاں پر 20 ہی کام کریں لیکن روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع مہیا کئے جائیں اور اگر کسی وجہ سے روزگار مہیا نہ کیا جا سکتا ہو تو سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت انہیں کم از کم معاوضہ unemployed ہونے کی صورت میں ملتا رہے۔

جناب والا! یہ چند ایک گزارشات تھیں جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں اور میں یہ چاہوں گا کہ گورنمنٹ ان کی طرف پوری طرح سے توجہ دے اور صوبے میں under employment-unemploment تعلیم کو بہتر معیار اور لسانی و فرقہ واریت' برادری ازم کو جلد از جلد ختم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صدیق سالار صاحب _____

چودھری محمد صدیق سالار: جناب محترم قائد حزب اختلاف نے جو ذکر کیا ہے اس میں کچھ حصے ایسے ہیں جو کہنے کے لئے تو درست ہیں مگر انہوں نے آگے جا کر ان کو پڑھا نہیں ہے کہ وہی باتیں حکومت اس وقت کر رہی ہے۔ ایجوکیشن جیسا کہ اس اسمبلی نے میرٹ پر اس کا فیصلہ کیا سروس میں میرٹ کا فیصلہ ہوا۔ دیہی آبادیوں میں کالجز اور سکولوں کا بنایا جانا' شہروں کے برابر دیہاتوں کو لانا' ہسپتال اور ڈسپنسریوں کا وہاں بنانا بستروں کی تعداد میں اضافہ کرنا یہ حکومت کی حکمت عملی میں بھی ہے کہ ہم شہری اور دیہات کا فرق مٹا دیں تاکہ دیہاتوں میں زیادہ خدمت کی جائے اور شہروں کی طرف یہ رش نہ بڑھ سکے۔

حکمت عملی میں جو بات کہنے والی تھی وہ یہ تھی کہ آج چونکہ یہاں چیف منسٹر موجود ہیں اور میں کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی غریب طبقے کو یہ احساس نہیں ہوا کہ انہیں عدالتوں میں انصاف مل رہا ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ حکمت عملی میں ایسا فرق لایا جائے کہ عدالتوں کے اندر ہر آدمی یہ سمجھے کہ اسے انصاف مل رہا ہے۔ میں نے پہلے بھی آپ کی وساطت سے یہ کہا تھا کہ یہاں پر ہماری ان عدالتوں کو جو جناب چیف منسٹر یا حکومت کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں ان سے درخواست کی جائے'

جناب چیف جسٹس سے' کہ وہ ماتحت عدالتیں جو اس وقت پنجاب کے اندر تباہی کا باعث بن رہی ہیں۔ وہ ان کے stay orders ہیں ان کا بغیر دیکھے گورنمنٹ کی زمینوں پر قبضے کرانا' گورنمنٹ کی زمینوں پر قبضہ کر کے اسے فروخت کر دینا۔ اسی طرح ان کو اگر دیکھ ر پٹواری کی رپورٹ لے کر اگر کوئی حکم امتناعی عدالت جاری کرے تو اس سے حکومت کو بہت فائدہ ہو گا اور یہی بات میں آج ان سے کہنی چاہتا ہوں۔

باقی ہر شہری کے ساتھ انصاف ہونا چاہیے مگر ایک بات میں آج پھر کہتا ہوں کہ جو جماعت بھی برسراقتدار ہوتی ہے وہ اپنی حکمت عملی اپنے عوام کی بہتری کے لئے اپنی طرز پر بناتی ہے کچی آبادیوں کے اندر یا سات مرلہ سکیم کے اندر حکومت کوئی تمیز نہیں کر رہی کہ اس کا یہ پلاٹ کس کو مل رہا ہے بلکہ جس کا حق ہے اسے دیا جا رہا ہے اور جو کچی آبادی پر قابض ہے اسے وہ جگہ منتقل کی جا رہی ہے۔ ایک بار میں پھر جناب چیف منسٹر کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ جناب وزیراعظم پاکستان کے اس حکم کے مطابق کچھ ایسے ڈیپارٹمنٹ ہیں جو ان کا حکم نہیں مان رہے۔ ایک تو ریلوے ہے اور بھی ڈیپارٹمنٹ ہے جسے واپڈا ایری گیشن کہتے ہیں۔ یہ جہاں پر کچی آبادیاں بن چکی ہیں ان کو وہاں پر حق دینے چاہئیں۔ میں اپنے شہر کی مثال دوں گا کہ ریلوے لائن پر ایک بہت بڑی کچی آبادی تھی۔ جو کہ کینال رکھ برانچ سے لے کر جڑانوالہ روڈ تک جا رہی تھی۔ میں نے آج کچی آبادی کے ڈائریکٹر کے دفتر میں سنا ہے کہ ریلوے والوں نے وہ جگہ خالی کرائی ہے جو کہ درست کر کے کچی آبادی کے مکینوں کو دینی تھی ان کو دینے کے بجائے ریلوے والوں نے کہا ہے کہ ہم اپنے آدمیوں کو دیں گے۔ ریلوے کے ملازمین کو خود الاٹ کریں گے۔ ہمیں ریلوے کے ملازمین سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ پاکستان بھر میں جہاں پر اراضی خالی ہے ان کو الاٹ کی جائے۔ جہاں پر جس جس کا حق بنتا ہے۔ مگر وہاں پر فیصل آباد حلقہ پی پی 68 رکھ برانچ بطرف جڑانوالہ روڈ ریلوے لائن پر جو کچی آبادی کی جگہ ہے وہ جناب چیف منسٹر صاحب کے حکم کے باوجود بھی ابھی تک ان کو الاٹ نہیں کی گئی ہے۔ اس بے انصافی سے فیصل آباد کو بچایا جائے۔

اس کے علاوہ جس طرح سے گوجرانوالہ' راولپنڈی اور سیالکوٹ کے اندر حکومت نے بائی پاس بنا کر ایک ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ ٹریفک کا بوجھ کم ہو جائے تو میرا فیصل آباد اس سے آج تک محروم ہے۔ فیصل آباد کے اندر بھی بائی پاس کی ضرورت ہے جب کہ وہ پنجاب کا دوسرا بڑا شہر اور اس کی سخت ضرورت ہے۔

اس طرح سے فیصل آباد کے اندر آپ نے جو مہربانی فرمائی ہے واٹر سپلائی کے لئے۔ فیصل آباد شہر کے 18 لاکھ عوام حکومت کے اور پنجاب اسمبلی کے مشکور ہیں کہ وہ ان کے لئے پانی مہیا کر رہے ہیں مگر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ وہاں پر فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور جتنی بھی لوکل اتھارٹیز ہیں ان کو حکم دیں کہ یہ رفتار سست ہے۔ ان کو کام کی ہدایت کی جائے تاکہ عوام کی بہتری کے لئے جو کام حکومت کرنا چاہتی ہے وہ افسران کی تاخیر کی وجہ سے عوام میں شک و شبہ پیدا ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کے افسران سن رہے ہیں بلکہ ان سے درخواست ہے محکمہ تعلیم میں جیسا کہ آپ نے رول بنا رکھا ہے کہ اگر میاں بیوی ملازم ہیں تو انہیں ایک جگہ ہونا چاہیے۔ اگر بیوی کسی اور جگہ ملازمت کرتی ہے اور خاوند کسی اور جگہ ملازم ہے تو جب ہر روز تبادلے ہوتے ہیں۔ ایجوکیشن آفیسر ہر روز تبادلے کرتے ہیں۔ ڈائریکٹر سینکڑوں تبادلے کرتے ہیں تو یہ ناانصافی بھی دور کی جائے اور ان لوگوں کو نزدیک لایا جائے تاکہ وہ اپنے بال بچوں کی صحیح نگہداشت کر سکیں۔

آخر میں میں حکومت پنجاب کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ شہروں کے اندر 3 مرلہ سکیم جو کہ اخبارات کی زینت بن رہی ہے اس میں کسی بھی بے گھر آدمی کو گھر نہیں مل سکا ہے۔ از راہ کرم شہروں میں بے گھر افراد کے لئے جن کے رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے اور ایسے مزدور جن کے پاس کوئی جگہ نہیں ہے ان کو قرعہ اندازی میں دینے کی بجائے آپ اپنے سینٹر اور قومی اسمبلی کے ممبران کی سفارش پر اگر ان کو پلاٹ الاٹ کریں تو انشاء اللہ جہاں آپ انصاف کریں گے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی بھی فرمائے گا کہ آپ نے ایک بہتر کام کیا۔ قرعہ اندازیاں آپ وہاں پر کرائیں جہاں پر بہت سے لوگ ہوں مگر جہاں پلاٹ ہی نہیں ہیں اور وہ بیوہ عورت جس کے پاس گھر نہیں ہے وہ رو رہی ہے مگر اسے بھی پلاٹ نہیں ملتا ہے قرعہ اندازی میں ایک ہی آدمی کے دس نکل آتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں اور یہ میری درخواست ہے کہ جناب چیف منسٹر یہاں موجود ہیں وہ پہلے بھی مہربانیاں کر رہے ہیں پنجاب میں ریکارڈ ہے جناب چیف منسٹر کے دوروں کا چیف منسٹر کی کارکردگی کا بھی ریکارڈ ہے' پنجاب گورنمنٹ کی ڈویلپمنٹ کا بھی ریکارڈ ہے' پنجاب گورنمنٹ کی ایجوکیشن کا' حکومت پنجاب کی صحت کی پالیسی کا۔ پنجاب گورنمنٹ لیبر پالیسی کا۔ یہ گزشتہ 23 سال کا ریکارڈ ہے کہ آپ سے پہلے جتنی بھی حکومت گزری ہیں۔ اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا لو۔ سیکریٹریٹ کا ریکارڈ اٹھا لو' آپ کو کسی بھی جگہ اتنی ڈویلپمنٹ نہیں ملے گی اور کہیں آپ کو اتنا عوامی منسٹر بھی نہیں ملے گا۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میرے لئے یہ ایک انکشاف ہے کہ پنجاب میں کوئی لیبر پالیسی بھی بنی ہے جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں کہ پنجاب میں لیبر پالیسی کا ریکارڈ ہے۔ تو وہ لیبر پالیسی کب بنی تھی کس نے نافذ کی تھی میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں۔ یہ چودھری صدیق سالار صاحب بڑے پڑھے لکھے ہیں یہ مجھے بتائیں۔ مجھے بتائیں کہ یہ کب بنی تھی کس نے نافذ کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ دراصل مزدوروں کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: میں آپ کو یہ بتاؤں پنجاب میں مئی 1986ء میں یہ پالیسی بنی اور فیصل آباد کے شہر کے اندر آپ کے بے شمار مزدوروں کے اجتماع میں جناب چیف منسٹر نے جلسہ عام میں یہ اعلان کیا اور وہاں کے مزدوروں کو اتنی کچی بستیوں کے اندر کوارٹر اور پلاٹ قرعہ اندازی سے ملے۔ اگر کوئی اس کو نہیں مانتا ہے تو پھر ابوجہل کی طرح ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ وہ نہ مانے ____ جناب والا! میں لیبر پالیسی کی بات کر رہا تھا میں نے یہ کہا ہے کہ جو اس وقت کی حکومت نے کیا ہے بلکہ میرے فیصل آباد شہر میں بھی کیا ہے وہاں پر قرعہ اندازی سے لوگوں کو پلاٹ ملے اور وہاں کی لیبر بہت خوش ہے اگر کوئی حکومت کی اس پالیسی کو مانتا نہیں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے کیونکہ اسلام کی تاریخ میں سرور کائناتؐ کے زمانے میں ابوجہل کے ماننے والے بھی تھے وہ نہ مانتے رہے۔ مگر ان کے نہ ماننے سے کوئی فرق نہ پڑا اور اسلام آباد کا بول بالا ہوتا چلا گیا کیونکہ وہ سچا مذہب تھا اور آج یہی وجہ ہے کہ اس سچائی کی وجہ سے دنیا میں مسلمانوں کی تعداد گنی نہیں جا سکتی ہے۔ میں آج اس طرح جناب کی وساطت سے اپنے اپوزیشن کے دوست بھائی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کی پالیسیوں اور مراعات سے پنجاب میں اتنا کام ہوا ہے کہ آپ گننا چاہیں گے تو گن نہیں سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری گل نواز وڑائچ۔

چودھری گل نواز وڑائچ: جناب سپیکر! میں استدعا کروں گا کہ راہی صاحب بے راہ نہ ہوں اور میری بات سنیں۔ میں جناب عرض کروں گا کہ موجود مسلم لیگ حکومت نے جو ترقی development کی ہے۔ جو سڑکیں اور جو سکول جو کالجز خدا کے فضل سے بنائے ہیں وہ غریب عوام اور متوسط درجہ کے لئے ہیں اور کسی خاص بڑے آدمی کے لئے نہیں ہیں اور گاؤں میں بنائے ہیں جہاں پر لوگوں کو ان

کہ شہروں کے لئے فنڈز نہیں دیئے جاتے ہیں۔ یہ جو ہم مانگتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہاں شہروں میں پہلے ہی ترقی ہو چکی ہے اور لوگ بہتر سہولیات میں رہتے ہیں تو میں اس مسلم لیگ حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جس نے اتنے زیادہ ترقیاتی کام کئے ہیں۔ میں نے جب سے مسلم لیگ میں سیاسی جنم لیا ہے تب سے میں مسلم لیگ میں ہوں اور ہر حکومتوں کے ساتھ مار کھاتا رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اتنی ترقی نہ کبھی ہوئی ہے نہ ہو گی نہ ہی ہونے کا امکان ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے۔ اسی طرح جناب سات مرلہ سکیم کے متعلق عرض کروں گا اس سلسلے میں حکومت کا جو حوالہ دیا جاتا ہے ـــــــ

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ بات معزز رکن سے سمجھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرا سیاسی جنم مسلم لیگ میں ہوا ہے؟ کیا یہ مسلم لیگ ہاؤس میں پیدا ہوئے تھے؟ کہاں پیدا ہوئے تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری گل نواز وڑائچ: جناب والا! یہ میری بات سمجھے نہیں میں نے یہ کہا تھا کہ جب سے مجھ میں سیاسی شعور پیدا ہوا ہے' جب سے میں مسلم لیگ میں ہوں۔ میں راہی کی طرح نہیں ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! سات مرلہ سکیم کے متعلق عرض کروں گا کہ ایک حکومت آئی جنہوں نے کہا کہ ہم نے لیبر پالیسی بنا دی ہے اور ساتھ ہی عدالتیں بھی بنا دیں جو مل مالک حکومت کے ساتھ مل جائے اس کی لیبر کو تو پوچھتا کوئی نہیں تھا۔ اس کی کوئی امداد نہیں کرتا تھا۔ لیکن جو مل حکومت کے ساتھ نہیں ملتی تھی اسے ڈگری مل جاتی تھی اور مل والے بے چارے لوٹے جاتے تھے۔ آپ کے سامنے یہ مثالیں بھی موجود ہیں کہ حکومت نے جتنی لوہے کی ملیں قومی ملکیت میں لی ہیں وہ سب نقصان میں جا رہی ہیں اور کروڑوں روپے کے قرضے کے نیچے وہ ملیں دبی پڑی ہیں۔ یہ جناب اس وقت لیبر پالیسی تھی۔ کچھ ملیں اس لئے قومی ملکیت میں لے لیں کہ باقی ملوں والے ڈر جائیں اور حکومت کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ جنہوں نے حکومت کا ساتھ نہ دیا اور اور جو زیادہ عقل مند تھے انہوں نے ملوں کو زیادہ قیمت پر pledge کیا اور ملیں بینک کے پاس pledge ہو کر رہ گئیں اور اب ان کا سود اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ وہ سب کی سب نقصان میں جا رہی ہیں اور وہ اپنے

مزدوروں کو بونس بھی نہیں دے سکتے اور ان ملوں کے مالکان بھی ملک سے باہر بھاگ گئے ہیں۔ اس وقت تو گورنمنٹ کی یہ لیبر پالیسی تھی۔ اب اس وقت جو لیبر پالیسی ہے میں اس کے متعلق بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ اب کسی مل کا ایک مزدور بھی احتجاج نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی ہڑتال ہوئی ہے۔ یہ ایک اچھی لیبر پالیسی کا ثبوت ہے۔ لیبر پالیسی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں مزدور اور غریب کو کہوں کہ تمہارے لئے یہ سہولتیں ہیں۔ لیکن وہ روتا پھرے۔ لیبر پالیسی کا تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ لیبر خوش ہو مطمئن ہو اسے سات مرلہ سکیم میں رقبہ ملے۔ ان کی کچی آبادیوں میں نالیاں بنیں۔ ان کو بجلی مہیا ہو' یہ لیبر پالیسی ہوتی ہے۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ جب ہمارا کوئی وزیر اور میں وزیراعلیٰ بھی نہیں کہتا وزیر کہتا ہوں جب کسی مزدور کے پاس جائے تو خدا کی قسم وہ لوگ خوش ہوتے ہیں عوام خوش ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ حکومت صحیح ہے' جس نے Labour کو صحیح سہولتیں دی ہیں۔ اس کو لیبر پالیسی کہتے ہیں۔ یہ زبانی کہہ دینا تو کافی نہیں ہوتا اس سے تو غریب عوام کو تباہ کر دینے والی بات ہوتی ہے اور ملک کی سیاست کو تباہ کر دینے والی بات ہے۔ غریب عوام کے بچوں کے لئے کارخانے بند کروا دیتے ہیں یہ کہاں کی پالیسی ہے۔ لیبر پالیسی یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے جتنی مزدوروں کو سہولیات دی ہیں اور آپ نے یہ کبھی سنا تھا کہ 3 فیصد شرح کے حساب سے ملیں لگانے کے لئے قرضہ دیا گیا ہو؟

جناب فضل حسین راہی: جناب یہ لوٹ کھسوٹ اب شروع ہوئی ہے؟

چودھری گل نواز وڑائچ: یہ لوٹ مار تو ریڑھی والے کرتے ہیں جو کمیٹی سے کھوکھا لے کر پھر بیچ دیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب میں اپنی بات تو کر رہا ہوں یہ بات ایک بات ہے۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر آپ کے توسط سے میں یہ جاننا چاہوں گا کہ 3 فیصد پر قرضے کن لوگوں کو ملے ہیں؟ ایوان میں اس کی وضاحت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بتانا چودھری صاحب کی ذمہ داری نہیں ہے؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا 3 فیصد کی شرح سے قرضے ان لوگوں کو ملے ہیں جو واقعی ملیں لگا رہے ہیں اور مزدوروں کے لئے سہولتیں پیدا کر رہے ہیں ان لوگوں کو یہ قرضہ نہیں ملا

جنہوں نے یہ قرضہ کھا جانا تھا۔ صرف ان لوگوں کو قرضے ملے ہیں جو واقعی ملیں لگائیں گے' غریب عوام کو وہاں پر ملازمتیں مہیا کریں گے اور ان کو قرضے ملنے چاہئیں تھے ان لوگوں کو قرضے نہیں ملنے چاہئیں تھے جنہوں نے قرضہ لے کر کھا جانا تھا اور حکومت ان سے قرضے کی واپسی کے لئے پیچھے پیچھے گھومتی پھرے _____

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر سر! جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے چودھری گل نواز صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کی حکومت نے مرکز میں' پارلیمنٹ میں آج تک ان لوگوں کے نام نہیں بتائے جو قرضہ لے کر کھا گئے ہیں اور یہ ان کی جماعت کے لوگ ہیں جو قرضہ لے کر کھا گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ چودھری صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر اب میں نئی روشنی سکول کے متعلق عرض کروں گا کہ _____

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر اس سلسلے میں گورنمنٹ کی جو خواہشات تھیں وہ یہ تھیں کہ ناخواندہ لوگوں کو تعلیم دی جائے اور انہوں نے اس پر لاکھوں روپے خرچ کئے اور یہ ان کی تعلیم پر خرچ کیا جو عمر رسیدہ ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ گورنمنٹ نے یہ بڑا اچھا قدم اٹھایا ہے۔ جو آدمی صبح کے وقت کسی وجہ سے سکول میں داخل نہیں ہو سکتا دن کو اگر مزدوری کرتا ہے تو رات کے وقت نئی روشنی سکول میں پڑھے تاکہ ملک میں تعلیم عام ہو _____

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے وہاں پر داخلہ لیا ہے؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر میں خدا کے فضل و کرم سے ان سے زیادہ پڑھا لکھا ہوں۔ اس لئے مجھے تعلیم کی ضرورت نہیں اور تعلیم تجربے کا نام ہے _____

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے جناب

ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی خدمت میں یہ درخواست کروں گا کہ جب ہماری طرف سے کوئی مقرر بات کر رہا ہو تو اپنے دوستوں کو روکیں کہ وہ بار بار پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے نہ ہوا کریں۔ کل کو آپ نے تقریریں کرنی ہیں اگر ہم نے بھی یہ سلسلہ شروع کر دیا تو پھر مزہ نہیں آئے گا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب مقرر بھی کوئی اچھی بات کرے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب یہ موجودہ حکومت کو فخر حاصل ہے کہ ان ممبران کو فخر حاصل ہے جنہوں نے یہ قانون بنائے اور موجودہ حکومت کو قانون بنانے کے لئے مجبور کیا اور میں یہ بات بھی فخریہ طور پر کہہ سکتا ہوں کہ کسی حکومت نے سرعام پھانسی نہیں دی جرائم کو کم کرنے کے لئے خصوصی عدالتیں نہیں بنائیں۔ کسی نے غریب عوام کے ساتھ انصاف کے لئے اس قسم کی عدالتیں نہیں بنائیں اور میں فخریہ طور پر یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب ایک ایسا صوبہ ہے جس میں یہ کام ہوا ہے اور یہ بم مارنے والے تخریب کار ہیں اور کئی تو تخریب کار ہیں اور کئی تخریب پسند ہیں۔ تخریب کار تو وہ ہیں جو بم مارتے ہیں اور تخریب پسند وہ ہیں جن کے کہنے پر وہ بم مارتے ہیں۔ جو تخریب کار ہیں وہ تو غریب لوگ ہیں جو پیسے کے لالچ میں یہ کام کر جاتے ہیں اور تخریب پسند یہ سب کچھ کروا رہے ہیں تاکہ یہ حکومت ناکام ہو۔ خدا کے فضل سے یہ خدا کو ماننے والی حکومت ہے یہ عبادت کرنے والے انسانوں کی حکومت ہے یہ حضورؐ کی خدمت میں پیش ہونے والے حکمرانوں کی حکومت ہے۔ یہ ان لوگوں کی حکومت ہے کہ جب کوئی فتح حاصل ہو جب کوئی ترقی ہو تو عمرہ کرتے ہیں یہ وہ حکومت نہیں جو الیکشن جیتے تو شراب کے جام چلنے شروع ہو جائیں یہ وہ حکومت ہے جو کامیابیوں پر خدا کے حضور میں سر بسجود ہوتی ہے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ یا میرے مولا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے اس ملک کو بچایا ہے اور اسی حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے روس افغانستان سے جا رہا ہے ورنہ آپ یہ کبھی نام بھی نہ سنتے کہ روس بھی کسی ملک سے نکلا ہے۔

یہ جو لوگوں کو سزائیں دی جا رہی ہیں اور سرعام پھانسی دی جا رہی ہے یہ عین اسلام کے مطابق ہے۔ اسلام ایک فطرتی مذہب ہے۔ اسلام میں یہ بات ہے کہ اگر کوئی چوری کرے تو اس کے ہاتھ کاٹو۔ اگر کوئی غلط کام کرے تو اسے سنگسار کرو۔ یہی اسلام کے اصولوں کے مطابق ہے۔ اس کی مثال آپ سعودی عرب کو دیکھ سکتے ہیں کہ وہاں پر ایک آدمی جرم نہیں کرتا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہاں پر اسلامی طریقے پر سزائیں دی جاتی ہیں اور میں اس سلسلے میں اپنے وزیراعلیٰ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ نظام رائج کیا اور انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خدا اس کا بہتر انجام ہو گا اور اس سے لوگوں کو

عبرت حاصل ہو گی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت کی خوشامد حکمت عملی کا کونسا اصول ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ان کا اپنا نقطہ نگاہ ہے۔ آپ بھی اپنی باری پر بات کر سکتے ہیں۔ چودھری صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب راہی صاحب کو کہیں کہ یہ ایک ہی دفعہ بول لیں تاکہ میں بعد میں بات کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ میں اپنے معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ سیٹوں پر بیٹھے تبصرہ نہ کیا کریں۔ اس میں تھوڑی سی احتیاط سے کام لیں کیونکہ یہ آپ کی شان کے بھی خلاف ہے اور ایوان کے تقدس کے بھی خلاف ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: خدا کے لئے ہماری بھی بات سن لو جناب والا! میرا قصبہ جلال پور جٹاں گجرات کے ضلع میں واقع ہے پاکستان بننے سے پہلے اسے ہندوستان کا مانچسٹر کہا کرتے تھے۔ وہاں پر کافی تعداد میں کشمیری برادری موجود ہے۔ کیونکہ وہ کشمیر کے قریب ہے اس لئے کشمیری برادری زیادہ آباد ہے اور وہ لوگ پارچہ بافی کا کام کرتے ہیں۔ میں حکومت سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ وہاں پر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بنا دے۔ کیونکہ وہاں پر بہت زیادہ کاریگر موجود ہیں۔ دھسے کا کام اور اس پر بیل بوٹے ڈالنے کا کام پنجاب میں اور کہیں نہیں ہوتا صرف وہیں پر ہوتا ہے۔ میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ وہاں بھی سمال انڈسٹری اسٹیٹ بنا دے جو آدمی اس کام کو جانتے ہیں ان کو تجربہ ہے اور وہ بہتر کاریگر ہیں ان کے لئے بھی روزگار کا سامان پیدا ہو جائے گا ہر جگہ ہو رہا ہے۔ وہاں انڈسٹریل سکول بنے ہیں لیکن صرف یہی کمی ہے جس کے لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ حکومت سمال انڈسٹری اسٹیٹ بنا دے تو وہ دعائیں دیں گے۔

میری چھوٹی سی ایک اور استدعا ہے کہ جو لوگ قتل ہو جاتے ہیں ان کے پوسٹ مارٹم کے لئے مقتول کے وارثان لاش کو ساری رات لے کر بیٹھے رہتے ہیں ہسپتال کے باہر۔ اس کے لئے یہ ترمیم کی جائے کہ جس وقت بھی مقتول کی لاش ہسپتال میں لائی جائے ڈاکٹر اسی وقت اس کا پوسٹ مارٹم

ہے اور دوسری استدعا یہ ہے کہ جو عورت مقتول ہو اس کا پوسٹ مارٹم لیڈی ڈاکٹر کرے نہ کہ کوئی مرد ڈاکٹر کرے یہ بہت ضروری ہے۔ مجھے عورتوں کا بہت زیادہ احترام ہے میری مائیں ہیں' میری بہنیں ہیں لیکن جب اسلامی اصول کی بات ہو تو میں ان سے معذرت کروں گا۔

جناب والا! میں خواتین ممبران سے ڈرتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک طیب خان اعوان۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتی ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے!

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! چودھری صاحب نے بڑی بصیرت افروز تقریر کی ہے اور ان کی تقریر کا آخری حصہ خواتین کے لئے باعث توجہ ہے۔ انہوں نے خواتین کے پوسٹ مارٹم کے لئے جو کچھ فرمایا ہے' میں چودھری صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ وہ خواتین کے حقوق کا بھی پوسٹ مارٹم نہ کیا کریں اور پوسٹ مارٹم سے پہلے سب سے کہہ دیں کہ خواتین کو قتل نہ کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ملک طیب صاحب۔

ملک طیب خان اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بھی وقت دیا کہ میں اظہار کر سکوں۔ موجودہ حکومت نے دیہی عوام کے لئے کتنا کچھ کیا ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ اس حکومت نے غریب عوام کے لئے' مزدوروں کے لئے دن رات ایک کر کے ہر سہولت جو ایک دیہاتی کے لئے ضروری تھی' اس کو بہم پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ میں اس کے متعلق تو اتنا ہی کہنے پر اکتفا کروں گا۔ اس کے علاوہ موجودہ حکومت کی تمام پالیسیوں کو اپنانے کے لئے اور انہیں پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جو رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں' مثال کے طور پر میرے خیال میں تعمیراتی کاموں کے ریٹس 1979ء میں مقرر ہوئے تھے۔ میں ریٹ مقرر کرنے والے ادارے سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ 1987ء تک Rates پر نظرثانی نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے ترقیاتی کام آج بھی رکے ہوئے ہیں اور لیتے وقت ٹھیکیدار کہتے ہیں کہ اس ریٹس سے اتنے

نہیں ملی کہ وہ نئے شیڈول ریٹس تیار کریں تاکہ جو کام ہو رہا ہے اور حکومت کرنا چاہتی ہے' وہ پایہ تکمیل تک پہنچ سکیں۔ تو میں اس ادارہ سے درخواست کرتا ہوں کہ جلد از جلد نئے ریٹس مقرر فرمائیں تاکہ ٹھیکیدار کو ٹینڈر بھرتے وقت یہ تکلیف نہ ہو۔ اس کے سامنے بھی یہی ہو کہ یہ ریٹ گورنمنٹ کا ہے۔ اس کو اتنے پہ مجھے دے دیا جائے تاکہ موجودہ ادارے اس کو منظور کر سکیں۔ اس سے علاقے میں کافی پریشانیاں پیدا ہو رہی ہیں اور ٹھیکیدار ٹھیکہ لینے سے گریز کر رہے ہیں۔ چونکہ ریٹس 1979ء سے منظور شدہ ہیں۔ آج کوئی نئے ریٹس نہیں دیئے جا رہے ہیں۔

اس کے علاوہ ہم جو گورنمنٹ کے ادارے قائم کرتے ہیں مثال کے طور پر ایک گاؤں میں ہم واٹر سپلائی سکیم تیار کراتے ہیں تو اسے بجلی کا کنکشن دینے کے لئے واپڈا والے گریز کرتے ہیں۔ چونکہ وہ ایک سرکاری ادارہ ہے۔ اس کی پیروی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ گورنمنٹ کا پیسہ خرچ ہونے کے باوجود سالہا سال تک وہ ادارہ ویسے کا ویسا کھڑا رہتا ہے۔ اس لئے یہ ہدایت جاری کی جائے کہ کوئی بھی گورنمنٹ کا ادارہ جس وقت بھی تیار ہو۔ اس میں واپڈا والے فوری طور پر بجلی فراہم کریں۔ یہ آرڈر ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ میرے حلقہ میں چند ادارے ایسے ہیں جو تیار کھڑے ہیں لیکن بجلی کی وجہ سے چل نہیں رہے۔ لوگوں تک اس کا مفاد نہیں پہنچ رہا۔ اس لئے اس ضمن میں واپڈا کو یہ ہدایت جاری کی جائے۔

اس کے علاوہ آج کل پچیس اور دس ہزار والی سکیم چلی ہے۔ اگر قرعہ اندازی کی بجائے ایک ایک گاؤں میں تمام غریبوں کو پلاٹ بنا دیئے جاتے تو میرے خیال میں وہ زیادہ بہتر تھا۔ اگر دو سو افراد کی درخواست آتی ہے اور اس میں سے چالیس کو پلاٹ دیئے جاتے ہیں تو باقی 160 جو بچ جائے گا وہ بجائے اس کے راضی ہو گا وہ ناراض ہو گا۔ اس لئے میں کہوں گا کہ ایک ہی گاؤں پر مکمل طور پر فنڈز صرف کر کے پلاٹ بنا دیئے جائیں اور دوسرے گاؤں انتظار میں رہیں کہ کل ہمیں بھی انشاء اللہ پلاٹ مل جائے گا۔ یہ میری تجویز ہے اس سے پہلے میرے لیڈر نے کہا تھا کہ الیکشن پارٹی کی بنیاد پر ہونے چاہئیں غیر جماعتی نہیں ہونے چاہئیں۔ میری سمجھ کے مطابق جو غیر جماعتی انتخابات ہوئے ہیں اس سے ہر آدمی اپنی اہلیت اور قابلیت اور کوشش سے کامیاب ہوا ہے۔ جماعتی انتخابات ہوئے ہیں اس سے ہر آدمی اپنی اہلیت اور قابلیت اور کوشش سے کامیاب ہوا ہے۔ جماعتی بنیادوں پر ہونے والے انتخابات میں اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ پارٹی کا سہارا بھی ہوتا ہے۔ تو حکومت نے جو کچھ کیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ میں اس کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! عجیب بات ہے میں نے ابھی اپنے نام کی چٹ نہیں بھیجی تھی۔ بارخدایا آپ کی زبان پہ میرا نام آگیا۔ جناب والا! حکومت کی حکمت عملی کے بارے میں باتیں ہو رہی ہیں۔ اگر ہم یہاں پر حکمت عملی کی تفسیر بیان کریں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بہت سے دانشور اور قانون ساز مل بیٹھے ہیں اور اپنے آنے والی نسلوں کے لئے کچھ قانون بناتے ہیں۔ کچھ اصول بناتے ہیں۔ کچھ دستور بناتے ہیں اور تعمیری کام کرتے ہیں اور تعمیری کاموں کے لئے لائحہ عمل بناتے ہیں۔

جناب والا! یہاں پہ تعلیم کی بات ہو رہی تھی تعلیم کے سلسلہ میں ہماری موجودہ حکومت بہت سے کام کر رہی ہے۔ ہمارے وزیراعظم محمد خان جونیجو کے پانچ نکاتی پروگرام میں بھی تعلیم شق اول پر ہے اور اس کا ہی ایک شاخسانہ نئی روشنی سکول ہے۔ میں نے ابھی سنا کہ نئی روشنی سکولوں کے بارے میں کچھ کہا گیا۔ جناب والا! جب کوئی منصوبہ شروع کیا جاتا ہے تو ہمارے ملک میں یہ دستور ہے کہ ہم پہلے سے ہی تنقید کا پتھر لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو پہلے کام کرنے والا ہے اس کی پیشانی اس سے پھوڑ دیں گے لیکن ہم نے اس کے نتائج کا انتظار نہیں کیا۔ ابھی تو "نئی روشنی سکولوں" کو کھلے ہوئے بمشکل ایک سال بھی نہیں ہوا۔ ابھی یہ تین سالوں کا منصوبہ ہے اس کے نتائج ہمارے سامنے آئیں گے اور نتائج کے اعداد و شمار کو آگے رکھ کر ہم آئندہ ایک لائحہ عمل بنائیں گے۔ اس سے پہلے ہم یہ ہمیشہ کہتے رہے کہ بھئی شروع کر دیجئے۔ منصوبہ یہ ہوتا ہے۔ خیال یہ ہوتا ہے اور فکر یہ ہوتا ہے دستور یہ ہوتا ہے کہ جب' جب جہاں سے اور جس جگہ سے آپ کے خیال میں آئے آپ شروع کر دیجئے۔ موجودہ حکومت جو 40 برس کے بعد آئی' اس کو یہ خیال آیا کہ ہم تعلیم کا سرا کہیں پیچھے چھوڑ آئے ہیں تو انہوں نے اس کو پکڑنے کے لئے ابھی اسی وقت شروع کر دیا اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ ایک کوشش کی جاتی کہ ہمارے جو عوام الناس ہیں وہ کس طرح خواندہ ہو جائیں۔ نئی روشنی کا مطلب یہ ہے کہ اس کو خواندہ کیا جائے۔ اس کے لئے ایک منصوبہ بنایا گیا ہے اور نصاب ترتیب دیا گیا ہے جس میں ہمارے ملک کے وہ تمام بچے اور بالغ شامل ہیں جو کسی وجہ سے ابتدائی تعلیم حاصل نہیں کر سکے تھے۔ اب ہم نے سکول کھولے ہیں ان میں بہت سے لوگوں کو ملازمتیں ملی ہیں۔ داخلے ملے ہیں۔ کتابیں مفت ملی ہیں اور تمام تعلیمی اخراجات حکومت برداشت کر رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ کام بہت خوب ہے کہ موجودہ حکومت ابتدائی پرائمری تعلیم کے تمام

تر اخراجات برداشت کر رہی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ مدت سے وہ منصوبہ جو زیر زمین تھا کہ جناب ابتدائی تعلیم مفت ہونی چاہیے۔ جب تین سال گزریں گے اور آپ اس کے اعداد و شمار جمع کر لیں گے پھر جناب آپ کو یہ پتہ چلے گا کہ ہم اس میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں اور ہماری شرح خواندگی کہاں تک پہنچی ہے۔ ابھی تو ہم نے پہلا قدم اٹھایا ہے اور پہلے ہی قدم پہ آپ سوچنے لگے ہیں کہ اس قدم کو کاٹ دیا جائے تاکہ اس کی جگہ دوسرا قدم نہ رکھا جا سکے۔ میں اپنے ملک کے دانشوروں سے اور سوچ بچار رکھنے والے لوگوں سے یہ درخواست کروں گی کہ اس منصوبہ کو تین سال تک تحمل کے ساتھ دیکھیں اور دیکھیں کہ یہ پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ پھر بھی آپ لوگ ہی ہوں گے پھر بیٹھ کر سوچئے کہ اس سے اگلا قدم کیا ہو گا۔ کیونکہ بد نصیبی یہ ہے کہ ہماری قوم جاہل رہی ہے اس نے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا کم از کم اتنا ضرور ہو تاکہ ہم اپنی قوم کو خواندہ قوموں کے کٹہرے میں کھڑا کر سکتے ہیں۔ جناب والا! اس کے بعد نصاب میں کچھ تبدیلیاں کی گئی ہیں چونکہ اس وقت ان کے اعداد و شمار میرے پاس نہیں ہیں وہ میں نے ان کی کتاب میں دیکھے ہیں' اس میں کچھ باتیں ہیں جو میں ضرور گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ جو اسلامیات اور دینیات کی تعلیم ہے وہ انہوں نے پہلی جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک شروع کر دی ہے اور کلام پاک ناظرہ پڑھنے کے لئے ہر جماعت سے لے کر

دسویں جماعت تک شروع کر دی ہے اور کلام پاک ناظرہ پڑھنے کے لئے ہر جماعت میں الگ الگ سپارے مقرر کئے ہیں۔ لیکن اس کے کوئی دور رس نتائج ہمارے سامنے نہیں آئے۔ اس سے پہلے بھی ہمارے پاس دینیات اور اسلامیات کا نصاب تھا۔ لیکن اب اس میں عربی اور کلام پاک ناظرہ شامل کیا گیا ہے۔ جناب والا میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ سکولوں کی سطح پر کلام پاک ناظرہ بچوں کو مکمل کر لینا چاہیے کیونکہ آج کل ہماری زندگی اس طرح مصروف ہو گئی ہے کہ ہم گھروں میں اساتذہ رکھ کے بچوں کو کلام پاک ناظرہ نہیں پڑھا سکتے یا کچھ وقت ایسا ہے یا حالات ہی ایسے ہیں کہ بچے شوق سے نہیں پڑھتے' اگر سکولوں کی سطح پر اس کو شروع کرتے ہیں تو ہر کلاس کا ایک پیریڈ کلام پاک ناظرہ پڑھنے کے لئے ہونا چاہیے اور جناب والا طے ہونا چاہیے کہ اس بچے کا میٹرک کا داخلہ بھیج دیا جائے گا جو سکول کے ان دس سالوں کے اندر اندر کلام پاک ناظرہ پڑھ لے گا۔ کیونکہ ہمارے ہاں یہ ہے کہ کل امتحان ہونے والے ہیں اور بچہ ماں کے پاس سپارہ اٹھا کے لے آتا ہے اور کہتا ہے کہ امی مجھے یہ پڑھا دیجئے کیونکہ میں کل کو امتحان میں پاس ہونا چاہتا ہوں۔ اس سے ہمارا مقصد پورا نہیں ہوتا کہ ہم نے سرکاری سطح پر اور دستوری طور پر اور اپنی معاشرت اور اسلام کے مطابق اپنے بچے کو کلام پاک

ناظرہ پڑھا لیا ہے۔ جناب والا میں اس سے پہلے بھی ایک بار عرض کر چکی ہوں کہ ہمارا دینیات کا نصاب پہلی' دوسری اور تیسری جماعت تک تو ٹھیک ہے لیکن اس کے بعد چوتھی' پانچویں' چھٹی' ساتویں' آٹھویں تک اس کو ایک بار پھر جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ جناب والا میں نے پہلے یہ عرض کیا تھا کہ چھوٹے معصوم بچوں کے اسلامیات کے نصاب میں ایک بات درج ہے جو کہ نماز جنازہ کے متعلق ہے۔ چھوٹا سا معصوم بچہ سات آٹھ برس کا اس بارے میں کیا جانتا ہے' کیا جاننا چاہتا ہے اور کیا سمجھنا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ بات بچوں کو آٹھویں' نویں اور دسویں جماعت میں جا کر معلوم ہونی چاہیے۔ اتنے چھوٹے بچے کو یہ بات نہیں پڑھائی جا سکتی اور اس کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ مجھ سے کئی بچے یہ پوچھنے کے لئے آئے زنانہ' مردانہ' بالغ اور نابالغ نمازوں کے بارے میں' تو آپ ساتویں' آٹھویں' نویں اور دسویں جماعت کے بچوں کے نصاب میں رکھئے۔

دوسرا یہ ہے کہ اب عربی پڑھانے کا دستور ہو گیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں چالیس (40) سال پہلے جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت عربی زبان کو یہاں پر رائج ہونا چاہیے تھا' لیکن خیر نہ کرنے سے بہتر ہے کہ آدمی تاخیر سے ہی کرے اور عربی زبان کے نصاب کا بھی ایک جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ پرائمری جماعت کے بچوں کا عربی نصاب بہت زیادہ مشکل ہے' اس کو آسان کیجئے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر آپ اسے چھٹی جماعت سے شروع کریں' پہلے صرف کلام ناظرہ پڑھائیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

اس کے علاوہ جناب والا صحت کی پالیسیاں ہیں اس میں کچھ ڈاکٹروں کے مطالبات ہیں' کچھ اور مریضوں کے مطالبات ہیں' ہمارے ہاں جناب والا ہسپتالوں کی حالت بہتر بنانے کی بہت ضرورت ہے۔ ہم نے فرداً" فرداً" ہسپتالوں میں جا کر دیکھا ہے کہ جن کی کوئی "پہنچ" ہوتی ہے ان کو بستر بھی مل جاتا ہے' ان کو دوائی بھی مل جاتی ہے' ان کے خیر خواہ پھول لے کر بھی لے جاتے ہیں ان کے لئے باہر لوگ قطاریں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں' لیکن جو غریب ہوتے ہیں اور حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں یا ان کو دل کا دورہ پڑتا ہے اور ان کی حالت نازک ہوتی ہے تو غریبوں کو اس وقت سفارش کے بغیر نہ کمرہ میسر آتا ہے نہ دوائی میسر آتی ہے نہ ڈاکٹر میسر آتا ہے نہ ہی کوئی اور سہولت میسر آتی ہے۔ جناب والا یہاں پر rostrum کا سہارا لے کر ایک بات اور بھی کہنا چاہتی ہوں کہ ایک بار میو ہسپتال میں ایک مریض کو دیکھنے کے لئے گئی صبح کا وقت تھا اور سخت سردی' مجھے لوگوں نے یہ بتایا کہ عارضہ دل کے باہر مریضوں کے جو لواحقین ہیں وہ تمام رات باہر گراؤنڈ میں بیٹھے رہے ہیں اور ان سے یہ

کہہ دیا گیا تھا کہ آپ سب لوگ یہاں سے اٹھ کر باہر لان میں چلے جائیں کیونکہ وزیر صحت راؤنڈ کے لئے آ رہے ہیں اور وہ تمام کے تمام لواحقین جن میں بوڑھے' جوان سب شامل تھے وہ سخت سردی میں باہر لان میں بیٹھے رہے۔ تمام رات بیٹھے رہے تمام رات یہ کہتے رہے کہ

وہ آرہے ہیں' وہ آتے ہیں' وہ آرہے ہوں گے
شب فراق یہ کہہ کر گزار دی میں نے

شائد کسی نے یہ افواہ پھیلا دی تھی اور ان کو بہت زیادہ بدمزدگی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جناب والا مریضوں کے ساتھ ساتھ مریضوں کے لواحقین کے بیٹھنے کے لئے' یا ان کے سونے کے لئے ہسپتالوں میں کچھ انتظامات ضرور ہونے چاہئیں اور خصوصیت سے جیسے کہ ابھی خواتین کے بارے میں کہا گیا ہے جناب والا اس سلسلے میں مجھے بہت سے ڈاکٹروں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ہمارے جو نقلی دوائیاں سپلائی کی جاتی ہیں ان کو بھی ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی اصلاحات ہیں جن کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سے زیادہ بھی عرض کر سکتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ کے ذہن میں کسی اور سپیکر کا نام آگیا ہو تو پھر آپ مجھے بیٹھ جانے کی اجازت دیجئے۔ ورنہ آپ کہتے ہیں تو پھر میں بول لیتی ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم صاحبہ شکریہ! اگر کوئی اور صاحب حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کرنا چاہتے ہوں تو وہ اپنا نام سپیکر تک پہنچا دیں۔ محترمہ شاہین منور احمد صاحب آپ بولنا چاہیں گی۔

بیگم شاہین منور احمد: میں نے بیگم صاحبہ سے صرف یہ کہا تھا کہ وزیر صحت رات کو ایوارڈ دیتے ہیں اور شائد ہسپتالوں کا دن کو دورہ کرتے ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہوں گا کہ یہ کیا ہے۔ جناب والا کیا یہ اسمبلی منظر ہے؟ ایسے تو مال روڈ پر لوگ بھیک بھی نہیں مانگتے جیسے یہ کام کروا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کی کارروائی کل ساڑھے 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی جمعرات 21 جنوری 1988ء ساڑھے نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

تتمہ

نشان زدہ سوال نمبر 2793، 2794 اور غیر نشان زدہ سوال نمبر 230 ملاحظہ فرمائیں)

سوسائٹی کے جن معزز ایوان کو ابھی تک الاٹ شدہ پلاٹوں کا قبضہ نہیں دیا جاسکا۔ ان کے نام عہدہ اور ہر ایک قبضہ نہ دینے کی وجوہات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1-	مسٹر بختیار علی ملی صاحب	سینئر انسٹرکٹر نیپا لاہور	قبضہ دینے کے لئے ضروری کارروائی کی تکمیل کے بعد مقررہ تاریخ پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے موقعہ پر تشریف نہ لائے۔ جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔ ابھی تک ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لئے دوبارہ کسی قسم کی خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ جونہی ایسی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ قبضہ دے دیا جائے گا۔
2-	ثیقہ سلطان عابدی صاحبہ	پروفیسر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	ایضاً
3-	مقبول احمد شیخ صاحب	جوائنٹ ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ (ریٹائرڈ)	ایضاً
4-	آصف خان	ڈرائیور گورنر ہاؤس لاہور	قبضہ دینے کے لیے ضروری کارروائی کی تکمیل کے بعد مقررہ تاریخ پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے موقعہ پر تشریف نہ لائے۔ جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔ ابھی تک ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لئے دوبارہ کسی قسم ک خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ جونہی ایسی خواہش کا

اظہار کیا گیا۔ قبضہ دے دیا جائے گا۔

5-	محمد یعقوب	ہیڈ وارڈن جیل	
		ڈیپارٹمنٹ فیصل آباد	ایضاً
6-	ملک اللہ یار خان	ڈرائیور ڈائریکٹر	
		فوڈ لاہور	ایضاً
7-	اعجاز علی اختر	اکاؤنٹ کلرک۔ چیف انجینئرز ارگیشن	
		ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور	ایضاً
8-	اللہ وسایا	نائب قاصد فاریسٹری اینڈ وائلڈ لائف	
		ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
9-	سید محمد ہاشم	سپاہی ڈی ایس پی	
		سپیشل برانچ لاہور	ایضاً
10-	راشد رضا جسوال	سینٹری سپروائزر	
		ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
11-	مسٹر خالد احمد	لیبر افسر فیکٹریز لاہور	قبضہ دینے کے لیے ضروری کارروائی کی تکمیل کے بعد مقررہ تاریخ پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے موقعہ پر تشریف نہ لائے۔ جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔ ابھی تک ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لئے دوبارہ کسی قسم کی خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ جونہی ایسی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ قبضہ دے دیا جائے گا۔
12-	مسٹر منور علی شیخ	پرنسپل گورنمنٹ کالج آف	
		ٹیکنالوجی فیصل آباد	ایضاً
13-	مسٹر نذر محمد	انڈر سیکرٹری محکمہ تعلیم	

		سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور	ایضاً
14-	مسٹر محمد اظہر خان	کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	ایضاً
15-	مس حمیدہ عبدالغفور	ڈی۔ ای۔ او سیالکوٹ	ایضاً
16-	مسٹر عبدالمجید ملکانہ	اسسٹنٹ پلانٹ پروٹیکشن آفیسر محکمہ زراعت گجرات	ایضاً
17-	مسٹر عبدالوحید فاروق	ڈپٹی ڈائریکٹر کمیونیکیشن اینڈ ورکس پتوکی ضلع قصور	ایضاً
18-	ایم۔ اے۔ ایچ بیگ	ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ لیبر ڈیپارٹمنٹ گوجرانوالہ	ایضاً
19-	ڈاکٹر الطاف احمد خان	ڈپٹی ہیلتھ آفیسر سیالکوٹ	ایضاً
20-	مس ثریا عنایت	ہیڈ مسٹریس محکمہ تعلیم خوشاب	ایضاً
21-	ڈاکٹر مسز ماہ لتعا رانا	پروفیسر فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	قبضہ دینے کے لیے ضروری کارروائی کی تکمیل کے بعد مقررہ تاریخ پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے موقعہ پر تشریف نہ لائے۔ جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔ ابھی تک ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لئے دوبارہ کسی قسم کی خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ جونہی ایسی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ قبضہ دے دیا جائے گا۔
22-	محمد سعید اختر مرزا	ایس پی (ریٹائرڈ)	ایضاً

		کالج لاہور	ایضاً
24-	مس عنصر منیر	ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ گرلز	
		ہائی سکول شرق پور	ایضاً
25-	مسٹر غلام رسول قریشی	ایس پی کرائم برانچ	
		سی۔پی۔او II لاہور	ایضاً
26-	خان احمد علی خان	(ریٹائرڈ) اسسٹنٹ رجسٹرار	
		محکمہ امداد باہمی	ایضاً
27-	مسٹر عبدالرشید	ایس ای ایریگیشن بہاولنگر	ایضاً
28-	مسز کشور منیر	اسسٹنٹ پروفیسر اپوا کالج لاہور	ایضاً
29-	مسز ذکیہ الیاس رضا	سیکنڈ سپیشلسٹ گورنمنٹ	
		ایلیمنٹری ٹیچرز کالج برائے	
		خواتین بہاولپور	ایضاً
30-	ملک نذیر الدین	ڈپٹی رجسٹرار محکمہ تعلیم لاہور	ایضاً
31-	ڈاکٹر محمد اکرام قریشی	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سروسز	قبضہ دینے کے لیے ضروری کارروائی کی
		ہسپتال لاہور	تکمیل کے بعد مقررہ تاریخ پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے موقعہ پر تشریف نہ لائے۔ جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔ ابھی تک ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لئے دوبارہ کسی قسم کی خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ جونہی ایسی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ قبضہ دے دیا جائے گا۔
32-	مسٹر محمد رشید کوثر	ڈپٹی فوریسٹ آفیسر لاہور	ایضاً
33-	ڈاکٹر سید کرم علیشاہ	قربان پولیس لائنز	

		برائے خواتین لاہور	ایضاً
35-	مختار حسین جعفری	ایس۔ڈی او انٹی کرپشن ESTT لاہور	ایضاً
36-	مسٹر محمد جمیل	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ	ایضاً
37-	محمد اسلم	زراعت آفیسر کوٹ رادھا کشن ضلع قصور	ایضاً
38-	نسیم احمد قریشی	اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ زراعت لاہور	ایضاً
39-	فضل محمد	اسسٹنٹ پروجیکٹ مینجر گورنمنٹ پولٹری فارم چکلالہ راولپنڈی	ایضاً ایضاً
40-	پروفیسر غلام سرور	پروفیسر گورنمنٹ کالج شیخوپورہ (ہیڈ آف پولٹیکل سائنس)	
41-	مسز صفیہ رشید ملک	اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ تعلیم لاہور	ایضاً قبضہ دینے کے لیے ضروری کارروائی کی تکمیل کے بعد مقررہ تاریخ پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے موقعہ پر تشریف نہ لائے۔ جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔ ابھی تک ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لئے دوبارہ خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ جونہی ایسی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ قبضہ دے دیا جائے گا۔
-	غلام حسین ملک	سب ڈویژنل فورسیٹ آفیسر چیچہ وطنی	
-	محمد امین	ایگزیکٹو انجینئر بلڈنگز	ایضاً

	ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
44 - مس بلقیس عنایت	ٹیچر گورنمنٹ ایم سی گرلز	
	ہائی سکول سرگودھا	ایضاً
45 - مسٹر گل محمد ملک	ایگریکلچر انجینئر محکمہ زراعت	
	انجینئرنگ ونگ راولپنڈی	ایضاً
46 - حمید اشرف شیخ	ڈویژنل فوریسٹ آفیسر لاہور	ایضاً
47 - محمد مختار	اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ تعلیم سرگودھا	ایضاً
48 - سعید احمد	جونیئر ریسرچ آفیسر اریگیشن	
	ڈیپارٹمنٹ نندی پور	ایضاً
	ضلع گوجرانوالہ	
49 - ریاض حشمت علی	ڈی - ایس - پی ٹریفک	
	لاہور کینٹ	ایضاً
50 - صادق حسین	ڈیمانسٹریٹر انجینئرنگ	
	یونیورسٹی لاہور	ایضاً
51 - مس اختر شاہین	سبجیکٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ کالج (۱۷) کوٹ لکھپت لاہور	قبضہ دینے کے لیے ضروری کارروائی کی تکمیل کے بعد مقررہ تاریخ پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے موقعہ پر تشریف نہ لائے۔ جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔ ابھی تک ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لئے دوبارہ خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ جونہی ایسی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ قبضہ دے دیا جائے گا۔
52 - میر قمر الدین	سبجیکٹ سپیشلسٹ ایجوکیشن	
	ایکشن سنٹر دھرت روڈ لاہور	ایضاً

54- ایس۔ایم اختر	لیبر آفیسر فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ	ایضاً
55- ڈاکٹر آئی۔اے ارشد	اسسٹنٹ پروفیسر محکمہ تعلیم لاہور	ایضاً
56- ڈاکٹر فیض الحق قریشی	ویٹرنری آفیسر محکمہ لائیوسٹاک لاہور	ایضاً
57- حاکم خان	چیف سٹیٹیکل آفیسر سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
58- دلشاد محمد خان	اسسٹنٹ ایگریکلچر کیمسٹ ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد	ایضاً
59- ڈاکٹر محمد اسلم خان	ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر سرگودھا	ایضاً
60- مسٹر محمد اشرف راجہ	پرنسپل گورنمنٹ کالج نارووال ضلع سیالکوٹ	ایضاً
61- سید ریاض حسین	ایڈیشنل کمشنر ریونیو سرگودھا	ایضاً
62- نور محمد شاہ	ایڈمن آفیسر چیف انجینئر اریگیشن سنٹرل ریجن لاہور (ریٹائرڈ)	ایضاً

قبضہ دینے کے لیے ضروری کارروائی کی تکمیل کے بعد مقررہ تاریخ پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے موقعہ پر تشریف نہ لائے۔ جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔ ابھی تک ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لئے دوبارہ خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ جونہی ایسی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ قبضہ دے دیا جائے گا۔

63	مسٹر نیاز احمد لغاری	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ لاہور	
64	مسٹر فیصل تحسین	اے ڈی سی (جنرل) لاہور	
65	محمد آصف خان	اسسٹنٹ ریجنل ڈائریکٹر محکمہ امداد باہمی لاہور (ریٹائرڈ)	
66	ڈاکٹر محمد اقبال قریشی	اسسٹنٹ پروفیسر نشتر میڈیکل کالج ملتان	ایضاً"
67	شبیر حسین	سینٹرل انوسٹی گیٹر پی اینڈ ڈی لاہور	ایضاً"
68	محمد عبد الحئی	ایس۔ او کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً"
69	ایس ایس قادری	ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر لاہور	ایضاً"
70	حبیب اے خان	ڈی آئی جی پولیس کراچی	ایضاً"
71	ملک محمد افضل ایاز	تحصیلدار لینڈ ریکوری کلکٹر واپڈا لاہور	ایضاً"
72	ڈاکٹر بلقیس اختر	کلینیکل پیتھالوجسٹ میو ہسپتال لاہور	ایضاً"
73	مس ممتاز حسن دین	نرسنگ سسٹر لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور	

قبضہ دینے کے لیے ضروری کارروائی کی تکمیل کے بعد مقررہ تاریخ پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے موقعہ پر تشریف نہ لائے۔ جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جا سکا۔ ابھی تک ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے

		کے لئے دوبارہ خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ جونہی ایسی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ قبضہ دے دیا جائے گا۔
74- گل محمد	ہیڈ کنسٹیبل سپیشل برانچ پنجاب رابرٹ کلب لاہور	ایضاً
75- نور احمد قاری	جونیئر کلرک ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن لاہور ڈویژن	ایضاً
76- اصغر علی	سپاہی انٹی کرپشن لاہور ریجن لاہور	ایضاً
77- برکت علی	نائب قاصد ایس جی۔ اے اینڈ آئی ایگریکلچر لاہور	ایضاً
78- حامد حسن خان	دفتری چیف انجینئر بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً ممبر موصوف نے کاغذات مکمل کرنے کے بعد قبضہ لینے کے لیے ابھی تک ڈیمارکیشن فیس جمع نہیں کرائی۔ جس بنا پر انہیں ابھی تک قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
79- شجاع الدین	ڈرائیور محکمہ تعلقات عامہ لاہور	ایضاً
80- رکن دین	چپڑاسی دفتر ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر لاہور	ممبر موصوف نے کاغذات مکمل کرنے کے بعد قبضہ لینے کے لیے ابھی تک ڈیمارکیشن فیس جمع نہیں کرائی۔ جس بنا پر انہیں ابھی تک قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
81- ایم محمد شریف	بائنڈر نمبر ا گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور	ایضاً
82- محمد افضل خان	چپڑاسی۔ ایڈووکیٹ جنرل	

83-	محمد اعظم	لیبارٹری اسسٹنٹ چیف انجینئر	
		ار یگیشن ریسرچ انسٹی	ایضاً
		ٹیوٹ لاہور	
84-	فضل الٰہی	جونیئر کلرک سیٹلمنٹ	
		ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
85-	میاں بشارت رسول	ڈائریکٹر سول سروسز	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔ جوں ہی ان کی طرف سے مطلوبہ رقم ادا کر دی گئی اور کاغذات قبضہ مکمل ہو گئے انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
		اکیڈمی لاہور	
86-	ڈاکٹر محمد اقبال	پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور	ایضاً
87-	فضل الٰہی ملک	ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر جنرل	
		زکوٰۃ اسلام آباد	ایضاً
88-	رفیع اللہ خان	پروفیسر ریٹائرڈ	ایضاً
		305/B بلاک نمبر 2 سیکٹر	
		نمبر 1 ٹاؤن شپ لاہور	
89-	رشید علی	اردلی ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر	
		لاہور	ایضاً
90-	فیض محمد	نائب قاصد ہوم ڈیپارٹمنٹ	
		لاہور	ایضاً

92-	نذر گل	لاہور نائب قاصد۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	ایضاً
93-	سید محمود علی شاہ	ریڈر سول جج لاہور	ایضاً ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔ جوں ہی ان کی طرف سے مطلوبہ رقم ادا کر دی گئی اور کاغذات قبضہ مکمل ہو گئے انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
94-	معراج دین	بک بائنڈر گورنمنٹ پریس لاہور	ایضاً
95-	حافظ عبدالحمید	اسسٹنٹ سول جج لاہور	ایضاً
96-	سلیم اختر	اے ایس آئی ریٹائرڈ محلہ طوطل پورہ ملتان شہر	ایضاً
97-	بشیر احمد	نائب ناظر سینئر سول جج فیصل آباد	ایضاً
98-	غلام رسول	نائب قاصد ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
99-	احمد بخش	ڈرائیور پراونشل اسمبلی لاہور	ایضاً
100-	وحید احمد	کمپازیٹر۔ گورنمنٹ پریس	

101-	کرم دین	دفتری دفتر ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر لاہور	ایضاً
102-	رحمت علی	سپاہی پولیس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔ جوں ہی ان کی طرف سے مطلوبہ رقم ادا کر دی گئی اور کاغذات قبضہ مکمل ہو گئے انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
103-	محمد اسحاق	کمپارٹیز گورنمنٹ پریس لاہور	ایضاً
104-	امان اللہ	ٹریسر سکارپ نمبر 4 سرکل کنال بینک اریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
105-	عبدالعزیز	نائب قاصد اپر ٹنس شپ لیبر اینڈ روڈ لاہور	ایضاً
106	فضل الٰہی	ایل ڈی سی دفتر انکم ٹیکس لاہور	ایضاً
107	امیر محمد	چوکیدار کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	ایضاً
108-	محمد صدیق	پرائیوٹ سیکرٹری برائے منسٹر اوقاف سوشل ویلفیئر	ایضاً

109-	محمد مالک اختر	ڈویژنل فارسٹ آفیسر پنجاب لاہور	ایضاً
110-	عبدالکریم انصاری	جنرل مینجر گورنمنٹ ویونگ اینڈ فنشنگ سنٹر شاہدرہ لاہور	ایضاً
111-	شمس الحق	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیر فیصل آباد	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔ جوں ہی ان کی طرف سے مطلوبہ رقم ادا کر دی گئی اور کاغذات قبضہ مکمل ہو گئے انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
112-	محمد رشید	پرائیوٹ سیکرٹری ایڈیشنل چیف سیکرٹری S&GAD لاہور	ایضاً
113-	چودھری احمد علی چوہان	ڈائریکٹر ایگزامینیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور	ایضاً
114-	ڈاکٹر کفیل احمد خان	اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر وٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور کینٹ	ایضاً
115-	سلطان خالد خان	ڈائریکٹر پروجیکٹ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
116-	مسز خالدہ ایم امین	ڈپٹی سیکرٹری (ٹریننگ) ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ	ایضاً

117-	ناصر احمد	سپرنٹنڈنٹ انجنیئر ار یگیشن پاور ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
118-	غلام زہرہ ملک	نرسنگ سپرنٹنڈنٹ لاہور جنرل ہسپتال لاہور	ایضاً
119-	چودھری محمد صدیق	ایس پی پولیس (ریٹائرڈ)	ایضاً
120-	نثار احمد بیگ	سیکشن آفیسر فنانس ڈیپارٹمنٹ بجٹ ونگ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
121-	عبدالمجید	ای ٹی او ایکسائز اینڈ ٹیکشن اینڈ ٹیکشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔ جوں ہی ان کی طرف سے مطلوبہ رقم ادا کر دی گئی اور کاغذات قبضہ مکمل ہو گئے انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
122-	عبدالحمید قاضی	ڈپٹی سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
123-	چودھری محمد افضل	اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجنیئر فیلڈ اینڈ ورکشاپ جہلم	ایضاً
124-	مسز تسنیم عبداللہ بٹ	سرکل رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز رجسٹرار آفس پنجاب لاہور	ایضاً

گورنمنٹ مینٹل ہسپتال

لاہور

126-	مسز ذکیہ کرم بخش	ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر ایجوکیشن لاہور	ایضاً
127-	تیمور احمد چغتائی	انڈر سیکرٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
128-	محمد رفیق	ایس ڈی او بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
129-	شیخ عطاء الٰہی	سب انجینئر دفتر X.E.N شاہ پور سرگودھا ڈویژن	ایضاً
130-	عین الرسول	اسسٹنٹ انجینئر ٹیلیفون اینڈ ٹیلگراف ڈیپارمنٹ لاہور	ایضاً
131-	ذوالفقار علی بزدار	سرکل رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز ساہیوال	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔ جوں ہی ان کی طرف سے مطلوبہ رقم ادا کر دی گئی اور کاغذات قبضہ مکمل ہو گئے انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
132-	خواجہ محمد اختر	ریسرچ آفیسر ایس جی اے اینڈ آئی لاہور	ایضاً
133-	شیخ مسعود حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ٹیف آئی اے لاہور	ایضاً
134	محمد ابراہیم آزاد	[illegible]	

		انسٹی ٹیوب (Becteriocogisc) فیصل آباد	
135-	رب نواز خان نیازی	ریٹائرڈ ایس پی لاہور	ایضاً
136-	راؤ محمد رفیق علی خان	ریٹائرڈ اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور	ایضاً
137-	مسز بلقیس اکرم	لیکچرار لاہور کالج برائے خواتین لاہور	ایضاً
138-	محمد اقبال	اسسٹنٹ اکاؤنٹ آفیسر پی۔ آر۔ آر پنجاب لاہور	ایضاً
139-	ڈاکٹر فیاض علی	ایم ایس۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال اٹک	ایضاً
140-	خالد شریف چودھری	ایگریکلچر انجنیئر 186-C ماڈل ٹاؤن لاہور	ایضاً
141-	مسعود احمد قریشی	انڈر سیکرٹری سیشن آفیسر سول سیکرٹریٹ لاہور	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔
142-	محمد بشیر چودھری	ہیڈ کلرک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
143-	اشفاق احمد شیخ	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر لاہور	ایضاً

		لاہور	
145	فیاض حسین	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر مین پاور اینڈ ٹریننگ پنجاب لاہور	ایضاً
146	عبدالرحمان	پی ٹی آئی گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 168 فیحالی تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد	ایضاً
147	عبدالمجید خان	اسسٹنٹ سپیشل برانچ پولیس لاہور	ایضاً
148	آسفند یار بیگ	اسسٹنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر ساہیوال	ایضاً
149-	عبدالحمید اسسٹنٹ	دفتر لینڈ کیشن پی او - آر	ایضاً
150-	اعجاز حسین	سب انسپکٹر پولیس قرنان لائنز لاہور	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔
151-	مقصود احمد ربانی	سٹینو گرافر پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
152-	مسز خورشید آر مرزا	C.T ٹیچر محکمہ تعلیم لاہور	ایضاً
153	محمد شفیق	ٹیچر محکمہ تعلیم	ایضاً

154-	مسز سلامتی رشید خان	سٹاف نرس لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور	ایضاً
155	قادر علے	سپرنٹنڈنٹ محکمہ زراعت (واٹر مینجمنٹ) لاہور	ایضاً
156-	رفیق احمد خان لودھی	اسسٹنٹ دفتر ڈی پی آئی ایجوکیشن لاہور	ایضاً
157-	عبدالغفور غفاری	او ٹی ٹیچر محکمہ تعلیم فیصل آباد	ایضاً
158-	محمد بنارس	اسسٹنٹ ایس جی اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
159-	تنویر احمد	اسسٹنٹ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔
160-	خان حشمت علی خان	سپرنٹنڈنٹ ارریگیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
161-	مسٹر اشرف میر	سٹینو گرافر دفتر ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
162-	عبدالرشید بھٹی	اسسٹنٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
163	محمد صدیق	اسسٹنٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً

		لاہور	
165-	سید اقبال حسین	انسپکٹر پولیس ایف آئی اے لاہور	ایضاً
166-	مسٹر خالد لطیف	سب انجینئر ار یگیشن ڈیپارٹمنٹ چک بندی ڈویژن لاہور	ایضاً
167-	فضل حسین	ہیڈ لیبارٹری اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر لاہور	ایضاً
168	چودھری محمد شریف	ہیڈ کلرک محکمہ پی ڈبلیو ڈی بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔
169-	سلامت علی	اسسٹنٹ محکمہ سول ڈیفنس لاہور	ایضاً
170-	محمد لطیف	ہیڈ کلرک دفتر ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر لاہور	ایضاً
171-	مسز ذکیہ قریشی	ٹیچرس۔ ہائی سکول چوبرجی گارڈن لاہور	ایضاً
172	محمد اسحاق اپل	سٹینوگرافر پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
173-	محمد لطیف	ٹیچر لوئر مڈل سکول 122/6-R تحصیل ہارون آباد	ایضاً
174-	سید مختار حسین	اسسٹنٹ لاء ڈیپارٹمنٹ	ایضاً

175-	مشتاق احمد	ڈرا نسمین لوئر کنال بنک فیروز پور روڈ لاہور	ایضاً
176-	مس انور مای	ایل۔ ایچ۔ وی پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول لاہور	ایضاً
177-	عبدالکریم خان	اسسٹنٹ دفتر ایس جی اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔
178-	بشیر احمد کھوکھر	سٹینو گرافر لاء ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
179-	شیخ ناصر علے	اسسٹنٹ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
180-	عبدالستار خان	سپرنٹنڈنٹ سول ڈیفنس لاہور	ایضاً
181-	سید علم دار حسین	سینئر کلرک ڈینٹل کالج لاہور	ایضاً
182-	سید ظہور عباس نقوی	اسسٹنٹ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ایضاً
183-	محمد ریاض	اسسٹنٹ محکمہ انڈسٹریز پنجاب لاہور	ایضاً
184-	عبدالرحیم ملک	اسسٹنٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً

		ٹیم پنجاب لاہور	ممبر موصوف کو کارنر پلاٹ الاٹ شدہ ہے سوسائٹی کے بائی لاز نمبر 77 کے تحت انہوں نے ابھی تک اس پلاٹ کی کل قیمت کے 10 فیصد کے برابر کارنر پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کی جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا گیا۔
186-	شبیر علی شاہ	اسسٹنٹ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
187-	مظفر حسین اسسٹنٹ	پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
188-	محمد سلیم	اسسٹنٹ فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
189-	شیخ مقبول احمد	ڈی۔ایس۔پی سارجنٹ پروانشل اسمبلی لاہور	ایضاً
190-	دوست محمد ملک	ڈائریکٹر سوائل ٹیسٹنگ انسٹی ٹیوٹ ایگریکلچر پنجاب لاہور	ممبر موصوف کو اطلاع دی گئی تھی کہ وہ قبضہ حاصل کرنے کے لئے ضروری کاغذات کی تکمیل کریں لیکن انہوں نے ابھی تک کاغذات مکمل نہیں کئے جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
191-	محمد عبدالرحمٰن ملک	پروفیسر کالج آف کمیونٹی میڈیسن لاہور	ایضاً
192-	رانا ایم سلطان	چیف انسپکٹر آف مائنز پنجاب لاہور	ایضاً
193-	غلام عباس میکن	جوائنٹ ڈائریکٹر مین پاور اینڈ ٹریننگ لیسٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً

194-	ولی محمد مالک	ڈائریکٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سرکل راولپنڈی	ایضاً
195-	ڈاکٹر محمود الحسن قریشی	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ پی ڈی ہسپتال لاہور	ایضاً
196-	چودھری سخاوت علی	ایڈیشنل سیکرٹری ریگولیشن ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
197-	ڈاکٹر نسیم آرا شاہ	پروفیسر علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور	ایضاً
198-	ڈاکٹر محمد منظور چودھری	ڈاکٹر پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد	ایضاً
199-	عبدالوحید صاحب	سفیر آف پاکستان بون ویسٹ جرمنی	ایضاً
200-	ڈاکٹر قاضی اصغر علاؤالدین	پروفیسر نشتر میڈیکل کالج ملتان	ایضاً
201-	ڈاکٹر محبوب احمد	جوائنٹ سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ ڈویژن ٹریننگ ونگ اسلام آباد	ممبر موصوف کو اطلاع دی گئی تھی کہ وہ قبضہ حاصل کرنے کے لئے ضروری کاغذات کی تکمیل کریں لیکن انہوں نے ابھی تک کاغذات مکمل نہیں کئے جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
202-	ذکیہ رفیق	پروفیسر گورنمنٹ کالج آف ویمن سمن آباد لاہور	ایضاً
203-	محبوب حسن	رجسٹرار (ریٹائرڈ) کوارٹر سوسائٹی ڈیپارٹمنٹ	ایضاً

204- راجہ احمد خان	ریٹائرڈ چیف سیکرٹری حکومت بلوچستان	اپنا
205 عذرا اکرام	پروفیسر ایجوکیشن ایکسٹنشن سنٹر لاہور	اپنا
206- سعید اصغر سید	ایگریکلچرل آفیسر محکمہ زراعت لاہور	اپنا
207- چودھری فضل کریم	ایگریکلچرل آفیسر محکمہ زراعت لاہور	اپنا
208- مسٹر نور احمد میاں	ہیڈ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور	اپنا
209- مسٹر محمد خلیل قریشی	انڈر سیکرٹری (ریٹائرڈ) سول سیکرٹریٹ لاہور	اپنا
210- چودھری اقبال محمد خان	ڈپٹی رجسٹرار (ریٹائرڈ) محکمہ امداد باہمی لاہور	اپنا
211- مراتبی قریشی	ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بیدیاں ضلع قصور	اپنا
212- مسٹر نور الحسن انصاری	چیف انجینئر زراعت دوئم گورنمنٹ	ممبر موصوف کو اطلاع دی گئی تھی کہ وہ قبضہ حاصل کرنے کے لئے ضروری کاغذات کی تکمیل کریں لیکن انہوں نے ابھی تک کاغذات مکمل نہیں کئے جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
213- مسٹر عبدالغنی	اولیو یشن آفیسر محکمہ فشریز لاہور	اپنا
214- مسٹر محمد طفیل	ڈپٹی ڈائریکٹر (ریٹائرڈ) لیبر ویلفیئر لاہور	اپنا

215-	ڈاکٹر ایم۔ اے۔ ایچ صدیقی	ڈپٹی ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز لاہور	ایضاً
216-	مسٹر محمد زمان اختر	ایگریکلچر انجینئر ریسرچ ایگریکلچر ورکشاپ	ایضاً
217-	مسٹر احمد نواز نیازی	سپرنٹنڈنٹ پولیس قصور	ایضاً
218-	محمد اکرم	سیکشن آفیسر سول سیکرٹریٹ لاہور (ایس اینڈ جی اے ڈی)	ایضاً
219-	غلام نبی چودھری	انڈر سیکرٹری سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
220-	مسٹر محمد علی	سیکشن آفیسر SGA&D سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
221-	راجہ عبدالرحمان	پرنسپل گورنمنٹ اپرنٹس ٹریننگ سنٹر فیصل آباد	ایضاً
222-	مسٹر لیق احمد	ڈپٹی ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ سٹیٹسٹک بیورو آف لاہور	ایضاً
223-	مسٹر رفیق عسکری بخاری	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور	ممبر موصوف کو اطلاع دی گئی تھی کہ وہ قبضہ حاصل کرنے کے لئے ضروری کاغذات کی تکمیل کریں لیکن انہوں نے ابھی تک کاغذات مکمل نہیں کئے جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
22۰-	مسٹر غلام رسول شیخ	ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (ریٹائرڈ)	ایضاً

		سیکرٹریٹ لاہور	
226-	مسٹر محمد اختر گل	ایس او ہیلتھ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
227-	مسٹر محمد اسلم	اسسٹنٹ پروفیسر کالج آف فیزیکل ایجوکیشن لاہور	ایضاً
228-	مسٹر حشمت علی	لیکچرار کالج آف فیزیکل ایجوکیشن (ریٹائرڈ) لاہور	ایضاً
229-	چودھری ناصر احمد	ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پرزن لاہور	ایضاً
230-	ڈاکٹر سیدہ ظفر	سینئر میڈیکل آفیسر سروسز ہسپتال لاہور	ایضاً
231-	ڈاکٹر فخر بشیر	سینئر وسنز میڈیکل آفیسر میو ہسپتال لاہور	ایضاً
232-	سید محمد غفران (ریٹائرڈ)	ہیڈ ٹرانسلیٹر آفیشل لینگویج کمیٹی ایس اینڈ جی اے ڈی سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
233-	کنور محمد ریاض	ریسرچ آفیسر وی۔ آر۔ آئی لاہور	ایضاً
234-	مسٹر خالد محمود	انڈسٹریل ڈی۔ او ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز لاہور	ممبر موصوف کو اطلاع دی گئی تھی کہ وہ قبضہ حاصل کرنے کے لئے ضروری کاغذات کی تکمیل کریں لیکن انہوں نے ابھی تک کاغذات مکمل نہیں کئے جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
235-	ڈاکٹر خالد اکرم محمود	اے۔ ڈی۔ ایم سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً

236- احمد مسعود سید	ایس او سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
237- سید حسن بہادر	ڈائریکٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ لاہور	ایضاً
238- سید دلاور حسین بخاری	ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول لاہور	ایضاً
239- چودھری مختار احمد	ایس۔ ڈی۔ او ار یگیشن ڈیپارٹمنٹ ساہیوال	ایضاً
240- سید ارشاد علی	ڈپٹی ڈائریکٹر دفتر ڈائریکٹر مین پاور ٹریننگ سنٹر لاہور	ایضاً
241- شیخ محمد الٰہی	ایڈیشنل سیشن جج ٹی ٹی سنگھ	ایضاً
242- سید حسن عبداللہ	انڈر سیکرٹری۔ فاریسٹری ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
243- علی محمد	رینج آفیسر دفتر چیف چیف کنزرویٹر فاریسٹ لاہور	ایضاً
244- خورشید احمد خان	سٹینگل انوسٹی۔ گیٹر ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
245- عظمت رشید	ریسرچ آفیسر ایگریکلچر ونگ فیصل آباد	ممبر موصوف کو اطلاع دی گئی تھی کہ وہ قبضہ حاصل کرنے کے لئے ضروری کاغذات کی تکمیل کریں لیکن انہوں نے ابھی تک کاغذات مکمل نہیں کئے جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
246- سیدہ ارشاد جعفری	سیکٹ سپیشلسٹ ایلیمنٹری	ایضاً

247- نسیم اللہ ملک	ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
248- حامد علی شاہ	اسسٹنٹ ڈائریکٹر سول ڈیفنس پنجاب لاہور	ایضاً
249- چودھری محمد صدیق	لیبر آفیسر دفتر ڈائریکٹر لیبر لاہور	ایضاً
250- فریدوں انور	ڈسٹرکٹ اٹارنی اوکاڑہ	ایضاً
251- عقیل صابر صاحب	سپرنٹنڈنٹ ورکشاپ میو ہسپتال لاہور	ممبر موصوف کو اطلاع دی گئی تھی کہ وہ قبضہ حاصل کرنے کے لئے ضروری کاغذات کی تکمیل کریں لیکن انہوں نے ابھی تک کاغذات مکمل نہیں کئے جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
252- محمد یٰسین	سینٹری ا ہ، میو ہسپتال لاہور	ایضاً
253- نذیر احمد گلفتہ	سینئر کلرک بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ایضاً
254- نذیر محمد	سول ناظر سینئر سول جج فیصل آباد	ایضاً
255- نذیر احمد	سٹینوگرافر دفتر ڈائریکٹر فوڈ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
256- بشیر احمد خان	بل کلرک ایڈیشنل کمشنر (کانسالیڈیشن)لاہور	ایضاً
257- محمد اشرف	سب انسپکٹر ایکسائیز انٹیلیجنس لاہور	ایضاً

258-	محمد حسین	نائب تحصیلدار نارووال سیالکوٹ	ایضاً
259-	فضل محمد لودھی	اکاؤنٹ دفتر خزانہ کچہری شیخوپورہ	ایضاً
260-	مسٹر محمد حنیف	دفتری فنانس ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
261-	محمد رفیق	نائب قاصد محکمہ امداد باہمی	ایضاً
262-	محمد اختر حیات	جونیئر کلرک محکمہ خوراک	ایضاً
263-	برکت علی	جمعدار لیبر ڈیپارٹمنٹ	ایضاً
264-	مسٹر حفیظ احمد	کمپنیک دفتر ڈائریکٹر جنرل محکمہ زراعت ڈیوس روڈ لاہور	ایضاً
265-	مسٹر محمد جمیل	ڈرائیور میو ہسپتال لاہور	ایضاً
266-	مسٹر مختار احمد خان	دفتری فنانس ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
267-	مسٹر محمد شریف	نائب قاصد ڈائریکٹر فلڈر فیروز پور روڈ لاہور	ایضاً
268-	مسٹر افضل الٰہی	بک بائنڈر گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب لاہور	ایضاً

		پنجاب لاہور	
270-	چودھری شاہ محمد	دفعدار لاہور سب ڈویژن کینال ار یگیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
271-	مسٹر مشتاق احمد	ڈرائیور (ریٹائرڈ) محکمہ تعلیم لاہور	ایضاً
272-	مسٹر فاروق احمد قاضی	اسسٹنٹ E&A برانچ ایس جی اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
273-	آغا حسن کاظمی	اکاؤنٹنٹ (ریٹائرڈ) ڈین انسٹی ٹیوٹ آف ہائی جین اینڈ پریو میڈیسن لاہور	ایضاً
274-	مسماۃ کلثوم بی بی	نائب قاصدہ لاہور کالج برائے خواتین لاہور	ایضاً
275-	مسٹر محمد اقبال (ریٹائرڈ)	بائینڈر گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور	ایضاً
276-	مسٹر کلیم الرحمان	ڈسپنسر بوسٹل جیل بہاولپور	ایضاً
277-	مسٹر بوٹا مسیح	نائب قاصد GAD&E سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
278-	سید محمد رفیق شاہ زنجانی	سینئر کلرک ہیلتھ سروسز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
279-	مسٹر نذیر احمد	کانسٹیبل محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لاہور	ایضاً

S&GAD سیکرٹریٹ لاہور

281- مسٹر محمد حسین	دفتری ایڈووکیٹ جنرل پنجاب لاہور	ایضاً
282- مسٹر سعید احمد خان	فورمین سول ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور	ایضاً
283- مسٹر عبدالرحمان	ڈرائیور محکمہ زراعت ڈیوس روڈ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
284- مسٹر منظور الٰہی چوہان	جونیئر کلرک ڈی سی آفس لاہور	ایضاً
285- مسٹر جان محمد	دفتری S&GAD سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
286- مسٹر افتخار احمد	جونیئر کلرک دفتر کیمیکل ایگزامینر پنجاب لاہور	ایضاً
287- مسٹر احمد خان	اے۔ ایس آئی محکمہ پولیس ٹریفک لاہور	ایضاً
288- مسٹر کفائت اللہ خان	نائب قاصد انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ بہاولپور	ایضاً
289- مسٹر علی محمد	نائب قاصد محکمہ تعلیم لاہور	ایضاً
290- مسٹر ناصر احمد	سینئر انچارج کینال ہیڈ خانکی ضلع گوجرانوالہ	ایضاً
291- مسٹر محمد لطیف	پٹواری محکمہ مال ضلع	ایضاً

292- سید انور علی شاہ	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر (توسیع) محکمہ لائیوسٹاک لاہور	ایضاً
293- مسٹر فقیر حسین	پی اے ٹو ڈپٹی سیکرٹری سپلائی سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن لاہور	ایضاً
294- مسٹر محمد طیب گیلانی	جونیئر کلرک دفتر ایڈووکیٹ جنرل لاہور	ایضاً
295- اللہ دتہ ڈرائیور	محکمہ جنگلات گجرات	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
296- مسٹر محمد رمضان	جونیئر کلرک دفتر ڈی سی آفس لاہور	ایضاً
297- چودھری عبدالحمید	جونیئر کلرک محکمہ انکم ٹیکس زون اے لاہور	ایضاً
298- مسٹر جہانگیر	چوکیدار محکمہ صحت سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور	ایضاً
299- مسٹر محمد انور	اٹینڈنٹ گورنمنٹ میٹل ہسپتال لاہور	ایضاً
300- مسٹر محمد اقبال ٹریسر	دفتر ایس۔ ای سکارپ I لٹن روڈ لاہور	ایضاً
301- مسٹر اقبال احمد قریشی	جونیئر کلرک دفتر ڈائریکٹوریٹ ہیلتھ سروسز لاہور	ایضاً
302- مرزا اسلم بیگ کاپی ہولڈر	دفتر سپرنٹنڈنٹ پرنٹنگ	ایضاً

303-	مسٹر ذوالفقار علی خان	سب انسپکٹر محکمہ امداد باہمی لاہور	ایضاً
304-	مسٹر رستم علی	نائب قاصد محکمہ جنگلات لاہور (حال اسلام آباد)	ایضاً
305-	مسٹر چراغدین	بشتی پولی کلینک کمشنر روڈ سیالکوٹ	ایضاً
306-	مسٹر فضل مہندی شاہ	سب انسپکٹر پولیس لائن گوجرانوالہ	ایضاً
307-	مسٹر محمد انور شاہ	اسسٹنٹ دفتر سیکرٹری لائیو سٹاک سول سیکرٹریٹ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
308-	مسٹر ظفر حسین	نائب قاصد دفتر چیف انجینئر بلڈنگز لاہور	ایضاً
309-	مسٹر محمد حسین	پٹواری بارڈر ایریا کمیٹی فرید کورٹ ہاؤس لاہور	ایضاً
310-	مسٹر محمد حسین شاہ	محکمہ انکم ٹیکس گجرات	ایضاً
311-	مسٹر محمد شریف پٹواری	پٹواری محکمہ کینال بلوکی ڈویژن لاہور	ایضاً
312-	مسٹر حفیظ الرحمان قریشی	سپرنٹنڈنٹ دفتر آڈیٹر جنرل پاکستان لاہور	ایضاً
313	مسٹر غلام حسین	نائب قاصد دفتر ڈپٹی سیکرٹری S&GAD سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور	ایضاً

		ٹیسٹنگ انسٹی ٹیوٹ محکمہ زراعت لاہور	
315-	سید طالب حسین شاہ	ڈی۔ ایس۔ پی۔ گجرات	ایضاً
316-	مرزا اکرام الحق	ایس۔ ڈی۔ او 8 دلشاد سٹریٹ شالامار ٹاؤن لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
317-	عالم شیر ملک	لیکچرار گورنمنٹ کالج آف فزیکل لاہور	ایضاً
318-	محمد اسلم پوپلزئی	ڈائریکٹر نیشنل ایجوکیشن ایکو ۔پمنٹ سنٹر لاہور	ایضاً
319-	عبدالسلام قریشی	پرنسپل گورنمنٹ انٹر کالج جہلم	ایضاً
320-	محمد عظیم	سیکشن آفیسر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
321-	عبدلغفار ہمایوں	ڈسٹرکٹ اٹارنی لاء ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
322-	محمد شفیع	SO دفتر انفارمیشن اینڈ ٹورازم ونگ ایس اینڈ جی۔ اے ڈی سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
323-	عظمت اللہ شیخ	ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
324-	قربان علی آغا	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیر دفتر ڈائریکٹر لیبر ویلفیر	ایضاً

325-	میاں فیض الرسول	اے۔ سی۔ وہاڑی (ریٹائرڈ)	ایضاً
326-	میاں عبدالعزیز	لیکچرار گورنمنٹ کالج ساہیوال	ایضاً
327-	سید اشرف علی	سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل ملتان	ایضاً
328-	چودھری محمد یعقوب	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل شاہ پور	ایضاً
329-	ظہور احمد	ڈپٹی ڈائریکٹر کوری کوم ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سنٹر لاہور	ایضاً
330-	مسٹر ظفر اقبال	ایس - ڈی - او بہاولنگر پنجاب لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
331-	جلال الدین ملک	S.O ایس۔ جی اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
332-	محمد انور اختر	ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ اپارٹیشن ایل۔ ڈی۔ اے لاہور	ایضاً
333-	ایم امجد بٹر	پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور	ایضاً
334-	مس سرور شیخ	سبجیکٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹریننگ کالج بہاولپور	ایضاً
335-	مس ساجدہ سلطانہ مرزا	اسسٹنٹ پروفیسر لاہور کالج برائے خواتین لاہور	ایضاً

		لاہور	
337-	مسز بلقیس فرید	ایس۔ ایس۔ ٹی لیڈی میکلیگن ہائی سکول لاہور	ایضاً
338-	شبیر احمد قریشی	بی۔ ڈی۔ ایس پی انٹی کرپشن لاہور	ایضاً
339-	پروین اقبال	ایس۔ ایس۔ ٹی لیڈی میکلیگن سکول لاہور	ایضاً
340-	مسز عذرا ریاض	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج برائے خواتین لاہور	ایضاً
341-	غلام یاسین اعجاز	سیکشن آفیسر فنانس ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
342-	ڈاکٹر مسز عابدہ غنی	میڈیکل آفیسر ہیڈکوارٹر ہسپتال رحیم یار خان	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
343-	مسز امتہ اللہ رفیق	ریسرچ ایسوسی ایٹ ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سنٹر پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
344-	ایم عطا اللہ رانا	ڈی ایف او فاریسٹ لاہور	ایضاً
345-	سید محمد شفیق	سپرنٹنڈنٹ ویجی لیشن کیشن لاہور	ایضاً

سکول چک نمبر146-
تحصیل ہارون آباد

347-	نذیر حسین ہاشمی	S.O گلہ کیو لیکشن ورکس لاہور	ایضاً
348-	ڈاکٹر شجاع الدین اختر بھٹی	چیف میڈیکل انسپکٹر آف فیکٹریز لاہور	ایضاً
349-	ایس۔ علی صفدر کاظمی	ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
350-	عبدالمجید شیخ	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور	ایضاً
351-	مس رضیہ پروین	ایس۔ ای۔ ٹی گورنمنٹ جونیئر ماڈل سکول گلبرگ لاہور	ایضاً
352-	محمد اقبال قریشی	ماسٹر کیڈٹ کالج حسن ابدال	ایضاً
353-	محمد نصراللہ خان	ایس۔ ڈی۔ او پبلک ہیلتھ انجینئرنگ مری	ایضاً
354-	عبدالمجید ڈوگر	XEN لیہ ڈویژن لیہ	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
355-	وحید الزماں خان	مینجر گورنمنٹ اوپم فیکٹری ایکسائز لاہور	ایضاً
356-	نذر محمد	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ (انجینئرنگ ونگ) فیصل آباد	ایضاً
357-	آغا محمد علی	سپرنٹنڈنٹ جیل ملتان	ایضاً

		بہاولپور	
359-	سلطان محمود بلوچ	ایس۔ پی۔ ریٹائرڈ سرگودھا	ایضاً
360-	ملک محمد حسین	انسٹرکٹر گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ چنیوٹ فیصل آباد	ایضاً
361-	سید احسان کاظمی	ریسرچ آفیسر۔ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور کینٹ	ایضاً
362-	ڈاکٹر مشتاق احمد اختر	پرنسپل ڈویژنل پبلک سکول ماڈل ٹاؤن لاہور	ایضاً
363-	میاں قمرالدین	سیٹلمنٹ کمشنر لینڈ پنجاب لاہور	ایضاً
364-	ڈاکٹر منظور احمد قریشی	ایم۔ ایس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اٹک	ایضاً
365-	محمد انور شاہ	ریسرچ آفیسر ویٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور	ایضاً
366-	ڈاکٹر محمد اشرف قریشی	ریسرچ آفیسر ویٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور کینٹ	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
367-	ڈاکٹر مقبول احمد چودھری	Disene Ivneshgution ویٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور	ایضاً
368-	سردار احمد خان	سینئر ماٹر کیڈٹ کالج حسن ابدال	ایضاً

369-	خورشید احمد	ریٹائرڈ ایس پی لاہور	ایضاً
370-	غلام حسین قریشی	ڈی۔ ایس۔ پی لاہور	ایضاً
371-	اقرار الحق	ڈپٹی سٹیلمنٹ کمشنر لاہور	ایضاً
372-	چودھری محمد الطاف حسین	فزیکل کیمسٹ لینڈ ریکلیمیشن کنال بینک مغل پورہ لاہور	ایضاً
373-	مقبول احمد باجوہ	ایس۔ پی ریٹائرڈ	ایضاً
374-	مسز فہمیدہ مختار علی	نرسنگ سپروائزر پبلک ہیلتھ سکول لاہور	ایضاً
375-	چودھری تاج محمد	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل فنڈ لاہور	ایضاً
376-	عزیز اے راٹھور	اکنامک ایڈوائزر انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
377-	ڈاکٹر نزہت آرا بھٹی	کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	ایضاً
378-	علی شبیر کاظمی	ڈپٹی ڈائریکٹر ایجوکیشن لاہور	ایضاً
379-	شیخ محمد شریف	انڈر سیکرٹری لیبر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
380-	چودھری جمیل احمد صدیق	ایگریکلچر آفیسر دفتر ایگریکلچر ڈائریکٹر لاہور	ایضاً
381-	محمد بشیر الدین	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج	ایضاً

382- غلام احمد خان	انڈر سیکرٹری ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
383- افتخار الحق	ہیڈ کلرک دفتر کمشنر لاہور	ایضاً
384- عطاء الحق	سٹیشن ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
385- عصمت اللہ	تحصیلدار بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ایضاً
386- کرامت علی خان	ایڈیشنل سیکرٹری پلاننگ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
387- شیخ آفتاب احمد	پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور	ایضاً
388- میاں احسان الحق	اسسٹنٹ سیکرٹری پراونشل اسمبلی لاہور	ایضاً
389- ایس اشتیاق احمد نقوی	سرکل رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز ٹوبہ ٹیک سنگھ	ایضاً
390- چودھری مسعود حمید	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ لاہور	ایضاً
391- مظفر خان	ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
392- ارشاد الحسن	ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
393- احمد شجاع خان	سپرنٹنڈنٹ جیل شیخوپورہ	ایضاً
394- سید مبارک شاہ بخاری	انڈر سیکرٹری ایجوکیشن لاہور	ایضاً
395- ایس۔ ایم۔ اقبال	اسسٹنٹ ڈائریکٹر سول ڈیفنس لاہور	ایضاً
396- اختر مصطفیٰ [illegible]	[illegible]	

		انسٹی ٹیوٹ غازی روڈ لاہور	
397-	مسز محمدہ اسرار نقوی	اسسٹنٹ پروفیسر کوئن میری کالج لاہور	ایضاً
398-	نصیر اے ملک	انڈر سیکرٹری۔ ایس جی اے اینڈ آئی سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
399-	چودھری فلاح الدین	سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	ایضاً
400-	حاجی خان محمد	سپرنٹنڈنٹ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ایضاً
401-	محمد یوسف لنگاہ	سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ اٹک	ایضاً
402-	خان فتح الدین خان	چیف آڈیٹر کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور	ایضاً
403-	رشید احمد ہاشمی	ریٹائرڈ ڈپٹی رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز لاہور	ایضاً
404-	جلال الدین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر و سلفیر پنجاب گلبرگ لاہور	ایضاً
405-	محمد حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر و سلفیر پنجاب لاہور	ایضاً
406-	عبدالقیوم چودھری	سرکل رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز اوکاڑہ	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا

		36-D وحدت کالونی لاہور	
408-	منظور احمد	ریٹائرڈ۔ ای۔ ٹی۔ او 2- لیک روڈ لاہور	ایضاً
409-	چودہری طالب حسین	ڈائریکٹر جنرل بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ایضاً
410-	سید الطاف حسین شاہ	سیکشن آفیسر ایس جی اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
411-	مبارک حسین	ہیڈ ماسٹر سلیم ماڈل ہائی سکول لاہور	ایضاً
412-	علی احمد	XEN ارریگیشن لاہور ریجن	ایضاً
413-	مسز زید قریشی	ہیڈ مسٹرس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موتیاں والہ ضلع فیصل آباد	ایضاً
414-	ڈاکٹر عبدالستار	میڈیکل آفیسر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
415-	ارشاد احمد شاہ	سٹیشنل انوسٹی گیٹر سٹیشنل ڈویژن گورنمنٹ آف پاکستان سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
416-	عبدالحمید چودھری	ایگریکلچرل انجینئر محکمہ زراعت ملتان	ایضاً
417-	سید راس مسعود	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایڈمن محکمہ انڈسٹریز لاہور	ایضاً
418-	اے۔ آر۔ حسینی	چیف کنسلٹنگ / آرکیٹیکٹ	ایضاً

419- نیاز محمد گوہیر	ایس۔ ڈی۔ او اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سرگودھا	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
420- فرحت بشیر	سسٹر سروسز ہسپتال لاہور	ایضاً
421- مسز ثریا جمشید	لیکچرار گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن لاہور	ایضاً
422- مسز رضیہ مقبول ہاشمی	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن برائے خواتین لاہور	ایضاً
423- ملک سلطان مبارز	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لائیوسٹاک ونٹرنری شیخوپورہ	ایضاً
424- سید مرید عباس	ریسرچ آفیسر ریجنل ایمپلائمنٹ ایکسچینج لاہور	ایضاً
425- چودھری حیات محمد سیٹھی	ایگریکلچر کیمسٹ۔ ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد	ایضاً
426- محمد نسیم عظیم	اسسٹنٹ ایگریکلچر کیمسٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد	ایضاً
427- نیاز محمد	ڈرم ریٹ ٹیکنالوجسٹ ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد	ایضاً
428- مسز انور احترام علی	ہیڈ مسٹرس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شرق پور	ایضاً
429- محمد سمیع قریشی	تحصیلدار تلہ گنگ ضلع کیمبل پور	ایضاً

430- جہانگیر قریشی	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج بوائز باغبانپورہ' لاہور	ایضاً
431- چودھری عبدالغنی	انڈر سیکرٹری محکمہ زراعت لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
432- سید محمد عارف	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور	ایضاً
433- مسز شوکت آرا مسعود	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج برائے خواتین لاہور	ایضاً
434- مسز بلقیس صادق	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج برائے خواتین لاہور	ایضاً
435- میاں عبدالغفور	ہارٹی کلچرسٹ محکمہ زراعت ساہیوال	ایضاً
436- مسز ثریا مشتاق	لیکچرار گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور	ایضاً
437- مسز ثریا نسیم	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور	ایضاً
439- محمد افضل	ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ظفروال ضلع سیالکوٹ	ایضاً
440- علی محمد دائیں	اسسٹنٹ اکاؤنٹ آفیسر اے۔ جی پنجاب لاہور	ایضاً
411- شمیم احمد	ای۔ اے۔ جی ڈی۔ اے محکمہ زراعت سیالکوٹ	ایضاً

443- احمد میاں صدیقی	لیکچرار گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
444- چودھری محمد اقبال	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ لاہور	ایضاً
445- نذیر حسن خان	کنزرویٹر فاریسٹ لاہور	ایضاً
446- مسز صفیہ انور	لیکچرار گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور	ایضاً
447- محمد ایوب خان نیازی	ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کالا باغ میانوالی	ایضاً
448 سید الطاف حسین شاہ	سیکرٹری ریٹائرڈ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ایضاً
449- احمد حسین ملک	آڈٹ آفیسر دفتر آڈیٹر جنرل پاکستان لاہور	ایضاً
450- محمد اسلم	ڈپٹی سیکرٹری ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
451- محمد اکبر خان شبل	پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج بورے والہ	ایضاً
452- چودھری محمد سعید بھٹی	اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشری ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
453- رانا محمد خان	اسسٹنٹ سائیفر آفیسر ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً

455-	شیخ عبدالجبار	ڈپٹی سیکرٹری فوڈ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
456-	روشن بی بی	نرسنگ سسٹر سروسز ہسپتال لاہور	ایضاً
457-	چودھری محمود اصغر	ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول لاہور	ایضاً
458-	خواجہ عبدالحمید	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ	ایضاً
459-	آئی۔ کے محمود	اسسٹنٹ انجنیئر سائیل کنزولیشن جہلم	ایضاً
460-	چودھری فضل حق	لینڈ ریکلیمیشن آفیسر دفتر ڈائریکٹر ریکلیمیشن مغلپورہ لاہور	ایضاً
461-	محمد سرفراز	ریسرچ آفیسر ہائیڈرالوجی ڈائریکٹوریٹ فیروزوالہ لاہور	ایضاً
462-	فریدالدین مسعود	پرائیویٹ سیکرٹری نیشنل کونسل ویلفیئر اسلام آباد	ایضاً
463-	سلطان صلاح الدین ملک	آفیسر اشتمال محکمہ اشتمال راولپنڈی	ایضاً
464-	حبیب الرحمان بھٹی	او۔ ایس۔ ڈی۔ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
465-	ڈاکٹر عبدالمجید	ڈائریکٹر جنرل فشریز فشریز کراچی	ایضاً

466-	محمد عتیق	ڈپٹی سیکرٹری ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی سول سیکرٹریٹ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
467-	ڈاکٹر محمد عارف	چیف اکاؤنٹنٹ پلاننگ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
468-	ایم۔ ایس مشتاق (اسلام آبادی)	اسسٹنٹ ڈائریکٹر انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
469-	عبدالرشید	اسسٹنٹ محکمہ پی اینڈ ڈی سول سیکرٹریٹ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
470-	ایس ایم مختار	اسسٹنٹ محکمہ ارگیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
471-	مسماۃ عذرا خان	ٹیچرس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی لاہور	ایضاً
472-	ایم حفیظ الرحمان	اکاؤنٹ محکمہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
473-	ایم طیب شاہ	سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز لاہور	ایضاً
474-	خالد محمود	سینئر کلرک محکمہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
475-	مسز شکیلہ یعقوب	اورل مسٹرس دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر بلائنڈ انسٹی ٹیوٹ	ایضاً

476-	فضل حق	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور	ایضاً
477-	نذیر حسین دیال	اکاؤنٹس فوڈ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
478-	مس ذرلی دستور	سینٹر ہاؤس کیپر ایلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
479-	انوارالحق خان	انسپکٹر پولیس۔ کرائم برانچ لاہور	ایضاً
480-	عنایت اللہ	سینئر کلرک ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی ٹرانسپورٹ سیل لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
481-	افتخار علی خان	لیبر انسپکٹر دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر و ملغیر جہلم	ایضاً
482-	محمود حسین	ہیڈ کلرک نیو سنٹرل جیل ملتان	ایضاً
483-	غلام نبی	اکاؤنٹ کلرک بلڈنگز ڈویژن ساہیوال	ایضاً
484-	ایس۔ ایم عجل ہذا	انسپکٹر پولیس دفتر اپر مال روڈ لاہور	ایضاً
485-	نعیم اختر ظفر	اسسٹنٹ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
486-	معراج احمد	سینئر کلرک فنانس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
487-	محمد حنیف قریشی	سینئر کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر	ایضاً

		انڈسٹریز لاہور	
488-	محمد گلزار	سپرنٹنڈنٹ دفتر سٹیلمنٹ کمشنر لاہور	ایضاً
489-	محمد رشید	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر فزیکل پلاننگ لاہور	ایضاً
490-	محمد اسلم	سب انسپکٹر دفتر ڈائریکٹر ایکسائیز لاہور	ایضاً
491-	محمد اسلم	مشین مین پرنٹنگ پریس لاہور	ایضاً
492-	محمد شفیق احمد	سینئر اسسٹنٹ ایس۔ جی اے اینڈ آئی سول سیکرٹریٹ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
493-	جبار حسین شاہ	پی۔ اے۔ مارشل لا ہیڈکوارٹر اسمبلی لاہور	ایضاً
494-	غلام نبی	سول ڈیفنس آفیسر لاہور	ایضاً
495-	محمد رشید	سٹینو گرافر بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ایضاً
496-	حمید الدین قریشی	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر لیبر و ملٹیر لاہور	ایضاً
497-	نواب دین	سٹینو ٹائپسٹ۔ دفتر ڈی۔ پی آئی سکولز لاہور	ایضاً
498-	ذوالفقار علی شاہ	اسسٹنٹ رجسٹرار انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور	ایضاً

		سوسائٹیز پنجاب لاہور	
500-	اے۔ آر دھامی	ریڈر۔ لاہور ہائی کورٹ لاہور	ایضاً
501-	مسز مجیدہ کوکب سید	ٹیچرس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور	ایضاً
502-	مسز زبیدہ نیاز	ٹیچرس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور	ایضاً
503-	عبدالمجید	سب انجنیئر۔ ارریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ لاہور	
504-	غیاث الدین	پراسیکیوٹنگ انسپکٹر پولیس کرائم برانچ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
505-	محمد ابراہیم	سٹینو ٹائپسٹ نشتر میڈیکل کالج ملتان	ایضاً
506-	محمد الطاف الٰہی	سپرنٹنڈنٹ دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز پنجاب لاہور	ایضاً
507-	مس سردار بیگم	ٹیچرس گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول رحمان پورہ لاہور	ایضاً
508-	ملک احمد شیر خان	سینئر کلرک گورنمنٹ ویکیشنل سکول برائے خواتین سرگودھا	ایضاً
509-	عبدالرحیم	اے آر۔ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب لاہور	ایضاً
510-	مسز سرور سلطانہ گل	S.E.T گورنمنٹ جونیئر مڈل سکول	ایضاً

511-	محمد بشیر	ہیڈ کلرک گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ نرسنگ لاہور	ایضاً
512-	چودھری محمد علی	ہیڈ کلرک میو ہسپتال لاہور	ایضاً
513-	نصیرالدین	اکاؤنٹ کلرک، پی آو آر پنجاب لاہور	ایضاً
514-	چودھری محمد بشیر	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر فوڈ لاہور	ایضاً
515-	چودھری عبدالستار	اسسٹنٹ رجسٹرار دفتر رجسٹرار کوآپریٹو پنجاب لاہور	ایضاً
516-	سعید حسین	سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
517-	رشید احمد	سینئر کلرک۔ پی آر۔ آو سٹیلمنٹ لاہور	ایضاً
518-	عبداللطیف	ڈرافٹسمین محکمہ ارگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
519-	افتخار عزیز رانا	اکاؤنٹ کلرک بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
520-	ممتاز احمد	ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول شرق پور	ایضاً
521-	ضیاءاللہ خان	سب انسپکٹر پولیس سپیشل برانچ لاہور	ایضاً
522-	محمد اکرم قریشی	ہیڈ کلرک [illegible]	

		باغبان پورہ لاہور	
523-	نذیر حسین زیدی	سب انجینئر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
524-	محمد ارشاد	ایس۔ ڈی سی۔ ار یکیشن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور	ایضاً
525-	بشارت علی جاوید	سینیٹری انسپکٹر سروسز ہسپتال لاہور	ایضاً
526-	سید تجمل حسین	سپرنٹنڈنٹ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
527-	مسز اختر ایس ڈی۔	سینئر سپیشلسٹ ایلیمنٹری ٹریننگ کالج شرق پور	ایضاً
528-	اعجاز احمد ملک	اسسٹنٹ لاہور ہائی کورٹ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
529-	محمد ریاض ملک	ایکس رے اسسٹنٹ میو ہسپتال لاہور	ایضاً
530-	احمد مختار خان	اکاؤنٹ پراونشل بلڈنگز میکلوڈ روڈ لاہور	ایضاً
531-	فضل حسین	جونیئر ڈیمانسٹریٹر۔ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور	ایضاً
532-	شاہ محمد انیس	اورل ٹیچر گورنمنٹ ایف۔ ڈی۔ اسلامیہ ہائی سکول اچھرہ	ایضاً
533-	محمد اشرف بیگ	اسسٹنٹ ایگریکلچر	ایضاً

534-شیخ محمد صدیق	اسسٹنٹ ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
535- محمد اشرف	سٹینو گرافر ایس جی اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
536- محمد اسماعیل	اسسٹنٹ دفتر ڈی۔ ایف او بھکر	ایضاً
537- عاشق علی	پی۔ اے ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
538- چودھری اکبر علی	نائب تحصیلدار ریڈر ڈپٹی کمشنر اشتمال لاہور	ایضاً
539- مسز نصرت خاتون	ٹیچرس پرائمری سکول کوٹ مومن ضلع شیخوپورہ	ایضاً
540- عبدالقیوم خان	سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو گلبرگ	ایضاً
541-- ایم عبدالرشید	اے۔ ایف۔ سی فوڈ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
542- مسز میمونہ نور صدیقی	اے۔ ڈی۔ آئی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
543- ایم عمرالدین	ہیڈماسٹر۔ گورنمنٹ مڈل سکول ہرچوکی ضلع قصور	ایضاً
544- نور الٰہی	سب انجینئر کینال ریسٹ ہاؤس ڈویژن ٹھنگ ضلع وہاڑی	ایضاً

	لاہور	
546- سید محمد مقصود قیصرانی	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز لاہور	ایضاً
547- سید سعید حیدر	سینئر کلرک دفتر ڈائریکٹر ایگریکلچر پنجاب لاہور	ایضاً
548- ضیاء الدین	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر مین پاور ٹریننگ لاہور	ایضاً
549- مسز ثاقب عابد	سینئر کلرک ایکسائز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
550- مسز کنیز فاطمہ	ہیڈ مسٹرس گورنمنٹ پرائمری گرلز سکول ظفر کے	ایضاً
551- مس غلام فاطمہ	سی۔ ٹی ٹیچر لیڈی میکلیگن سکول لاہور	ایضاً
552- محمد علی قریشی	سپرنٹنڈنٹ لائف سٹاک اینڈ ڈیری کوپر روڈ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
553- ریاض حسین ملک	اسسٹنٹ فارسٹری اینڈ وائلڈ لائف ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
554- محمد رحیم خان	ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول بہاولپور	ایضاً
555- میاں صلاح الدین	سپرنٹنڈنٹ دفتر کمشنر لاہور	ایضاً
556- لال دین	اسسٹنٹ دفتر جاینٹ ڈائریکٹر	ایضاً

557-	غضنفر ملک	فوٹو گرافر محکمہ آر جی بلوچی اولڈ پورٹ لاہور	ایضاً
558-	ایس ریاض علی شاہ	پروڈکشن مینجر فلم اینڈ پبلیکیشن لاہور	ایضاً
559-	امین اللہ خان	ایکس رے۔ گنگا رام ہسپتال لاہور	ایضاً
560-	شیخ مظفر علی	جونیئر انسٹرکٹر گورنمنٹ ٹیکنالوجی راولپنڈی	ایضاً
561-	طفیل احمد صدیقی	ہیڈ کلرک کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ ملتان	ایضاً
562-	مختار احمد چوہان	سپرنٹنڈنٹ دفتر رجسٹرار کواپریٹو پنجاب لاہور	ایضاً
563-	محمد حسین	اسسٹنٹ ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
564-	چودھری معراج الدین	ہیڈ کلرک کے۔ ای میڈیکل کالج لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
565-	محمد ابراہیم	سٹینو گرافر ایگریکلچر سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
566-	عطاء الرحمٰن	پی اے محکمہ ایکسائز ٹیکسیشن لاہور	ایضاً
567-	محمد الیاس نور	سپرنٹنڈنٹ محکمہ کمیونیکیشن اینڈ ورکس لاہور	ایضاً
[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً

	پنجاب لاہور	
569- محمد انور چیمہ	اسسٹنٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
570- عبدالحق چودھری	انڈر سیکرٹری (ریٹائرڈ) ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
571- ضمیر الدین احمد	اسسٹنٹ بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
572- محمد حسین	اسسٹنٹ۔ ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
573- ملک فضل محمد	اسسٹنٹ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
574- ایس کوثر فاطمہ	ای۔ ایس۔ ڈی گرلز پائلٹ سیکنڈری سکول لاہور	ایضاً
575- شیخ فرمان علی	اسسٹنٹ بورڈ آف ریونیو لاہور	ایضاً
576- نذیر احمد	اسسٹنٹ۔ لیبر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
577- ظہور الدین	اسسٹنٹ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
578- محمد جمیل	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر ایجوکیشن لاہور	ایضاً
579- خلیفہ محمد شفیع	سنیئر سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈائریکٹر	ایضاً

		لاہور	
580-	علی حسن	فورمین۔ بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
581-	محمد بشیر تابش	اسسٹنٹ ارگیشن ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
582-	سید اعجاز قطب	سب انجینئر بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
583-	محبوب علی رانا	سب انجینئر بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
584-	عنایت اللہ خان	اسسٹنٹ محکمہ انڈسٹریز لاہور	ایضاً
585-	عبدالحفیظ میر	سینئر کلرک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
586-	ریاض الحق	اسسٹنٹ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ایضاً
587-	خادم حسین	اسسٹنٹ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
588-	محمد اسلام	اسسٹنٹ مائنز لیبر ویلفیئر پنجاب لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
589-	فیروز الدین	ہیڈ اسسٹنٹ بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
590-	مرزا اصغر بیگ	سینئر اکاؤنٹ بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً

591-	طفیل احمد انجم	اسسٹنٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
592-	محمد خلیل	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز گجرات	ایضاً
593-	سردار احمد چودھری	اسسٹنٹ دفتر ارگیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
594-	محمد رمضان بٹ	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر ایلتھ سروسز لاہور	ایضاً
595-	گل شیر خان	کمپوزر پرنٹنگ پریس لاہور	ایضاً
596-	شفیق احمد قاضی	اسسٹنٹ آفس آف ری ڈائریکٹر آف انڈسٹریز لاہور	ایضاً
597-	تسنیم رضا	اسسٹنٹ مسٹرس گورنمنٹ ماڈل گرلز ہائی سکول ماڈل ٹاؤن لاہور	ایضاً
598-	عبدالطیف خان	ہیڈ کلرک ٹیوب ویل اوپریشن ڈویژن سکارپ 4 کینال بنک دھرم پورہ لاہور	ایضاً ایضاً
599-	اختری بیگم	ٹیچر گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بکر منڈی لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ لہذا کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا
600-	عطیہ خانم	ہاؤس کیپر پبلک ایلتھ نرسنگ سکول لاہور	ایضاً
601-	اختر اسلام	ڈسٹرکٹ کمشنر کیمپ	ایضاً

	پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول لاہور	
602- محمد امین صاحب	لیبوکلینک پنجاب گورنمنٹ پریس لاہور	ایضاً
603- ڈاکٹر ثناء اللہ خان	ایسوسی ایٹ پروفیسر انفیکشن ڈیزیز کالج آف کمیونٹی لاہور	ممبر موصوف نے کاغذات مکمل کرا لئے ہیں لیکن ابھی تک ان کی طرف سے قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا
604- ڈاکٹر۔ ایم اے رحمان	پروفیسر یونیورسٹی گرانٹس کمشن اسلام آباد	ایضاً
605- ایم۔ ایچ مرزا	ریٹائرڈ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہیوسپتال لاہور ہاؤس نمبر 224 صدر بازار لاہور کینٹ	ایضاً
606- میاں غلام حیدر	ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اٹک	ایضاً
607- ڈاکٹر سردار علی شیخ	پروفیسر نشتر میڈیکل کالج ملتان	ایضاً
608- ڈاکٹر محمد ظفر چودھری	پروفیسر ڈی۔ ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد	ایضاً
609- مولوی برخوردار خان	سابقہ چوکیدار (ریٹائرڈ) محکمہ ارگیشن لاہور	ایضاً
610- سید محمد نسیم	ممبر بورڈ آف ریونیو لاہور	ایضاً
611- ڈاکٹر رفیقہ اقبال	پروفیسر نشتر میڈیکل کالج ملتان	ایضاً

		دربار ہسپتال لاہور	
613-	سید سبط الحسن شاہ	سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فیزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
614-	ڈاکٹر برکت علی	پروفیسر میڈیکل کالج راولپنڈی	ایضاً
615-	مسز رضیہ حسینی	پروفیسر اسلامیہ کالج کوپر روڈ لاہور	ایضاً
616-			
617-	مسز صنوبر رضوانہ کاشیری	سینئر ہاؤس کیپر میو ہسپتال لاہور	ممبر موصوف نے ضروری کاغذات مکمل کرا لئے ہیں لیکن قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔
618-	افتخار علی شاہ گیلانی	سٹور پرچیز مینجر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
619-	سلطان احمد	سب انسپکٹر پولیس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
620-	محمد افضل کیانی	اسسٹنٹ ایگریکلچر تھرڈ ایجوکیشن پراجیکٹ لاہور	ایضاً
621-	محمد سعید	سب انجینئر۔ انڈس واٹر ٹریٹی ارریگیشن پنجاب لاہور	ایضاً
622-	محمد اجمل بھٹی	سب اکاؤنٹنٹ دفتر خزانہ لاہور کچہری	ایضاً
623-	محمد کامل	اسسٹنٹ ریٹائرڈ دفتر ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز راولپنڈی	ایضاً

	ہیلتھ سنٹر ڈوگری کلاں لاہور	
625- محمد شفقت چودھری	اسسٹنٹ پراونشل اسمبلی لاہور	ایضاً
626- اخوت علی خان	اسسٹنٹ کمیونیکیشن اینڈ ورکس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف نے ضروری کاغذات مکمل کرا لئے ہیں لیکن قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا
627- سید عبدالطیف	اسسٹنٹ ایس۔ جی۔ اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
628- میاں محمود الحق	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایگریکلچر مارکیٹنگ لاہور	ایضاً
629- مسز مقصودہ بیگم	پرنسپل گورنمنٹ ویکیشنل سکول دیو سماج روڈ لاہور	ایضاً
630- مسعود احمد	ہیڈ کلرک ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ لاہور	ایضاً
631- میاں محمد اسلم	سب انسپکٹر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
632- محمد اقبال	سینئر کلرک دفتر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	ایضاً
633- جمیلہ اختر	ہیڈ مسٹریس محکمہ تعلیم لاہور	ایضاً
634- شیخ محمد رمضان	سب انجینئر ارگیشن ڈیپارٹمنٹ عارف والہ	ایضاً
635- ڈاکٹر محمد ضیاء الحق	اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر لائف سٹاک ڈیری ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً

636- محمد بشیر ملک	اسسٹنٹ جنرل فورمین پرنٹنگ پریس لاہور	ممبر موصوف ضروری نے کاغذات مکمل کرا لئے ہیں لیکن قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا
637- محمد تقی	ریٹائرڈ سینئر کلرک کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
638- میاں محمد صادق علی	سیکشن ہولڈر پرنٹنگ پریس لاہور	ایضاً
639- محمد صدیق علی	کمپانیٹر پرنٹنگ پریس لاہور	ایضاً
640- محمد حسین	اکاؤنٹ کلرک پی۔ آر۔ او پنجاب لاہور	ایضاً
641- سید ارشاد حسین نقوی	اسسٹنٹ ڈائریکٹر انڈسٹریز پنجاب لاہور	ایضاً
642- چودھری فیض محمد	ریونیو آڈیٹر بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ایضاً
643- محمد انور	سینئر کلرک ایجوکیشن سنٹر وحدت روڈ لاہور	ایضاً
644- محمد یعقوب خان	انسپکٹر ایکسائز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
645- سید سرفراز علی	راشننگ آفیسر محکمہ فوڈ لاہور	ممبر موصوف ضروری نے کاغذات مکمل کرا لئے ہیں لیکن قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا
646- قاری ممتاز احمد	خطیب جامعہ مسجد طیب وحدت کالونی لاہور	ایضاً

647-	چودھری محمد ریاض	اسسٹنٹ دفتر چیف انجنیئر ہیلتھ لاہور	ایضاً
648-	شبیر حسین خان	انسپکٹر ایکسائز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
649-	چودھری محمد حنیف	ریڈیوگرافر میوہسپتال لاہور	ایضاً
650-	عبدالوحید قریشی	ڈرافٹسمین بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
651-	چودھری محمد صدیق	انسپکٹر پولیس دفتر ملٹری سیکرٹری گورنر ہاؤس لاہور	ایضاً
652-	مبارک علی قریشی	ڈرافٹسمین دفتر پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
653-	عزیز الرحمان	اسسٹنٹ دفتر ڈی۔ پی آئی سکولز لاہور	ایضاً
654-	محمد عباس	ایس۔ ڈی۔ سی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ گوجرانوالہ	ممبر موصوف ضروری نے کاغذات مکمل کرا لئے ہیں لیکن قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا
655-	شیخ نثار احمد	اسسٹنٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
657-	عبدالماجد	اکاؤنٹ کلرک چک بندی ڈویژن لاہور	ایضاً
658-	عزیز الرحمان	اسسٹنٹ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
659-	حاجی محمد رمضان	ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول	ایضاً

660-	رشید احمد	ورنیکلر ٹیچر محکمہ تعلیم مالکہ ۔	ایضاً
661-	مسز نشاط اے منصور	مسٹرس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی لاہور	ایضاً
662-	مسز زاہدہ بیگم	ایس۔ ای۔ ٹی ماڈرن گرلز ہائی سکول قلعہ گوجر سنگھ	ایضاً
663-	محمد حماد خان	اسسٹنٹ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
664-	طاہر احمد	اکاؤنٹنٹ نیو سنٹرل جیل ملتان	ممبر موصوف ضروری نے کاغذات مکمل کرا لئے ہیں لیکن قبضہ لینے کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کیا
665-	اکرام الحق	اسسٹنٹ ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد	ایضاً
666-	اللہ دتہ	اسسٹنٹ دفتر چیف انجینئر نارتھ زون بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
667-	غلام خاتون اصغر	ٹیچرس گورنمنٹ وکٹوریہ گرلز ہائی سکول لاہور	ایضاً
668-	رب نواز قریشی	سپرنٹنڈنٹ ریٹائرڈ کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
669-	خورشید احمد ربانی	ٹرانسپورٹ سب انسپکٹر C/O انسپکٹر جنرل آف پولیس لاہور	ایضاً
670-	محمد اقبال ملک	ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ٹیکنیکل ہائی سکول جوہر آباد	ایضاً
671-	محمد لطیف	ہیڈ ڈرافٹسمین فارسٹ	ایضاً

672- محمد یوسف	اسسٹنٹ کلرک ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگ ڈویژن لاہور	ایضاً
673- رشیدہ اختر سندھو	ہیڈ مسٹرس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول رام گلی برانڈرتھ روڈ لاہور	ایضاً
674- محمد رمضان خان	اسسٹنٹ لاہور ہائی کورٹ لاہور	ایضاً
675- مسٹر منیر احمد	اسسٹنٹ محکمہ خوراک لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لیے ضروری کاغذات مکمل کرا لئے ہیں۔ لیکن قبضہ لینے کی خواہش کا اظہار نہیں۔ کیا جس کی وجہ سے انہیں ابھی تک قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
676- مسٹر محمد حنیف مسعود	سب انسپکٹر محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لاہور	ایضاً
677- مسٹر لال خان	سٹور کیپر علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور	ایضاً
678- مسٹر عبدالرشید	لانڈری مینجر میو ہسپتال لاہور	ایضاً
679- مسٹر حمید اصغر خان	اسسٹنٹ ریونیو بورڈ لاہور	ایضاً
680- سید عبید مطلبی	اسسٹنٹ ہیلتھ انجینئرنگ آرگنائزیشن لاہور	ایضاً
681- مسٹر احمد حسین	محکمہ صحت لاہور	
682- مسٹر عبدالقیوم	ہیڈ کلرک IV پراونشل بلڈنگز	ایضاً

683- مسٹر غلام حسن دین	اسسٹنٹ سول سیکرٹریٹ محکمہ صحت لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لیے ضروری کاغذات مکمل کرا لئے ہیں۔ لیکن قبضہ لینے کی خواہش کا اظہار نہیں۔ کیا جس کی وجہ سے انہیں ابھی تک قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
684- مسٹر محمد صدیق بھٹی	اسسٹنٹ ہیلتھ ڈائریکوریٹ پنجاب لاہور	ایضاً
685- مسٹر عزیز الرحمان	ہیڈ کلرک گورنمنٹ اپوا کالج لاہور	ایضاً
686- مسٹر مقصود الحسن	اسسٹنٹ ڈائریکٹوریٹ آف پبلک انسٹرکشن پنجاب لاہور	ایضاً
687- سید محمد مومن نقوی	اسسٹنٹ دفتر کمشنر لاہور	ایضاً
688- شمیم اختر	ٹیچر رضوی مڈل سکول اچھرہ لاہور	ایضاً
689- مسٹر حنیف الرحمان	سپرنٹنڈنٹ محکمہ جنگلات لاہور	ایضاً
690- مسٹر محمد نصیر	اسسٹنٹ S&GAD سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور	ایضاً
691- مسٹر محمد رمضان	کامرس انسپکٹر ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز لاہور	ایضاً
692- سید علی غضنفر رضوی	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر آف انڈسٹریز لاہور	ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لیے ضروری کاغذات مکمل کرا لئے ہیں۔ لیکن قبضہ لینے کی خواہش کا اظہار نہیں۔

			نہیں دیا جاسکا۔
693-	محمد شریف	ٹیکنیشن گورنمنٹ کالج رابرٹ کلب لاہور	ایضاً
694-	شیخ امتیاز علی	اسسٹنٹ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
695-	مسٹر محمد رفیق	اسسٹنٹ محکمہ لیبر لاہور	ایضاً
696-	مسٹر غلام رضا	سینئر سپرنٹنڈنٹ محکمہ زراعت ریس کورس روڈ لاہور	ایضاً
697-	چودھری محمد اقبال	اسسٹنٹ لاہور ہائی کورٹ لاہور	ایضاً
698-	مسٹر بشیر احمد	اسسٹنٹ SGA&I ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
699-	مسٹر محمد خان	سب انسپکٹر محکمہ پولیس لاہور	ایضاً
700-	ملک غلام قادر	انسپکٹر پولیس لاہور	ایضاً
701-	مسٹر ذوالفقار علی	ای۔ ایس۔ ٹی گورنمنٹ مڈل سکول لوئر ضلع قصور	ممبر موصوف نے قبضہ حاصل کرنے کے لیے ضروری کاغذات مکمل کرا لئے ہیں۔ لیکن قبضہ لینے کی خواہش کا اظہار نہیں۔ کیا جس کی وجہ سے انہیں ابھی تک قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
702-	مسٹر خادم حسین	اسسٹنٹ محکمہ تعلیم سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
703-	مسٹر غلام اکبر	اسسٹنٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
704-	[illegible]	[illegible] ایکنیشن	

	ایل اینڈ ڈی۔ پنجاب لاہور	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ ہرجانہ کی رقم ابھی تک ادا نہیں کی۔ جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
705- محمد اصغر	پروفیسر گورنمنٹ ڈگری کالج اوکاڑہ	ایضاً
706- ڈاکٹر رشیدہ سجاد	پروفیسر فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	ایضاً
707- عبدالطیف	جوائنٹ سیکرٹری فنانس ڈویژن اسلام آباد	ایضاً
708- احسان الحق طور	پروجیکٹ ڈائریکٹر ایٹس ڈویلپمنٹ بنک پروجیکٹ ٹیکنیکل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
709- پرویز احمد بٹ	ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ سندھ کراچی	ایضاً
710- سلطان اے حمید	سابقہ سینئر ممبر گورنر انسپکشن ٹیم لاہور	ایضاً
711- ایم۔ ایم۔ مالک	انسپکشنگ اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
712- ڈاکٹر محبوب علی	ایکس مینجنگ ڈائریکٹر پنجاب سیڈ کارپوریشن لاہور	ایضاً
713- شیخ خلیل الرحمٰن	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز سرائے عالمگیر گجرات	ایضاً
714- محمد حسین	جونیئر کلرک دفتر ڈسٹرکٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن	ایضاً

715-	ارشد محمود	اسسٹنٹ کلرک دفتر سپرنٹنڈنگ انجینئر ممبر انجینئر سکارپ 4 سرکل لاہور	موصوف نے اپنے ذمہ ہرجانہ کی رقم ابھی تک ادا نہیں کی۔ جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
716-	محمد رفیق پگانہ	پٹواری دفتر چیئرمین بارڈ ایریا کمیٹی فرید کورٹ ہاؤس لاہور	ایضاً
717-	قطب دین	چپڑاسی پنجاب لیبر کورٹ نمبر 2 لاہور	ایضاً
718-	مقصود احمد	بیرہ لیڈی ایجیسن ہسپتال لاہور	ایضاً
719-	چودھری غلام مہربان خان	جونیئر کلرک گورنمنٹ کالج لاہور	ایضاً
720-	عبدالحمد	کلرک ڈپٹی کمشنر آفس لاہور	ایضاً
721-	مشتاق احمد	چپڑاسی ارگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
722-	محمد بشیر	سینئر کلرک نظامت شہری دفاع پنجاب لاہور	
723-	شیخ مبارک علی	سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
724-	عبدالرشید شیخ	پلاننگ اینڈ پروگریسنگ دفتر ہاؤسنگ اینڈ فیزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
725-	سید شاہد حسین	ڈی۔ ایف۔ او فارسٹ ملتان	

	ڈیپارٹمنٹ لاہور	
727- ملک احسان الحق	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ ہرجانہ کی رقم ابھی تک ادا نہیں کی۔ جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
728- محمد شریف	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجاب لاہور	ایضاً
729- احمد مسعود قریشی	اسسٹنٹ سیکرٹری پراونشل اسمبلی لاہور	ایضاً
730- محمد صادق خالد	سیکشن آفیسر محکمہ لوکل گورنمنٹ سوشل ویلفیئر پنجاب لاہور	ایضاً ایضاً
731- عبدالغفور ملک	رجسٹرار وفاقی محتسب اعلیٰ گلبرگ لاہور	ایضاً
732- محمد شریف بٹ	ایس۔ پی۔ سیکورٹی پریذیڈنسی راولپنڈی	ایضاً
733- سید غضنفر علی	ایس۔ او ایس جی اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
734- ڈاکٹر آفتاب احمد چودھری	ڈیمانسٹریٹر انسی ٹیوٹ ہائی جین میڈیسن برڈوڈ روڈ لاہور	ایضاً
735- محمد اسلم چغتائی	انسپکشن آفیسر دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز لاہور	ایضاً
736- میاں غفور الٰہی	سپرنٹنڈنٹ پراونشل اسمبلی	ایضاً

737-	عبدالرشید بھٹی	ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ لائف سٹاک ویٹرنری انسی ٹیوٹ لاہور کینٹ	ایضاً
738-	محمد اشرف بٹ	ریسرچ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لینڈ ریکلیمیشن کنال بنک لاہور	ایضاً
739-	نذیر احمد خان لغاری	سیکرٹری پرائیس انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ ہرجانہ کی رقم ابھی تک ادا نہیں کی۔ جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
740-	مرزا مرتضےٰ بیگ برلاس	ایڈیشنل کمشنر سرگودھا	ایضاً
741-	محمد ریاض ملک	پروفیسر گورنمنٹ کالج باغبان پورہ لاہور	ایضاً
742-	عبدالکریم رانا	ایس ڈی او پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سمن آباد لاہور	ایضاً
743-	محمد عبدالمجید	16-B XEN نیو مسلم ٹاؤن لاہور	ایضاً
744-	اکرام اللہ خان	ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور	ایضاً
745-	منظور احمد خان	S.D.O پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
746-	عبدالعزیز	S.O فنانس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
747-	صفدر اللہ خان	ڈپٹی سیکرٹری۔ ایس جی اے اینڈ ٹی ڈیپارٹمنٹ [illegible]	ایضاً

748-	عبدالعلی وحید	اسسٹنٹ ڈائریکٹر دفتر ڈائریکٹر پبلک ریلیشن لاہور	ایضاً
749-	لال بخش دستی	S.P لوکل گورنمنٹ سوشل ویلفیئر لاہور	ایضاً
750-	ظہور الحسن فاروقی	ڈی۔ ایس۔ پی قصور	ایضاً
751-	مسز نصرت سعید	سینئر انگلش ٹیچر 16-A ماڈل ٹاؤن لاہور (محکمہ تعلیم)	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ ہرجانہ کی رقم ابھی تک ادا نہیں کی۔ جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
752-	مختار علی خان	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج سول لائنز ملتان	ایضاً
753-	محمد اشرف	سب انجینئر بی۔ ایس لنک ارگیشن لاہور	ایضاً
754-	محمد اقبال	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور	ایضاً
755-	مسز مقصودہ ریاض بھٹی	ویمن میڈیکل آفیسر لاہور جنرل ہسپتال لاہور	ایضاً
756-	منور سلطانہ	ہیڈ مسٹرس ایم ٹی بنات لیک روڈ لاہور	ایضاً
757-	اختر سعید خان	ڈپٹی ڈائریکٹر۔ ڈائریکٹوریٹ آف ٹورازم گورنمنٹ آف پنجاب لاہور	ایضاً
758-	مسز افضل توصیف	پروفیسر کالج آف ایجوکیشن برائے خواتین لاہور	ایضاً

		سول ڈیفنس ڈائریکٹوریٹ پنجاب لاہور	
760-	محمد نواز مخدوم	ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر سرگودھا	ایضاً
761-	سلیم اختر	اسسٹنٹ انڈسٹریز اینڈ جنرل ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ ہرجانہ کی رقم ابھی تک ادا نہیں کی۔ جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
762-	منصور احمد	سپرنٹنڈنٹ چیف انجنیئر نارتھ آفس پنجاب ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
763-	عبدالقیوم	سپرنٹنڈنٹ (ریٹائرڈ) پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ 421-E حویلی پتھراں والی اندرون موچی گیٹ لاہور	ایضاً
764-	بلقیس چیمہ	ہوسٹل وارڈن گورنمنٹ کالج آف خواتین سیالکوٹ	ایضاً
765-	غلام مصطفےٰ	سینئر کلرک گورنمنٹ پریس پنجاب لاہور	ایضاً
766-	محمد معین	اکاؤنٹنٹ گورنمنٹ ویونگ فنشنگ سنٹر شاہدرہ	ایضاً
768-	عبدالرحمٰن	ایڈمن آفیسر بی۔ ڈبلیو اے بی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور	ایضاً
769-	سید محمد الیاس	پی۔ اے پرسنل ریسرچ آفیسر ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور	ایضاً

770- محمد اختر	اسسٹنٹ ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشن پنجاب لاہور	ایضاً
771- محمد انور علی	سٹور اور سیر ایگریکلچر انجینئرنگ ڈسٹرکٹ مظفر گڑھ	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ ہرجانہ کی رقم ابھی تک ادا نہیں کی۔ جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
772- خواجہ محمد اظہر	انسپکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس لاہور	ایضاً
773- نذیر احمد گل	ایس۔ ڈی۔ کلرک 6th پراونشل بلڈنگ ڈویژن سپرنٹنڈنٹ انجینئر میکلوڈ لاہور	ایضاً
774- عاشق علی	پی۔ اے فنانس سیکرٹری پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
775- محمد نواز خان غوری	سیکشن آفیسر ارریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
776- شیخ مسعود سید	ہیڈ کلرک 6th پروانشل بلڈنگ ڈویژن لاہور	ایضاً
778- منیر احمد بھٹی	سپرنٹنڈنٹ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈیولپمنٹ ایکسٹینشن پنجاب 16 کوپر روڈ لاہور	ایضاً
779- غلام سرور واجد	سیکشن آفیسر گورنمنٹ آف پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
780- ظہور احمد ظہور	ایس۔ ایس۔ ٹیچر گورنمنٹ	ایضاً

		مال لاہور	
781- غلام رسول نثار	ایس۔ وی ٹیچر گورنمنٹ پائیلٹ ہائی سکول وحدت کالونی لاہور		ممبر موصوف نے اپنے ذمہ ہرجانہ کی رقم ابھی تک ادا نہیں کی۔ جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
782- ناصر خان شیروانی	جونیئر آڈیٹر ڈائریکٹوریٹ آف فوڈ پنجاب لاہور		ایضاً
783- محمد اشرف چوہان	سینئر کلرک آف پبلک انسٹرکشن لاہور	ڈائریکٹوریٹ	ایضاً
784- ایس نثار علی	اسسٹنٹ آفیسر گورنمنٹ آف پنجاب SGA&I ڈیپارٹمنٹ لاہور		ایضاً
785- ایس ایوب حسین	اسسٹنٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ 21/O چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور		ایضاً
786- سلیمہ بیگم	ٹیچر۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول شاہ کمال لاہور		ایضاً
787- اعزاز الحق غوری	کیشئر (ریٹائرڈ) ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز اینڈ منرل ڈیولپمنٹ لاہور		ایضاً
788- محمد رفیع مرزا	پی۔ اے۔ ڈپٹی سیکرٹری (ہائی وے) سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ لاہور		ایضاً
789- قمر زمان	واچ اینڈ وارڈ آفیسر پراونشل اسمبلی لاہور		ایضاً
790- میاں محمد لطیف	ہیڈ کلرک ارریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ لاہور		ایضاً
791- رانا محمد طارق خان	اسسٹنٹ آئی جی پولیس		ایضاً

792-	انیس الاسلام	سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈائریکٹر جنرل اگریکلچر واٹر مینجمنٹ پنجاب لاہور	ایضاً
793-	لطیف حسن	بجٹ آفیسر فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور	ایضاً
794-	عبدالحمید خان	سپرنٹنڈنٹ (ریٹائرڈ) اگریکلچر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
795-	محمد الطاف حسین	ایگزامینر آف سٹورز ڈائریکوریٹ آف انڈسٹریز منرل ڈیولپمنٹ پنجاب لاہور	ایضاً
796-	محمد فاروق	اسسٹنٹ۔ دفتر رجسٹرار کوآپریٹیوز پنجاب لاہور	ایضاً
797-	چودھری نظام الدین	سپرنٹنڈنٹ (ریٹائرڈ) دفتر رجسٹرار کوآپریٹیوز پنجاب لاہور	ایضاً
798-	محمد سعید	سینئر کلرک دفتر رجسٹرار کوآپریٹیوز پنجاب لاہور	ایضاً
799-	مسز حفیظ افتخار	لیڈی ٹیچر لیڈی میکلیگن ہائی سکول لاہور	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ ہرجانہ کی رقم ابھی تک ادا نہیں کی۔ جس کی وجہ سے انہیں قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
800-	عبدالرشید ساجد	ایس۔ ایس ٹیچر پبلک ہائی سکول سمن آباد لاہور	ایضاً
801-	قاضی محمد سعید	ریڈر۔ آفس دی ڈپٹی کمشنر لاہور	ایضاً

		لاہور	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ پوری قیمت پلاٹ ادا نہیں کی جس کی وجہ سے ان کے نام عارضی الاٹ منٹ حتمی طور پر منسوخ کی دی گئی ہے اس لئے قبضہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
803-	ڈاکٹر سید جعفر حسین	پروفیسر نشتر میڈیکل ہسپتال ملتان	ایضاً
804-	مسٹر محمد اصغر خان	ایضاً	ایضاً
805-	سید حسن مصطفےٰ صاحب	ڈی۔ آئی۔ جی پولیس ریٹائرڈ)	ایضاً
806-	مسٹر سیف الدین	سینئر کلرک بورڈ آف ریونیو	ایضاً
807-	مسٹر محمد حسن شاہ	ایضاً	ایضاً
808-	مسٹر محمد دین صاحب	ایضاً	ایضاً
809-	مسٹر محمد عاقل کاظمی	اسسٹنٹ محکمہ پولیس	ایضاً
810-	مسٹر عبدالمتین	پٹواری محکمہ مال	ایضاً
811-	مسٹر فقیر محمد	نائب قاصد پراونشل معائنہ ٹیم بورڈ آف ریونیو لاہور	ایضاً
812-	مسٹر شہباز حسین شاہ	ہائنڈر گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب لاہور	ایضاً
813-	مسٹر محمد شفیع	نائب قاصد دفتر اے۔ آئی جی۔ پولیس سپیشل برانچ لاہور	ایضاً
814-	مسٹر اقبال احمد	کمپوزیٹر پرنٹنگ پریس لاہور	ایضاً
815-	مسٹر غلام سرور	لیبارٹری اسسٹنٹ میو ہسپتال لاہور	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ پوری قیمت پلاٹ ادا نہیں کی جس کی وجہ سے ان کے نام عارضی الاٹ منٹ حتمی طور پر منسوخ

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

816-	مسٹر غلام حسن	میرا میو ہسپتال لاہور	
817-	چودھری عبدالمجید	اسسٹنٹ کلرک دفتر ایکسین چک بندی ڈویژن لاہور	ایضاً
818-	مسٹر منور بیگم بیوہ محمد سعید	نائب قاصد	ایضاً
819-	چودھری غلام صابر	نائب قاصد دفتر سنٹرل ایکسائز اینڈ لینڈ کسٹم ڈویژن لاہور	ایضاً
820-	مسٹر محمد صادق	نائب قاصد محکمہ امداد باہمی لاہور	ایضاً
821-	مسٹر مقصود احمد	نائب قاصد محکمہ امداد باہمی لاہور	ایضاً
822-	مسٹر محمد حنیف	ایل۔ ڈی۔ سی۔ ریونیو بورڈ (ایس اینڈ آر) ونگ لاہور	ایضاً
823-	مسٹر بشیر احمد	ہیڈ کلرک محکمہ امداد باہمی لاہور	ایضاً
824-	مسٹر محمد خان	جونیئر کلرک دفتر سٹیلمنٹ کمشنر گجرات	ایضاً
825-	مسٹر محمد خان	کانسٹیبل محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لاہور	ایضاً
826-	سید ممتاز احمد	انٹیڈنٹ اسیٹرن اپریشن میو ہسپتال لاہور	ایضاً
827-	مسٹر محمد یعقوب	پٹواری محکمہ مال (اشتمال)	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ پوری قیمت پلاٹ ادا نہیں کی جس کی وجہ سے ان کے نام عارضی الاٹ منٹ حتمی طور پر منسوخ

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

828-	مسٹر اعجاز حسین	کمپازیٹر گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور	ایضاً
829-	سید بارک اللہ قادری	جونیئر کلرک راشننگ کنٹرولر II لاہور	ایضاً
830-	مسٹر نور محمد خان	جونیئر کلرک دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز پنجاب لاہور	ایضاً
831-	مسٹر رکھا مسیح	ہیڈ جمعدار سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
832-	مسٹر احمد دین مسیح	خاکروب سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
833-	مسٹر سردار محمد	کانسٹیبل محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن II لاہور	ایضاً
834-	محمد اشرف	اے سی سرگودھا	ایضاً
835-	شیر محمد	اسسٹنٹ ہارٹیکلچرل آفیسر (ریٹائرڈ)	ایضاً
836-	محمد جمیل حسن	پرائیویٹ سیکرٹری آف چیف سیکرٹری پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
837-	محمد رمضان خالد	سٹیلمنٹ آفیسر ڈی۔ جی۔ خان	ایضاً
838-	محمد عبداللہ چاندیہ	سپرنٹنڈنٹ ایف۔ ڈی۔ سول سیکرٹریٹ لاہور	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ پوری قیمت پلاٹ ادا نہیں کی جس کی وجہ سے ان کے

کی دی گئی ہے اس لئے قبضہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

839- سید شبیر حسین شاہ	ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ جیل	ایضاً
840- ریاض الدین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قادر آباد کینال کالونی گوجرانوالہ	ایضاً
841- سید عبدالمجید	ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر ویلفیر ڈسٹرکٹ لاہور	ایضاً
842- مسز سرور ملک	ٹیچر گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ کالج شرق پور	ایضاً
843- مسعود الحسن قریشی	زونل ایڈمنسٹریشن آف اوقاف پنڈی زون راولپنڈی	ایضاً
845- محمد آصف	ریسرچ آفیسر محکمہ تعلیم لاہور	ایضاً
846- راجہ ارشاد الحق کیانی	سیکرٹری پنجاب پبلک سروس کمشن لاہور	ایضاً
847- محمد خلیل الرحمان	ڈپٹی سٹیلمنٹ کمشنر بورڈ آف ریونیو ایس۔ اینڈ آر ونگ لاہور	ایضاً
848- سید محمد افضل حیدر شمسی	اسسٹنٹ سیکرٹری زکوٰۃ لاہور	ایضاً
849- چوہدری فضل احمد	ڈپٹی ڈائریکٹر ایگریکلچر (ریٹائرڈ)	ممبر موصوف ایضاً نے اپنے ذمہ پوری قیمت پلاٹ ادا نہیں کی جس کی وجہ سے ان کے نام عارضی الاٹ منٹ حتمی طور پر منسوخ کی دی گئی ہے اس لئے قبضہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
850- صدیق احمد چوہدری	سپرنٹنڈنٹ انجینئر کار	ایضاً

		سرکل لاہور	
851-	احمد حسین	سیکشن آفیسر (ریٹائرڈ) ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
852-	مس ثریا بیگم	ٹیچر گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سمبڑیال سیالکوٹ	ایضاً
853-	ڈاکٹر سعید احمد چودھری	سینئر رجسٹرار آرتھوپیڈک سروسز ہسپتال لاہور	ایضاً
854-	نسیم اختر	اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج سرگودھا	ایضاً
855-	ایس۔ ایم حبیب احمد انصاری	ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان (سابق P.A ٹو مسٹر جسٹس عبدالعزیز)	ایضاً
856-	اللہ دین خورشید	انڈر سیکرٹری ایف۔ ڈی سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
857-	قاضی بشیر احمد	ڈپٹی سیکرٹری / او۔ایس۔ ڈی ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی لاہور	ایضاً
858-	مسز ساجدہ شمیم	اسسٹنٹ پروفیسر لاہور کالج برائے خواتین لاہور	ایضاً
859-	نسیم اصغر اعوان	اسسٹنٹ پروفیسر لاہور کالج برائے خواتین لاہور	ایضاً
860-	محمد خالد خان ٹکا	ڈی۔ ایس۔ پی کرائم برانچ لاہور	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ پوری قیمت پلاٹ ادا نہیں کی جس کی وجہ سے ان کے نام عارضی الاٹ منٹ حتمی طور پر منسوخ کی دی گئی ہے اس لئے قبضہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
861-	[illegible]	[illegible]	ایضاً

		سرکل لاہور	
862-	چودھری سعید احمد چیمہ	ایس۔ پی۔ پولیس انٹیلی جنس برانچ لاہور	اینا
863-	ریاض حسین	ایس۔ پی انٹیلی جنس برانچ لاہور	اینا
864-	اسلام الحق	ایس۔ ایس۔ ٹیچر غلام محمد آباد گورنمنٹ مڈل سکول فیصل آباد	اینا
865-	ڈاکٹر اختر علی بخاری	ڈاکٹر جنرل ہسپتال لاہور	اینا
866-	مختار احمد خان	ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ضلع ساہیوال	اینا
867-	سید اقبال حسین شاہ	تحصیلدار بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	اینا
868-	افتخار اختر عزیز	اسسٹنٹ انجینئر۔ این آئی ایس۔ سی۔ اسلام آباد	اینا
869-	محمد طفیل	ایس۔ پی۔(ریٹائرڈ) لاہور	اینا
870-	امان اللہ نائیک	ایکس ٹیوب ویل اپریٹر ڈویژن سکارپ تھرڈ مظفر گڑھ	اینا
871-	ڈاکٹر مسز قمر محمود	میڈیکل آفیسر خواتین گورنمنٹ مینٹل ہسپتال لاہور	ممبر موصوف نے اپنے ذمہ پوری قیمت پلاٹ ادا نہیں کی جس کی وجہ سے ان کے نام عارضی الاٹ منٹ حتمی طور پر منسوخ کی جا چکی ہے اس لئے قبضہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

		لاہور (پولیس)	
873-	عبدالرشید خان	او۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ جی اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
874-	اقبال احمد فاروقی	ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
875-	ایم۔ اے خان شیروانی	سپرنٹنڈنٹ ڈائریکٹر ایجوکیشن کالجز لاہور	پلاٹ کی مکمل قیمت ادا نہ کرنے کی بنا پر عارضی الاٹمنٹ منسوخ کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
876-	محمد منظور	سینئر کلرک پراونشل اسمبلی لاہور	ایضاً
877-	چودہری عبدالغفور	سینئر کلرک دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز لاہور	ایضاً
878-	ایس سجاد حسین	پی۔ ای۔ آئی گورنمنٹ کالج اف فزیکل ایجوکیشن لاہور	ایضاً
879-	عبدالحمید بیگ	سٹینو گرافر۔ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
880-	سید خورشید حسین	اسسٹنٹ اپریشن تھیٹر میو ہسپتال لاہور	ایضاً
881-	عبدالکریم	سینئر کلرک دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز پنجاب لاہور	ایضاً
882-	دلاور علی چغتائی	چیف ڈرافٹسمین چیف کنسلٹنگ آرکیٹیکٹ لاہور	ایضاً
883-	چودھری محمد یوسف	ہیڈ کلرک ایکسائز اینڈ ٹیکشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً

		پولیس لاہور	پلاٹ کی مکمل قیمت ادا نہ کرنے کی بنا پر عارضی الاٹمنٹ منسوخ کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔
885-	غلام صادق مغل	یو۔ ڈی۔ سی / سی اے ڈی آفس ٹریفک اکاؤنٹ ریلوے لاہور	ایضاً
886-	محمد بشیر	انسپکٹر پولیس سپیشل برانچ پنجاب لاہور	ایضاً
887-	فضل احمد رانا	سپرنٹنڈنٹ ڈائریکٹر آف لائف سٹاک ڈیری لاہور	ایضاً
888-	اعجاز حسین بٹ	اکاؤنٹنٹ پی۔ آو۔ آر پنجاب لاہور	ایضاً
890-	حنیفاں بی بی	اسسٹنٹ مسٹرس۔ گورنمنٹ پرائمری سکول کریم پارک لاہور	ایضاً
891-	عبدالحمید	انسٹرکٹر پاک جرمن ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر لاہور	ایضاً
892	محمد رفیق	اسسٹنٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
893-	محمد یعقوب	سینئر اکاؤنٹ کلرک فنڈ ریلیف ہیلتھ ڈائریکٹوریٹ کوپر روڈ لاہور	ایضاً
894-	قاری محمد علی	ہیڈ مشین مین پرنٹنگ پریس لاہور	ایضاً
895-	محمد افضل	اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز لاہور	پلاٹ کی مکمل قیمت ادا نہ کرنے کی بنا پر عارضی الاٹمنٹ منسوخ کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے قبضہ نہیں دیا جاسکا۔

	لاہور	
897- حاجی محمد امین	فیلڈ اسسٹنٹ ایگریکلچر	ایضاً
	باغ جناح لاہور	
898- مشتاق احمد باجوہ	سپرنٹنڈنٹ پراونشل ٹرانسپورٹ	ایضاً
	اتھارٹی لاہور	
899-امان اللہ خان	ٹینو ٹائپسٹ دفتر	ایضاً
	سٹیلمنٹ کمشنر لاہور	
900- غلام حیدر ابرار	ایس۔ ایس۔ ٹی ٹیچر	ایضاً
	گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول لاہور	
901- محمد عالم خان	سینئر کلرک فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ	ایضاً
	لاہور	
902- سعید احمد صوفی	انسپکٹر ایکسائز اینڈ	ایضاً
	لینڈ کسٹم پشاور	
903- ملک عبدالحکیم	سینئر کلرک سپرنٹنگ	ایضاً
	پریس لاہور	
904- محمد امیر بھٹی	جے۔ وی ٹیچر پرائمری سکول	ایضاً
	چک نمبر 9216-P ساہیوال	
905- سیف الحق	سینئر کلرک کواپریٹو	ایضاً
	ڈیپارٹمنٹ لاہور	
906- اشفاق الرحمان	ورک سپرنٹنڈنٹ بلڈنگز	ایضاً
	ڈیپارٹمنٹ لاہور	
907- چودھری محمد علی	سپرنٹنڈنٹ پبلک ہیلتھ	ایضاً
	انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ لاہور	
908- بدر زمان	ایگزامینر دفتر ڈائریکٹر	ایضاً

909-	شیخ انوار الحق	ایس۔ ڈی۔ ایس ار یگیشن چک بندی ڈویژن لاہور	ایضاً
910-	میاں محمد عمر جان	انسپکٹر ایکسائز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
911-	محمد اقبال حسن	ہیڈ ڈرافٹسمین دفتر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ لاہور	ایضاً ایضاً
912-	قاضی راضی کامران	اسسٹنٹ فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
913-	سید محمد طاہر زیدی	سب انسپکٹر ایکسائز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
914-	ظفر احمد حسن	اکاؤنٹنٹ دفتر سٹیلمنٹ کمشنر لاہور	ایضاً
915-	عبد الحمید	سینئر کلرک سٹیلمنٹ کمشنر لاہور	ایضاً
916-	افتخار احمد چودھری	سینئر کلرک دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز لاہور	ایضاً
917-	محمد بخش ملک	اسسٹنٹ دفتر انٹی کرپشن لاہور	ایضاً
918-	مسز سلمیٰ حفیظ ملک	ہاؤس کیپر سروسز ہسپتال لاہور	ایضاً
919-	حاکم علی	سینئر کلرک دفتر چیف سٹیلمنٹ کمشنر لاہور	ایضاً
920-	محمد اویس قریشی	سٹینو گرافر بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور	ایضاً

921-	غلام شبیر خان	سابقہ اسسٹنٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف ۔قضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں انہوں نے اپنی اہلیہ کو نامزد مقرر کر رکھا ہے جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ اب ان کے نام پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی زیر عمل ہے اس کے مکمل ہونے اور قبضہ کے کاغذات کی تکمیل کے بعد انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
922-	سید لیاقت علی زیدی	سابقہ ٹیکنیکل اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز اینڈ ڈویلپمنٹ لاہور	ایضاً"
923-	ملک محمد رمضان	سابقہ سپرنٹنڈنٹ ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً"
924-	آغا نثار احمد درانی	سابقہ سٹیلمنٹ کمشنر راولپنڈی	ایضاً"
925-	مسعود الحق	سابقہ اور فیل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول شاہدرہ لاہور	ایضاً"
926-	محمد اقبال حسین	سابقہ ریسرچ آفیسر پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً"
927-	عبد الحمید	سابقہ سپرنٹنڈنٹ دفتر چیف انجینئر ار یگیشن فیصل آباد ریجن	ایضاً"
928-	اقبال حسین قریشی	سابقہ سپرنٹنڈنٹ دفتر چیف انجینئر ار یگیشن لاہور	ایضاً"
929-	چودھری رشید احمد	سابقہ ایس۔ ڈی اور ار یگیشن ڈیپارٹمنٹ فلڈ سیل لاہور	ایضاً"
930-	محمد یعقوب خان	سابقہ اسسٹنٹ بورڈ آف	ایضاً"

		ریونیو پنجاب لاہور	ممبر موصوف بقضائے الٰہی فوت ہوگئے ہیں انہوں نے اپنی اہلیہ کو نامزد مقرر کر رکھا تھا جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری کارروائی مکمل ہوگئی ہے۔ اب ان کے نام پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی زیر عمل ہے اس کے مکمل ہونے اور قبضہ کے کاغذات کی تکمیل کے بعد انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
931-	شیخ خورشید عالم	سابقہ اسسٹنٹ دفتر کمشنر لاہور	
932-	نور حسین ملک	سابقہ اسسٹنٹ بورڈ آف ریونیو لاہور	ایضاً
933-	چودھری نذیر الحق	سابقہ ہیڈ کلرک دفتر کیمیکل ایگزامینر پنجاب لاہور	ایضاً
934-	احمد سعد ناز	سابقہ سپرنٹنڈنٹ دفتر پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور	ایضاً
935-	چاند خان	سابقہ کمپوزیٹر گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور	ایضاً
936-	محمد رفیق قریشی	سابقہ اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز لاہور	ایضاً
937-	الطاف احمد	سابقہ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول حسین ضلع لاہور	ایضاً
938-	محمد یوسف ملک	سابقہ چیف آفیسر ڈسٹرکٹ کونسل لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ ساہیوال	ایضاً
939-	آئی ناصر	سابقہ انڈر سیکرٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
940-	چودھری محمد مظہر	سابقہ اسسٹنٹ ایگریکلچر	ایضاً

انجینئریہ ضلع مظفرگڑھ

941- خادم حسین بھٹی	سابقہ ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز اینڈ منرل ڈیپارٹمنٹ سرگودھا	ایضاً
942- محمد شریف گوہیر	سابقہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر دفتر ڈائریکٹر جنرل ایگریکلچر فیلڈ پنجاب لاہور	ایضاً
943- ڈاکٹر احسان احق رانا	سابقہ پروفیسر نیوٹیشن اینڈ ڈائٹیٹکس انسٹی ٹیوٹ آف ہائی جین اینڈ پرمیوسٹیو میڈیسن لاہور	ممبر موصوف بقضائے الٰہی فوت ہوگئے ہیں انہوں نے اپنی اہلیہ کو نامزد مقرر کر رکھا ہے جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری کارروائی مکمل ہوگئی ہے۔ اب ان کے نام پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی زیر عمل ہے اس کے مکمل ہونے اور قبضہ کے کاغذات کی تکمیل کے بعد انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
944- سعید احمد بیگ	سابقہ ڈائریکٹر انڈس واٹر ٹرینی اینڈ ریگولیشن لاہور	ایضاً
945- چودھری فیض احمد اسلم	سابقہ سپیشل جج جنرل راولپنڈی	ایضاً
946- نفیس اختر انصاری	سابقہ ایس۔ ای پراونشل بلڈنگ بہاولپور	ایضاً
947- محمد نصیر ناصر	سابقہ پروفیسر آف ty مسٹری گورنمنٹ ایم۔ اے۔ او۔ کالج لاہور	ایضاً
948- خلیق احمد	سابقہ اسسٹنٹ دفتر رجسٹرار کواپریٹوز پنجاب لاہور	ایضاً
949- مظہر حسین	سابقہ اسسٹنٹ فود ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً

950-	حبیب الرحمان ڈار	سابقہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (اسٹیبلشمنٹ) دفتر ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن لاہور	ایضاً"
951-	غلام جعفر	سابقہ پیشی قانونگو۔ دفتر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور	ایضاً"
952-	ظفر علی بھٹی	سابقہ نائب تحصیلدار نوشہرہ ضلع سرگودھا	ایضاً"
953-	راجہ محمد اسلم	سابقہ سینئر کلرک سنٹرل جیل فیصل آباد	ایضاً"
954-	جمن خان	سابقہ گیٹ کیپر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	ممبر موصوف بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں انہوں نے اپنی اہلیہ کو نامزد مقرر کر رکھا ہے جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ اب ان کے نام پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی زیر عمل ہے اس کے مکمل ہونے اور قبضہ کے کاغذات کی تکمیل کے بعد انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
955-	محمد حسین	سابقہ نائب قاصد فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	ایضاً"
956-	رحمت اللہ	سابقہ مالی۔ دفتر کیمیکل ایگزامینر لاہور	ایضاً"
957-	محمد رمضان	سابقہ نائب قاصد ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً"
958-	عبد الرسول راجہ	سابقہ دفتری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً"
959-	محمد اسماعیل	سابقہ ٹیلرز گورنمنٹ	ایضاً"

		مینٹل ہسپتال لاہور	
960-	مسماۃ معراج بی بی	سابقہ خادمہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً"
961-	محمد بشیر رضوی	سابقہ ڈسپنسر لاہور جنرل ہسپتال لاہور	ایضاً"
962	طفیل محمد	سابقہ نائب قاصد محکمہ ہائی وے لاہور	ایضاً"
963-	اقبال احمد بیگ	سابقہ ڈائریکٹر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً"
964-	امان اللہ بٹ	سابقہ سپرنٹنڈنٹ ہائی کورٹ لاہور	ایضاً"
965-	محمد مقیم شیخ	سابقہ اسسٹنٹ پروفیسر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً"
966-	مسز عصمت اے حق	سابقہ اسسٹنٹ پروفیسر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً"
967-	ملک شیر خان	سابقہ ہیڈ ماسٹر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سرگودھا	ایضاً"
968-	عبد الرشید	سابقہ اسسٹنٹ اکاؤنٹ آفیسر دفتر لائیز آفیسر ڈائریکوریٹ آف انڈسٹریز اینڈ منرل کراچی	ممبر موصوف، بقضائے الٰہی فوت ہو گئے انہوں نے اپنی اہلیہ کو نامزد مقرر کر رکھا۔ جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ اب ان کے نام پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی زیر عمل ہے اس کے مکمل ہونے اور قبہ

دے دیا جائے گا۔

969-	محمد اشرف بیگ	سابقہ ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگ ڈویژن گجرات	ایضاً
970-	شیخ مختار احمد	سابقہ سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈی۔ پی۔ آئی پنجاب لاہور	ایضاً
	محمد بشیر علمی	سابقہ ایس۔ پی سپیشل برانچ لاہور	ایضاً
972-	ذوالفقار احمد	سابقہ سپرنٹنڈنٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
973	ڈاکٹر حامد خان حامد	سابقہ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور	ایضاً
974-	محمد اقبال قائمی	سابقہ اسسٹنٹ لائف سٹاک فشریز ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
975-	چودھری محمد صدیق	سابقہ اسسٹنٹ دفتر ڈی۔ ایف او ملتان	ایضاً
976-	راؤ محمد قدیر خان	سابقہ ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر محکمہ اوقاف لاہور	ایضاً
977	شیخ بشیر احمد راترہ	سابقہ سپرنٹنڈنٹ ارریگیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
978-	ایس محمد رفیق	سابقہ سینئر سٹور کیپر سٹور ڈویژن I-B کینال بنک مغل پورہ لاہور	ایضاً
979-	محمد منیر	سابقہ اسسٹنٹ محکمہ ایس۔ جی۔ اے اینڈ آئی سول سیکرٹریٹ لاہور	ایضاً
980-	غلام مسیح ہری داس	سابقہ ہیڈ کلرک فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً

981-	سید عبد الستار	سابقہ ڈپٹی رورل ہیلتھ سنٹر برکی ضلع لاہور	ایضاً"
982-	محمد انور بٹ	سابقہ اسسٹنٹ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ایضاً"
983-	سید علی اکبر سلیم	سابقہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر اطلاعات عامہ لاہور	ممبر موصوف ۔قضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں انہوں نے اپنی اہلیہ کو نامزد مقرر کر رکھا ہے جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ اب ان کے نام پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی زیر عمل ہے اس کے مکمل ہونے اور قبضہ کے کاغذات کی تکمیل کے بعد انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
984-	محمد اسلام	سابقہ ڈپٹی سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف ۔قضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی کو نامزد مقرر کر رکھا ہے۔ جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری قانونی کارروائی مکمل ہو گئی ہے اب ان کے نام پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی زیر عمل ہے۔ اس کے مکمل ہونے اور قبضہ کے کاغذات کی تکمیل کے بعد انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
985-	مسماۃ کرم جان	سابقہ ٹیچر پائلٹ سیکنڈری سکول لاہور	ایضاً"
986-	اطہر علی دورانی	سابقہ ڈائریکٹر فوڈ ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً"

محکمہ زراعت لاہور

988-	مسز کیڑا خان	سابقہ ایل۔ ایچ۔ وی	ایضاً
989-	آصف علی	سابقہ ایس۔ پی یونین لاہور	ایضاً
990-	افتخار احمد	سابقہ جونیئر کلرک ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لاہور	ایضاً
991-	منیر احمد قریشی	سابقہ جائینٹ ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ لاہور	ممبر موصوف ۔قضائے الٰہی فوت ہوگئے ہیں انہوں نے اپنے بھائی کو نامزد مقرر کر رکھا ہے جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری قانونی کارروائی مکمل ہوگئی ہے۔ اب ان کے نام پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی زیر عمل ہے۔ اس کے مکمل ہونے کے بعد قبضہ کے کاغذات کی تکمیل کے بعد انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
992-	نیاز احمد خان	سابقہ ڈپٹی رائڈر ایس۔جی۔اے اینڈ آئی سول سیکرٹریٹ لاہور	ممبر موصوف ۔قضائے الٰہی فوت ہوگئے ہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو نامزد مقرر کر رکھا ہے جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری قانونی کارروائی مکمل ہوگئی ہے اب ان کے نام پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی زیر عمل ہے۔ اس کے مکمل ہونے کے بعد قبضہ کے کاغذات کے تکمیل کے بعد انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
993-	خورشید محمد خان	سابقہ ایگزامینر سٹور۔ دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز لاہور	ایضاً
994-	سعادت محی الدین	سابقہ بجٹ آفیسر بلڈنگز	ایضاً

		ڈیپارٹمنٹ لاہور	
995-	عبدالواحدث	سابقہ سپرنٹنڈنٹ دفتر پنجاب میڈیکل فیکلٹی لاہور	ایضاً
996-	محمد شبیر خان	ڈرائیور دفتر ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز لاہور	ایضاً
997-	چودھری شیر محمد گوندل	سابقہ اسسٹنٹ دفتر ڈائریکٹر ہاؤسنگ فزیکل لاہور	ممبر موصوف بقضائے الٰہی فوت ہوگئے ہیں انہوں نے اپنے والد کو نامزد مقرر کر رکھا ہے۔ جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری قانونی کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ اب ان کے نام پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی زیر عمل اس کے مکمل ہونے اور قبضہ کے کاغذات کے بعد انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔
999-	مس حمیدہ	سابقہ اسسٹنٹ ہیڈ مسٹرس گورنمنٹ جونیئر ماڈل سکول سمن آباد لاہور	ممبر موصوف بقضائے الٰہی فوت ہوگئے ہیں انہوں نے اپنی ہمشیرہ کو نامزد مقرر کر رکھا ہے۔ جنہیں سوسائٹی کا ممبر بنانے کے لئے ضروری قانونی کارروائی مکمل ہو گئی ہے اب ان کے نام کے پلاٹ منتقل کرنے کی کارروائی کی زیر عمل ہے۔ اس کے مکمل ہونے اور قبضہ کے کاغذات کی تکمیل کے بعد انہیں قبضہ دے دیا جائے گا۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات 21 جنوری 1988ء

(پنج شنبہ یکم جمادی الثانی 1408ھ)

جلد 12 شمارہ 6

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات 21 جنوری 1988ء

(جلد 2 بشمول شمارہ جات 1 تا 19)

صفحہ نمبر

[illegible] قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ _____ 705

[illegible] استحقاق:-

ضلع کونسل جھنگ کے سربراہ کے انتخاب میں انتظامیہ کی جانبداری _____ [illegible]

تعلیماتی تعلیموں کے بارے میں ڈویژنل کمیٹی کا متضاد رویہ _____ 713

[illegible] ایک التوائے کار:-

[illegible] ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی عدم موجودگی کے باعث

نظم و ضبط اور صفائی کا فقدان _____ 716

[illegible] انتخابات میں پولنگ کے عملے کی بار [illegible] ڈاک ووٹ دینے کے حق سے محرومی _____ 719

[illegible] میں متروکہ وقف املاک کے کرایہ میں دس سے بیس گنا اضافہ _____ 723

اراکین اسمبلی کی رخصت _____ 725

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارہواں اجلاس

جمعرات 21 جنوری 1988ء
(پنج شنبہ' یکم جمادی الثانی 1408ھ)

صوبائی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 30 - 10 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

قاری ظہور احمد ایوبی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۝

سورہ احزاب۔ آیت 40 تا 44

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے اے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے اس کی پاکی بیان کیا کرو صبح و شام اللہ تعالیٰ وہ ہے جو رحمت نازل کرتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے بھی تم پر نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں تاکہ وہ نکال کر لے جائے تمہیں (طرح طرح) کے اندھیروں سے نور کی طرف اور وہ مومنوں پر ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے انہیں یہ دعا دی جائیگی جس روز وہ اپنے رب کریم سے ملیں گے ہمیشہ سلامت رہو اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے عزت والا اجر۔ وما علینا الا البلا

مسئلہ استحقاق

*__ جناب سپیکر :- میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق نمبر 4 ہے۔ ضلع جھنگ کے سربراہ کے انتخاب میں انتظامیہ کی جانبداری' انتخاب کے نام پر جھنگ کے عوام کے منتخب نمائندوں کے حقوق پر ڈاکہ۔

4- میاں ریاض حشمت جنجوعہ :-

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا (متقاضی) ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ بلدیاتی اداروں کے غیر جماعتی انتخابات کے بعد ضلع کونسل جھنگ کے سربراہ کے انتخاب کے لئے ایک رکن ضلع کونسل کو مسلم لیگ کے امیدوار کے طور پر نامزد کیا گیا۔ جو کہ حکومت کے قول و فعل کے تضاد اور اخلاقی طور پر دیوالیہ ہونے کا بین ثبوت ہے۔ اس کے ساتھ ہی ضلعی انتظامیہ نے اس انتخاب میں پاکستان کی سیاسی تاریخ کی بدترین مداخلت کا آغاز کیا جس سے یہ بات سامنے آئی کہ بلدیاتی انتخابات میں حکومت کی طرف سے عدم مداخلت اور غیر جانبداری کے دعوے کس قدر کذب و افتراء پر مبنی ہیں۔ جمہوریت سیاست شرافت اور دیانت کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھ دیا گیا۔ آئین کو پامال کیا گیا۔ پنجاب سرکار کے منظور نظر امیدوار کی کامیابی کو یقینی بنانے اور اپنے مرضی کے نتائج حاصل کرنے کے لئے ضلع کی تمام سرکاری مشینری کو حکم دے دیا گیا کہ وہ اپنی منصبی حدود و قیود سے بے نیاز ہو کر ایک فریق کے طور پر میدان عمل میں اتر آئے۔ تمام تحصیلدار' اسسٹنٹ کمشنرز' علاقہ مجسٹریٹ اور تھانوں کے ایس ایچ او' ڈپٹی کمشنر کی قیادت میں سرکاری گاڑیوں میں ضلع کونسل کے ارکان کے تعاقب میں نکل پڑے۔ دو اور تین جنوری کو ڈپٹی کمشنر جھنگ نے ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر ارکان ضلع کونسل کو تھانیداروں کے توسط سے طلب کیا اور ان کو واشگاف الفاظ میں کہا کہ آپ ووٹ دیں۔ آپ مجھ پر مہربانی کریں۔ آپ مجھ پر رحم کریں۔ ضلع کے انتظامی سربراہ کا یہ رویہ جسے آئین اور قانون کی رو سے ایک غیر جانبدار شخص ہونا چاہیے اور اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ جیسے وہ ڈپٹی کمشنر نہیں سرکاری جماعت کا سربراہ ہے۔ آئین اور قانون کی عصمت کو تار تار کرنے کی اس سے بڑی مثال اور

دھمکاتا پھر رہا ہو کہ تم سرکاری امیدوار کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کرو۔ کیا کسی جمہوری معاشرہ میں ریٹرننگ آفیسر یعنی منصف کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ سرکاری امیدوار کے مخالف امیدوار کو اپنے بنگلہ پر بلا کر کہے کہ تم اپنے کاغذات نامزدگی واپس لو ورنہ تمہارے خلاف کروڑوں روپے کے غبن کے مقدمات قائم ہوسکتے ہیں۔ کیا کوئی ریٹرننگ آفیسر اس قدر دیدہ دلیری کا مظاہرہ کرسکتا ہے کہ ووٹروں کو اپنی ذاتی نگرانی میں یرغمال بنا کر لاہور کے ہوٹلوں میں پہنچا دے اور اپنے ماتحت سرکاری عملہ کو ان کی خدمت اور پہرہ داری پر مامور کردے۔ کیا ایسا شخص ریٹرننگ آفیسر کہلانے کا حقدار ہوسکتا ہے۔ جو سرکاری امیدوار کے ہمراہ ایک فاتح کی حیثیت سے پولنگ اسٹیشن میں داخل ہو۔ یہ انتخاب نہیں ایک ڈاکہ تھا جو جھنگ کی سرزمین پر دن کی روشنی میں جھنگ کے عوام کے منتخب نمائندوں کے حقوق پر ڈالا گیا اور اس واردات کا سرغنہ ایک ایسا شخص تھا جو بیک وقت ڈپٹی کمشنر بھی ہے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھی ہے اور ریٹرننگ آفیسر بھی۔ جھنگ کی انتظامیہ نے نہ تو قانون کا احترام کیا اور نہ ہی اپنے منصب کو پہچانا۔ قانون اور انصاف کا پہرہ دینے کی بجائے قانون اور انصاف کو بے آبرو کیا۔ سرکاری مشینری کے اندھا دھند استعمال سے یہ انتخابی صورت حال اس قدر شرمناک ہوگئی کہ ماضی کی تمام آمریتوں کو پسینہ آگیا۔ اگر ایسا پنجاب کے کسی حکمران کے اشارہ پر ہوا ہے تو پھر ملک کی سیاسی قوتوں کو مستقبل میں کسی خوش فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہیے۔ اس ملک میں جمہوری اقدار کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے اور اگر یہ سب کچھ ضلعی انتظامیہ کے سربراہ نے حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا ہے تو پھر سال رواں کے لئے جمہوریت کی خدمت کرنے کا تحفہ جھنگ کے ڈپٹی کمشنر کو ملنا چاہیے کیونکہ ان کی سربراہی میں جھنگ کی انتظامیہ نے شرافت کے کھوکھلے نعروں کی کوکھ سے جنم لینے والی نام نہاد جمہوریت کے جنازہ کو جس انداز میں کندھا دیا ہے وہ دھاندلی اور فراڈ کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔

جناب والا! میں نے بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی اس ملک کے آئین کا تحفظ اور دفاع کرنے کا حلف دے رکھا ہے۔ میری نظروں کے سامنے ہمارے ضلع کی غیر جانبدار انتظامیہ نے اس ملک کے آئین کے ساتھ فحش مذاق کیا ہے۔ جمہوریت کو بے آبرو کیا ہے اور قانون کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ جس سے میرے آئینی استحقاق کو ناقابل برداشت زک پہنچی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک (استحقاق) کو منظور کر کے مجلس قائمہ برائے استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

اس پر مختصر بیان دینے کی مزید کوئی ضرورت نہیں۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ کسی بھی State کے تین Organs ہوتے ہیں۔ انتظامیہ' عدلیہ اور مقننہ۔ عدلیہ کو آزاد ہونا چاہیے' انتظامیہ کو غیر جانبدار ہونا چاہیے اور مقننہ کو خودمختار ہونا چاہیے۔ لیکن جناب والا! جھنگ کی انتظامیہ نے بلدیاتی انتخاب میں جس طرح اپنے آپ کو ایک فریق بنا کر پیش کیا ہےاور جناب سپیکر' میں نے یہ تحریک استحقاق اپنے خدا کو حاضر و ناظر کر کے پیش کی ہے۔اور اس میں جتنے بھی حقائق میں نے لکھے ہیں' ان کے لئے میں اس معزز اراکین کے سامنے حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں کہ جھنگ کی انتظامیہ نے جس طریقے سے اس انتخاب میں مداخلت کی ہے' میرے خیال میں پاکستان کی تاریخ میں کسی بھی بدترین آمریت کے دور میں بھی ایسا نہیں ہوا ہوگا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ نے غیر جانبدار رہنے کی بجائے جس طرح ایک امیدوار کی حمایت کی اس کے لئے ووٹ مانگے' ووٹروں کو یرغمال بنا کر لاہور کے ہوٹلوں میں پہنچایا اور ہوٹلوں کے دروازوں پر جھنگ کے مجسٹریٹ اور تحصیلدار پہرہ دے رہے تھے اور اس کے بعد پولنگ کے دن' پولنگ اسٹیشن پر ریٹرننگ افسر اپنی قیادت میں تمام ووٹروں کو لے کر گیا۔ جناب والا! میں اس وقت ڈسٹرکٹ کونسل ہال پر موجود تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے جمہوری اور آئینی استحقاق کی خلاف ورزی اور پامالی ہوئی ہے۔ کیونکہ میں نے تو ایک رکن اسمبلی کی حیثیت سے یہ حلف لے رکھا ہے کہ ہم اس ملک کے قانون اور اس ملک کے آئین کو Preserve کریں گے اس کا تحفظ کریں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- کیونکہ میں نے اس ملک کا حلف لے رکھا ہے اس ملک کے قانون اور ملک کے آئین کا تحفظ کریں گے۔ جناب والا جھنگ انتظامیہ نے جس طرح اس ملک کے قانون اور آئین کی دھجیاں اڑائی ہیں اور یہ دھجیاں میری موجودگی میں اڑائی ہیں اور جس طرح آئین اور قانون کا مذاق اڑایا گیا ہے جس سے میرے استحقاق کو پامال کیا گیا ہے شکریہ۔

وزیر بلدیات چوہدری پرویز الٰہی :- جناب سپیکر! گزشتہ بلدیاتی انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر منعقد کرائے گئے اور اس میں فاضل رکن نے مسلم لیگ کا ذکر فرمایا ہے تو مسلم لیگ نے کوئی ٹکٹ جاری نہیں کیا اور اس پر سختی سے عمل کرایا گیا اور یہ انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر کرائے گئے ہیں۔ البتہ سیاسی جماعتوں کے اراکین اور عہدیداروں کو اجازت تھی کہ وہ انتخاب میں حصہ لے سکیں۔ جہاں کہیں اس امر کی خلاف ورزی ہوئی اس کی اطلاع Election Authority کو ہوئی تو اس

کارروائی ہو رہی ہے۔ جہاں تک فاضل رکن نے ڈپٹی کمشنر کی ممبران سے ملاقات کا ذکر کیا ہے تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان مختلف اوقات میں نئے منتخب ارکان ضلع کونسل کو چائے کی دعوت دیتے رہے اور ان سے انہوں نے ملاقات بھی کی اور یہ ان کا بطور چیئرمین ضلع کونسل' ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل یا قائم مقام چیئرمین ضلع کونسل کے اخلاقی فرض تھا کہ وہ ادارہ کی طرف سے ان کو خوش آمدید کہیں اس طرح ڈی سی جھنگ نے بھی ضرور ملاقاتیں کی ہونگی۔

جناب سپیکر! فاضل رکن نے اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے لئے تحفے کا ذکر کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ پورے صوبے کے باقی اضلاع میں بھی افسران اور اہلکاران نے بھی کافی کام کیا ہے انہوں نے دیانتداری اور خلوص نیت سے کام کیا ہے اگر ان کو بھی وہ سوچ لیتے اور دیکھ لیتے تو بہتر تھا۔ انشاء اللہ اگر آئندہ کوئی ایسا موقع آیا تو ان کے ڈی سی کو نظرانداز نہیں کیا جائے گا۔ اس کی کارروائی اور اس کے کام کو ضرور دیکھا جائے گا۔

*__ **مولوی محمد غیاث الدین** :- جناب سپیکر! وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے سیاسی جماعتوں کے عہدیداروں کو بھی جماعت کا نام لئے بغیر انتخاب میں شمولیت کی اجازت دی گئی تھی اس سلسلے میں میرا یہ اعتراض تھا کہ شکرگڑھ شہر میں چونکہ مقامی طور پر ہماری آپس میں نمائندگان حضرات کا بھی اختلاف تھا اور اس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ وہاں پر میرا اپنا بھی گروپ تھا میں نے اپنے گروپ کا جو چیئرمین [redacted] ڈی سی صاحب سیالکوٹ اور اے سی شکرگڑھ نے کہا کہ ہم پر دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ تمہارا جو چیئرمین ہو وہ این پی پی جماعت سے تعلق نہ رکھتا ہو لہٰذا جلدی سے مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کرو ورنہ ہم پر بہت زیادہ دباؤ پڑ رہا ہے۔ میں یہ گزارش کرونگا اگر یہ بات درست ہے تو ڈی سی سیالکوٹ اور اے سی شکرگڑھ نے یہ مجھے کیوں کہا اور یہ دباؤ مجھ پر کیوں ڈالا؟ حالانکہ میں نے مسلم لیگ کی رکنیت 17 اکتوبر سے کرلی تھی پھر بھی بار بار بعض سیاسی حضرات دباء رہے کہ وہ این پی پی کے ہیں لہٰذا انہیں چیئرمین نہیں ہونا چاہیے۔

*__ **جناب سپیکر** :- مولانا صاحب آپ کا یہ پوائنٹ آف آنہیں تھا یہ تو بر سبیل تذکرہ آپ نے ایک بات کردی تھی۔

*__ **وزیر بلدیات** :- جناب سپیک بھائی جنجوعہ صاحب نے اپنی تحریر اور اپنی تقریر میں کسی ایک مخصوص واقعہ کا ذکر نہیں فرمایا اور فاضل ممبر خود کسی بھی ضلع کونسل کے ممبر نہیں ہیں اور ہی کسی

بلدیاتی ادارے کے ممبر ہیں اور نہ ہی انہوں نے کسی خاص ممبر کے متعلق ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں سنی سنائی بات پر وہ انحصار کر رہے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ میرے بھائی کے پینل پر جیتنے والا کوئی ممبران کے حکم کی تعمیل نہیں کرسکا اور وہ کوئی حیلہ بہانہ کر گیا ہے جس کے لئے یہ نوبت آئی اور آپ نے یہاں پر ایسا اظہار کیا میرے خیال میں میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ یہ تحریک خلاف ضابطہ ہے اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے اور اس معاملہ کو ٹریبونل میں پیش کیا جائے۔ جہاں پر کام شروع ہو چکا ہے اور کیسز کی Disposal بھی شروع ہو گئی ہے۔ اس معاملہ کو Trihunal میں لے جایا جائے یہ معاملہ وہاں پر بہتر طریقہ حل ہوسکتا ہے اور میری آپکے توسط سے جنجوعہ صاحب سے گزارش ہے کہ اس تحریر اور تقریر کے علاوہ بھی اگر وہ واقعی اس معاملہ سے دلچسپی رکھتے ہیں تو میں یقین کہتا ہوں کہ آپ اس کو Trihunal میں لے جا کر بہتر نتائج حاصل کرسکتے ہیں۔ شکریہ

*__ **جناب سپیکر** :- شاہ صاحب کیا آپ اس پر تبادلہ خیال کرنا چاہتے ہیں؟

*__ **سید محمد اقبال شاہ** :- جی ہاں! جو بات مولانا صاحب نے کی ہے میں اس سلسلہ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

*__ **جناب سپیکر** :- میں نے انہیں یہ عرض کردیا ہے کہ ان کی بات متعلقہ نہیں تھی اور ان کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔ اس لئے اس پر تبصرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

*__ **میاں ریاض حشمت جنجوعہ** :- جناب سپیکر! میری وزیر صاحب کے جوابات میں کچھ گزارشات ہیں۔ جناب والا میں اس ایوان میں غلط بیانی کرنا گناہ سمجھتا ہوں میں نے جو کچھ بھی کہا ہے اور میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ میں نے اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر کے کہا ہے اور جہاں تک یہ کہتے ہیں وہاں پر مسلم لیگ کا کوئی امیدوار نہیں تھا۔ اس صوبہ کے وزیراعلیٰ نے ایوان میں بیٹھ کر ایک شخص کو چیئرمین کے عہدہ کے لئے نامزد کیا اور ضلع کی انتظامیہ کو یہ حکم دیا۔ گو اس شخص کے ساتھ ایک بھی ضلع کونسلر نہیں ہے اس کو ہر صورت میں آپ نے ضلع کونسل کا چیئرمین بنانا ہے۔ جہاں تک یہ کہتے ہیں کہ کوئی مخصوص معاملہ نہیں ہے۔ جناب والا 12 جنوری کو ضلع کے ڈپٹی کمشنر نے شورکوٹ، جھنگ اور چنیوٹ میں اراکین ضلع کونسل کو پیش کے توسط سے طلب کیا اور وہاں پر اپنی نگرانی میں کوچ بس میں بٹھا کر لاہور بھیجا اور ان کو لاہور کے مختلف ہوٹلوں میں ٹھہرایا گیا ہوٹلوں کے دروازوں پر علاقہ کے مجسٹریٹوں اور تحصیلداروں کو بٹھایا گیا اور ان کو حکم دیا گیا اگر کوئی ضلع کونسل کا

ممبر وہاں سے کسی حیلے بہانے سے بھاگ کر آئیگا تو اس کے نتائج کی ذمہ داری مجسٹریٹ اور تحصیلدار پر ہوگی۔

اگر کسی ضلع کونسل کے رکن نے ایسی حرکت کی تو اس کے اگر کوئی عزیز و اقارب سرکاری ملازمت میں ہیں تو ان کو وہاں سے نکال دیا جائے گا اور وہ ضلع کونسل کے ایسے ارکان جو سرکار کے باقی دار ہیں ان کو گرفتار کیا جائے گا اور اس رکن ضلع کونسل کے اس نامزد امیدوار نے مین بولے وال روڈ پر ہوٹل شبانہ میں ان تمام ضلع کونسل کے ارکان کو کھانا دیا اور اس نے وہاں پر تقریر کی کہ وہ ارکان ضلع کونسل جو آج اس کھانا میں موجود نہیں ہیں ان کا جو حشر اس علاقہ کی پولیس کر رہی ہوگی وہ دیکھنے کے قابل ہوگا۔

*__ میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کو ضلع کونسل جھنگ کا چیئرمین نامزد کیا گیا تھا وہ خوش قسمتی سے یا ہماری بدقسمتی سے پنجاب کے آئی جی کا ہم زلف بھی ہے۔ تو جناب والا! پولیس کے سپرد بھی یہ فرض تھا کہ وہ اسے ہر صورت میں کامیاب کرائے اور ضلعی انتظامیہ کے ذمے بھی یہ فرض لگایا گیا تھا کہ وہ اس کو ہر صورت میں کامیاب کروائیں۔ جناب والا! وہ تنہا شخص تھا اس نے Multiple وارڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کی تھی۔ اگر وہ سنگل وارڈ میں ہوتا تو ضلع کونسل کا ممبر بھی نہ بن سکتا۔ صرف اس کو ممبر بنوانے کے لئے ایک Multiple وارڈ بنوایا گیا اور اس نے وہاں پر دوسری پوزیشن حاصل کی اور یہ شخص تیسری پوزیشن پر تھا۔ اس شخص نے اس سے صرف ستر ووٹ زیادہ لئے۔ اس شخص کو ضلع کونسل کی چیئرمین شپ کے لئے نامزد کیا گیا۔ اسے ایک ممبر ضلع کونسل کی بھی حمایت حاصل نہ تھی اور ضلعی انتظامیہ نے جس طریقہ سے اپنے منصب سے ہٹ کر اس انتخاب میں مداخلت کی۔ جناب والا! میرا بھائی ضلع کونسل کا ممبر ہے اور میں اپنے بھائی کے ہمراہ اس وقت ضلع کونسل کے ہال کے باہر موجود تھا۔ میری نظروں کے سامنے ضلع کا ڈپٹی کمشنر ان تمام ارکان ضلع کونسل کو جن کو انہوں نے یرغمال بنا کر لاہور میں رکھا ہوا تھا ان کی گاڑیوں کو اور ان کو سٹرز کے ہمراہ Escort کرتا ہوا۔ ضلع کونسل ہال میں آیا اور اپنی نگرانی میں ان سے ہاتھ کھڑے کروائے۔ جناب والا! جب انتظامیہ کا' جب ریٹرننگ آفیسر کا یہ کردار ہو اور وہاں پر میں اس اسمبلی کے ایک رکن کی حیثیت سے موجود ہوں اور اس بات کا جائزہ لے رہا ہوں کہ انتظامیہ کیا کردار ادا کر رہی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ نے قانون کی' آئین کی خلاف ورزی [illegible] Tribunal [illegible] انتظامیہ

کردار کو اس تحریک استحقاق کے ذریعے زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔

*__ جناب سپیکر :- آپ یہ بات کر چکے ہیں۔ اب اس کی بار بار Repetition ہو رہی ہے وزیر بلدیات نے آپ کو یہ بتایا ہے کہ اس کے لئے Tribunal بن چکے ہیں Election Authority Punjab نے Tribunal بنا دیئے ہیں۔ آپ Petition میں جاسکتے ہیں۔ وہاں آپ کو تدارک مل سکتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جس معاملے کا تدارک عدالت میں میسر ہو اسے تحریک استحقاق کا موضوع نہیں بنایا جاسکتا تو اس کے تدارک کے لئے عدالتیں موجود ہیں۔ آپ کا کوئی ایسا استحقاق جو آپ کو آئین نے اور قواعد نے دیا ہے وہ مجروح نہیں ہوا اس لئے آپ کی یہ Privilage Motion خلاف ضابطہ ہے اس کی میں اجازت نہیں دیتا۔

خواتین ممبرز کی طرف سے ایک تحریک استحقاق ہے اس کو آپ Move کرنا چاہتی ہیں یا Pending کرنا چاہتی ہیں؟

*__ محترمہ بیگم نجمہ حمید :- جناب والا! تھوڑی دیر کے لئے Pending کردیں اس لئے کہ ہماری کچھ خواتین پہنچی نہیں ہیں۔

*__ جناب سپیکر :- پھر یہ تھوڑی دیر کے لئے Pending نہیں ہوگی اور آج اسے Take up نہیں کیا جاسکے گا۔

*__ محترمہ بیگم نجمہ حمید :- ٹھیک ہے جی۔ ہم پیش کرتے ہیں اور ہمیں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

*__ جناب سپیکر :- آرڈر پلیز

*__ سیدہ نگہت نعیم :- جناب والا! اسے اگلے روز تک pending کیا جائے تاکہ تمام خواتین تشریف لے آئیں۔

*__ جناب سپیکر :- جی بیگم صاحبہ؟

*__ سیدہ نگہت نعیم :- جناب والا! اس تحریک کو اگلے ورکنگ ڈے تک pending کردیا جائے تاکہ تمام خواتین آجائیں۔

*__ جناب سپیکر [illegible]

ہوں۔

*__ سیدہ نگہت نعیم :- شکریہ جناب۔

*__ جناب سپیکر :- اسے Next sitting تک pending کیا جاتا ہے اور اسے اگلے day Working پر take up کیا جائے۔ تحریک استحقاق نمبر 14 مولانا محمد غیاث الدین صاحب

تعمیراتی سکیموں کے بارے میں ڈویژنل کمیٹی کا متضاد رویہ

*__ مولوی محمد غیاث الدین :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور واضح معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا (متقاضی) ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ جناب وزیراعظم پاکستان کے تین سالہ تعمیراتی پروگرام کے تحت عوامی نمائندگان سے اپنے اپنے حلقہ کے لئے حتمی رائے طلب کی گئی۔ چنانچہ ہم نے مہیا کئے گئے شیڈول کے مطابق اپنے اپنے حلقہ میں تعمیراتی سکیمیں مخصوص پرفارموں میں تحریر کر کے بذریعہ محکمہ لوکل گورنمنٹ بھیج دیں۔ بھیجی گئی حتمی سکیموں کے متعلق ہم نے اپنے حلقہ کے عوام کو بتا دیا کہ فلاں فلاں سکیم فلاں فلاں دیہات کے لئے دی گئی ہے۔ حال ہی میں محکمہ پبلک ہیلتھ سے متعلقہ 88 - 1987ء کی جو سکیمیں تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ کے لئے منظور ہو کر گئی ہیں ان میں میرے حلقہ کے لئے ڈویژنل کمیٹی نے صرف ایک گاؤں کو نکاسی آب کے لئے منتخب کیا ہے جب کہ ہر حلقہ کے لئے دو دو گاؤں کو منتخب کرنا تھا اس کے برعکس میری تحصیل کے دیگر نمائندگان حضرات کے نہ صرف دو دو دیہات بلکہ تین تین دیہات کو ڈویژنل کمیٹی نے ڈرینج سکیم کے لئے منظوری کی سفارش کی جو منظور ہو گئے ہیں۔

عالیجاہ! ڈویژنل کمیٹی کے اس متضاد رویہ سے مجھے اپنے حلقہ انتخاب میں سبکی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس سے میری شہرت کو نقصان پہنچ رہا ہے کہ میں نے اپنے حلقہ کے عوام سے جھوٹا وعدہ کیا ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک استحقاق کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ میری حق تلفی کا ازالہ ہو سکے۔

*__ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :- سید افضال علی شاہ جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے

تحریک استحقاق کے حوالے سے جو واقعات پیش کئے ہیں قاعدہ کے مطابق یہ کوئی حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا واقعہ نہیں اس لئے یہ قاعدہ کے مطابق تحریک استحقاق کے دائرہ کار میں تو نہیں آتا لیکن جہاں تک واقعات اور حقائق کا تعلق ہے اس کو پیش کرتے ہوئے میں یہ عرض کرونگا کہ حکومت نے تین سالہ ترقیاتی منصوبہ بنانے کے لئے ہر ضلع میں ضلعی ترقیاتی مجالس تشکیل دی تھیں میرے فاضل بھائی نے جس ڈویژنل ترقیاتی مجلس کا تذکرہ کیا ہے کوئی بھی ڈویژنل ترقیاتی مجلس تشکیل نہیں کی گئی بلکہ ضلعی ترقیاتی مجالس تشکیل دی گئی ہیں اور اس کی تشکیل میں اس ضلع کے تمام منتخب ممبران پارلیمینٹ یعنی ایم این اے' سینیٹرز' ایم پی اے اور ضلع کونسل کے چیئرمین اس کے ممبران ہیں اور انہوں نے وہاں بیٹھ کر اپنے ضلع کے ترقیاتی پروگراموں کے لئے تین سالہ پروگرام ترتیب دیا اور ترجیحات کا تعین انہوں نے خود فرمایا محکمہ ڈویلپمنٹ کے پاس جو یہ تین سالہ ترقیاتی پروگرام آیا ہے حکومت کی جانب سے اس میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی خاص طور پر ضلع سیالکوٹ کی ضلعی ترقیاتی مجلس کی جانب سے جو تجاویز اور جو ترجیحات آئی ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی لہٰذا یہ فیصلہ فی الحقیقت میرے فاضل بھائی سے مل کر ضلعی ترقیاتی مجلس نے کیا ہوگا کہ متعلقہ شعبوں میں جو ترقیاتی سکیمیں تین سال کے لئے ترتیب دی گئی ہیں ان میں کس کس کو کیا حق ملنا چاہیے اور اس کی ترجیحات کیا ہیں تاہم میں یہ بات عرض کروں گا کہ اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں میرے فاضل بھائی کے حلقہ انتخاب میں موضع مینڈھلی کی جو ترقیاتی سکیم ہے وہ وہاں سے آئی تھی اور وہ ترجیحات میں شامل تھی اس سال اس پر انشاء اللہ کام ضرور شروع ہوگا اور اس پر کارروائی ہو رہی ہے۔

جہاں تک اس میں کمی بیشی کا تعلق ہے یہ مکمل طور پر ضلعی ترقیاتی مجلس کا کام تھا وہاں پر آپ صاحبان ہی نے مل کو اس کو تیار کیا ہوگا لہٰذا آپ کو اس سلسلے میں کوئی بھی شکایت ہے تو آپ کو ضلعی ترقیاتی مجلس کی طرف رجوع کرنا چاہیے وہاں پر آپ کو اس معاملے میں اپنی بات پیش کرنی چاہیے اور اگر ضلعی ترقیاتی مجلس ان ترقیاتی سکیموں کی ترجیحات کو تبدیل کر کے اگر صوبے کو بھجوائے گی تو اس پر ہم غور کرلیں گے یہ مسئلہ ہمارا نہیں آپ کا ہے اور آپ وہاں پر بیٹھ کر اس کو طے کریں۔ لہٰذا میری استدعا ہوگی کہ ان حالات میں میرے بھائی اپنی اس تحریک استحقاق پر جو تحریک استحقاق بنتی بھی نہیں ہے زور نہیں دیں گے اور کسی محکمہ کے آنے یا نہ آنے سے اس کی ترجیحات کے ہونے یا نہ ہونے سے آئین کے مطابق اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق کسی فاضل بھائی کا استحقاق مجروح نہیں

ہوتا۔ لیکن بہرحال ہم اس بات کی انشاء اللہ کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی صوابدید کا احترام کیا جائے آپ مہربانی کر کے ضلعی ترقیاتی مجلس سے رجوع کریں اور مجھے امید ہے کہ ان تفصیلات کے بعد میرے فاضل بھائی یا تو اس تحریک استحقاق پر زور نہیں دیں گے یا پھر اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

*__ **مولانا محمد غیاث الدین** :- جناب سپیکر! جناب وزیر صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ یہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا واقعہ نہیں میں اس کے متعلق یہ عرض کرونگا کہ یہ واقعہ حال ہی میں واقع اس طرح سے ہے کہ چند روز ہوئے ہیں کہ یہ سکیمیں سیالکوٹ میں گئی ہیں جب یہ سکیمیں منظور ہو کر گئی ہیں تو ہمیں معلوم ہوا ہے چونکہ اب ہمیں معلوم ہوا ہے اس لئے یہ حال کا واقعہ ہے دوسرے جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ضلعی ترقیاتی مجالس بنائی گئی تھیں میں وزیر متعلقہ کو یہ بتا سکتا ہوں کہ ضلعی ترقیاتی پروگرام 88 - 1987ء کی جو رپورٹ چھپی ہے اس میں نکاسی آب کے میرے دو گاؤں رکھے گئے ہیں۔

میں نے پرسوں محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات والوں سے رابطہ قائم کیا تھا انہوں نے مجھے یہ کہا ہے کہ یہ ڈویژنل مجلس نے یہ سکیمیں منتخب کر کے بھیجی ہیں جن میں کوئی وزیر صاحب بھی شامل تھے تو یہ تو اللہ ہی جانتا ہے یا پھر پی اینڈ ڈی محکمہ والوں کو پتہ ہوگا۔ میں نے جب ان سے رابطہ قائم کیا تو وہ کہنے لگے کہ یہ ڈویژنل مجلس ہے ضلعی مجلس نے جو رپورٹ بھیجی ہے وہ رپورٹ میرے پاس ہے اور اس میں 87 اور 88 کے لئے دو گاؤں ہیں جبکہ میرے ساتھی حضرات کے لئے تین تین گاؤں رکھے گئے ہیں تو پھر میرے ایک گاؤں کو انتخاب کرنا اس طرح سے بھی میرا استحقاق مجروح ہوا ہے کہ میں نے ان دو گاؤں والے لوگوں کو بتا دیا تھا اب جبکہ ان کو ایک گاؤں کا پتہ چلا ہے تو جس دوسرے گاؤں والے کو میں نے کہا تھا وہ مجھے طعنے دے رہے ہیں کہ آپ جھوٹا وعدہ کرتے ہیں اس لحاظ سے اگر ڈویژنل مجلس نے بقول محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات والوں نے یہ ایسا کیا ہے تو پھر میرے اس حلقے میں ان کی وجہ سے رسوائی کا سامنا ہوا ہے اس رسوائی کے لئے میں نے یہ کہا ہے کہ میری دوسری سکیم بھی منظور ہونی چاہیے تاکہ میرا وقار بحال ہو۔

*__ **سید اقبال احمد شاہ** :- جناب سپیکر! میں مولانا صاحب سے درخواست کرونگا کہ اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیں اور جو پارلیمانی میٹنگ ہو اس میں پیش کریں۔

*__ مولوی محمد غیاث الدین :- جناب سپیکر! شاہ صاحب کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔

*__ سید اقبال احمد شاہ :- جناب والا! میں نے مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ یہ اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیں۔ تھوڑے دن میں یہاں مسلم لیگ کی پارلیمانی میٹنگ ہو گی تو ہم وزیراعلیٰ صاحب کے سامنے یہ بات پیش کریں گے تاکہ وہاں یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو سکے۔

*__ مولوی محمد غیاث الدین :- جناب سپیکر! اگر شاہ صاحب اس کی ذمہ داری لیتے ہیں تو پھر میں واپس لے لیتا ہوں۔

*__ جناب سپیکر :- شاہ صاحب۔ ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

*__ مولوی محمد غیاث الدین :- جناب والا! میں آپ کی وساطت سے شاہ صاحب سے عرض کرونگا کہ پنجاب کے ایک نہایت ہی معزز ایوان کے اندر یہ وعدہ ہو رہا ہے اگر یہ وعدہ پورا نہ ہوا تو پھر میں آپ کے خلاف تحریک استحقاق پیش کرونگا۔

*__ سید اقبال احمد شاہ :- اگر میں وعدہ خلافی کروں گا تو میں اپنی ایک سکیم نکال کر آپ کو دے دونگا۔ اپنے حصے کی سکیم میں آپ کو دے دوں گا۔

*__ جناب سپیکر :- اب بات طے ہو گئی۔

*__ مولوی محمد غیاث الدین :- جناب سپیکر! شاہ صاحب کے اس وعدے پر کہ اگر یہ سکیم مجھے نہ دی گئی تو شاہ صاحب سال 88 - 1987 کی اپنی سکیم مجھے دے دیں گے ان کے وعدے پر میں اعتماد کرتے ہوئے اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

تحاریک التوائے کار

*__ جناب سپیکر :- جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 9 ہے۔ جی میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی عدم موجودگی

کے باعث نظم و ضبط اور صفائی کا فقدان

*__ میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جھنگ کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کا تبادلہ شیخوپورہ کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے طور پر کسی کی تقرری عمل میں نہ لائی گئی ہے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر جھنگ نے عارضی طور پر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کا چارج سنبھال رکھا ہے چونکہ اپنے دیگر فرائض منصبی کی وجہ سے اکثر دوروں پر رہتے ہیں۔

ضلع کے اس اہم ترین ہسپتال میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی عدم موجودگی پیشہ وارانہ اور انتظامی الجھنوں کا باعث بن رہی ہے مریض عدم توجہی کا شکار ہیں۔

نظم و ضبط اور صفائی کا فقدان ہے۔ Medico legal کے حصول کے لئے سرعام سودا بازی کی جاتی ہے جھنگ کے لاکھوں عوام میں اس صورت حال پر اضطراب و اشتعال پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت عامہ کے پیش نظر اسے زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ شکریہ

*__ جناب سپیکر :- جی شاہ صاحب آپ اس بارے کچھ فرمائیں گے؟

*__ وزیر صحت :- سید افضال علی شاہ جناب سپیکر! اس کی مجھے اطلاع نہیں پہنچی۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس کے بارے میں مجھے موقع دیا جائے تاکہ اس کا جواب میں بعد میں دے سکوں۔

*__ جناب سپیکر :- کیا اس کی کاپی آپ کو نہیں ملی؟

*__ وزیر صحت :- جی _ ابھی نہیں ملی۔ ویسے اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ چونکہ یہ واقعہ مجھے یاد ہے اگر تو یہ جھنگ سے تبدیل ہونے والے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے بارے میں ہے یہ درست ہے کہ ان کی تبدیلی شیخوپورہ کر دی گئی تھی اور میں جناب جنجوعہ صاحب کے خیالات سے پورا پورا اتفاق کرتا ہوں کہ وہاں پر عوام کو ایم _ ایس کی غیر موجودگی کی وجہ سے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو گا۔

*__ وزیر صحت :- لیکن اس اطلاع" عرض ہے کہ ڈاکٹر محمد اسلم جو ڈی ایچ او شیخوپورہ تھے ا

کو جھنگ میں تعینات کر دیا گیا ہے ان کے آرڈر جاری ہو گئے ہیں اور انشاء اللہ انہوں نے اپنا چارج بھی سنبھال لیا ہو گا۔

*__ **جناب سپیکر** :- تو کیا اب کوئی ناراضگی رہ گئی ہے جناب جنجوعہ صاحب...؟

*__ **میاں ریاض حشمت جنجوعہ** :- نہیں جناب والا...

*__ **جناب سپیکر** :- تو وہ پریس نہیں کرتے ہیں....

*__ **چودھری محمد رفیق** :- جناب سپیکر! جہاں تک ایم ایس کی تقرری کا سوال تھا وہ تو انہوں نے وہاں پر تعینات کر دیا مسئلہ حل ہو گیا لیکن اس میں ایک سوال اور بھی تھا کہ Medico legal کے جو سودے ہوتے ہیں ان کے بارے میں جناب وزیر صحت نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔

*__ **سید اقبال احمد شاہ** :- یہ آپ کی ذمہ داری ہے...

*__ **چودھری گل نواز خان وڑائچ** :- جناب انہیں اجازت دی جائے کہ سودے یہ کیا کریں...

*__ **چودھری محمد رفیق** :-

خدا کرے تم زندہ رہو لاکھوں برس
یہ کارواں چلتا رہے گا آپ کے دم سے

__ **وزیر زراعت و قانون** :- جناب اس شعر کو ایک دفعہ مکرر کروا لیں...

__ **چودھری محمد رفیق** :- جناب سپیکر وزیر قانون کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ آزاد شاعری تھی۔ اس کو نثری شاعری کہتے ہیں۔

__ **وزیر زراعت و وزیر قانون** :- جس شاعر نے یہ شعر کہا ہوا ہے اس کی روح کا اس کی قبر میں کیا حال ہو گا؟....

__ **چودھری محمد رفیق** :- وزیر قانون کی اطلاع کے لئے مزید عرض ہے کہ میں نے کوئی شعر نہیں پڑھا...

__ **چودھری گل نواز خان وڑائچ** :- جناب میں ایک چھوٹی سی عرض کروں کہ ایک شاعر تھا

وہ اپنا کلام سنا رہا تھا تو حاضرین میں سے ایک آدمی جو کہ شعر کو نہیں جانتا تھا اس نے داد دی۔ اس نے جب داد دی تو اس شاعر نے اپنا تمام کلام پھاڑ دیا اور رونا شروع کر دیا۔ سب نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی؟ وہ کہنے لگا کہ یہ آدمی میرے شعروں کی تعریف کر رہا ہے جسے کچھ خبر ہی نہیں ہے اس لئے میں شاعر نہیں ہوں اور میرے شعر جو ہیں یہ کس قابل نہیں ہیں لہٰذا یہ شعر جو ہمیں سوائے اپنے آپ کی تعریف کر سکتے ہیں اور تو کوئی نہیں کر سکتا۔

*__ **چودھری محمد رفیق** :- میں نے تو عرض کر دیا تھا کہ میں نے کوئی شعر نہیں پڑھا۔ یہ شعر اور شاعر کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔ اصل میں یہ چاہتے ہیں کہ اصل بات دب جائے۔ وہ منظر عام پر نہ آئے اور اسے چھپانے کے لئے یہ ادھر ادھر کی باتیں کر رہے ہیں۔ میرا جو سوال Medico legal کی سودے بازی کا تھا وہ چودھری گل نواز خاں وڑائچ صاحب کی تمکنت سے چلتا رہے گا بات تو اتنی تھی...

*__ **جناب سپیکر** :- یہ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10 جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی ہے۔

بلدیاتی انتخابات میں پولنگ کے عملے کی بذریعہ ڈاک ووٹ دینے کے حق سے محرومی

*__ **میاں ریاض حشمت جنجوعہ** :- جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جمہوری معاشروں میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہونے والے انتخابات میں ووٹ کا استعمال ہر بالغ شہری کا آئینی حق ہوتا ہے مگر ہمارے صوبہ میں حال ہی میں منعقد ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں پولنگ کے عملہ کو جن کی تعداد لاکھوں افراد پر مشتمل ہے ووٹ دینے کے حق سے محروم رکھا گیا ہے اور اس طرح ان لاکھوں افراد کے جمہوری حقوق تلف کئے گئے ہیں۔ عام انتخابات میں پولنگ کے عملہ کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ بذریعہ ڈاک اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ اس کے برعکس بلدیاتی اداروں کے انتخابات میں جن کو جمہوریت کی ابتدائی درس گاہوں کا درجہ حاصل ہے اس جمہوری اصول کی خلاف ورزی کی گئی ہے جس کی وجہ سے ووٹ دینے کے حق سے محروم [illegible] اشتعال و اضطراب پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس انتہائی اہ

مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے جو لاکھوں افراد کے جمہوری اور آئینی حقوق کی پامالی کا باعث بنا ہے۔

*__ **وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی** :- جناب والا یہ بلدیاتی انتخابات جن رولز اور قواعد کے تحت منعقد کروائے جاتے ہیں اس میں ڈاک کے ذریعے ووٹ ڈالنے کی کوئی گنجائش نہ ہے اور ویسے بھی ان انتخابات کا جو وقت مقرر ہوتا ہے جو پیریڈ ان انتخابات کو ملتا ہے وہ اتنا کم ہوتا ہے کہ اس میں ڈاک کے ذریعے ووٹ کا حق استعمال کرنا شاید ممکن نہ ہو۔ بہرکیف اس کی ان قواعد کے تحت کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ڈاک کے ذریعے اس کے ووٹ ڈالے جائیں۔

*__ **وزیر زراعت و قانون** :- جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ جو Postal Ballets ہوتے ہیں وہ انتخابات میں شامل نہیں ہوتے۔ اگر تفاوت اتنا زیادہ ہو اگر وہ شامل ہو کر نتیجے پر اثر انداز ہوں تو تب جا کر وہ کھولنے پڑتے ہیں ورنہ وہ کھولے نہیں جاتے اس لئے بھی کہ یونین کونسلیں اور ڈسٹرکٹ کونسلیں اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ اتنے قلیل عرصہ میں ان کی division کرنا اور ان کو deliver کرنے کی جو کارروائی ہو گی وہ اتنی کارآمد ثابت نہیں ہو گی۔ ویسے یہ ایک futile exercise ہو گی۔ یہ بات صحیح ہے کہ بلدیاتی انتخابات میں Postal Ballots کا اندراج نہیں ہوتا۔ یہ ممکن نہیں ہے اور ویسے بھی میں نے عرض کیا ہے کہ وہ ووٹ شامل نہیں ہوتے۔ جب گنتی ہوتی ہے اور پریزائڈنگ افسر گنتی کرتا ہے تو یہ وہاں شامل نہیں ہو سکتے۔ اگر نتیجہ کو اثر انداز کرنے والی بات ہو کہ اگر 200 کا تفاوت ہے اور 300 Postal Ballots ہیں تو تب Election Petition میں جا کر کہیں اس کی گنتی ہو گی یا ریٹرننگ افسر اس کو شامل کرے گا۔

*__ **جناب سپیکر** :- جنجوعہ صاحب کا مقصد یہ ہے کہ جب عام انتخابات میں یہ ووٹ شامل ہوتے ہیں تو یہ بلدیاتی انتخابات میں شامل کیوں نہیں ہوتے اس کی کیا وجہ ہے؟ جب عام انتخابات میں عملے کے ملازمین کو ووٹ ڈالنے کا موقع دیا جاتا ہے تو پھر بلدیاتی انتخابات میں کیا رکاوٹ پیدا ہوتی ہے؟

*__ **وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی** :- جناب والا! اس میں وقت کی کمی کی وجہ بھی ہے اور فی الحال اس میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

*__ **وزیر قانون** :- آپ کو علم ہو گا کہ جب Validly contesting candidates کی حتمی فہرست شائع ہوتی ہے تو اس کے چند دنوں بعد اس کا انتخاب ہونا ہوتا ہے اور یونین کونسلوں کو وہ

سب کچھ مطلع کرنا اور پھر اس کے مطابق Validly contesting candidates کے حق میں کسی کا ووٹ ڈالنا اسی قلیل مدت میں تین چار ہزار لوکل کونسلوں میں ویسے بھی ممکن نہیں ہوتا۔ اس پر کافی محنت کی گئی ہے کیونکہ آخری تاریخ کو جب فہرست مشتہر ہوتی ہے کہ کون کون سے امیدواران ہیں اور جب ان کو نشان الاٹ ہوتے ہیں تو پھر اس کے بعد اتنا عرصہ نہیں بچتا کہ سب کو جاری کئے جائیں اور اس کے مطابق وہ ووٹ ڈال سکیں تو اس میں کافی مشکلات ہیں۔ اس لئے یہ بلدیاتی انتخابات کے قواعد میں نہیں آتا۔ اس پر کافی exercise ہوئی ہے۔

جناب سپیکر :- جی جناب غلام حیدر وائیں....

وزیر صنعت و معدنی ترقی :- (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر! عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات کے موقع پر قواعد میں یہ گنجائش ہے کہ اس میں بذریعہ ڈاک ووٹ دیا جا سکتا ہے لیکن عملی صورت یہ ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلی کا حلقہ لاکھوں افراد پر مشتمل ہوتا ہے اور بڑا حلقہ ہوتا ہے اور وہ ووٹر جو باہر ملازمت میں ہوتا ہے اسے وہاں کے لئے ووٹ بھیجنا عملی طور پر ممکن ہوتا ہے لیکن ایک گاؤں یا کارپوریشن کے حلقہ میں جس میں کہ حلقے چھوٹے چھوٹے ہیں اور وارڈ بہت زیادہ ہیں اس میں ووٹر کو یہ پیش کرنے کے لئے کہ وہ کس وارڈ میں ووٹ دینا چاہتا ہے عملی طور پر بڑی مشکل بات ہوتی ہے پھر جب وہ ڈاک کے ذریعہ آتے ہیں تو اس کی جو Separation ہے وہ بھی مشکل مسئلہ بن جاتا ہے تاہم چونکہ اس وقت قواعد میں اس کی گنجائش موجود نہیں ہے اگر Punjab local Elections کا جو عملہ ہے وہ اس بات کو قابل عمل بنائے تو اصولی طور پر اگر ان کو vote by postal ballot دینے کی اجازت مل جائے اور وہ قابل عمل ہو تو اس میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور موجودہ حالات میں بھی صورتحال یہ رہی ہے کہ جہاں پر یہ ہمارے سرکاری ملازمین بھائی نزدیک نزدیک Polling Station پر متعین تھے وہاں پر اگر ان کو وقت ملا ہے تو ان کو اپنا ووٹ ڈالنے کی اجازت تھی اور انہوں نے وہاں پر جا کر دوسرے Polling Station پر اپنا ووٹ استعمال بھی کیا ہے لیکن یہ بات درست ہے کہ چونکہ قواعد میں گنجائش نہیں تھی اس لئے Specifically by postal ballot vote کی صورتحال کو زیر عمل نہ لایا جا سکا اور اس میں خاص مشکلات بھی ہیں تاہم یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ پنجاب لوکل کونسل اس بات پر مزید غور کرے اور آئندہ اگر یہ بات exercise ہو جائے تو یہ جمہوری انداز میں زیادہ اچھی بات ہو گی اس پر گورنمنٹ کو

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر میں وزراء سے صرف یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ووٹ کا استعمال ہر انسان کا جمہوری حق ہے۔ خواہ وہ سرکاری ملازمت میں ہو یا نہ ہو۔ Punjab Election Authority جسے وزیر موصوف پنجاب الیکشن کونسل یا پتا نہیں کیا کہتے رہے ہیں۔ جناب والا بلدیاتی اداروں کے الیکشن منعقد کروانا پنجاب الیکشن اتھارٹی کے فرائض میں شامل ہے۔ پنجاب الیکشن اتھارٹی سے اگر show of hand کے قواعد بنائے جا سکتے ہیں۔ دوسرے قواعد بنائے جا سکتے ہیں تو جناب والا ان لاکھوں سرکاری ملازمین کو جن کے ذمے یہ تھا کہ وہ الیکشن ڈیوٹی پر جائیں ان کو اس ووٹ کے حق سے کیوں محروم رکھا گیا ہے؟ اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ووٹ شامل نہیں ہوتے ہیں تو جناب سپیکر' جناب والا کے علم میں ہے کہ بلدیاتی اداروں کے حلقے بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور اس میں پانچ دس بیس ووٹ بھی فیصلہ کن صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ اس لئے بلدیاتی اداروں میں ڈاک کے ذریعے سے ووٹوں کی زیادہ اہمیت ہے کیوں کہ سرکاری ملازمین جن کو دور دراز ڈیوٹی پر متعین کیا جاتا ہے اگر وہ ایک حلقہ میں دس پندرہ یا بیس کی شکل میں موجود ہوں تو کم از کم ایک لوکل کونسل ایک یونین کونسل یا ایک ٹاؤن کمیٹی کے انتخابات میں وہ پندرہ بیس ووٹ ایک فیصلہ کن کردار ادا کر سکتے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی زیادہ اہمیت ہے۔ اگر قواعد میں گنجائش نہیں ہے تو الیکشن اتھارٹی کو چاہئے کہ وہ قواعد میں اس کی گنجائش پیدا کرے۔ جناب والا میں نے تو ان لوگوں کے لئے جمہوری حقوق طلب کئے ہیں کہ ان کے ووٹ ڈالنے کا موقع نہیں دیا گیا اور اپنی رائے کے اظہار کا موقع نہیں دیا گیا اور کسی بالغ شہری کو اگر رائے کے اظہار سے روکا جاتا ہے تو جناب والا یہ ایک غیر آئینی بات ہے۔ میرا مقصد صرف اتنا ہے۔

جناب سپیکر :- تو اس سلسلہ میں جناب غلام حیدر وائیں نے جس انداز میں اس کو لیا ہے وہ مثبت ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ ہم دینا چاہتے ہیں اور وزیر بلدیات کو انہوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ وہ اس بارے میں غور فرمائیں اور اس سلسلے میں جو مشکلات حائل ہیں ان کو دور کیا جائے اور یہ موقع ہمیں دینا چاہئے اور اگر اس میں زیادہ رکاوٹ نہ ہو تو یہ حق ان لوگوں کو ملنا چاہئے یہ ان لوگوں کے جمہوری حقوق ہیں ان کو سلب کرنا ان کا مقصد نہیں ہے تو کیا وزیر بلدیات اس سے اتفاق فرماتے ہیں۔؟

وزیر بلدیات :- جناب والا! یہ ایک اچھی تجویز ہے اور اس پر غور ہو سکتا ہے اور انشاء

اللہ تعالیٰ ہم اس سلسلے میں غور کریں گے۔ یہ درست خیال ہے۔

جناب سپیکر :- تو جناب ریاض حشمت جنجوعہ اپنی اس تحریک کو پریس نہیں کرتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر16 موخر تھی۔ وہ وزیر تعلیم سے متعلق تھی وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے۔ آج تشریف فرما ہیں۔ اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر :- جناب جنجوعہ کی تحریک التوائے کار نمبر13 ہے۔

جھنگ میں متروکہ وقف املاک کے کرایہ میں دس سے بیس گناہ اضافہ

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ متروکہ وقف املاک جھنگ کے اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر نے متروکہ وقف املاک کے کرایہ داروں کے کرایہ میں دس سے بیس گنا اضافہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے جھنگ کے تقریباً" ڈیڑھ ہزار خاندان پریشان کن حالات کا شکار ہو گئے ہیں۔ اس مسئلہ کا پس منظر یوں ہے کہ آزادی وطن کے لئے ہجرت کی صبر آزما آزمائشوں سے گذر کر یہ سینکڑوں خاندان جھنگ میں وارد ہوئے انہوں نے اپنے سر چھپانے کے لئے متروکہ وقف کی خالی زمینوں پر اپنے خرچہ سے پناہ گاہیں تعمیر کر لیں کچھ عرصہ بعد محکمہ متروکہ وقف املاک نے ان پر برائے نام کرایہ لاگو کر دیا جو وہ 1947ء سے لے کر آج تک باقاعدگی سے ادا کرتے چلے آ رہے تھے۔ حال ہی میں کرایہ میں تجدید کر کے محکمہ نے یکطرفہ طور پر دس سے بیس گنا اضافہ کر دیا ہے جو کسی لحاظ سے بھی قرین انصاف نہیں ہے۔ محکمہ کے اس نادر شاہی فیصلے سے صرف ضلع جھنگ کے تقریباً" ڈیڑھ ہزار کنبے متاثر ہوئے ہیں۔ یہ تمام خاندان جو کہ نچلے محنت کش طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اس قدر مالی استطاعت نہیں رکھتے ہیں کہ کرایہ میں اس گراں قدر اضافہ کا بوجھ اٹھا سکیں۔ محکمہ نے ریونیو کی آمدنی میں اضافہ کا انتہائی ناپسندیدہ اور بھونڈہ طریقہ اختیار کیا ہے مہذب معاشروں میں حکومتی اداروں کا کام یہ نہیں ہوتا ہے کہ وہ محض کارروائی دکھانے کے لئے عوام کی چمڑی ادھیڑ لیں۔ محکمہ متروکہ وقف املاک کا یہ ظالمانہ اقدام وزیر اعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے۔ حکومت پانچ نکاتی پروگرام کے

حوالہ سے عوام کے ساتھ یہ عہد کر چکی ہے کہ وہ بے سہاروں اور بے گھروں کو گھر مہیا کرے گی مگر متروکہ وقف املاک کا یہ فیصلہ صرف ضلع جھنگ میں پندرہ سو خاندان کو بے گھر ہونے پر مجبور کر دے گا کیوں کہ کرایہ میں یہ ناقابل برداشت اضافہ غیر حقیقت پسندانہ اور کرایہ داروں کی قوت ادائیگی سے کہیں زیادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ جب یہ غریب اور مفلوک الحال کرایہ داران کرایہ کی یہ غیر منصفانہ اور سفاکانہ شرح ادا نہیں کر سکیں گے تو محکمہ ان کو بے دخل کرنے کے لئے طاقت استعمال کرے گا اس وقت ان جھونپڑیوں اور کٹیاؤں میں بلکتی انسانیت جو کہرام بپا کرے گی کیا حکومت اس کے رد عمل کی متحمل ہو سکے گی؟ ہر ذی ہوش انسان اس صورت حال کے تصور سے ہی کانپ اٹھتا ہے۔

میری التجا ہے کہ سنگین ترین مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے پنجاب کے اس مقتدر ترین ایوان کو چند لمحات کے لئے روکا جائے تاکہ ضلع جھنگ میں متروکہ وقف املاک کے ڈیڑھ ہزار کرایہ داروں اور صوبہ بھر میں اس محکمہ کے لاکھوں کرایہ داروں کو مصائب و مشکلات سے نجات دلانے کے لئے کوئی لائحہ عمل تجویز کیا جا سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف :- جناب سپیکر یہ متروکہ وقف املاک وفاقی موضوع ہے۔

That is a Federal subject.

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا! بے شک یہ صوبائی معاملہ نہیں ہے۔ میں بھی یہ بات سمجھتا ہوں لیکن جب ان کرایہ داروں نے جو کہ صرف ضلع جھنگ میں ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں ہیں۔ جب ان کی طرف سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو گا تو صوبائی حکومت کے لئے بھی یہ ایک بہت بڑا سنگین مسئلہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر :- تو یہ آپ کسی اور انداز میں agitate کر سکتے ہیں اسے قرار داد کی شکل میں لا سکتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی کی طرف سے ایک قرار داد وفاقی حکومت کو بھیجی جا سکتی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار کا Subject Matter نہیں بن سکتا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا! درست ہے یہ ایک انسانی مسئلہ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے اسے قرار داد کی شکل میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر :- ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قومی اسمبلی میں یہ مسئلہ اٹھائیں اور وہ اس کے لئے درست فورم ہو گا کیوں کہ یہ ان کا موضوع ہے - ان کے لئے اس کا سدباب زیادہ آسان ہو گا -

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر نے جو فیصلہ فرما دیا ہے جناب وزیر محترم آپ کو اس فیصلہ پر کوئی نہیں ہونا چاہیے -

جناب سپیکر :- انہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے - وہ آپ کو مشورہ دے رہے ہیں

وزیر قانون :- مجھے کوئی اختلاف نہیں ہے- مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے لئے effective گا آپ کے لئے That will be a more effective step

وزیر صنعت:- وزیر قانون نے تو آپ کی رہنمائی فرمائی ہے اگر آپ اس کو قبول کریں -

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا میری بھی ایک تحریک التوائے کار تھی؟

جناب سپیکر :- ابھی اس کا نمبر نہیں آیا-

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا میرا ایک نکتہ اعتراض ہے ؟

جناب سپیکر :- یہ آپ اسمبلی سیکرٹیریٹ کو لکھ کر بھیج دیں -

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- نہیں! جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں جو آج تبدیل شدہ پروگرام ملا ہے - یہ انگریزی میں ملا ہے - ہمیں اس کا پتہ نہیں چلتا جب کہ پہلے تو اردو میں بھی مہیا کیا جاتا تھا -

جناب سپیکر :- آپ کو پروگرام اردو میں ابھی مل جائے گا؟ مولانا صاحب کو یہ کاپی اردو میں مہیا کی جائے - درخواست ہائے رخصت-

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر :- اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی -

جناب محمد ضرغام خاں خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد ضرغام خاں خاکوانی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

کہ میرے چچا محمد سعید خان خاکوانی انتقال فرما گئے ہیں - اس لئے استدعا ہے کہ باقی ایام اسمبلی حاضر ہونے سے قاصر ہوں - رخصت عطا فرمائی جائے -

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

جناب بشیر احمد انصاری

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب بشیر احمد انصاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

19 تاریخ کو بوجہ بخار اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا - اس لیے 19 تاریخ کی رخصت عنایت فرمائی جائے -

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سعید احمد قریشی

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب سعید احمد قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 21 جنوری کو ضروری کام میں مصروف ہوں لہذا رخصت عطا فرمائی جائے

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد اقبال کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد اقبال کھوکھر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ 14 جنوری کو ایک ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا - مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے -

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

سید اختر حسین رضوی

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست سید اختر حسین رضوی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے-

18-01-1988 کو اجلاس میں اس لئے شرکت نہ کر سکا کہ اس دن چیئرمینوں کا حلف تھا - میں نے بحیثیت چیئرمین حلف اٹھانا تھا- اس لئے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا - اس لئے مورخہ 18 جنوری کی رخصت عنایت فرمائی جائے -

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی جمشید عباس تھیم

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست حاجی جمشید عباس تھیم صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے-

بندہ ایک ضروری کام کے سلسلے میں 14 جنوری کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا- مہربانی فرما کر رخصت عطا فرمائی جائے

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

سید مظہر الحسن المعروف چن پیر

سیکرٹری اسمبلی :۔مندرجہ ذیل درخواست سید مظہر الحسن المعروف چن پیر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ایک ضروری کام کے سلسلہ میں 17 جنوری کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا اور مورخہ 21 تاریخ تک اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ مہربانی فرما کر 17 جنوری تا 21 جنوری تک رخصت عنایت فرمائی جائے

جناب سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب منور حسین مخ

سیکرٹری اسمبلی :۔مندرجہ ذیل درخواست جناب منور حسین مخ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ بوجہ بیماری 10 جنوری تا 17 جنوری اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ان ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے

جناب سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد سلیم

سیکرٹری اسمبلی :۔مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد سلیم صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مودبانہ گزارش ہے کہ 18 جنوری کو مجھے ضروری کام میں سلسلے میں اسلام آباد جانا پڑا جس کی وجہ

سے اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ اس لئے 18 جنوری کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں جمعرات 14 جنوری سے بیمار ہوں 17 جنوری تک رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں کمال خان لالیکا

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست میاں کمال خان لالیکا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ مورخہ 14 جنوری تا 18 جنوری تین دن اجلاس میں بوجہ خرابی صحت حاضر ہونے سے قاصر رہا۔ ان ایام کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عبدالمجید

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالمجید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی

طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 14 جنوری کو بوجہ ضروری کام اسمبلی کا اجلاس اٹینڈ نہیں کر سکا۔ مہربانی فرما کر رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید خاور علی شام

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست سید خاور علی شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 17 جنوری اور 18 جنوری کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا براہ مہربانی ان دو ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فضل حسین راہی

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب فضل حسین راہی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مورخہ 14 جنوری کو میں لاہور میں اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے آیا تو بیمار ہو گیا جس کی وجہ سے میں 14 جنوری کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ 14 جنوری کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد یوسف ملک

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یوسف ملک صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مورخہ 20 جنوری کو ایک ضروری کام کے سلسلہ میں اسلام آباد جانا پڑا۔ جس کی وجہ سے میں 20 جنوری کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد صفدر شاکر

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد صفدر شاکر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مورخہ 20 جنوری بروز بدھ ایک ضروری کام کے سلسلہ میں مجھے اسلام آباد جانا پڑا۔ جس کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری منظور احمد

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست چودھری منظور احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں ایک ذاتی کام کے سلسلے میں 20 جنوری کو اسلام آباد گیا۔ اس لئے میں اسمبلی کے اجلاس

میں شرکت نہ کر سکا۔ لہٰذا مجھے 20 جنوری کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ملک نذیر احمد

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست ملک نذیر احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مورخہ 14 جنوری کو بندہ کی گاڑی خراب ہونے کی وجہ سے بندہ بروقت اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ حالانکہ بندہ اجلاس کے لئے صبح گھر سے روانہ ہوا۔ لہٰذا مہربانی فرما کر 14 جنوری بروز جمعرات کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر :- حکمت عملی کے اصولوں پر عملدرآمد کی رپورٹ پر بحث جاری رکھی جاتی ہے۔ اس سے پہلے کہ میں دوستوں کو اس پر بات کرنے کی دعوت دوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ جو صاحبان اس پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کے ناموں کی چٹیں میرے پاس آ جانی چاہیں۔ حکمت عملی کے اصولوں پر ایوان میں کوئی صاحب نہیں بولنا چاہتے؟

جناب محمد صفدر شاکر :- جناب والا میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پالیسی پر کسی ممبر کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ ایک بہت کامیاب پالیسی ہے' اس لئے آپ اس کی بجائے کوئی اور بحث شروع کر لیں۔ امن عامہ پر بحث شروع کر لیں۔ انشاء اللہ ہم اس پر بولیں گے۔

جناب سپیکر :- چودھری صاحب آپ اس پر بات کر چکے ہیں۔؟

چودھری محمد رفیق :- جناب والا! میں نے ابھی اس پر بات کی تو نہیں لیکن میں ابھی اس

پالیسی کا مطالعہ کر رہا ہوں اور خاص طور پر اس بات کو دیکھ رہا ہوں کہ جن چیزوں کو آئین کی بنیاد نہیں بنایا گیا' ان کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ جن کو بنیاد ہونا چاہئے تھا اس لئے میں آج اس پر بات کرنا نہیں چاہتا پھر کسی دن عرض کروں گا۔

* ___ وزیر تعلیم :- جناب سپیکر! بعض دوستوں کا تو سوئے رہنا ہی عبادت ہوتا ہے۔

* ___ جناب سپیکر :- ہاں صحیح بات ہے۔

* ___ وزیر قانون و پارلیمانی امور :- جناب والا میرا خیال ہے کہ چائے کے لئے وقفہ کر دینا چاہئے۔

* ___ جناب سپیکر :- چائے کے لئے وقفہ تو کر دیا جائے۔ لیکن اگر چائے کے وقفہ کے بعد کوئی صاحب حکمت عملی کے اصولوں پر بولنا چاہتے ہوں تو پھر بات ہے؟ تو آپ میں سے آج کوئی دوست تقریر کرنے کے لئے تیار نظر نہیں آتے۔ چودھری رفیق صاحب بھی تیار نہیں ہیں؟

* ___ چودھری محمد رفیق :- جناب والا! میں نے تو عرض کیا ہے کہ میں اس کا مطالعہ کر رہا ہوں کہ جن آئینی کو حکمت عملی کے اصولوں کی بنیاد ہونا چاہئے تھا ان کو بنیاد بنایا گیا ہے یا نہیں؟ اس لئے میں نے عرض کیا ہے کہ میں پھر کسی روز اس پر اظہار خیال کروں گا۔

* ___ جناب سپیکر :- میری رائے یہ ہے کہ حکمت عملی کے اصولوں پر اس دفعہ ان صاحبان کو وقت نہیں دیا جائے جو آج تک اس ایوان میں نہیں بولے ہیں اور اس کو ہم Work out کر رہے ہیں کہ آج تک کون کون سے صاحبان نہیں بولے ہیں۔

* ___ وزیر قانون و پارلیمانی امور :- اور نہ ہی بولنے کا ارادہ ہے

* ___ جناب سپیکر :- اجلاس کی کارروائی 24 جنوری شام 4 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی اتوار 24 جنوری 1988ء چار بجے شام تک کے لئے ملتوی کر دی گئی۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار 24 جنوری 1988ء

(یک شنبہ 14 جمادی الثانی 1408ھ)

جلد 12 شمارہ 7

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار 24 جنوری 1988ء

(جلد 12 بشمول شمارہ جات 1 تا 19)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک [illegible] کا اردو ترجمہ _____ 735

نشان زدہ سوالات [illegible] جوابات _____ 738

نشان زدہ سوالات [illegible] جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) _____ 763

تحریک التوا [illegible]

میڈیکل کالجوں [illegible] داخلہ سے محروم رہنے والی طالبات کا

[illegible] _____ 848

[illegible] تکمیل تک پہنچانے کے لئے عملہ کی [illegible]

[illegible] _____ 852

[illegible]

[illegible] (ترمیمی) [illegible] حکومت پنجاب، [illegible] 1987ء _____ 858

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ہواں اجلاس

اتوار 24 جنوری 19ء
(یک شنبہ 4 جمادی الثانی 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 4:30 بجے شام منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

قاری ظہور احمد ایوبی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝

سورہ احزاب آیت 70 تا 72

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ سچی (اور درست بات کہا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا اور جو شخص حکم مانتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا تو وہی شخص حاصل کرتا ہے بہت بڑی کامیابی ہم نے پیش کی یہ امانت آسمانوں زمین اور پہاڑوں کے سامنے (کہ وہ اس کی ذمہ داری اٹھائیں) تو انہوں نے انکار کر دیا اس کے اٹھانے سے اور وہ ڈر گئے اس سے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے بے شک یہ ظلوم بھی ہے (اور) مجہول بھی۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

سید اقبال احمد شاہ :- جناب سپیکر جمعہ کے روز "روزنامہ نوائے وقت" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ جمعرات کی صبح ایوان کے دو مناظر کے عنوان سے تصویر شائع ہوئی ہے پہلی تصویر 9 بج کر 55 منٹ کی ہے اور دوسری تصویر 10 بج کر 25 منٹ کی ہے۔ میرے علاقے کے کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے اور وہ اس بات کا ذکر کر رہے تھے' کیونکہ میں نے انہیں یہ بتایا ہوا ہے کہ میں پورے 9 بجے ایوان میں حاضر ہوتا ہوں اور جب ایوان کی کارروائی ختم ہوتی ہے تو تب میں ایوان سے جاتا ہوں' مگر اس ایوان کی جو تصویر شائع ہوئی ہے اس میں صرف دو ممبران بیٹھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ حالانکہ میں اس وقت ایوان میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے علاقے کے لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم ہماری کیا نمائندگی کر رہے ہو' تم تو ایوان میں نہیں ہوتے' کیا تم سیر کر رہے ہو؟ اسمبلی میں جا کر نہیں بیٹھے' یعنی میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ میرے حلقے کے لوگوں کو اس سے غلط تاثر ملا ہے۔ ویسے تو میں پریس کا بڑا احترام کرتا ہوں وہ میرے دوست ہیں' وہ بھی میرا بڑا احترام کرتے ہیں۔ جناب والا! اگر فوٹو کھینچنی تھی تو پھر اس side کی بھی لینی تھی۔ کیونکہ میں بھی تو بیٹھا ہوا تھا۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب یہ ایوان میں تو موجود تھے مگر انہوں نے سلیمانی ٹوپی پہنی ہوئی تھی' اس لئے یہ ایوان میں نظر نہیں آ رہے تھے۔

سید اقبال احمد شاہ :- جناب والا! میرا تو یہ ریکارڈ ہے کہ میں آج تک اسمبلی میں تاخیر سے نہیں آیا اور نہ ہی میں ایوان کے وقت سے پہلے اسمبلی کی کسی برانچ میں گیا ہوں جب اجلاس کی کارروائی ختم ہوتی ہے اس وقت مجھے جہاں جانا ہوتا ہے جاتا ہوں اور میں پورے وقت پر آتا ہوں اور اس دن بھی میں اور آپ اکٹھے سیڑھی چڑھے ہیں جس دن کی یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ آپ بھی اس ٹائم آئے ہیں اور میں بھی اسی ٹائم آیا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا گولڈن جوبلی کی تقریب کے سلسلے میں ایک انعام یہ بھی ہونا چاہئے کہ جن لوگوں نے اجلاس کے شروع ہونے سے لے کر اجلاس کی کارروائی ختم ہونے تک کارروائی سنی ہے ان میں قوت برداشت بہت زیادہ ہے' اس لئے انہیں قوت برداشت کا بھی ایک ایوارڈ دیا جانا چاہئے۔

سید اقبال احمد شاہ :- لہٰذا جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرے حلقہ کے لوگوں کو اس سے میرے بارے میں تاثر غلط ملا ہے اور میرا نقصان کیا ہے۔ کیونکہ میرے حلقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ تم

تو کہتے ہو میں ٹائم پر جاتا ہوں لیکن آپ تو تصویر میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر :- شاہ صاحب میرے خیال میں اس بات کے دو پہلو ہیں' ایک تو اس سے پوری اسمبلی کی تضحیک کا پہلو نکلتا ہے' ایک بدنامی کا پہلو نکلتا ہے کہ پنجاب اسمبلی کی کارکردگی کی یہ پوزیشن ہے کہ 10 بج کر 25 منٹ پر بھی ایوان خالی ہے اور گھنٹیاں بج رہی ہیں۔ یہ کوئی ایسی قابل فخر بات نہیں ہے' دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے معزز اراکین اسمبلی کو بھی یہ خیال کرنا چاہئے۔ کیونکہ روزنامہ نوائے وقت کی طرف سے یہ ایک توجہ مبذول کروانے والی بات ہے کہ کورم کی اسمبلی میں یہ پوزیشن ہوتی ہے۔ یہ اگرچہ ایسی بات نہیں ہے جو پنجاب اسمبلی کی حد تک محدود ہو کورم تو ایک بڑا وسیع موضوع ہے' اس پر بحث ہو سکتی ہے' اس پر بہت بات ہو سکتی ہے۔ لیکن نوائے وقت کی یہ تصاویر ہمارے معزز اراکین کے لئے Eye Opener ہیں۔ کہ وہ بروقت تشریف لایا کریں اور ایوان میں کورم مکمل ہونا چاہئے اور اجلاس کی کارروائی بروقت شروع ہونی چاہئے۔ جہاں تک آپ کی تصویر نہ چھپنے کا سوال ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ 10 بج کر 25 منٹ کی جو بات کہی گئی ہے' ایوان کی کارروائی 10 بج کر 25 منٹ سے پہلے شروع ہو چکی تھی اور جس روز کی یہ تصویر شائع ہوئی ہے اس روز میں ایوان میں 10 بج کر 20 منٹ پر موجود تھا اور ایوان کی کارروائی شروع ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ تصویر درست نہیں ہے اور اس پر وقت غلط لکھا ہوا ہے۔ اگر یہ تصویر درست ہے تو اس پر وقت ضرور غلط ہے۔

سید اقبال احمد شاہ :- مگر میں تو جناب ایوان میں موجود تھا۔ اس خبر سے اور تصویر سے میرے علاقے کے لوگوں نے غلط تاثر لیا ہے کیونکہ میں نے انہیں کہا ہوا ہے کہ میں وقت پر اسمبلی میں جاتا ہوں۔ انہوں نے مجھے اس بات پر شرمندہ کیا ہے۔ اس پر بحث ہونی چاہئے۔ تاکہ میرے علاقے کے لوگوں کو اس بات کا پتہ چل سکے کہ واقعی یہ جو بات کرتا ہے صحیح کرتا ہے اور اسمبلی میں وقت پر جاتا ہے اور وقت پر آتا ہے۔ میرا یہ بھی ریکارڈ ہے کہ میں نے آج تک اسمبلی میں کوئی چھٹی نہیں کی۔

جناب سپیکر :- آپ کی بات درست ہے اور آپ کی یہ بات بھی ریکارڈ ہونی چاہئے۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا یہ بات شرمندگی سے کر رہے ہیں اس لئے یہ بات ریکارڈ میں آنی چاہئے اور جناب والا ایوان اس وقت بھی کورم میں نہیں ہے؟

جناب سپیکر ایوان اس وقت کورم میں نہیں ہے؟

جناب سپیکر :- وقفہ سوالات میں عام طور پر کورم کا مسئلہ نہیں اٹھایا جاتا۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر میں یہ بات آپ کی توجہ کے لئے کہہ رہا [illegible] مسئلہ وقفہ سوالات کے دوران اٹھایا تو نہیں جاتا۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ [illegible] وقت کے بارے میں تقریر فرما رہے ہیں' یا اس تصویر کے بارے میں' میں تکلیف ہوئی [illegible] کے متعلق عرض کر رہا ہوں کہ کورم اس وقت بھی نہیں ہے۔ اخبارات یہاں کی صحیح صورتحال پیش کرتے ہیں' اس کے علاوہ اداریوں میں بھی لکھا ہوتا ہے۔ اخبارات کے مختلف کالموں میں بھی اس بات کا ذکر ہوتا ہے' اراکین اسمبلی کے لئے وہ کافی ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہاں پر دلچسپی نہیں لی جاتی۔ ان کو دلچسپی اس بات میں ہوتی ہے کہ یہ جتنی زیادہ درخواستیں Recommend کروا لیں گے' اتنا زیادہ اجلاس میں آنے کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر :- جناب راہی صاحب اس میں آپ بھی شامل ہیں۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر آپ نے آج دیکھ لیا ہے اس لئے انہوں نے میرے آرڈر کئے ہی نہیں.....

جناب سپیکر :- اس میں آپ بھی شامل ہیں.....

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا وہ تو پہلے ہی کہتے ہیں کہ آپ اپوزیشن میں شامل ہیں۔ میں آپ کو وہ آرڈر پڑھا دیتا ہوں' اس میں لکھا ہوا ہے کہ ....

May be accommodated جو عام آدمی کو لکھ کر دیا جاتا ہے۔ جناب والا ان کے اپنے کچھ اور قسم کے احکامات ہوتے ہیں' ہمارے لئے کچھ اور قسم کے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر :- وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا سوال ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

نویں اور دسویں جماعت کے لئے عربی اساتذہ کی تقرری

993ء **جناب منظور احمد چنیوٹی** :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت کی

جانب سے نویں، دسویں جماعتوں میں عربی کی تدریس کے لئے سکیل نمبر 15 کے لئے اساتذہ کی تقرری کی منظوری ہوئی ہے اور اس وقت کتنے اساتذہ تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں) :- عربی اساتذہ کی منظوری ہو چکی ہے اور تقرریاں عمل میں آ چکی ہیں۔ حکومت نے عربی کی تدریس کے لئے سکیل نمبر 15 کے اساتذہ کی تقرری کی کوئی منظوری نہیں دی، حکومت کی جانب سے نویں دسویں جماعت میں عربی کی تدریس کے لئے ہی سکیل نمبر 9 میں عربی اساتذہ کی تقرری ہونا تھی اور سکیل نمبر 9 میں عربی اساتذہ کی آسامیاں منظور ہو کر تقرریاں ہوئی ہیں۔ ہائی مدارس میں اب تک تین ہزار اساتذہ کی تقرریاں ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر :- اگلا سوال میاں محمود احمد

لاہور میں قائم تعلیمی مدارس کی تفصیلات

1291- **میاں محمود احمد** :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) لاہور میں قائم شدہ سرکاری پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں زیر تعلیم طلباء و طالبات کی سکول وار تعداد کیا ہے اور سکولوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) تدریسی عملہ اور دفتری عملہ کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے اور متذکرہ عملہ کی تنخواہ اور سکول پر خرچ آنے والے دیگر اخراجات ماہانہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم جناب غلام حیدر وائیں :- فہرست میں ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) :- فہرست ایوان کی میز پر رکھی گئی۔

(ب) :- فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا! جو فہرست ایوان کی میز پر رکھی ہوئی تھی اس میں ٹوٹل نہیں ہے۔ کیونکہ سوال کچھ اس طرح سے ہے۔ لاہور میں قائم شدہ سرکاری پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں زیر تعلیم طلباء و طالبات کی سکول وار تعداد کیا ہے اور سکولوں کے نام کیا ہیں اور جز (ب) میں یہ پوچھا ہے کہ تدریسی عملہ اور دفتری عملہ کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے اور متذکرہ عملہ کی تنخواہ اور سکول پر خرچ آنے والے دیگر ماہانہ اخراجات کیا ہیں؟ یہ جناب والا سکول کے اخراجات علیحدہ لکھنے

چاہئے تھے اور تنخواہ کے اخراجات علیحدہ لکھنے چاہئے تھے دوسرا اس کا ٹوٹل بھی موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر :- اس کا ٹوٹل کرنے کے لئے کہیں کہا گیا ہے؟

وزیر تعلیم :- جناب سپیکر میں اس کی تعداد عرض کر دیتا ہوں۔ جناب والا لاہور میں سرکاری سکولوں کی تعداد 1295 ہے جن میں پرائمری سکول برائے طلباء 567 اور پرائمری سکول برائے طالبات 388 مڈل سکول برائے طلباء 56 مڈل سکول برائے طالبات 72 ہائی سکول طلباء 100 اور ہائی سکول برائے طالبات 112 ہیں۔ اس طرح کل تعداد 1295 ہے۔ پرائمری سکول جو پرائیویٹ انجمنیں چلا رہی ہیں ان کے تحت پرائیویٹ پرائمری سکول برائے طلباء کی تعداد 584 پرائیویٹ زیر انتظام چلنے والے مڈل سکولوں کی تعداد 506 اور ہائی سکولوں کی تعداد 469 ہے۔ اس لحاظ سے لاہور میں پرائیویٹ اداروں کے زیر انصرام چلنے والے سکولوں کی تعداد 1559 ہے۔ لاہور میں سرکاری ہائی سکولوں میں طلبا کی تعداد 94468 ہائی سکول برائے طالبات میں طالبات کی تعداد.....

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر' میں پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو وزیر صاحب پڑھ رہے ہیں وہ ایوان کی میز پر رکھی گئی فہرست کے کون سے صفحے پر پڑھ رہے ہیں۔

وزیر تعلیم :- آپ نے مجھ سے تعداد پوچھی ہے میں تعداد بتا رہا ہوں۔ ویسے اس کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں اور میں آپ کو List بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر :- جو کچھ آپ پڑھ رہے ہیں وہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

وزیر تعلیم :- ایوان کی میز پر تمام تفصیلات رکھ دی گئی ہیں۔

جناب فضل حسین راہی :- جو تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی گئی ہیں ان میں یہ نہیں ہے۔

وزیر تعلیم :- جناب سپیکر' عرض یہ ہے کہ میرے پاس اس کے نوٹس ہیں۔ ان نوٹس کا ایوان کا پڑھنا بہت ضروری نہیں ہے۔ اس کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر :- وہ یہی دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کس جگہ دیا گیا ہے' کوئی صفحہ نمبر ہے۔

وزیر تعلیم :- سر' اس کی پوری تفصیلات ایوان کی میز پر پڑی ہوئی ہیں۔

جناب فضل حسین راہی :- یہی فہرست علاوہ ہے اور نوٹس علاوہ ہیں۔

وزیر تعلیم :- نہیں جناب والا' ان کی جو ٹوٹل تعداد ہے وہ میں نے نوٹس میں دی ہوئی ہے تاکہ اس سے روگردانی نہ ہو سکے اور آپ کا وقت بچ جائے۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا' وقت بچانے کے لئے ہی تو یہ ایوان کی میز پر رکھی گئی ہیں۔ ورنہ پڑھنے کے لئے کہا جاتا تو آج کا سارا سیشن ہی یہ پڑھتے رہتے۔

وزیر تعلیم :- آپ نے مجھ سے تعداد کی تفصیلات پوچھی ہیں وہ میں نے بتا دی ہیں اور اس کا اگر ٹوٹل کریں تو وہ یہی ہو گا جو میں نے بتایا ہے۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر' وقت کے ضیاع سے بچانے کے لئے یہ کرتے ہیں کہ اس کو ایوان کی میز پر رکھ دیتے ہیں اور پھر یہ اتنے لمبے نوٹس پڑھنے شروع کر دیتے ہیں۔

وزیر تعلیم :- نہیں' آپ سمجھنے کی کوشش نہیں فرماتے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں نے اس کے نوٹس لے کر بتائے ہیں۔ اگر ایک ایک پڑھیں گے تو اس میں تو دو گھنٹے لگیں گے۔

جناب سپیکر :- سوال یہ ہے کہ یہ جو سوال پوچھا گیا ہے کہ لاہور میں قائم شدہ پرائمری' مڈل اور ہائی سکولوں میں زیر تعلیم طلباء اور طالبات کی سکول وار تعداد کیا ہے' سکولوں کے نام کیا ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ سارے پڑھ کے سنائے جائیں۔

جناب فضل حسین راہی :- نہیں' جناب والا' یہ ممکن نہیں ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ جو انہوں نے تعداد لکھی ہے اس کا ٹوٹل اس حوالے سے کہ جس حوالے سے یہ سوال کی Sense ہے اس کا تو یہ جاننا مقصود تھا' وہ تو ضروری تھا۔ انہوں نے وہ ٹوٹل نہیں کیا ہے۔ میں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ انہوں نے ٹوٹل نہیں کیا باقی یہ جو پڑھنا چاہتے ہیں اس کو پڑھنے کے لئے بھی میں نہیں کہہ رہا۔

جناب سپیکر :- سوال پوچھا نہیں گیا۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر' لیکن یہ Understood بات ہے کہ لاہور میں کتنے سکول ہیں۔ کتنے کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ کچھ تو کہے کہ ہمارے اتنے سکول ہیں۔ کوئی آدمی پوچھتا ہے کہ کتنے سکول ہیں۔ آپ اس کو بجائے اس کے کہ کل تعداد بتا دیں آپ پانچ سو کے نام سنانا شروع کر دیں یہ تو مناسب ہی نہیں ہے۔

جناب [illegible] اس کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب۔

لاہور میں قائم شدہ کالجوں کے بارے میں تفصیلات

1292- میاں محمود احمد کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) [illegible] میں قائم شدہ کالجوں میں زیر تعلیم طلباء و طالبات کی کالج وار مجموعی تعداد کیا [illegible]

(ب) متذکرہ کالجوں میں متعین تدریسی عملہ اور دفتری عملہ کی علیحدہ علیحدہ مکمل تعداد کیا ہے؟

(ج) تدریسی اور دفتری عملہ پر تنخواہ و دیگر الاؤنسز وغیرہ کی صورت میں ماہانہ کیا اخراجات صرف ہوتے ہیں مکمل تفصیل ایوان کے سامنے پیش کی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں) :- لف ہے۔ (الف پر)

(i) تعداد تدریسی عملہ 2669 (ii) تعداد [illegible] 18

(iii) تعداد دفتری عملہ 726 (v) تعداد دیگر عملہ 1028

تفصیل لف ہے۔ (ب پر)

-/1,49,82,850 روپے ماہانہ تفصیل ج پر لف ہے۔

جناب سپیکر :- اگلا سوال نمبر 1416 جناب چودھری غلام احمد خاں

ایل گھمناں کے مڈل سکولوں کا درجہ بڑھانے کے اقدامات

*1416- جناب غلام احمد :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) حلقہ 151 پی پی میں کسی بوائز مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت چارو اور ایل گھمنان کے مڈل سکولوں کا درجہ بڑھانے پر غور کر رہی ہیں اگر ایسا ہے تو کب مذکورہ سکولوں کا درجہ بڑھا دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں) :-

(الف) 87-1986ء میں اس حلقے میں گورنمنٹ بوائز مڈل سکول ایل گھمناں کو ہائی کا درجہ دیا گیا۔ امسال ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ کمیٹیوں کی تجاویز پر کارروائی ہو رہی ہے۔

(ب) حکومت نے ان دونوں سکولوں کا درجہ بڑھا دیا ہے۔ ایل گھمناں کو 87-1986ء اور چارو کو 88-1987ء اور چارو کو 88-1987ء میں ہائی کا درجہ دینے کی منظوری دی گئی۔

چودھری غلام احمد :- ضمنی سوال جناب سپیکر' میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اس حلقہ میں ان دو سکولوں کے علاوہ ان سالوں میں کسی اور سکول کا درجہ بھی بڑھایا گیا یا نہیں؟

وزیر تعلیم :- جناب سپیکر' پہلے تو میرے فاضل بھائی نے ایک سکول کے متعلق پوچھا تھا اور میں نے جواب دیا ہے کہ ایک سکول کی بجائے دو سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس کو دیا جا چکا ہے اور ایک کو اس سال دیا جا رہا ہے۔ تاہم اس سے آگے ہائی سکولوں کا درجہ دینے کے متعلق جو انہوں نے سوال کیا ہے۔ مہربانی کر کے آپ اس تین سالہ ترقیاتی پروگرام میں دیکھیں جو کہ آپ کی مجلس ضلعی ترقیاتی کمیٹی نے تیار کئے ہیں۔ اس کی تفصیل آپ کو وہیں ملنی چاہئے۔ آپ نے جو کچھ وہاں دیا ہو گا وہی یہاں آئے گا۔

جناب سپیکر :- جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- سوال نمبر1434ء

جناب سپیکر :- یہ جواب کافی لمبا ہے۔ اسے پڑھا گیا تصور کر لیتے ہیں۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- میں یہ پڑھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر :- آپ کو تو پڑھ کے آنا چاہئے تھا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- مجھے کاپی ابھی ملی ہے۔ ابھی میں آیا ہوں اور ابھی یہ مجھے دیا گیا ہے۔ میں اس پر تیار ہی نہیں تھا۔ اگر آپ اجازت دیں تو آپ اگلا سوال کر لیں میں اس کو ذرا دیکھ لوں۔

جناب سپیکر :- یہ سیکریٹری اسمبلی نے مجھے بتایا ہے کہ یہ اس سے پہلے بھی مشتہر کئے گئے ہیں اور آج دوسری مرتبہ کئے گئے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- نہیں جناب والا' ہمیں نہیں ملے۔

جناب سپیکر :- جناب وائیں صاحب' آپ مولانا صاحب کے لئے پڑھ دیجئے۔

فاضلین السنہ شرقیہ کے اساتذہ کو گریڈ 15 دینے کی سفارش

*1434- **جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے لئے تعلیمی میدان میں اردو کو ذریعہ تعلیم اور عربی کو لازمی مضمون کی حیثیت دے رکھی ہے لیکن مذکورہ مضامین کے اساتذہ اور دوسرے مضامین کے اساتذہ کی تنخواہ میں خاصے تفاوت کی وجہ سے اول الذکر میں بے چینی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ ایجوکیشن کوڈ 46-1933ء کے مطابق عہد برطانیہ میں حکومتی عربی' فارسی اسلامیات انگریزی اردو اور سائنس کے اساتذہ کو یکساں تنخواہ دیتی رہی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 55-1951ء یونیورسٹی کیلنڈر کے مطابق فاضلین السنہ شرقیہ کو گریجویٹ تسلیم کیا گیا تھا اور 1962ء اور 1969ء کی تعلیمی پالیسی میں بھی فاضلین السنہ شرقیہ کے حق میں بی ایڈ اساتذہ کے مساوی تنخواہ دینے کی سفارش کی گئی ہے۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ 5 اکتوبر 1982ء کو اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی سفارشات میں

بھی او _ ٹی اور بی _ ایڈ اساتذہ کو یکساں تنخواہ دینے کی سفارش کی گئی ہے۔

(ہ) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ مسلح افواج میں انہیں اساتذہ کے مساوی قابلیت کے حامل حضرت کو گریڈ 17-15 اور محکمہ اوقاف میں گریڈ 19-14 دیا جاتا ہے۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں وفاقی حکومت نے دس جولائی 1984ء سندھ کی صوبائی حکومت نے بھی جولائی 1984ء سے او ٹی اساتذہ کو بالترتیب سکیل 14,15 عطا کر دیئے ہیں۔ لیکن صوبہ میں ہائی کلاسز میں عربی/فارسی/اساتذہ 425 نمبرات کے چار مضامین اور انگلش اساتذہ اسی نوعیت کے 325 نمبرات کے تین مضامین پڑھاتے ہیں جبکہ او ٹی اساتذہ کو گریڈ 19 اور بی ایڈ کو گریڈ 14 دیا جاتا ہے۔

(ز) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صوبہ میں فاضلین عربی فارسی اور اردو کو سکیل 15 کی بجائے سکیل 9 دینے کی کیا وجوہات ہیں کیا حکومت وفاقی حکومت اور سندھ کی صوبائی حکومت کی طرح متذکرہ اساتذہ کو گریڈ 15 دینے پر غور کر رہی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو اس پر کب تک عملدرآمد متوقع ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں) :-

(الف) جی ہاں۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے تعلیمی میدان میں اردو کو ذریعہ تعلیم اور عربی کو لازمی مضمون کی حیثیت دے رکھی ہے۔ جہاں تک تفاوت کا تعلق ہے او ٹی اردو کے اساتذہ کا گریڈ 9 ہے کیونکہ دونوں کا تعلیمی معیار اور پیشہ وارانہ قابلیت یکساں ہے تاہم عربی پڑھانے والے استاد کے پاس اگر بی ایڈ کی ڈگری ہو تو اسے گریڈ 15 دے دیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ ایس ایس ٹی کی پوسٹ پر کام کر رہا ہو۔ یہی صورت حال اردو پڑھانے والوں کی ہے۔ دوسرے الفاظ میں کوئی تفاوت موجود نہیں ہے۔ اگر کوئی تفاوت موجود ہے تو وہ تعلیمی اور پیشہ وارانہ قابلیت میں اضافے کی بنیاد پر ہے۔

(ب) ایجوکیشن کوڈ کا بنیادی طور پر اساتذہ کی تنخواہوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

(ج) السنہ شرقیہ کو گریجویٹ کے برابر تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ 1962ء میں کوئی تعلیمی پالیسی نہیں آئی۔ 1969ء میں جو تعلیمی پالیسی مرتب کی گئی اس میں بھی اساتذہ کی تنخواہوں کے تقابل کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

(د) اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات وفاقی حکومت کو موصول ہوئی ہیں جو کہ مناسب غور و خوض کے بعد ان پر عملدرآمد کے لئے ہدایات جاری کرتی ہے۔ حکومت پنجاب کو اس سلسلے میں کوئی ہدایت موصول نہیں ہوئی۔

(ہ) حکومت پنجاب محکمہ تعلیم میں صوبائی حکومت سے منظور شدہ تنخواہیں دیتی ہے جہاں تک محکمہ افواج کا تعلق ہے یہ ادارہ فیڈرل گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں ہے محکمہ اوقاف کے متعلق کاپی لف ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ محکمہ اوقاف گریڈ 12 دیتا ہے اور وہ بھی صرف ان اساتذہ کو گریڈ 12 دیتا ہے جو دریں نظامی کے سند یافتہ ہیں اور قرآن و حدیث اور عربی زبان پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ باقی اساتذہ کو محکمہ تعلیم کی طرح گریڈ 9 دیا جاتا ہے۔

(و) جی ہاں۔ یہ درست ہے وفاقی حکومت اور حکومت سندھ او ٹی اساتذہ کو گریڈ 15-14 دے دیتی ہے اور حکومت پنجاب بھی اسی معاملے پر غور و خوص کر رہی ہے لیکن جہاں تک ہائی کلاسز میں مضامین پڑھانے کے لئے نمبروں کا ذکر ہے اسی میں مختلف مضامین پڑھانے کے لئے امتحانی نمبروں کی تعداد کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا اور نہ ہی اس طرح سے نمبروں کی کوئی حد مقرر ہے۔

(ز) جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ تاہم حکومت اس تمام معاملے کے مختلف پہلوؤں اور مضمرات پر غور کر رہی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر' یہ "د" جزو کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات وفاقی حکومت کو موصول ہوتی ہیں جو کہ مناسب غور و خوض کے بعد ان پر عملدرآمد کے لئے ہدایات جاری کرتی ہیں۔ حکومت پنجاب کو اس سلسلے میں کوئی ہدایت موصول نہیں ہوئی۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ وفاقی کونسل کی جو سفارشات ہماری اسمبلی میں ہمیں دی گئی ہیں اور ان کے لئے دو تین دفعہ وقت بھی مقرر کیا گیا ہے اور ان پر کچھ بحث بھی ہوئی ان میں یہ سفارش موجود ہے یا نہیں ہے۔؟

وزیر تعلیم :- اسلامی نظریاتی کونسل نے گریڈ کے بارے میں محکمہ تعلیم کو ابھی تک کوئی ہدایات موصول نہیں ہوئیں۔ جہاں تک جس بات کا تذکرہ مولانا صاحب نے کیا ہے وہ تو ان کی اصولی پالیسی ہے۔ اس پر آرا طلب کی گئی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب تک واضح طور پر ہدایات' خاص طور پر گریڈوں کے سلسلہ میں نہ آئیں اس وقت تک ان پر عملدرآمد کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات میں السنہ شرقیہ' عربی زبان کے اساتذہ کے لئے یہ سفارش موجود ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا میں گزارش کروں گا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات میں السنہ شرقیہ اور عربی زبان کے اساتذہ کے لئے یہ سفارش موجود ہے۔ اگر میں وہ پیش کروں تو کیا وزیر موصوف اس پر عمل درآمد فرمائیں گے؟ یا کوئی یقین دھانی کروائیں گے؟ یا پھر وہ اپنی اس لاعلمی کا اعتراف کریں گے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس میں یہ سفارشات نہیں ہیں۔ اگر میں یہ سفارشات پیش کر دوں تو پھر اس کا کیا علاج ہو گا۔

غلام حیدر وائیں' وزیر تعلیم :- جناب والا جس بات کا مولانا صاحب تذکرہ فرما رہے ہیں وہ بھی نظریاتی کونسل کی طرف سے برائے بحث ایوان میں آئی ہے اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ جو سفارشات ایوان میں بحث کے لئے آئی ہیں حکومت نے ان کو من و عن تسلیم کر لیا ہے۔ ان سفارشات کے بعد جب بات واپس جائے گی وفاقی حکومت میں تو پھر ان میں سے وہ جن جن چیزوں کو قابل عمل سمجھیں گے ان کے بارے میں وہ صوبائی حکومتوں کو واضح ہدایات جاری کریں گے۔ اس لئے ان گریڈوں کو Improve کرنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ہمیں ابھی تک وفاقی حکومت کی طرف سے کوئی واضح ہدایات موصول نہیں ہوئیں' اس لئے ابھی ان کے لاگو کرنے کا سوال

پیدا نہیں ہوتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا اسلامی نظریاتی کونسل اپنی سفارشات ہی پیش کر سکتی ہے اس پر عملدرآمد کرنا صوبوں کا کام ہے' صوبہ سندھ نے اس پر عمل درآمد شروع کیا ہوا ہے۔ جیسا کہ جزو (و) کے جواب میں وہ مان رہے ہیں کہ صوبہ سرحد او۔ ٹی اساتذہ کو گریڈ 14-15 دے رہا ہے اور آپ کو یاد ہو گا کہ اس ایوان میں ہمارے جو سابق وزیر تعلیم تھے انہوں نے میرے ایک سوال پر یقین دہانی فرمائی تھی کہ ہم بھی ان کو صوبہ سندھ کی طرح پنجاب میں گریڈ دیں گے اور ہم اس پر عنقریب عمل درآمد کریں گے۔ میں نے جناب کی وساطت سے یہ بار بار سوال کیا تھا وہ عنقریب کی کوئی حد' کوئی Limit مقرر کریں' لیکن وہ حد مقرر نہ کر سکے یا قصداً" انہوں نے حد مقرر نہ کی' تو اب پھر اس میں وہی بات ہے۔ اس جواب جزو (و) میں یہ لکھا گیا ہے کہ گریڈ 14 اور 15 دے رہے ہیں اور حکومت پنجاب بھی اس پر غور و خوض کر رہی ہے تو یہ غور و خوض کب تک ہوتا رہے گا۔ صوبہ سندھ اس پر کب سے عملدرآمد کر رہا ہے اور یہاں جب بھی یہ بات ہوتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ابھی اس پر غور و خوض ہو رہا ہے تو یہ غور و خوض کب تک ہوتا رہے گا اور اس پر کب عملدرآمد ہو گا؟

وزیر تعلیم :- جناب والا فاضل رکن نے یہ کوئی بات تو نہیں کی ہے بلکہ ایک پورا مقالہ بیان فرما دیا ہے۔ لیکن بہرحال جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے میں اس کی تھوڑی سی تفصیل عرض کر دیتا ہوں۔ فاضل رکن کا مقصد یہ ہے کہ جو ہمارے او۔ٹی ٹیچر ہیں اور اب بھی پڑھاتے ہیں ان کو پنجاب میں گریڈ 9 دیا جاتا ہے اور آپ کا مقصد یہ ہے کہ ان اساتذہ کرام کو گریڈ 15 دیا جائے اور اس کے لئے وجہ یہ بتائی ہے چونکہ حکومت کی جانب سے او ٹی عربی پڑھانے والے اساتذہ کو گریڈ 15 دیا جاتا ہے لہٰذا ہم بھی اس کی تقلید کرتے ہوئے ان کو یہ گریڈ دیں۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ہم پنجاب میں او ٹی ٹیچر کو گریڈ 9 دے رہے ہیں اور جناب والا اس کا تعلیمی معیار یہ ہے کہ میٹرک کے بعد ایک طالب علم امیدوار فاضل عربی کرتا ہے۔ اردو میں یا فارسی میں فاضل کرنے کے بعد وہ متعلقہ مضمون میں پھر وہ او ٹی کے لئے 9 ماہ کی ٹریننگ لیتا ہے پھر وہ او ٹی ٹیچر کہلاتا ہے۔ یہاں پر اسے گریڈ 9 دیا جاتا ہے' اس وقت اپنے ایس سی' او ٹی ٹیچر کو بھی ہم گریڈ 9 ہی دیتے ہیں جو کہ میٹرک ہی نہیں بلکہ ایف اے کرنے کے بعد سی ٹی کرتا ہے اور پھر اسے بھی گریڈ 9 ہی دیا جاتا ہے۔ مولانا صاحب نے سندھ میں جو گریڈ 15 کا تذکرہ کیا ہے اس کی صورتحال یہ ہے کہ ان کی شرط یہ ہے کہ اگر او ٹی ٹیچر بی اے

پاس کرلے اور اس کا تجربہ بطور اوٹی ٹیچر کے پانچ سال کا ہو تو پھر اسے گریڈ 15 دے دیا جاتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا مجھے اس بات پر اعتراض ہے کہ انہوں نے لفظ "شرط" ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس کی تصحیح کر دی جائے تو بہتر ہو گا۔ یا پھر پیر پگاڑا سے کروا لی جائے۔ کیونکہ شرط سے ان کا بھی خاصا تعلق ہے۔

وزیر تعلیم :- آج ماشاء اللہ ہمارے فاضل دوست پنجابی میں بات کرنے والے اور پنجابی میں بات کرنے کے لئے اصرار کرنے والے اردو میں بات کر کے اردو میں بول کر اس کی تصحیح فرما رہے ہیں۔ تو جناب والا میں گزارش کر رہا تھا کہ مولانا صاحب میری گزارش سن رہے ہوں گے کہ صوبہ سندھ میں جو بنیادی شرط ہے وہ یہ ہے کہ اوٹی ٹیچر نے بی اے پاس کیا ہوا ہو اور اس کا کم از کم پانچ سال کا تجربہ ہو۔ یا اوٹی ٹیچر اس نے ایف اے پاس کیا ہوا ہو اور اس کا تجربہ دس سال کا ہو تو پھر اسے گریڈ 15 دیا جاتا ہے۔ یہ ان کی شرط ہے مگر یہاں پر ویسے تو بی ایڈ ٹیچر اگر فارسی' اردو یا عربی پڑھائے تو اسے گریڈ 15 دے دیا جاتا ہے اور وہاں پر اس کا بھی انگریزی کو پاس کرنا شرط لازم ہے۔ اس لئے آپ جو بات صوبہ سندھ کی' صوبہ پنجاب پر لاگو کر رہے ہیں وہ ایسے ہی لاگو نہیں ہو رہی ان شرائط کا لاگو ہونا بھی لازمی ہے' چونکہ یہاں پر ایسی کوئی شرط نہیں ہے' مگر وہاں پر بھی کسی اوٹی ٹیچر کو گریڈ 15 نہیں مل رہا' جیسے پانچ سال کا تجربہ نہ ہو اور جس نے بی اے پاس نہ کیا ہو یا جس نے ایف پاس نہ کیا ہو اور اس کا دس سالہ تجربہ نہ ہو یہ صورتحال بھی حکومت کے زیر غور ہے لیکن آپ اس بات کو بھی ذرا دھیان میں رکھیں' کہ ایف اے سی ٹی طلباء جو ہیں آپ نے ان کو بھی وہی گریڈ دینا ہو گا اور یہ اتنا بڑا مالی بوجھ ہے جب تک اس کے متعلق صوبائی حکومت کوئی واضح فیصلہ نہ کرے اس وقت تک اس کی کوئی یقین دھانی نہیں کروائی جا سکتی۔

جناب سپیکر :- شکریہ!

مولوی محمد غیاث الدین :- جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر تعلیم سے یہ دریافت کروں گا کہ وفاق المدارس اور تنظیم المدارس کے فارغ التحصیل طلبا کی اسناد کو حکومت نے ایم۔ اے کے برابر جب تسلیم کر لیا ہے تو پھر گریڈ 15 حاصل کرنے کے لئے بی۔ ایڈ کی شرط کیوں لگائی جاتی ہے۔

وزیر تعلیم :- جناب سپیکر جو میرے بھائی نے وفاق المدارس کی بات ارشاد فرمائی ہے وہ ا

کیٹیگری کے طلباء اور علماء نہیں ہیں۔ جو کہ آپ کے دینی مدارس میں درس نظامی' قرآن اور حدیث کی آٹھ سالہ ٹریننگ حاصل کرتے ہیں اور وہ احباب ہیں جن کو آپ کے اوقاف کی مساجد میں یا دوسرے محکموں میں لیا جاتا ہے اور ان کو ان کی Exceptional صلاحیتوں کی بنیاد پر وہاں پر گریڈ بہتر دیا جاتا ہے لیکن یہ بات او ٹی والے کی نہیں ہے کہ اس کو ایم اے کے برابر تسلیم کرلیا جائے جس نے فاضل کیا ہو لہذا ایم اے عربی بھی اگر بی ایڈ نہ ہو ان ٹرینڈ ہوں انہیں بھی گریڈ 9 ہی ملتا ہے۔ یہ بات جو آپ فرما رہے ہیں یہ ان طلباء کی ہے جو کہ آٹھ سالہ تجربہ حاصل کرتے ہیں وفاق المدارس کے دینی اداروں میں اور او ٹی والے طلباء کا اور ان کا آپس میں Training کا بہت بھاری تفاوت ہے لہذا ان کو ایم اے کے برابر درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

*-- **مولوی محمد غیاث الدین** :- جناب سپیکر میں نے یہ دریافت کیا ہے کہ جب حکومت نے تنظیم المدارس اور وفاق المدارس کے فارغ التحصیل طلباء کو اسناد ایم اے کے برابر تسلیم کرلیا ہے پھر بھی بی ایڈ کی شرط گریڈ 15 لینے کے لئے کیوں ساتھ لگاتے ہیں۔

*-- **جناب سپیکر** :- مولانا صاحب اس سوال کو ذرا دھرا دیجئے گا۔

*-- **مولوی محمد غیاث الدین** :- جناب وزیر تعلیم صاحب سے میں نے یہ عرض کی ہے کہ وفاق المدارس اور تنظیم المدارس کے فارغ التحصیل طلباء کی اسناد کو حکومت دے ایم اے کے برابر تسلیم کرلیا ہے۔ پھر انہیں گریڈ 15 دینے کے لئے یہ جو آپ نے اپنے جواب میں ذکر کیا ہے کہ وہ بی ایڈ ہوں یہ شرط کیوں لگائی گئی ہے جب ایم اے کے برابر سند تسلیم کرلی ہے پھر انہیں گریڈ 15 ضرور ملنا چاہیے۔

*-- **وزیر تعلیم** :- جناب سپیکر میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ وہ ایک ایسی کیٹیگری ہے جو او ٹی کے درجے کے برابر کی نہیں ہے۔ آپ کے اس وقت بھی وفاق المدارس سے بعض علماء پاس کر کے ہماری اوقاف کی مساجد میں وہ 15 گریڈ سے بھی زیادہ گریڈ لے رہے ہیں۔ اگر ان میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ اچھے مقرر ہیں۔ اچھے خطیب ہیں اور قرآن و حدیث پر ان کا بہت بھاری عبور ہے پھر تو ان کو اس گریڈ سے بھی بڑھ کر تنخواہ دے دی جاتی ہے۔ لیکن جہاں تک او ٹی کے لیول کی تربیت کا تعلق ہے اس کا اس وقت ہمارے ہاں درجہ اور گریڈ یہی ہے۔

*-- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب سپیکر میں نے سوال کیا تھا اور جناب وزیر موصوف نے یہ

کہا ہے کہ حکومت پنجاب اس معاملے پر غور و خوض کر رہی ہے۔

*-- **جناب سپیکر** :- مولانا صاحب یہ آپ کا آخری سوال ہے۔

*-- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- اس سوال کا جواب بھی لمبا تھا اور ابھی میرے ضمنی سوالات بھی بہت باقی ہیں۔

*-- **جناب سپیکر** :- اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ ذرا دیکھ کر سوال کیجئے جو اہم ہیں۔

*-- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- میں نے جو پہلے سوال کیا تھا اس کا ابھی جواب نہیں آیا۔

*-- **جناب سپیکر** :- اس کا جواب آیا ہے۔

*-- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- انہوں نے فرمایا ہے کہ حکومت پنجاب اس معاملے پر غور و خوض کر رہی ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ سال ڈیڑھ سال پہلے میں نے ایک سوال کیا تھا اس وقت بھی یہ جواب دیا گیا کہ حکومت پنجاب غور و خوض کر رہی ہے۔ اب بھی یہی جواب آیا کہ حکومت پنجاب غور و خوض کر رہی ہے تو بقول رانا پھول محمد صاحب یہ 1990ء تک غور و خوض ہوتا رہے گا آئندہ جب نئی اسمبلی بیٹھے گی پھر وہ بھی غور و خوض کرتی رہے گی۔ اس غور و خوض کرنے کی کوئی میعاد بھی ہے یا نہیں۔ کب تک اس کا فیصلہ ہوگا۔

*-- **جناب سپیکر** :- یہ سوال اب ہو گیا کہ اس کی کوئی میعاد آپ مقرر کرتے ہیں۔

*-- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جی ہاں کوئی میعاد مقرر کریں۔ جب سندھ میں ایک صوبے میں عمل ہے اور یہاں نہیں ہے اور دوسری اس ضمن میں ایک وضاحت میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں جو انہوں نے فرمایا ہے کہ وہاں یہ شرائط ہیں کہ بی اے ہو پانچ سال کا اس کا تجربہ ہو اس کو گریڈ 15 دیا جاسکتا ہے۔ کیا انہیں شرائط پر پنجاب میں ان اساتذہ کو 15 گریڈ دینے کو تیار ہیں۔

*--**جناب سپیکر** :- یہ صحیح سوال ہے۔

*-- **وزیر تعلیم** :- مولانا صاحب کے سوال کا جو دوسرا حصہ زیادہ Relevant ہے۔ جہاں تک ان کا پہلا سوال ہے اس کا جواب تو میں نے دے دیا ہے کہ سندھ حکومت کی طرف سے بھی صرف انہی او ٹی اساتذہ کو 15 گریڈ دیا جاتا ہے جو ان کی شرائط پوری کر رہے ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں چھان

بین کی ہے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ایسے اساتذہ پنجاب میں کتنے ہیں جو کہ او ٹی ہیں جنہوں نے بی اے بھی پاس کرلیا ہے اور جو پانچ سالہ تجربہ بھی رکھتے ہیں۔ چونکہ پنجاب میں یہ سلسلہ ہمارے دوسرے گریڈ ون کے ساتھ منسلک کرتا ہے اس لئے اس پر غور تو جلدی مکمل کرلیں گے لیکن مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے اس میں فیصلہ چونکہ اس میں مالیات بہت بھاری ہیں اور اس کے مقابلے میں آپ کو ایف اے سی ٹی اور او ٹی جو دوسرے کوالیفیکیشن کے لوگ ہیں ان کو بھی سامنے رکھنا پڑے گا۔ آپ کے ڈرائنگ ماسٹر ہیں۔ آپ کے ٹیکنیکل ایجوکیشن کے جنہوں نے میٹرک کے بعد ایسی کوالیفیکیشن کی ہیں اگر 15 گریڈ ان کو دے دیا جائے تو Identical کوالیفیکیشن اور ٹریننگ والے بہت سے لوگوں کو پھر آپ کو وہی گریڈ دینا پڑے گا۔ اس لئے اس پوزیشن پر ہم سنجیدگی سے جلد فیصلہ کرنے کی کوشش کریں گے کہ وہ او ٹی جنہوں نے بی اے پاس کرلیا ہے جن کا تجربہ اس فیلڈ میں پانچ سال کے برابر ہے ان کا جلدی فیصلہ کیا جائے اور مجھے امید ہے کہ ہم انشاء اللہ اس سال کے دوران اس کا کوئی فیصلہ کر کے محکمہ تعلیم محکمہ مالیات کو یہ کیس بھجوا دیں گے۔

* -- **جناب سپیکر** :- اگلا سوال۔

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب سپیکر میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا آپ نے مولانا صاحب کی وجہ سے کہا تھا۔ جناب والا آپ ضمنی سوال کرنے کی اجازت دیں گے۔

* -- **جناب سپیکر** :- راہی صاحب ضمنی سوال۔

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب والا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب کے جزو (الف) میں ارشاد فرمایا ہے کہ حکومت نے اردو کو ذریعہ تعلیم کے طور پر اپنایا ہے اور عربی کو لازمی مضمون کے طور پر اپنایا ہے۔ جناب سپیکر میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا وہ پنجابی زبان کو یعنی پنجابی مضمون کو بطور لازمی مضمون کے رائج کرنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ یہ ان کی اپنی زبان ہے۔ آپ عربی کو تو بطور لازمی مضمون کے نصاب میں شامل کرتے ہیں لیکن پنجابی زبان کو آپ شامل نہیں کرتے۔ اس کی کوئی وجہ آپ بتائیں گے۔ جو ہماری اپنی زبان ہے سارے پنجاب کی زبان ہے۔ اس کے بارے میں حکومت کا کیا پروگرام ہے۔

* -- **جناب سپیکر** :- راہی صاحب آپ ذرا سوال دھرائیے گا۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر! انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ اردو زبان ذریعہ تعلیم کے طور پر چل رہی ہے اور عربی زبان کو بطور مضمون کے ہم نے لازمی بچوں کے نصاب میں شامل کردیا ہے۔ جناب سپیکر میرا سوال یہ ہے کہ عربی زبان کو آپ نے لازمی مضمون کے کیا وہ تو اپنی جگہ درست ہے وہ آپ نے کرلیا اب آپ کی اپنی زبان پنجابی ہے تو کیا آپ پنجابی زبان کو بطور لازمی مضمون کے اپنے نصاب میں شامل کرنے کے لئے تیار ہیں یعنی بچوں کے نصاب میں؟

جناب سپیکر :- وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم :- پنجابی بھی اختیاری مضمون کے تحت کئی سطحوں پر رائج ہے اور ہماری پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے پنجابی کی کلاسوں کا باقاعدہ اہتمام موجود ہے لیکن جہاں تک پنجابی کو ایک اختیاری مضمون کے پرائمری یا مڈل یا ہائی حصے میں بطور مضمون کے اختیار کرنے کا تعلق ہے میری معلومات کے مطابق ابھی تک اس کی گنجائش نہیں ہے تاہم میں اس معاملے کو محکمہ تعلیم کے سپرد کرونگا تاکہ وہ اس بات کا جائزہ لیں اس کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے۔

جناب فضل حسین راہی :- حکومت پاکستان کی طرف سے پنجاب کے حوالے سے Unesco کو اطلاع دی گئی ہے کہ ہم پنجابی زبان کو اسکولوں کی سطح پر رائج کر چکے ہیں اور وہ چٹھیاں ہر ہیڈماسٹر کے نام پر جاری ہو چکی ہیں وہ بھی میرے پاس موجود ہیں اگر مجھے یہ پتہ ہوتا کہ یہ معاملہ آج discuss ہو گا تو میں وہ لے آتا۔ لیکن اگر یہ مناسب سمجھیں تو میں یہ ان کو دکھا دونگا اور وہ چٹھیاں دس سال سے موجود ہیں لیکن ایک ادارے کی اطلاع کے لئے جہاں علمی طور پر ان کا وجود نہیں ہے یہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم کوشش کریں گے کوشش تو پہلے ہو چکی ہے لیکن ان کا Physically وجود موجود نہیں ہے کاغذوں میں موجود ہے اور یہ اسکولوں کے متعلق ہے اور ان کو اس بارے میں علم ہونا چاہیے۔ اگر وہ مناسب سمجھیں تو میں یہ پیش کرسکتا ہوں۔

جناب سپیکر :- لیکن یہ کوئی ضمنی سوال تو نہیں راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی :- نہیں' یہ کہہ رہے ہیں۔کہ ابھی یہ ممکن نہیں ہے۔ لیکن یہ بات تو اس سے پہلے ہو چکی ہے' اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ فیصلے تو ہو چکے ہیں' ابھی ان کے علم میں نہیں ہیں۔ یہ بات ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ میرے یا محکمے کے علم میں نہیں ہے لیکن محکمہ جو کرتا

ہے' وہ بعض لوگوں کے علم میں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر :- ٹھیک ہے۔ شکریہ' تشریف رکھیئے۔

ملک طیب خان اعوان :- ضمنی سوال - جناب سپیکر' میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کئی ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچر نہیں ہیں۔ سکول خالی پڑے ہیں۔ اگر محکمے کے پاس تربیت یافتہ اساتذہ نہیں ہیں تو جو لڑکے ہیں۔ بی ایس سی یا ایم ایس سی کر کے بے روزگار مارے مارے پھر رہے ہیں' فی الحال انہیں لگا کر یہ اپنا فرض کیوں نہیں پورا کردیتے؟ اس ضمن میں ان کا کیا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر :- یہ سوال تو کافی اہم ہے' لیکن اس سوال سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ویسے اگر وزیر تعلیم اس پالیسی معاملے پر بیان دینا پسند کریں تو بیان دیں۔

رانا پھول محمد خان :- جناب سپیکر' ایسا سوال پوچھا جاسکتا ہے جو صوبے بھر کے مفاد میں ہو۔

وزیر تعلیم :- جناب سپیکر' حکومت پنجاب اپنے تمام تعلیمی اداروں میں تربیت یافتہ عملہ فراہم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ حکومت کے گزشتہ دو سالوں کے اعداد و شمار اور ہمارے اقدامات اس بات کا ثبوت پیش کریں گے کہ گزشتہ دو سالوں میں ہم نے تعلیمی درسگاہوں میں خالی آسامیاں پر کرنے کی جتنی کوشش کی ہے' اس سے پہلے شاید اتنی کوشش نہ ہوئی ہو۔ .....

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر' پوائنٹ آف آرڈر - میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ انہیں American Aid مل رہی ہے۔ شاید ادھر سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہیں۔ وہ چٹیں لکھ کر "امریکن ایڈ" کی طرح انہیں Feed کرتے ہیں۔ یہ ذرا خیال کیا جائے کہ یہ چٹیں پڑھ رہے ہیں اور میں نے خود دیکھا ہے۔

ملک طیب خان اعوان :- میں فاضل رکن سے درخواست کرتا ہوں کہ جب کبھی کام کی بات ہو رہی ہو' تو خدارا' ذرا صبر کیا کریں۔ ایک کام کی بات ہو رہی ہے اور یہ درمیان میں خواہ مخواہ مداخلت کرتے ہیں۔ کسی وقت تو انہیں صبر بھی کرنا چاہیے۔

وزیر تعلیم :- جناب سپیکر' میں اپنے فاضل بھائی ملک صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا

کہ جس کی قسمت میں اچھا کام کرنا یا سننا لکھا ہی نہ گیا ہو وہ کیا کرے؟ بہرحال' میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جہاں تک تربیت یافتہ اساتذہ کو متعین کرنے کا تعلق ہے' حکومت پنجاب اور محکمہ تعلیم اس میں پوری سرگرمی سے عمل پیرا ہے۔ لیکن میں اپنے فاضل بھائی کے سوال کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہمیں سائنس کے تربیت یافتہ اساتذہ نہ ملتے ہوں اور بی ایس سی غیر تربیت یافتہ موجود ہوں تو حکومت پنجاب اور محکمہ تعلیم اس پر غور کرنے کو تیار ہے اور ہم ان کو Accommodate کرنے کو تیار ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا' ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر :- مولانا صاحب' کیا یہ بہت ضروری سوال ہے جو آپ کا رہ گیا ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- یہ بہت ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر :- تو فرمایئے۔ یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا' سوال کا جزو "و" یہ تھا کہ عربی فارسی اساتذہ جو ہائی کلاسوں کو پڑھاتے ہیں' وہ 425 نمبروں کے مضامین پڑھاتے ہیں اور انگلش اساتذہ 325 نمبروں کے مضامین پڑھاتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ کہ یہ سب اساتذہ ہائی کلاسوں کو پڑھا رہے ہیں اور عربی اس وقت لازمی مضمون ہے۔ لیکن ان کو نواں گریڈ دیا جاتا ہے اور انگلش اساتذہ کو چودھواں گریڈ دیا جاتا ہے۔ آخر اس تفاوت کی وجہ کیا ہے؟ اس کا کوئی واضح جواب انہوں نے نہیں دیا' جو میں نہیں سمجھ سکا۔ میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ آخر اس تفاوت کی وجہ کیا ہے؟ عربی بھی لازمی مضمون ہے اور وہ ہائی کلاسوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ عربی فارسی 425 نمبروں کے مضامین پڑھاتے ہیں۔ ان کو نواں گریڈ ملتا ہے اور انگریزی پڑھانے والوں کو' جو 325 نمبروں کے مضامین پڑھاتے ہیں چودھواں گریڈ ملتا ہے۔ یہ فرق اور امتیاز کیوں کیا جاتا ہے جبکہ عربی لازمی ہے اور اسلامی زبان ہے۔

جناب سپیکر :- تشریف رکھیئے۔ ضمنی سوال ہو چکا ہے۔ وزیر تعلیم اس کا جواب دیں گے۔

وزیر تعلیم :- جناب سپیکر' مولانا صاحب نے اپنے ضمنی سوال میں جس بات کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے' اس کی وضاحت یوں ہے کہ ہائی سکول میں عربی پڑھانے کے لئے او ٹی ٹیچر' اپنی تعلیمی صلاحیت کے مطابق صرف ایک مضمون عربی پڑھا سکتا ہے اور اسے او ٹی ہونے کے ناطے سے

واں گریڈ ملتا ہے جبکہ بی اے ، بی ایڈ کی تعلیمی صلاحیت اس سے بہت بہتر ہے اور وہ بیک وقت انگریزی' حساب' جنرل نالج اور دوسرے مضامین پڑھا سکتا ہے۔ اس سے بہتر تعلیمی صلاحیت کی بناء پر بی ایڈ کو پندرہ گریڈ اور او ٹی کو نواں (9) گریڈ مل رہا ہے کیونکہ او ٹی صرف ایک مضمون پڑھا سکتا ہے جس میں وہ Specified ہے' فاضل عربی' اردو یا فارسی کے لئے۔ اس لحاظ سے بی اے' بی ایڈ اور او ٹی اساتذہ کے گریڈوں میں فرق ہے۔ یہ تفاوت ان کی صلاحیتوں کے باعث ہے اور انہیں ایک جیسا کرنا بظاہر مشکل ہے۔

جناب سپیکر :- اگلا سوال ملک صاحب' تشریف رکھیئے۔ مولانا صاحب' تشریف رکھیے۔ چودھری گل نواز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ :- جناب سپیکر آپ اگلا سوال پیش کرنے کے لئے فرما چکے ہیں۔ آپکا حکم قانون ہے۔ اس لئے اب اور کوئی ضمنی سوال نہیں ہوسکتا۔

جناب سپیکر :- میں یہی عرض کر رہا ہوں۔ کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ اگلا سوال۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر16/8بی آر میاں چنوں میں فرنیچر کی فراہمی

*1473- **چودھری محمد اصغر** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر 16/8 بی آر تحصیل میاں چنوں میں طالبات کے لئے فرنیچر' ٹاٹ ، تختہ سیاہ' سائنس وغیرہ کا سامان اور سٹاف کے لئے کتنا فرنیچر موجود ہے کیا حکومت اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھنے کے لئے تیار ہے؟

(ب) کیا یہ سامان سکول کی موجودہ طالبات اور اساتذہ کی ضروریات کے عین مطابق ہے؟ اگر یہ سامان سکول کی ضروریات سے کم ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں فرنیچر سامان سائنس ٹاٹ تختہ سیاہ اور سٹاف کے لئے فرنیچر فراہم کرنے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم :- (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) اس سکول میں مندرجہ ذیل سامان موجود ہے۔

1.	تین سیٹ ڈیسک	15
2.	تختہ سیاہ	4
3.	کرسیاں برائے اساتذہ	10
4.	میزیں	5
5.	الماریاں	3

(ب) پہلے سامان ضرورت سے کم تھا اب حسب ذیل سامان مہیا کردیا گیا ہے۔

1. ٹاٹ' میزیں' کرسیاں ضرورت کے مطابق مہیا کردی گئی ہیں۔
2. چونکہ عمارت نئی بنی ہے لہٰذا تختہ سیاہ اس کی دیواروں میں بنا دیئے گئے ہیں۔
3. الماریاں ضرورت کے مطابق کافی ہیں۔
4. سامان سائنس مہیا کردیا گیا ہے۔

اب یہ سامان اساتذہ اور طلباء کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔

* -- **مولوی محمد غیاث الدین** :- ضمنی سوال' جناب سپیکر' میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ جن سکولوں میں طلبہ اور اساتذہ کی ضرورت کے مطابق فرنیچر اور ٹاٹ نہیں ہیں' کیا وہاں فرنیچر اور ٹاٹ مہیا کردیں گے؟

* -- **وزیر تعلیم** :- جناب سپیکر' جن درسگاہوں میں فرنیچر وغیرہ مکمل نہیں ہے' اس سامان کو فراہم کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے اس سال تین کروڑ روپے کی رقم مختص کر رکھی ہے۔ اور انشاء اللہ' اس رقم کو اس سال ان سکولوں میں فرنیچر اور دوسرے سامان کی فراہمی کے لئے خرچ کیا جائے گا لیکن میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اس رقم کے خرچ کے بعد بھی بعض سکول رہ جائیں گے جہاں یہ سارا سامان اس سال فراہم نہ کیا جاسکے گا۔ انشاء اللہ - حکومت مرحلہ وار اس پروگرام پر قائم ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ اس کمی کو مالی وسائل سامنے رکھتے ہوئے جلد از جلد پورا کریں۔

* -- **سید اقبال احمد (سیالکوٹ - 5)** :- ضمنی سوال جناب سپیکر' ضلع سیالکوٹ میں کافی سکول اساتذہ کے بغیر ہیں۔

* -- **رانا پھول خان** :- جناب سپیکر' آپ کیمرے والے کو یہ ہدایت ضرور فرما دیں کہ جب شاہ

صاحب کھڑے ہوں تو وہ ان کی فوٹو ضرور لے' ورنہ ان کا استحقاق مجروح ہوگا۔

*-- **اقبال احمد شاہ** :- رانا صاحب بزرگ آدمی ہیں ان کو بولنے میں احتیاط برتنی چاہیے۔

*-- **جناب سپیکر** :- آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

*-- **سید اقبال احمد شاہ** :- کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ضلع سیالکوٹ میں بہت سارے سکول استادوں کے بغیر ہیں کیا اس کی کمی پوری کریں گے۔

*-- **جناب سپیکر** :- اس کے لئے نئے سوال کی ضرورت ہے جناب شاہ صاحب

*-- **سید اقبال احمد شاہ** :- جناب والا امتحان نزدیک آرہے ہیں فروری مارچ میں امتحان ہو رہے ہیں۔ اس میں صرف ایک ماہ بیچ میں رہتا ہے۔

*-- **جناب سپیکر** :- اس کے لئے تازہ سوال کی ضرورت ہے

*-- **سید اقبال احمد شاہ** :- جناب والا اگر اس میں کام ہو جائے۔ آپ اجازت فرما دیں۔

*-- **جناب سپیکر** :- آپ وزیر تعلیم سے مل کر یہ بات کرلیں وہ آپ کا یہ مسئلہ حل کر دیں گے۔

*-- **وزیر تعلیم** :- شاہ صاحب مہربانی کر کے تفصیل فراہم کردیں تو میں انشاء اللہ کوشش کرونگا کہ ان کا مسئلہ حل ہو جائے۔

*-- **جناب سپیکر** :- اگلا سوال۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر 8/16 بی آر میاں چنوں میں مزید کمروں کی تعمیر

*-- **چودھری محمد اصغر** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر 8/16 بی آر میاں چنوں میں کل کتنے کمرے ہیں ان کمروں میں سے سٹاف کے لئے کتنے کمرے ہیں اور کتنی کلاسیں کمروں میں بیٹھی ہیں اور

کتنی کمروں سے باہر بیٹھی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ طالبات اور اسٹاف کے لئے موجودہ کمرے ناکافی ہیں اگر ایسا ہو تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں مزید کمرے بنانے کے لئے تیار ہے اگر تیار ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم :- (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) گرلز مڈل سکول کی عمارت مندرجہ ذیل کمروں پر مشتمل ہے۔

چار کمرے	14" x 18"
تین کمرے	12" x 20"
دو کمرے	10" x 12"

پرانے کمروں کی خستہ حالی کی وجہ سے تین کلاسیں باہر بیٹھتی ہیں۔ سٹاف کے لئے البتہ کوئی کمرہ نہیں۔

(ب) سکول ہذا کی طالبات کی تعداد 136 ہے۔ رواں مالی سال میں عمارات مڈل مدارس کی مرمت کے لئے مختص شدہ گرانٹ سے خستہ حال کمروں کی مرمت کے لئے استحقاق کی بنیاد پر فنڈز فراہم کئے جائیں گے تاکہ سکول کی فوری ضرورت پوری ہوسکے۔ طالبات کی موجودہ تعداد کے پیش نظر اگر موجودہ کمرے مرمت کرادیئے جائیں تو اضافی کمروں کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین :- جناب والا! جناب وزیر تعلیم نے جواب کے جز الف میں یہ کہا کہ گرلز مڈل سکول کی عمارت مندرجہ ذیل کمروں پر مشتمل ہے۔

چار کمرے	14" x 18"
تین کمرے	12" x 20"
دو کمرے	10" x 12"

موجود ہیں۔

میں یہ گزارش کرونگا گرلز مڈل کی عمارت کے لئے یہ کمرے جو بتائے ہیں یہ نو کمرے بن جاتے ہیں۔ کیا پنجاب میں ایسے سکول بھی ہیں جن کی مڈل سکول کی عمارت صرف ایک کمرے پر مشتمل ہے

اور بعض پرائمری سکول ایسے ہیں جن کی عمارت بالکل نہیں ہے۔ کیا وزیر تعلیم صاحب ایسے سکولوں کی عمارت بنانے کے لئے غور و خوض کریں گے۔

وزیر تعلیم :- جناب سپیکر حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق ابھی تک پرائمری سکولوں کی عمارت دو کمروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ مڈل کے لئے تین کمرے دو کمرے کلاس رومز نہیں ہیں بلکہ ایک ہیڈماسٹر کا کمرہ ہے اور ایک سٹور روم ہے۔ اس لحاظ سے مڈل سکول کی عمارت 6 کمروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ سٹور روم اور ہیڈ ماسٹر کے کمروں کے علاوہ البتہ یہ بات فاضل رکن کی درست ہے۔ اس وقت بہت سے سکول ایسے ہیں جن کی عمارت بہت کم ہیں یا بالکل بغیر سایہ کے ہیں۔ اگر اس کی تفصیل میں جایا جائے تو پنجاب میں 16000 ایسے سکول ہیں جو Shelterless ہیں۔ یا ان میں عمارات پوری نہیں ہیں۔ حکومت پنجاب اس مسئلہ کو بڑی اہمیت کی نظر سے دیکھتی ہے اور اس sheltress سکولوں کو عمارات فراہم کرنے کے لئے دس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جس کے مطابق 650 سکولوں میں عمارات فراہم کی جائینگی۔ اس کے علاوہ ان Shelter less سکولوں کی تعمیر میں ہمارے ایم پی اے حضرات اور ایم این اے اور سینٹرز حضرات جو ترقیاتی پروگرام ہیں وہ بھی اس مقصد کے لئے اپنے فنڈز مختص کرتے ہیں اور اس طرح وزیراعلیٰ کی ہدایات کے تحت Shelterless سکولوں کو عمارات فراہم کی جارہی ہیں۔ بہرحال ہم اپنے وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے بھرپور کوشش میں ہیں کہ Shelterless سکولوں کا مسئلہ جلد از جلد حل کیا جائے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ تعداد اتنی بھاری ہے کہ ان Shelterless سکولوں کو عمارات فراہم کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ اور اس لئے اس سال اس کے لئے دس کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے۔

بیگم بشریٰ رحمان :- سوال نمبر1533

جناب سپیکر :- سوال نمبر1533 پکارا گیا اور طبع شدہ جواب پڑھا گیا۔

ایڈہاک لیکچراروں کی مستقلی

بیگم بشریٰ رحمان :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں ایڈہاک بنیاد پر تعینات لیکچرارز کو مستقل کرنے کے

بارے میں ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی؟

(ب) اگر جز و ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایڈہاک لیکچراروں کی مستقلی کے سلسلہ میں ان کی تسلی کے مطابق کوئی حل نکالنے کے لئے کوشاں ہے تاکہ تعلیم یافتہ طبقہ میں ناامیدی اور قنوطیت جنم نہ لے؟

وزیر تعلیم :- جناب غلام حیدر وائیں

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ ایڈہاک لیکچراروں کی مستقلی سے متعلق کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ حکومت نے اس سلسلہ میں متعدد اقدامات کئے ہیں جن کی تفصیل ذیل ہے۔

(i) 1986ء میں پبلک سروس کمیشن نے صرف ایڈہاک لیکچراروں کو ایک خاص موقع فراہم کیا جس میں ان کو تحریری امتحان سے مستثنیٰ کیا گیا اور ان کی مستقلی صرف انٹرویو کی بنیاد پر کی گئی جس کے نتیجہ میں 596 لیکچراروں کی ملازمت کو باقاعدہ بنا دیا گیا باقی ماندہ لیکچراروں کو بھی ملازمت سے علیحدہ نہ کیا گیا۔

(ii) 1986ء کے اواخر میں ان کو دوبارہ سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش ہو کر اپنی اہلیت ثابت کرنے کا موقع دیا گیا جس کی بنیاد پر 312 ایڈہاک لیکچراروں کو باقاعدہ بنیادوں پر تعینات کردیا گیا۔

(iii) اگست 1987ء میں ایک بار پھر ان کو سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش ہونے کے لئے کہا گیا جس میں انہیں ایڈہاک مدت ملازمت کی بناء پر 6 سے 14 تک کے نمبروں کی بحساب خصوصی رعایت بھی دی گئی۔ یہ طریقہ کار اساتذہ کی تنظیموں سے متفقہ فیصلہ کے بعد اپنایا گیا۔ ان انٹرویوز کی بنیاد پر 497 ایڈہاک لیکچراروں کو باقاعدہ طور پر تعینات کردیا گیا۔

(ب) جزو الف کا جواب اثبات میں نہیں ہے اور حکومت اس سلسلہ میں پہلے ہی اقدامات کرچکی ہے۔ لہٰذا اس مخصوص مسئلہ کی وجہ سے تعلیم یافتہ طبقہ میں ناامیدی اور قنوطیت کے جنم لینے کا کوئی احتمال نہیں ہے۔

محترمہ بشریٰ رحمان صاحبہ :- جناب سپیکر وزیر موصوف نے نمبر 2 میں فرمایا ہے کہ ان کو دوبارہ سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش ہو کر اپنی اہلیت ثابت کرنے کا موقع دیا گیا ہے کیا میں ان سے یہ

پوچھ سکتی ہوں کہ پہلی بار ان کو بغیر اہلیت کے رکھا گیا تھا؟ ان کو دوبارہ اپنی اہلیت ثابت کرنے کا موقع دیا گیا۔

وزیر تعلیم :- جناب سپیکر ایڈھاک تقرریوں کے وقت ایم اے وہ کسی بھی ڈویژن میں تھے ان کو رکھ لیا گیا لیکن سترہ گریڈ کے آسامیوں کے ہمارے کوائف یہ ہیں کہ انہیں پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش ہونا ہوتا ہے اور انہوں نے ان کو بہت سے کوائف کو دیکھنا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ کہ امیدوار کی میٹرک میں کیا ڈویژن تھی - ایف میں کیا ڈویژن تھی بی اے اور ایم میں کیا ڈویژن تھی اور اس کے بعد اس کا تجربہ اور سرگرمیاں کیا تھیں ایڈھاک رکھتے ہوئے ان تمام باتوں کو سامنے نہیں رکھا جاتا اس لئے ایڈھاک تقرریاں کی گئیں تھیں ان کو جب بعد میں مستقل کرنا تھا ان کو دو تین مواقع بھی دیئے گئے بلکہ پھر ان کو خاص رعائیتی نمبر بھی دیئے گئے اور جو اس معیار پر پورے نہیں اترے ان آسامیوں کو خالی نہیں کیا گیا بلکہ ان کی جگہ اس اہلیت کے زیادہ Merits کے جو نوجوان ہیں وہاں بھرتی کیا گیا ان کی جگہ بہتر تعلیم کے امیدوار رکھے گئے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے میدان میں اپنی نسل نو کو تعلیم سے مزین کرنے کے لئے بہتر اساتذہ فراہم کرنے چاہئیں اور اس معاملہ میں حکومت کی پالیسی یہی ہے اس گریڈ کے بہتر نوجوانوں کو ہم آگے لائے ہیں تاکہ ہماری نوجوان نسل بہتر طور پر بہرہ ور ہو سکے۔

محترمہ بشریٰ رحمان صاحبہ :- جناب سپیکر۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر :- مولانا صاحب ایک سوال ہو سکتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب یہ ضمنی سوالات نماز کے بعد بھی کئے جاسکتے ہیں نماز کا وقت جارہا ہے۔

جناب سپیکر :- مولانا صاحب ان کو ضمنی سوال کرنے دیجئے۔ ضمنی سوال آخری سوال ہے۔

محترمہ بشریٰ رحمان صاحبہ :- جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جس وقت میں بولتی ہوں مولانا جان کر بیچ میں ٹوکتے ہیں حالانکہ ہم نے ان کو نہیں ٹوکا جناب والا وزیر تعلیم فرماتے

ہیں - جناب والا میرے پاس تو اس کے لئے 6/5 سوال ہیں اور آپ نے صرف ایک سوال کی اجازت دی ہے۔ ایک بار فرماتے ہیں کہ ہم 2596 لیکچرار رکھے پھر فرماتے ہیں 312 رکھے ہیں پھر کہتے ہیں 497 رکھے۔ تو اس سلسلے میں کیا یہ بتا سکتے ہیں۔

* ۔۔ **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! میں اس لئے عرض کر رہا تھا کہ محترمہ بشریٰ رحمان صاحبہ نے بھی کرنے ہیں اور مجھے بھی کرنے ہیں یہ بڑا اہم مسئلہ ہے دوسروں نے بھی کرنا ہے ایڈھاک لیکچرارز جو ہیں وہ رو رہے ہیں ہمارے پاس ان کے خطوط آئے ہیں۔ اس لئے یہ مسئلہ نہایت اہم ہے ہم نے آپ کی وساطت سے ابھی سوال کرنے ہیں اور چونکہ نماز کا وقت جارہا ہے اس لئے ابھی آپ نماز کا وقفہ کردیں نماز کے بعد باقی ماندہ سوال ہم بعد میں کریں گے۔

* ۔۔ **جناب سپیکر** :- مولاناصاحب! وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹے کا وقت مخصوص ہوتا ہے اور اس گھنٹے کے وقت سے زیادہ وقت نہیں دیا جاسکتا۔ میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے کہ نماز کے وقت وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔ تو آپ نماز کے بعد آکر سوالات نہیں کرسکتے کیونکہ وقفہ سوالات ختم ہو جائے گا۔ اس پر ایک ضمنی سوال بیگم بشریٰ رحمان صاحبہ کرسکتی تھیں وہ آپ نے ان کو نہیں کرنے دیا۔ لہٰذا وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور نماز کا ٹائم ہوتا ہے۔

* ۔ **محترمہ بیگم بشریٰ رحمان** :- جناب والا! میں احتجاج کرتی ہوں کیونکہ آپ نے میرا ایک آخری ضمنی سوال پیش نہیں ہونے دیا۔

* ۔۔ **جناب سپیکر** :- ہم ٹھیک نصف گھنٹے کے بعد یہاں پھر اکٹھے ہوتے ہیں۔

* ۔۔ **وزیر تعلیم** :- جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

* ۔ **جناب سپیکر** :- بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ ہاؤس کی کارروائی نماز مغرب کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نصف گھنٹے کے لئے ملتوی ہوگئی۔)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

رجسٹرڈ سکولوں کے لئے مراعات

*۔ **بیگم بشریٰ رحمان** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے 14 اگست 1984ء کو پرائیویٹ سکولوں سے متعلق ایک لازمی رجسٹریشن آرڈیننس کے نفاذ کے ضمن میں یہ وعدہ فرمایا تھاکہ کے تحت رجسٹرڈ شدہ سکولوں کو منظور شدہ تعلیمی اداروں جیسی مراعات دی جائیں گی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ان رجسٹرڈ سکولوں کو منظور شدہ تعلیمی اداروں جیسی مندرجہ ذیل مراعات میں سے کوئی بھی نہیں دی۔

1. رجسٹرڈ شدہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے تعلیمی سرٹیفکیٹوں کو سرکاری سکولوں میں تسلیم کیا جاتا۔
2. پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے طلباء و طالبات کو سفر کے دوران رعایتی ٹکٹ کی فراہمی
3. پانچویں اور آٹھویں جماعت کے بچوں کو بورڈ کے امتحانات میں شرکت کی سہولت
4. پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی سہولت
5. پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے تربیت یافتہ اساتذہ کا بورڈ کے امتحانوں میں ممتحین اور نگران مقرر کیا جانا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ رجسٹرڈ سکولوں کو منظور شدہ سکولوں جیسی مراعات دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جواب

*۔ **وزیر تعلیم** :- جناب غلام حیدر وائیں

(الف) جی نہیں۔

(ب) تاہم حکومت نے رجسٹرڈ سکولوں کو منظور شدہ رجسٹرڈ سکولوں میں مندرجہ ذیل مراعات دی ہیں۔

1. رجسٹرڈ شدہ پرائیویٹ تعلیمی سرٹیفکیٹوں کو سرکاری سکولوں میں تسلیم کئے جانے کے بارے میں ہدایات جاری کی ہیں۔
2. سردست یہ سہولت میسر نہیں البتہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو مراعات دینے کے سلسلہ میں

حکومت غور و خوض کر رہی ہے اور اس سلسلہ میں پالیسی مرتب کی جائے گی تو اس نکتہ پر بھی غور کیا جائے گا۔

3. پرائیویٹ رجسٹرڈ تعلیمی اداروں کے پانچویں اور آٹھویں جماعت کے بچوں کو بورڈ کے امتحانات کی شرکت کی سہولت کے بارے میں ہدایات مورخہ 86-8-28 کو جاری ہو چکی ہیں۔

4. پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو متعلقہ بورڈ یا یونیورسٹی کے تحت اعلیٰ امتحانات میں بطور پرائیویٹ طالب علم شامل ہونے کی سہولت موجود ہے۔

5. چونکہ بورڈ اور یونیورسٹی خود مختار ادارے ہیں۔ اس لئے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو مورخہ 86-8-28 کے فیصلہ کے مطابق ان اداروں سے خود رابطہ قائم کرنا ہوگا۔

(ج) حکومت رجسٹر تعلیمی اداروں کو مندرجہ ذیل مراعات دے چکی ہے تاہم اس سلسلہ میں مزید غور و خوض کیا جارہا ہے اور پرائیویٹ اداروں کو مراعات دینے کے لئے ایک پالیسی مرتب کی جارہی ہے جس میں تمام پہلوؤں پر نگاہ رکھی جائے گی۔

گورنمنٹ انٹر گرلز کالج ممتاز آباد ملتان کی نئی عمارت کیلئے رقم کی فراہمی

*-- **میاں مختار احمد شیخ** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انٹر گرلز کالج ممتاز آباد ملتان کی نئی عمارت کے لئے ستر لاکھ روپے فراہم کئے گئے تھے مگر بعد ازاں یہ فنڈ روک لئے گئے تھے جس کی وجہ سے مذکورہ کالج کی عمارت فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک تعمیر نہیں ہو سکی جس سے طالبات زبردست دشواریوں سے دوچار ہو رہی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے رقم فراہم کر رہی ہے اگر کر رہی ہے تو کب تک اور اگر نہیں کر رہی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

*-- **وزیر تعلیم** :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(ا) اور (ب) درست نہیں۔ شروع میں گورنمنٹ انٹر کالج ممتاز آباد ملتان کی عمارت کے لئے 66.97

لاکھ روپے کا تخمینہ تیار کیا گیا اور چونکہ عمارت صدارتی ہدایات کے تحت بن رہی تھی۔ تخمینے وفاقی حکومت کو بھیجے گئے۔ وفاقی حکومت کی ہدایت کے تحت سکیم دوبارہ بنا کر پیش کی گئی اور کالج ہذا کے لئے 49.92 لاکھ روپے کی منظوری جاری ہوئی جس میں 44.05 لاکھ روپے عمارات کی تعمیر کے لئے اور 5.92 لاکھ روپے سامان کی خرید کے لئے تھے کالج کی تعمیر ہو چکی ہے۔ کالج کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور 87 - 3 - 19 سے کالج اپنی نئی عمارت میں کام کر رہا ہے۔

عطا فیض ہائی سکول شارع راشد ملتان کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے رقم کی فراہمی

*--1561ء میاں مختار احمد شیخ :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پچھلے دس سالوں میں عطا فیض ہائی سکول شارع راشد ملتان کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے فنڈز مہیا کئے گئے تھے اگر نہیں کئے گئے تو اس کی کیا وجوہات تھیں۔

(ب) کیا اب 1986/87ء کے بجٹ میں رقم مختص کر دی گئی ہے۔ اگر کر دی گئی ہے تو کب تک رقم فراہم کر دی جائے گی تاکہ عمارت مکمل ہو اور مزید طلباء کو پڑھائی کے لئے داخلے مل سکیں؟

*-- وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں) :-

(الف) یہ حقیقت ہے کہ متذکرہ سکول کو گزشتہ دس سالوں میں اضافی تعمیر کے لئے کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے۔

(ب) اس سکول کے لئے موجودہ بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی البتہ سکول مذکورہ کے کمروں کی تعمیر نو کے لئے ایک سکیم 7.62 لاکھ کی تیار ہو چکی ہے جونہی وسائل دستیاب ہوئے استحقاق کی بنیاد پر اس پر عمل کیا جائے گا۔

سرکاری ملازموں اور تعلیمی اداروں کے سربراہوں کی بد دیانتی سے ہونے والے مالی نقصان کی وصولی

*-- 1596ء جناب ریاض حشمت جنجوعہ :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ بابت سال 84-1983ء کے صفحہ 63 پر آئیٹم نمبر 24 میں مبلغ 66377 روپیہ سرکاری نقصان کی نشاندھی کی گئی ہے جو تعلیمی اداروں کے سربراہوں یا دیگر سرکاری ملازمین کی بد دیانتی کے باعث رونما ہوا ہے۔ اگر ایسا ہے تو سالہا سال گذر جانے کے بعد حکومت نے نقصان کی وصولی کے لئے کیا کارروائی کی ہے؟

(ب) بد دیانتی کے مرتکب ملازمین کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

(ج) محکمہ تعلیم میں رونما ہونے والی بدعنوانیوں کے تدارک کے لئے کوئی مثبت تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو تفصیل بیان فرمائی جائے؟

*** ۔ وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں) :-**

یہ درست ہے کہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ میں مذکورہ نقصان کی نشاندھی کی گئی ہے۔ جس کا تعلق مندرجہ ذیل دو اداروں سے ہے۔

1- گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈمب گرلز ہائی سکول راج گڑھ لاہور پیرا 24 (2) = - / 12,500روپے

2- ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ساہیوال پیرا 24 (1) (3) (4) = - / 52,877روپے

میزان - / 66,377 روپے

اس سلسلے میں گذارش ہے کہ :۔

(1) پیرا 24(2) گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈمب گرلز ہائی سکول راج گڑھ لاہور کو لوہے کی الماریاں فراہم کرنے کے لئے کوئی رقم منظور نہیں کی گئی تھی۔ البتہ مذکورہ سکول کے ہاسٹل کی تعمیر کے لئے ایک سکیم منظور کی گئی تھی۔ جس کے تحت ہاسٹل کے کمروں کی دیواروں پر لکڑی کی الماریوں کی بجائے لوہے کی الماریاں مہیا کر دیں ۔ سکول کی ہیڈ مسٹریس صاحبہ نے اعتراض کیا کہ یہ الماریاں پرانی ہیں جس پر محکمہ بلڈنگز نے کہا کہ الماریاں نئی ہیں اور لکڑی کی الماریوں کی نسبت زیادہ پائیدار ہیں اور یہ کام منظور شدہ سکیم کے مطابق کیا گیا ہے لہٰذا آڈیٹر جنرل کی رپورٹ میں جس نقصان کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہوا ہی نہیں۔ یہ پوزیشن پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 87 - 12 - 23 میں زیر بحث آئی اور کمیٹی نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے آڈٹ اعتراض کو ختم کر دیا۔

(2)پیرا 24(1) یہ پیرا ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکول ساہیوال سے متعلق ہے کہ اس نے سال 71-1970ء کے

دوران جو سامان فرنیچر خرید کیا۔ اس کے نرخ ڈسٹرکٹ انسپکٹریس سکولز ساہیوال کے خرید کردہ سامان فرنیچر خرید کیا۔ اس کے نرخ ڈسٹرکٹ انسپکٹریس سکولز ساہیوال کے خرید کردہ سامان فرنیچر سے زیادہ ہیں جس کی وجہ سے گورنمنٹ کو نقصان برداشت کرنا پڑا۔ بات یہ نہیں ہے۔ دونوں دفتر الگ الگ ہیں اور دونوں نے علیحدہ علیحدہ ٹنڈر طلب کئے۔ دونوں قواعد اور گورنمنٹ کے مقرر کردہ طریق کار کے مطابق سامان خرید کیا اور ڈائریکٹر ایجوکیشن سے باقاعدہ منظوری حاصل کرنے کے بعد رقم کی ادائیگی کی لہٰذا سامان کی خرید میں کوئی بے قاعدگی نہیں کی گئی اور نہ ہی گورنمنٹ کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا گیا۔ یہ معاملہ بھی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا جس نے محکمہ تعلیم کے موقف سے اتفاق کرتے ہوئے اس اعتراض کو ختم کر دیا۔

(3) پیرا 24(3) کا تعلق بھی ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز ساہیوال سے ہے۔ جو زائد نرخوں پر مائیکرو سکوپ خریدنے کے بارے میں ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ان مائیکرو سکوپ کی خریداری بھی بالکل گورنمنٹ کے مقرر کردہ قواعد اور طریق کار کے مطابق کی گئی۔ ڈسٹرکٹ پرچیز کمیٹی نے ان کی خریداری کے وقت نہ صرف ان کی قیمتوں بلکہ ان کی پائیداری اور موزونیت کا بھی خیال رکھا یہ بات یہاں واضح کرنا ضروری ہے کہ یہ معاملہ بھی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس نے محکمہ تعلیم کے موقف سے اتفاق کرتے ہوئے آڈیٹر جنرل کے اعتراض کو ختم کر دیا۔

(4) پیرا 24(4) یہ پیرا بھی ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز ساہیوال ہی سے متعلق ہے۔ آڈٹ اعتراض کے مطابق دوران سال 71-1970ء سکولوں کو جو ٹاٹ خرید کر سپلائی کئے گئے تھے۔ ان کا وزن چار سیر کی بجائے دو سیر اور بارہ چھٹانک پایا گیا اور اس طرح گورنمنٹ کو مبلغ - / 24,129 روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔

جب یہ معاملہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا تو محکمہ تعلیم نے اس معاملہ کی مکمل تحقیقات کے لئے یہ تجویز پیش کی کہ اس پر محکمانہ انکوائری کرائی جائے۔ چنانچہ ڈی پی آئی سکولز پنجاب اس سلسلے میں محکمانہ انکوائری کر رہے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا وضاحت کے پیش نظر کسی ملازم کے خلاف فی الحال کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہیں۔ انکوائری رپورٹ آنے پر اگر کوئی ملازم کسی بددیانتی کا مرتکب پایا گیا۔ تو اس کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی جائے گی۔

(ج) حکومت پنجاب وقتاً" فوقتاً" بدعنوانیوں کے تدارک کے لئے ضرورت کے مطابق

اقدامات کرتی رہتی ہے۔ مذکورہ وضاحت کے بعد فی الحال کسی کارروائی کا جواز نہیں۔

(د) جزو (ج) کے جواب کی روشنی میں مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔

ضلع جھنگ میں پی ٹی سی درسگاہوں میں طلباء کی تعداد

*-- 1597ء جناب ریاض حشمت جنجوعہ :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع جھنگ میں پی ٹی سی کی مردانہ و زنانہ درسگاہوں میں طلباء اور طالبات کی حسب ضابطہ منظور شدہ تعداد کیا ہے اور زیر تعلیم طلباء و طالبات کی تعداد کیا ہے۔ نیز میرٹ پر داخلے میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کی تعداد کیا ہے مردانہ و زنانہ تعداد الگ الگ بیان کی جائے؟

*-- وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں) :-

ضلع جھنگ میں پی ٹی سی کی مردانہ و زنانہ درس گاہوں میں طلبہ و طالبات کی حسب ضابطہ منظور شدہ اور داخل شدہ تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ادارہ	منظور شدہ سیٹیں		تعداد داخل شدہ امیدواران		خالی سیٹوں کی تعداد
		طلبہ	طالبات	طلبہ	طالبات	
-1	گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچر ٹریننگ کالج چنیوٹ	370	-	370	-	کوئی سیٹ خالی نہیں ہے۔
-2	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جھنگ صدر	-	96	-	96	ایضاً"
-3	گورنمنٹ گرلز مدرسۃ النبات ہائی سکول چنیوٹ	-	55	-	55	ایضاً"
-4	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شورکوٹ	-	40	-	40	ایضاً"
		370	191	370	191	

تمام طلبہ و طالبات کا داخلہ مختلف کیٹاگری (Catagaries) میں ہوتا ہے اور صرف میرٹ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

لیاقت پور میں ڈگری کالج کی عمارت کی تعمیر

*-- 1662ء جناب رئیس مشتاق احمد :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں ڈگری کالج کی کلاسز اس وقت انٹر کالج کی عمارت میں پڑھائی جا رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈگری کالج کی اپنی کوئی عمارت نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈگری کالج کی عمارت نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کو بہت دشواری کا سامنا ہے اور تعلیم میں بھی حرج ہو رہا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج کے لئے عمارت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

*--وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں) :-

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انٹر کالج لیاقت پور کو 1974ء میں ڈگری کالج بنا دیا گیا تھا اور کالج کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مزید چار کلاس رومز اور ایک بیالوجی لیبارٹری تعمیر کر دی گئی ہے۔

(ب) کالج اپنی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں۔ موجودہ عمارت طلباء کی تعلیمی ضروریات کے لئے کافی ہے۔

(د) فی الحال اس کالج کی عمارت میں مزید توسیع کی ضرورت نہیں۔

لیاقت پور گرلز انٹر کالج کی عمارت کی تعمیر

*-- 1663ء جناب رئیس مشتاق احمد :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کے گرلز انٹر کالج کی عمارت اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گرلز انٹر کالج کی عمارت طلباء کی تعداد کے مقابلے میں بہت ناکافی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کی طرف سے ابھی تک کوئی عمارت تعمیر نہیں کی گئی۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ کالج کے لئے عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

*-- وزیر تعلیم (غلام حیدر وائیں) :-

(ا) یہ درست نہیں۔ گرلز انٹر کالج لیاقت پور کی عمارت اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر نہیں کی گئی۔ البتہ یہ کالج ٹاؤن کمیٹی لیاقت پور کی لائبریری کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں طالبات کی کل تعداد 87 - 1986ء کے مطابق صرف 80 ہے کالج کی عمارت میں 4 کلاس رومز کے علاوہ ایک پرنسپل کا کمرہ' سٹاف کے لئے کمرہ ایک ہال اور لائبریری کے لئے بھی سہولت موجود ہے۔ یہ عمارت وقتی طور پر کالج کی ضروریات پوری کر رہی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں۔

(د) کالج ہذا کی عمارت کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام 88 - 1987ء میں سکیم شامل کی گئی ہے جو کہ مبلغ 34.85 لاکھ روپے کی منظور ہو چکی ہے۔ امسال کالج کی تعمیر کے لئے مبلغ 5.00 لاکھ مختص کئے گئے ہیں۔ کالج کی تعمیر کا کام شروع ہے۔ امید ہے سالانہ ترقیاتی پروگرام 89 - 1988ء میں کالج کی عمارت مکمل ہو جائے گی۔

ضلع قصور کے سکولوں کے لئے عمارات کی تعمیر

*-- 1693ء حاجی سردار خان :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیت ہے کہ ضلع قصور میں مواضعات فتح پور' بھیلا بٹھاڑ' محمود پورہ' لالیاں پٹھاڑ اور نجابت میں پرائمری سکولوں کا درجہ مڈل تک بڑھایا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان سکولوں کو عمارات نہیں دی گئی اور ابھی تک مڈل سکول پرائمری سکولوں کے دو کمروں میں چل رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موضع نجابت میں پرائمری سکول کی عمارت بھی نہیں لیکن اسے بھی مڈل تک اپ گریڈ کر دیا گیا ہے اور وہ بغیر عمارت کے چل رہا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کے پاس مذکورہ سکولوں کو عمارات مہیا کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے اگر ہے تو کب تک اس پر عملدرآمد ہو گا؟

*-- وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں) :-

الف- جی ہاں-

(ب) ان سکولوں کی عمارات کی موجودہ صورتحال حسب ذیل ہے-

(i) فتح پور 75 - 1974ء میں اپ گریڈ ہوا تھا- عمارت دو کمروں پر مشتمل ہے-

(ii) محمود پورہ 84 - 1983ء میں اپ گریڈ ہوا تھا- عمارت دو کمروں اور برآمدہ پر مشتمل ہے-

(iii) بھیلہ بٹھار 85 - 1984ء میں اپ گریڈ ہوا تھا- عمارت دو کمروں اور برآمدہ' سٹور اور ہیڈ ماسٹر کے کمرے پر مشتمل ہے-

(iv) مرالیاں پٹھار 85 - 1984ء میں اپ گریڈ ہوا تھا- عمارت دو کمروں اور برآمدہ پر مشتمل ہے- عمارت کی حالت خستہ ہے-

(v) نجابت 75 - 1974ء میں اپ گریڈ ہوا تھا- کوئی عمارت نہیں صرف ایک چھوٹا سا کمرہ ہے-

ج _ جی ہاں _ یہ درست ہے-

د- 89 - 1988ء کے ترقیاتی بجٹ کی تیاری کے لئے بغیر عمارت کے مدارس اور کم کمروں والے مدارس کے کوائف اکٹھے کئے جا رہے ہیں اور مندرجہ بالا سکولوں کو استحقاق کی بنیاد پر ضروری فنڈز آئندہ ترقیاتی پروگراموں کے تحت مہیا کئے جائیں گے-

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی تعیناتی

*-- 1695ء حاجی سردار خاں :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

الف- ضلعی سربراہ (ڈی ای او) کس گریڈ کا افسر مقرر کیا جاتا ہے-

ب- کیا تقرری کرتے وقت سنیارٹی کا خیال رکھا جاتا ہے-

ج- کیا یہ درست ہے کہ منظور شدہ گریڈ سے کم درجے کے افسر سنیارٹی کا لحاظ کئے بغیر ضلعی سربراہ اور سکولوں کے ہیڈ ماسٹر تعینات کئے گئے ہیں- اگر ایسا ہو تو محکمہ میں کتنے افسران اس زمرے میں آتے ہیں- ان کی نشاندھی کی جائے اور تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے- کیا حکومت اس نا انصافی کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جواب _ موصول نہیں ہوا-

گورنمنٹ ٹریننگ انسٹیٹوٹ بھلوال کے لئے ٹائپ رائٹرز کی خریداری

*-- 1710 چودھری محمد خان جسپال :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 85 - 1984ء میں اے ڈی پی سکیم 46 - 1791 کے تحت گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹوٹ بھلوال ضلع سرگودھا کے لئے ٹائپ رائٹرز خریدنے کے لئے رقم مختص کی گئی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کن وجوہات کی بناء پر ٹائپ رائٹرز نہ خریدے گئے اور کیا جن ملازمین کی غفلت کی وجہ سے ٹائپ رائٹرز خریدلے گئے ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی مزید برآں کیا اب ٹائپ رائٹر خریدنے کا کوئی پروگرام ہے اگر ہے تو اس کی تفصیل کیا ہے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

*-- وزیر تعلیم :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) یہ درست ہے کہ 85 - 1984ء میں اے ڈی پی سکیم کے تحت اس ادارے کے لئے رقم مبلغ 150 - 13 - 1 لاکھ روپے بابت خرید ٹائپ رائٹرز اور فرنیچر وغیرہ مختص کی گئی تھی جس میں سے فرنیچر کے علاوہ 5 عدد اردو ٹائپ رائٹرز خرید کئے گئے تھے اور بقایا رقم 10 عدد انگلش ٹائپ رائٹرز خریدنے کے لئے مختص کی گئی تھی۔

(ب) رقم مختص کئے جانے کے باوجود 10 عدد انگلش ٹائپ رائٹرز خرید نہ کئے جاسکے کیونکہ یہ ریٹ کنٹریکٹ آئیٹم Rate contract item تھی اور میسرز ٹیلیفون انڈسٹریز آف پاکستان ہری پور (ہزارہ) نے 30 جون 1985ء تک سپلائی نہ کئے لہذا یہ فنڈز استعمال نہ ہوسکے اور مختص رقم Lapse ہو گئی اس میں کسی ملازم کی غفلت نہ تھی بلکہ ٹیلیفون انڈسٹریز کی طرف سے یاد دھانیوں کے باوجود دس ٹائپ رائٹرز (انگلش) سپلائی نہ کئے گئے۔

مالی سال 87 - 1986ء میں ادارہ ہذا کو انگریزی ٹائپ رائٹرز کی خرید کے لئے مبلغ = / 41426 روپے مختص ہوئے جس سے سات عدد انگریزی ٹائپ رائٹرز خرید کر کے ادارہ مذکورہ کو دیئے جاچکے ہیں۔

فارمین گرلز ہائی سکول اور وکٹوریہ ہائی سکول کی عمارتوں کی مرمت

*-- 1723 بیگم فرحت خواجہ رفیق :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اندرون شہر لاہور فارمین گرلز ہائی سکول اور وکٹوریہ ہائی سکول برائے گرلز کی عمارات کی حالت مخدوش ہے اور سابقہ مرمت کے باوجود ان سکولوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے جس کی وجہ سے بچیوں کا جانی نقصان ہونے کا خطرہ ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت بچیوں کی قیمتی جانیں بچانے کے لئے ان سکولوں کی فوری مرمت کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

*-- وزیر تعلیم :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) یہ درست ہے کہ اندرون شہر میں فارمین گرلز ہائی سکول اور وکٹوریہ گرلز ہائی سکول کی عمارات کی حالت مخدوش ہے۔ فارمین گرلز ہائی سکول قومیایہ گیا ادارہ ہے جس کی عمارت حکومت پنجاب کی ملکیت نہیں ہے اس کے باوجود حکومت نے طالبات کی زندگیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے گزشتہ برس اس کی مرمت پر چالیس ہزار روپے صرف کئے جہاں تک وکٹوریہ گرلز ہائی سکول کی عمارت کا تعلق ہے یہ محکمہ آثار قدیمہ کی ملکیت ہے۔

(ب) اس کی مرمت کا تخمینہ جات تیار ہیں لیکن محکمہ آثار قدیمہ اس کی مرمت کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں اس سلسلے میں مزید خط و کتابت جاری ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ سے اجازت ملتے ہی یہاں ہی مرمت کا کام شروع کردیا جائے گا۔

فارمین گرلز ہائی سکول اور وکٹوریہ گرلز ہائی سکول میں توسیع کے لئے اقدامات

*-- 1724 بیگم فرحت خواجہ رفیق :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اندرون شہر لاہور طالبات کی تعداد کے لحاظ سے سکول ناکافی ہیں اور آبادی کے رہائشی والدین کو ان سکولوں میں اپنی بچیوں کے داخلے کے لئے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اکثر بچیاں ان قریبی سکولوں میں داخلہ نہ ملنے کی بناء پر اپنی تعلیم کو خیرباد کہہ چکی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موجودہ سکولوں یعنی فارمین گرلز ہائی سکول اور وکٹوریہ ہائی سکول برائے طالبات میں مزید کمرے تعمیر کرکے طالبات کے داخلہ کی تعداد کو زیادہ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

*-- **وزیر تعلیم** :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) یہ حقیقت ہے کہ اندرون شہر لاہور میں طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر سکولوں میں توسیع کی ضرورت ہے۔

(ب) فارمین گرلز ہائی سکول اور وکٹوریہ ہائی سکول کی عمارت میں توسیع کا جہاں تک تعلق ہے وکٹوریہ گرلز ہائی سکول کی عمارت میں ترمیم و اضافہ ممکن نہیں ہے کیونکہ اس عمارت میں توسیع کے لئے محکمہ آثار قدیمہ کی اجازت ضروری ہے۔ اس وقت سکول کی مرمت کا معاملہ محکمہ آثار قدیمہ کے ساتھ اٹھایا گیا ہے گورنمنٹ فارمین گرلز ہائی سکول میں بھی جگہ نہ ہونے کی وجہ سے فی الحال کام شروع نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم اس کے بعض حصوں کو گرا کر دو منزلہ عمارت بنائی جاسکتی ہے جس کے لئے وسائل کی دستیابی کی صورت میں اور استحقاق کی بنیاد پر مستقبل میں کام شروع کرنے پر غور کیا جائے گا۔

86-1985ء کے دوران ضلع گجرات میں درجات بڑھائے گئے سکولوں کی تعداد

*-- 1757 **چودھری لیاقت علی** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سال 86 - 1985ء میں ضلع گجرات میں کتنے پرائمری سکولوں کا درجہ بڑھا کر مڈل اور کتنے مڈل سکولوں کا درجہ بڑھا کر ہائی اور کتنے ہائی سکولوں کا درجہ بڑھا کر انٹرمیڈیٹ کالج کا درجہ دیا گیا ہے۔

(ب) رواں مالی سال 87 - 1986ء میں کتنے پرائمری مڈل اور ہائی سکولوں کا درجہ بڑھایا جائے گا اور یہ سکول کس کس جگہ پر قائم ہیں؟

*-- **وزیر تعلیم** :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) مالی سال 86 - 1985ء کے دوران ضلع گجرات میں سکولوں کا درجہ بڑھائے جانے کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

		طلبہ	طالبات	میزان
(i)	پرائمری سے مڈل	7	28	35

(ii)	مڈل سے ہائی	6	10	16
(iii)	ہائی سے ہائر سیکنڈری	x	x	x

(ب) مالی 87-1986ء میں ضلع گجرات میں مندرجہ ذیل تعداد میں مدارس کا درجہ بڑھایا گیا۔

		ریگولر	بذریعہ کافی عمارت سکیم
(i)	پرائمری سے مڈل	12	5
(ii)	مڈل سے ہائی	6	2

ہائر سیکنڈری سکولز کے لئے کوئی کوٹا مقرر نہیں تاہم مندرجہ ذیل مدارس میں انٹر کلاسز کے اجراء کی منظوری دی جا چکی ہے۔

(i) بوائز ہائی سکول ڈنگہ

(ii) " " " بوسال

(iii) " " " بھکی شریف

(iv) " " " ٹانڈہ

(v) گرلز ہائی سکول کھاریاں

ضلع راولپنڈی میں گرلز سکولوں کی عمارات کی تعمیر

*-- 1764 **چودھری محمد اسلم** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع راولپنڈی کے مندرجہ ذیل گرلز سکولوں میں بچیاں کھلے آسمان کے نیچے تعلیم حاصل کر رہی ہیں جبکہ علاقہ کے عوام نے سکولوں کی عمارات تعمیر کرنے کے لئے محکمہ تعلیم کو جگہ بھی مفت دے دی ہے مگر ابھی تک سکولوں کی عمارات نہیں بنائی گئی۔

1. گرلز سکول وندی گوجراں
2. گرلز سکول کھیڑ خورد
3. ہرنیاتوالہ گرلز سکول
4. ہرنیالی والا سیداں گرلز سکول

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکولوں کی عمارات تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

*-- **وزیر تعلیم** :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت نے تمام پرائمری مدارس کو ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت عمارات مہیا کرنے کا منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس سلسلے میں سکولوں کی نشاندہی کا اختیار حکومت پنجاب نے ایم پی اے' ایم این اے اور سینٹر صاحبان کو دیا ہے جن میں سے کسی نے بھی ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کی تجویز نہیں دی۔

ضلع راولپنڈی میں لڑکوں کے مخدوش سکولوں کی تعمیر و مرمت

*-- 1765 **چودھری محمد اسلم** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع راولپنڈی کے مندرجہ ذیل سکولوں کی عمارات نہایت ناقص اور مخدوش حالت میں ہیں جس سے کسی وقت بھی جانی نقصان ہو سکتا ہے۔

1. گرلز اور بوائز پرائمری سکول ڈھیری
2. پرائمری سکول رام دیو بوائز
3. پرائمری سکول موہڑہ
4. پرائمری سکول چکری
5. پرائمری سکول گھیلہ کلاں/گورنمنٹ مڈل سکول ڈھڈھیر
6. ہریالی سیداں (7) مرنیاں والا اور (8) دندی گجراں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جز (الف) میں بیان کئے گئے سکولوں میں سے اکثر سکولوں کی نہ تو چھتیں ہیں اور نہ ہی چار دیواری ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مندرجہ بالا سکول کی مرمت اور تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے؟

*--وزیر تعلیم :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) بوائز پرائمری مدارس کی چار دیواری تعمیر کرانا سر دست محکمہ تعلیم کے پروگرام میں شامل نہیں۔ البتہ ان سکولوں کی تعمیر نو کے لئے آئندہ سال استحقاق کی بنیاد پر بشرطیکہ وسائل مہیا ہوں کوشش کی جائے گی۔

گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن برائے سائنس کے طلباء کو جامعہ پنجاب میں داخلہ نہ دینے کے اسباب

*--1783 رانا پھول محمد خان :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن برائے سائنس ٹاؤن شپ لاہور کا اجراء 1979ء میں عمل میں آیا اور کالج متذکرہ کا الحاق جامع پنجاب لاہور سے کیا گیا۔ جامع پنجاب کی ہدایات کے مطابق کالج ہذا میں ایس ایڈ (یعنی بی ایس سی بی ایڈ) کی تین سالہ ڈگری کورس کا اجراء کیا گیا ہے اور کالج ہذا میں طلباء و طالبات کو تین سال تعلیم دینے کے بعد ڈگری دی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جامع پنجاب لاہور سے ملحقہ دیگر کالجوں میں وہی نصاب شامل ہے جو ایجوکیشن سائنس کالج ٹاؤن شپ لاہور میں نافذ ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جامع پنجاب کے اسسٹنٹ رجسٹرار (جنرل) کی طرف ایک چھٹی نمبری E-835 مورخہ 22 جولائی 1984ء کے ذریعہ وضاحت کی گئی ہے کہ بی ایس ایڈ ڈگری جامع پنجاب کی جاری کردہ تمام بیچلر ڈگریوں کے برابر ہے اور بورڈ آف سٹڈیز کے کنوینر کی شرط سے چیئرمین داخلہ کمیٹی جامع پنجاب کی جاری کردہ تمام بیچلر ڈگریوں کے برابر

ہے اور بورڈ آف سٹڈیز کے کنوینر کی طرف سے چیئرمین داخلہ کمیٹی جامع پنجاب لاہور کو ایک چھٹی نمبر 430 مورخہ 20 اپریل 1985ء کے ذریعے ہدایت کی گئی تھی کہ بی ایس ایڈ ڈگری بی ایس سی اور بی ایڈ کے برابر ہے۔

(د) کیا یہ امر واقع ہے کہ متذکرہ کالج کے طلباء و طالبات کو جامع پنجاب میں پاس ہونے پر آنے کے باوجود ایم اے / ایم ایس سی کی کلاسوں میں داخلہ نہیں دیا جا رہا ہے۔

(ھ) اگر جزء ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو وہ کونسے عوامل ہیں جن کی بناء پر داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا کیا حکومت سائنس کے ان طلباء و طالبات کی اس حق تلفی کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

*۔۔۔وزیر تعلیم :۔ جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف سائنس ایجوکیشن کا اجراء 1979ء میں عمل میں آیا اور کالج متذکرہ کا الحاق پنجاب یونیورسٹی سے ہوا اور اس کالج میں بی ایس ایڈ تین سالہ کورس کا اجراء کیا گیا۔

(ب) جامعہ پنجاب سے ملحقہ ایک اور کالج فیڈرل گورنمنٹ کالج آف سائنس' اسلام آباد میں اسی قسم کے کورسز پڑھانے کی اجازت دی گئی ہے۔

(ج) متذکرہ چھٹی نمبری 835 / ای سی مورخہ 22 جولائی 1983ء جامعہ پنجاب کے اسسٹنٹ رجسٹرار (جنرل) کے دستخطوں سے جاری کی گئی تھی لیکن یہ خط جس اسسٹنٹ رجسٹرار نے جاری کیا' اس نے اس کی منظوری پنجاب یونیورسٹی کی مجاز اور متعلقہ باڈی یعنی اکیڈمک کونسل اور سنڈیکٹ سے حاصل نہ کی اور نہ ہی اس وقت کے وائس چانسلر سے کسی قسم کے احکامات حاصل کئے۔ لہذا اسسٹنٹ رجسٹرار (جنرل) سے اس ضمن میں وضاحت طلب کرلی گئی ہے کہ انہوں نے از خود کیونکر ایک اکیڈمک موضوع پر اس طرح کا خط جاری کیا۔ دریں اثناء متذکرہ بالا چھٹی کو غیر قانونی ہونے کی بناء پر منسوخ کردیا گیا ہے۔

جہاں تک بورڈ آف سٹڈیز کے کنوینر کی طرف سے چیئرمین داخلہ کمیٹی' جامعہ پنجاب کو لکھی جانے والی چھٹی کا تعلق ہے' اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ بورڈ آف سٹڈیز ان سائنس ایجوکیشن کا باقاعدہ قیام 20 اکتوبر 1986ء کو عمل میں آیا ہے اور اس سے پہلے

صرف ایک ایڈہاک کمیٹی بی ایس ایڈ سے متعلقہ مسائل پر غور کیا کرتی تھی۔ ایڈہاک کمیٹی کی تقرری 1980ء میں عمل میں آئی تھی۔ لہذا ایڈہاک کمیٹی کا چیئرمین' چیئرمین داخلہ کمیٹی کو کسی قسم کی ہدایت دینے کا مجاز نہیں تھا اور ایک اسسٹنٹ رجسٹرار سے ذاتی حیثیت میں حاصل کردہ چھٹی جو جامعہ کی مجاز یا ڈیز اور مجاز افسران کی منظوری کے بغیر حاصل کی گئی ہو' اس پر چیئرمین داخلہ کمیٹی کی طرف سے عملدرآمد ممکن نہ تھا۔

(د) مندرجہ بالا وجوہات کے باعث یونیورسٹی میں ایم اے کی کلاسوں میں ان طلبہ و طالبات کو داخلہ نہیں دیا گیا لیکن حال ہی میں ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے جس میں پرو وائس چانسلر' رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی اور پرنسپل کالج آف ایجوکیشن (سائنس) ٹاؤن شپ لاہور شامل ہیں۔ یہ کمیٹی جلد ہی اس سلسلہ میں فیصلہ کرے گی۔

(ھ) جواب اوپر درج ہے۔

پرائمری سکولوں میں اساتذہ کی کمی پوری کرنے کے لئے اقدامات

*-- 1809 جناب شوکت حیات چٹھہ :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کوئی ایک پرائمری سکول میں کتنے طلباء کے لئے ایک استاد درکار ہوتا ہے۔

(ب) صوبہ میں ایسے پرائمری سکولوں کا محل وقوع بتایا جائے جہاں اساتذہ کی کمی ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) جز (ب) میں ذکر شدہ سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت نے کیا قدم اٹھایا ہے اور اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک مذکورہ سکولوں میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد پوری کردی جائے گی۔

*-- وزیر تعلیم :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) 33 طلباء کے لئے ایک استاد درکار ہوتا ہے۔

(ب) پرائمری سکولوں میں جہاں اساتذہ کی کمی تھی سال 88 1987ء میں 7,000 ہزار پرائمری سکول اساتذہ مہیا کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ سال 88 - 1987ء میں سنگل ٹیچرز

پرائمری سکولوں کے لئے 544 آسامیاں اور زیادہ تعداد والے پرائمری سکولوں کے لئے 384 آسامیاں منظور کی گئیں جس سے کافی پرائمری سکولوں میں اساتذہ کی کمی پوری ہو گئی ہے۔ پرائمری سکول جس میں اساتذہ کی کمی ہے تمام صوبے میں پھیلے ہوئے ہیں اور تمام اضلاع میں تقریباً" یکساں صورت حال ہے کمی کی وجوہات یہ ہیں۔

(i) وسائل کی کمیابی جس کے باعث حکومت یکدم ان سکولوں میں اساتذہ کی کمی پوری نہیں کر سکتی۔

(ii) شروع میں جب یہ سکول قائم کئے گئے تھے تو طلباء کی تعداد کم تھی وقت کے ساتھ ساتھ طلباء کی تعداد میں اضافہ ہوا مگر اساتذہ مطلوبہ تعداد میں بجٹ میں شامل نہ کئے جا سکے۔ صوبے بھر میں پھیلے ہوئے مختلف سکولوں میں تربیت یافتہ اساتذہ پوری تعداد میں میسر نہیں ہیں لہذا اس وجہ سے بھی بعض سکولوں میں آسامیاں خالی ہیں۔

(ج) حکومت اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل اقدام کر رہی ہے۔

(i) ایک مرحلہ وار پروگرام کے مطابق پرائمری سکولوں کے اساتذہ کی نئی آسامیاں بجٹ میں دی جائیں گی بشرطیکہ وسائل دستیاب ہوں۔

(ii) اساتذہ کی تربیت کے انتظام کو توسیع دینے اور انہیں مزید موثر بنانے کے لئے مختلف اقدامات پر غور ہو رہا ہے۔

(iii) موجودہ آسامیوں کو پر کرنے کے لئے مختلف تجاویز تیار کی جارہی ہیں جو وزیراعلیٰ کو پیش کی جائیں گی اور ان کی منظوری کے بعد ان پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

تحصیل مری میں سکولوں کا اجراء اور سٹاف کی تعیناتی کے لئے اقدامات

* -- 1829 لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ **نصیر احمد** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) تحصیل مری کے طلباء و طالبات کے کتنے ہائی سکولوں میں ہیڈماسٹر اور سائنس ماسٹر

منظور نہیں ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام پر عملدرآمد کے سلسلے میں محکمہ تعلیم نے آج تک کیا اقدامات کئے ہیں اور ابھی تک اس کے آثار نظر نہیں آئے حالانکہ اس پروگرام کا اعلان نو مہینے ہوا تھا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق گزشتہ سال ہر یونین کونسل میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک ایک ہائی سکول منظور ہوا تھا۔ جس کا تحصیل مری میں اعلان بھی کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ایک گرلز پرائمری سکول کو بھی اپ گریڈ کیا گیا تھا اور ان سکولوں کے ٹینڈر بھی طلب ہو گئے تھے۔ مگر ان کو فنڈز تاحال مہیا نہیں کئے گئے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہے اور کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ عمارت تعمیر ہونے سے پہلے ہی موجودہ عمارت میں جہاں جہاں ممکن ہو سکے اگلی کلاسوں کا اجراء کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جناب وزیراعلیٰ نے اپریل کے اوائل میں تحصیل مری کا دورہ کیا تھا اور چند سکولوں کو ہائی کا درجہ اور ایک سکول کو مڈل کا درجہ دینے کا اعلان کیا تھا اور اس سلسلے میں ایک ڈائریکٹو بھی جاری کیا گیا تھا لیکن پانچ ماہ گزرنے کے باوجود اس ڈائریکٹو پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں اور کیا اس بلاوجہ پانچ ماہ کی تاخیر کے ذمہ دار افسران کا محاسبہ کیا گیا ہے؟

(ھ) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل مری اور کہوٹہ کو ایک پس ماندہ علاقہ قرار دیا جا چکا ہے اور اس سلسلے میں صدر پاکستان نے گزشتہ سال بھوربن ڈری کے مقام پر یہ اعلان فرمایا تھا کہ مری اور کہوٹہ کے انجینئرنگ میڈیکل اور دوسرے خصوصی تعلیمی اداروں میں ایک مخصوص کوٹہ دیا جائے گا اگر ایسا ہے تو اس اعلان پر عملدرآمد کے لئے کیا پیش رفت ہوئی ہے۔

*۔۔۔وزیر تعلیم :۔ جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) تحصیل مری کے طلبہ کے گیارہ اور طالبات کے پانچ ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس کی اسامیاں خالی ہیں۔ فہرست لف ہذا ہے۔ تاہم انچارج صدر معلمین / صدر معلمات کام کر رہے ہیں۔ تحصیل مری میں طلبہ کے آٹھ اور طالبات کے پانچ ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچرز تعینات نہیں ہیں۔ فہرست لف ہذا ہے۔

سائنس ٹیچرز کی آسامیاں خالی رہنے کی وجہ یہ ہے کہ تحصیل مری سے ضروری تعلیمی قابلیت کے اساتذہ نہیں ملتے اور دوسرے علاقوں سے لگائے گئے اساتذہ ان علاقوں میں نہیں جاتے۔

(ب) وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت 87 - 1986ء میں 1350 مسجد مدارس' 1268 گرلز پرائمری سکول کھولے گئے ہیں اور 240 گرلز پرائمری مدارس اور 140 مڈل مدارس کا درجہ بڑھایا گیا تھا اب 88 - 1987ء میں 1462 مسجد مدارس اور 2900 گرلز پرائمری مدارس کھولے جائیں گے نیز 336 گرلز پرائمری مدارس اور 333 بوائز مڈل سکولوں کا درجہ بڑھا دیا جائے گا۔ ان سب پر عملدرآمد 88 - 4 - 16' 88 - 5 - 1 سے ہوگا۔ یہ حقیقت نہیں ہے کہ وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے آثار نظر نہیں آرہے اتنے زیادہ سکولوں کا اجراء اس بات کا واضح ثبوت ہے۔

(ج) یہ ایک تجویز تھی۔ محکمہ تعمیرات نے اسے غلط سمجھا اور ان سکولوں کی منظوری اور محکمانہ منظوری حاصل کئے بغیر ٹینڈر بذریعہ اخبارات طلب کرلئے جبکہ سکیم ابھی زیر غور تھی۔ البتہ یہ درست ہے کہ وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق ہر اس یونین کونسل میں جہاں لڑکوں کا ہائی اور لڑکیوں کا مڈل سکول نہیں ہے یہ سہولت بہم پہنچائی جائے گی۔ تاہم اس پروگرام پر عمل مرحلہ وار 1990ء تک کردیا جائے گا۔

(د) اگرچہ فاضل رکن نے سکولوں کے ناموں کا ذکر نہیں فرمایا تاہم جناب وزیراعلیٰ کے احکامات کے تحت تحصیل مری کہوٹہ میں 87 - 1986ء کے دوران مندرجہ ذیل سکولوں کا درجہ بڑھایا گیا۔

1- سلمبر بوائز مڈل سے ہائی 2- سرہا بوائز مڈل سے ہائی 3- باروٹی بوائز مڈل سے ہائی 4- باغ جمیری مڈل سے ہائی 5- بن گرلز مڈل سے ہائی

(ہ) یہ کہنا کہ تحصیل مری اور کہوٹہ ایک پسماندہ علاقہ ہے کافی مبہم ہے کیونکہ کسی علاقے کی پسماندگی کو کئی اعتبار سے دیکھا جاتا ہے ایک علاقہ دوسرے علاقے سے مختلف اعتبار سے پسماندہ یا ترقی یافتہ ہوتا ہے اس سوال میں یہ بات واضح نہیں ہے کہ مری اور کہوٹہ کی پسماندگی کے بارے میں کس اعتبار سے پوچھا گیا ہے۔

LIST OF PRIMARY SCHOOLS (ZONE LAHORE-I)

Sr. No.	Name of School	Total enrolment	Class IV	Sanctioned post of teaching staff	Monthly Expenditure
1	2	3	4	5	6
1.	Govt. K.M. Girls P/S, Lohari gate, Lahore	374	Nil	11	13654.56
2.	Govt. Toseel Ul Islam Girls P/S Yaki Gate, Lahore	128	Nil	4	5053.84
3.	Govt. Tooqer Ul Islam Girls P/S, Lohari Gate, Lahore	250	Nil	7	7860.63
4.	Farooq Girls P/S, Mochi Gate, Lahore	63	Nil	3	3327.88
5.	Govt. Junior Model School, Haveli Pathran Wali, Lahore	20	2	6	5774.84
6.	Govt. English Junior Model School Dabi Bazar Lahore	632	Nil	20	22712.24
7.	Govt. Shahida Girls Primary School, Mori Gate, Lahore	80	Nil	4	4407.84
8.	Govt. National Model Girls P/S, Bhatti Gate, Lahore	94	Nil	3	3883.88
9.	Govt. Pak United Girls P/S, Bilal Gunj, Lahore	236	Nil	10	12414.60
10.	Govt. Islamia Girls P/S, Bilal Gunj, Lahore	142	Nil	6	8401.72
11.	Govt. Hashmi Girls P/S, Taxali Gate, Lahore	146	Nil	5	5827.80
12.	Govt. Naveed Girls P/S, Ravi Road, Lahore	249	Nil	6	8478.84
13.	Govt. Firdous Girls P/S, Ravi Road, Lahore	219	Nil	8	9981.88

14. Govt. Iqbal Girls P/S, Mohni Road,	354	Nil	8	9483/64
15. Govt. Madrasa Zahoora Tul Binat Girls Primary School, Lahore	230	Nil	7	8552/72
16. Govt. Madrasa Shams Ul Binat P/S, Yaki Gate, Lahore	114	Nil	4	4747/84
17. Govt. Punjab Model P/S, Ravi Road, Lahore	144	Nil	6	7497/76
18. Govt. Farah Iqbal Girls P/S, Mohni Road, Lahore	80	Nil	4	4005/84
19. Govt. Shahjehan Girls P/S, Shahjehan Road, Lahore	171	Nil	14	7518/82
20. Govt. Aftab Junior Model Giral P/S, Ravi Road, Lahore	250	Nil	7	15917/82
21. Govt. Apwa Girls P/S, Taxali Gate, Lahore	72	Nil	4	5024/84
22. Govt. Muhammadi Girls P/S, Mohni Road, Lahore	201	1	7	8591/72
23. Govt. Khurshid Girls P/S, Mochi Gate, Lahore	126	Nil	5	4711/84
24. Govt. Saada Iqbal Girls P/S, Lohari Gate, Lahore	170	Nil	5	5775/80
25. Govt. Mir Girls Primary School, Bhatty Gate, Lahore	123	Nil	7	7857/76
26. Govt. Millat Islamia Girls P/S, Lohari Gate, Lahore	107	Nil	4	4512/84
27. Govt. New Junior Model School, Bhatty Gate, Lahore	158	Nil	6	5402/80
28. Govt. N.B. Girls Primary School, Karim Park, Lahore	123	Nil	6	9147/68

LIST OF PRIMARY SCHOOLS TEHSIL CITY (ZONE LAHORE-II)

Sr. No.	Name of School	Total Enorlment	Class IV	Total Teacher	Total Monthly Pay
1	2	3	4	5	6
1.	Govt. Madrassa-tul-Binat P/S, Misri Shah, Lahore	1038	Nil	23	25552/-
2.	Govt. Modern Girls P/S, Shad Bagh,	268	Nil	5	6068/-
3.	Govt. Bukhari Model Girls P/S, Wassanpura, Lahore	53	Nil	6	5511/-
4.	Govt. Ziaul alume Girls P/S, Faiz Bagh	107	Nil	6	6595/-
5.	Govt. Muslim Binat Girls P/S, Farooq Gunj, Lahore	196	Nil	7	6969/-
6.	Govt. Nishlar Girls P/S, Misri Shah	95	Nil	6	6676/-
7.	Govt. Oriental Girls P/S, Shad Bagh	89	Nil	8	9599/-

LIST OF PRIMARY SCHOOLS (ZONE LAHORE-III) TEHSIL CITY

Sr. No.	Name of School	Total enrolment	Class IV	Sanctioned post of teaching staff	Monthly Expenditure
1	2	3	4	5	6
1.	Govt. Bostan Girls P/S, Multan Road, Lahore	280	2	11	12952/60
2.	Govt. Zia Ul Islam Girls P/S, Rustam Park, Lahore	128	Nil	8	7851/72
3.	Govt. Islamia Iqbal Girls P/S, Multan Road, Lahore	308	Nil	8	9452/55
4.	Govt. Aziza Girls P/S, Nowan Kot, Lahore	124	Nil	4	3186/88
5.	Govt. Shah Girls P/S, Nowan Kot, Lahore	265	Nil	7	7761/72
6.	Govt. Muslim Girls P/S, Multan Road, Lahore	164	Nil	6	6398/76
7.	Govt. Shahid Girls P/S, Multan Road, Lahore	249	2	3	4920/88
8.	Saddat Model Girls P/S, Nawan Kot, Lahore	99	Nil	5	5298/10
9.	Govt. Islamia Junior Model Primary School, Samanabad, Lahore	63	1	8	9531/68
10.	Govt. Qaud Model Girls P/S, Samanabad, Lahore	70	Nil	3	3963/88
11.	Govt. Taj Model Primary School Samanabad, Lahore	174	Nil	14	15420/42
12.	Govt. Tanveer Model Girls P/S, Samanabad, Lahore	113	Nil	5	5476/30

Sr. No.	Name of School	Total enrolment	Class IV	Sanctioned post of teaching staff	Monthly Expenditure
1	2	3	4	5	6
13.	Govt. Public Girls Primary School, Samanabad, Lahore	51	Nil	6	6478/72
14.	Govt. N.D. Grison Primary School, Samanabad, Lahore	62	2	5	7110/80
15.	New Town Standard Girls P/S, Ichra, Lahore	86	Nil	5	6336/76
16.	Govt. Randal Girls P/S, Jail Road, Lahore	32	Nil	4	4241/84
17.	Govt. Muslim Girls P/S, Ichra, Lahore	97	Nil	6	7528/76
18.	Govt. Dabstan-e-Zohara Girls P/S, Ichra, Lahore	101	Nil	6	7456/76
19.	Govt. Apwa Girls Primary Shcool, Mecan Road, Lahore	58	Nil	5	5731/80
20.	New Model Girls P/S, Ichra, Lahore	119	Nil	8	9370/68
21.	Govt. Anwar-ul-Taleem Girls P/S, Ichra, Lahore	170	Nil	6	7540/76
22.	Govt. Mathoob Girls P/S, Ichra, Lahore	84	Nil	4	5117/84
23.	Mashgal-e-Rah Girls P/S, Ichra, Lahore	86	Nil	5	5560/80
24.	Govt. Modern Girls P.S, Rehman Pura, Lahore	125	Nil	4	4287/84
25.	Govt. Awpa Girls P.S, Watts Road, Lahore	85	Nil	3	3339/88

Subject:- LIST OF PRIMARY SCHOOLS (ZONE LAHORE-III) TEHSIL CITY

Sr. No.	Name of School	Total enorlment	Class IV	Sanctioned post of teaching staff	Monthly Expenditure
1	2	3	4	5	6
1.	Govt. Girls Primary School, Sunder, Lahore	38	Nil	4	3446/84
2.	Govt. Girls Primary School, Bhar Kot, Lahore	25	Nil	3	2215/88
3.	Govt. Girls Primary School, Doop Sari, Lahore	38	Nil	4	3783/80
4.	Govt. Girls P/S, Nahila, Lahore	10	Nil	2	1902/92
5.	Govt.Girls P/S,Chak Ram Ka,Lahore	10	Nil	2	1483/92
6.	Govt. Girls P/S, Mal, Lahore	56	Nil	8	6421/68
7.	Govt. Girls P/S, Sultan Ka, Lahore	51	Nil	2	1785/92
8.	Govt. Girls P/S, Dokhaa Wali,Lhaore	16	Nil	2	1509/92
9.	Govt.Girls P/S,Shehik Da Kot,Lahore	22	Nil	3	2215/88
10.	Govt. Girls P/S, Kamas, Lahore	45	Nil	3	2215/88
11.	Govt. Girls P/S, Manga Mora, Lahore	158	Nil	4	2927/84
12.	Govt. Girls P/S, Wara Sayedan wala Lahore	19	Nil	2	1483/92
13.	Govt. Girls P/S, Jeea Ka Tiba, Lahore	31	Nil	2	1483/92
14.	Govt. Girls P/S, Wara Khamba Wala	21	Nil	2	1558/92
15.	Govt. Girls P/S, Qial Tarar, Lahore	23	Nil	2	1483/92
16.	Govt. Girls P/S, Talab Saray, Lahore	09	Nil	2	1506/92
17.	Govt. Girls P/S, Kot Jehan Khan	30	Nil	2	1529/92
18.	Govt. Girls P/S, Chah Tumbah, Lahore	38	Nil	4	3235/84

19. Govt. Girls P/S, Qial Sher Singh	34	Nil	2	1483/92
20. Govt. Girls P/S, Nawan Qial, Lahore	52	Nil	2	1483/92
21. Govt. Girls Wara Kamran, Lahore	72	Nil	2	1483/92
22. Govt. Girls P/S, Bakar Mandi, Lahore	323	Nil	13	15329/45
23. Govt. Girls P/S, Zamir Colony, Lahore	151	Nil	5	6177/80
24. Govt. Girls P/S, Nouran, Lahore	63	Nil	5	5553/84
25. Govt. Girls P/S, Meharpura, Lahore	119	Nil	6	7917/96

Subject:- LIST OF PRIMARY SCHOOLS (ZONE LAHORE-IV) TEHSIL CITY

Sr. No.	Name of Tehsil	Name of School	Total enorlment	No of Post Class IV	Sanctioned post of teaching staff	Monthly Expenditure
1	2	3	4	5	6	7
1.	City Govt.		200	Nil	5	Rs. 5199/-
2.	"		123	"	5	Rs. 4889/-
3.	"		161	"	4	Rs. 6008/-
4.	"		204	"	8	Rs. 9808/-
5.	"		120	"	3	Rs. 4242/-
6.	"		96	"	5	Rs. 5157/-
7.	"		77	"	3	Rs. 4063/-
8.	"		177	"	4	Rs. 4677/-
9.	"		173	"	11	Rs. 12006/-
10.	"		118	"	5	Rs. 5784/-
11.	"		260	3	6	Rs. 10274/-
12.	"		283	Nil	7	Rs. 8665/-

13.	"	358	"	8	Rs. 9856/-
14.	"	87	"	4	Rs. 4829/
15.	"	150	"	6	Rs. 7357/
16.	"	207	"	7	Rs. 6997/
17.	"	63	"	6	Rs. 8146/
18.	"	83	"	3	Rs. 3854/
19.	"	14	"	2	Rs. 3054/
20.	"	128	"	4	Rs. 4330/
21.	"	67	"	5	Rs. 5158/
22.	"	108	"	6	Rs. 7821/
23.	"	70	"	7	Rs. 8212/
24.	"	70		4	Rs. 9947/
25.	"	118	"	13	Rs. 10698/
26.	"	273	"		Rs. 11007/
27.	"	121	"		Rs. 8456/
28.	"	100	"	4	Rs. 5[illegible]

LIST OF PRIMARY SCHOOLS (ZONE LAHORE-IV) TEHSIL CITY

Sr. No.	Name of Tehsil	Name of School	Total enorlment	Class IV	Sanctioned post of teaching staff	Monthly Expenditure
1	2	3	4	5	6	7
1.	City	Govt. G/P/S Karishan Nagar Lahore	83	Nil	2	Rs. 2436/-

LIST OF GOVT. NATIONALIZED GILRS PRIMARY SCHOOLS CITY (ZONE LHR-V)

Sr. No.	Name of Tehsil	Name of School	Total Enorlment	Working staff	Monthly pay	Non Teaching staff
1	2	3	4	5	6	7
1.	City	Govt. National Gilrs P/S, Farooq Gunj, Lahore	65	5	5905/-	Nil
2.	-do-	Govt. Tanveer Gilrs P/S, Chahmiran, Lahore	127	3	4589/-	-do-
3.	-do-	Govt. Khanum Girls P/S, Shadbagh, Lahore	263	6	7467/-	-do-
4.	-do-	Govt. Dil: Muhammad Jr: Model School, Faizbagh	81	4	5710/-	-do-
5.	-do-	Govt. Standard Hamdard Girls P/S, Faizbagh	71	4	4013/-	-do-
6.	-do-	Govt. Naushai Girls P/S, Wassanpura, Lahore	66	3	3351	-do-
7.	-do-	Govt. Nadeem Girls P/S, Chahmiran, Lahore	201	6	8529/-	2
8.	-do-	Govt. Hy-senth Girls P/S, Chahmiran, Lahore	97	8	10478/-	Nil

9.	-do-	Govt. Zeenat Girls P/S, Chahmiran, Lahore	59	2	2933	1
10.	-do-	Govt. Hahfooz Girls P/S, Shadbagh, Lahore	126	7	8190/-	Nil

A.E.O. ZONE No.6, LAHORE CITY

Sr. No.	Name of School		Total Enorlment	Teaching staff	Non-Teaching Staff	Monthly pay
1	2		3	4	5	6
1.	G.G.P/S	Sultan Pura	105	5	-	4977.80
2.	-do-	Samsani Khui	74	4	-	3356.84
3.	-do-	Shabab Colony	69	2	-	3366.84
4.	-do-	Dana Nath	39	5	-	4893.80
5.	-do-	Khan Pura	55	4	-	3258.84
6.	-do-	Mano Wal	52	3	-	2610.88
7.	-do-	Shadiwal	49	3	-	2671.88
8.	-do-	Gulam Göss Wala	44	2	-	1483.92
9.	-do-	Gopy Ray	33	2	-	1658.92
10.	-do-	Thoker Niaz Beg	45	2		1724.92
11.	-do-	Bnolla Gharhi	65	3	-	2938.88
12.	-do-	Nawan Pind	21	2	1	1483.92
13.	-do-	Farid Wal	85	3	-	6797.68
14.	-do-	Rakh Pura	27	4	-	2967.84
15.	-do-	Mohnal Wal	163	8	-	7834.68
16.	-do-	Marak Ghawin	50	3	-	2809.88
17.	-do-	Juhgian Chumra	18	4	-	2671.92
18.	-do-	Khud Pura	17	2	-	751.96
19.	-do-	Shat Kalan	94	4	-	3024.84

1		2	3	4	5	6
20.	-do-	Piran Da Kot	41	2	-	1483.92
21.	-do-	Makdam Sing Wala	37	2	-	1483.92
22.	-do-	Arian De Jhakh	38	2	-	1483.92
23.	-do-	Mohalnwal Khurd	19	3	-	1508.92
24.	-do-	Shali Ghill	12	2	-	751.96
25.	-do-	Jughian Lodian	20	2	-	2215.88
26.	-do-	Jughian Bajasing	70	2	-	1956.92
27.	-do-	Julyana	27	2	-	776.96
28.	-do-	Nala The Jehan	12	1	-	1122.96
29.	-do-	Kingah Da Dera	26	2	-	1796.92
30.	-do-	Rangeel Pur	40	3	-	2215.88
31.	-do-	Jughian Kheoke	74	2	-	731.96
32.	-do-	Sultan Abad	60	2	-	1765.92
33.	-do-	Wasit Gunj	-	2	-	1483.92
34.	-do-	Satto Katha	59	2	-	1911.92
35.	-do-	Thogatian	25	2	-	1585.92
36.	-do-	Hussain Ali Wala	48	5	-	4565.76
37.	-do-	Vehdi Pur	18	4	-	3553.84
38.	-do-	Jhugian Mir	10	2	-	1862.92
39.	-do-	Jhagian Nai Abadi	28	2	-	1434.92
40.	-do-	Naziab Abad	27	2	-	1586.92
41.	G.G.P/S	Mali Pur,	18	2	-	1509.92
42.	-do-		11	2	-	1483.92
43.	-do-	Buatta	16	2	-	1940.92
44.	-do-	Nasir Abad	21	2	-	1731.92
45.	-do-	Shadi Wal Sahwan	10	2	-	1483.92

Subject:- TEACHR WISE WHICH HIGH SCHOOL ENROLMENT AND SANCTIONED LIST LAHORE-IX (TEHSIL CITY)

Sr. No.	Name of School	Enorlment	Class-IV	Teaching Staff	Amount
1.	G. Girls P/S, Jaddah, Lhr	103	-	2	2301.92
2.	G. Girls P/S, Majeed Park,Lhr	165	-	8	8822.72
3.	G. Akhtar Girls P/S, Lahore	105	2	6	8427.76
4.	G. Ittehad G. P/S, Lahore	152	-	5	5211.80
5.	G. Pak Mansur G. P/S, Lhr	119	-	6	6337.76
6.	G. Rubab G. P/S, Lahore	180	2	6	7462.76
7.	G. Jinnah Model G. P/S, Lhr	301	-	7	7114.76
8.	G. Mohammadia G. P/S, Lahore	141	-	7	8636.72
9.	G. Mehboob G. P/S, Lahore	202	-	7	6545.76
10.	G. Ravi Town G. P/S, Lahore	190	-	1	3530.88
11.	G. Isl. G. P/S, Lahore	104	-	7	8221.72

Subject:- LIST OF PRIMARY SHCOOLS (ZONE LAHORE-I) TEHSIL CANTT.

Sr. No.	Name of School	Total Enorlment	Class IV	Sanctioned most of teaching Staff	Monthly Expenditure
1	2	3	4	5	6
1.	Govt. Girls P/S, Telwara, Lahore	39	Nil	2	2195/88
2.	Govt. Girls P/S, Maral Mari, Lhr	75	Nil	3	1483/92
3.	Govt. Girls P/S, Krowl war	88	Nil	4	3931/84
4.	Govt. Girls P/S, Jahdilah	29	Nil	2	1483/96
5.	Govt. Girls Primary School, Echo Gill Othar, Lahore	22	Nil	2	1638/96
6.	Govt. Girls Primary Schoo, Eno Bhatti	25	Nil	2	1888/92
7.	Govt. Girls P/S, Malik pur	20	Nil	2	1791/92
8.	Govt. Girls P/S, Sashian Waso Pura, Lahore	38	Nil	2	1963/92
9.	Govt. Girls P/S, Gunja Sindu, Lhr	34	Nil	3	2215/88
10.	Govt. Girls P/S, Auan Daha Wala,	26	Nil	3	2215/88
11.	Govt. Girls P/S, Jagian Lukho Dehar	43	Nil	2	1483/92
12.	Govt. Girls P/S, Arazi Junjua, Lhr	17	1	2	1483/92
13.	Govt. Girls P/S, Echo Gill, Lahore	20	1	2	1483/92

LIST OF PRIMARY SCHOOL THESIL CANNT. ZONE II

Sr. No.	Name of School	Total Enorlment	Class IV	Total Teacher	Total Manthly Pay
1.	Govt. Girls P/S, Skotli ghasi	128	Nil	5	4963/-
2.	Govt. Girls P/S, Nasurabad	116	-	6	7639/-
3.	Govt. Girls P/S, Nishtar town	172	-	2	2712/-
4.	Govt. Girls P/S, Wara Star Shah	115	-	4	3578/-
5.	Govt. Girls P/S, Kacha Bagh	52	-	2	2663/-
6.	Govt. Girls P/S, Moman Pura	102	-	2	2459/-
7.	Govt. Girls P/S, Koot	31	-	3	2164/-
8.	Govt. Girls P/S, Attoahsal	34	-	2	1456/-
9.	Govt. Girls P/S, Khano Harni	20	-	2	1874/-
10.	Govt. Girls P/S, Saraich	59	-	3	1483/-
11.	Govt. Girls P/S, Ladh Kibhuler	17	-	2	1449/-
12.	Govt. Girls P/S, Gul wara	6	-	2	1449/-
13.	Govt. Girls P/S, Ghanindin	6	-	2	1483/-
14.	Govt. Girls P/S, Islam pura	10	-	2	1959/-
15.	Govt. Girls P/S, Tha jam	6	-	2	1483/-
16.	Govt. Girls P/S, Mella ram	18	-	2	1999/-
17.	Govt. Girls P/S, Dhala Ki	44	-	3	1766/-
18.	Govt. Iqbal Girls P/S Mujahad Abad	184	-	6	7394/-
19.	Govt. Madarasa-ul-Bilia Girls, P/S Ram Gurh	217	-	7	10224/-
20.	Govt. Kausar Islama Girls P/S Ram Garh	185	-	4	4591/-
21.	Govt. Islamia Girls P/S Punj peer	241	-	4	5373/-
22.	Govt. Chaudry Model Girls P/S Muslim abad	240	-	6	6442/-
23.	Govt. Rabia Girls P/S Mughalpura	73	-	1	3533/-
24.	Govt. Standred Model Girls P/S Mughalpura	117	-	4	4719/-
25.	Govt. Suhail Girls P/S Ramgurh	53	-	4	4615/-
26.	Govt. Wahad Girls P/S Fathagurh	241	-	4	4912/-

Subject:- LIST OF PRIMARY SCHOOLS (ZONE LAHORE-III) THESIL CANNT

Sr. No.	Name of School	Total Enorlment	Class IV	Sanctioned post of teaching staff	Monthly Expendic-ture
1	2	3	4	5	6
1.	Govt. Girls P/S Shah Kamal.	42	Nil	4	4948/84
2.	Govt. Girls P/S Phukha wal, Lhr	329	Nil	8	10647/68
3.	Govt. Girls P/S Tadian De Chalar	257	Nil	10	11413/48
4.	Govt. Girls P/S Pindi Rajpootan	115	Nil	7	8425/72
5.	Govt. Girls P/S, Town Ship, Sector, A-I, Lahore	113	Nil	3	3375/88
6.	Govt. Girls P/S, Jail Kot Lakhpat, Lahore	88	Nil	4	4324/84
7.	Govt. Girls P/S, Green Town, Lahore	236	Nil	7	6945/76
8.	Govt. Girls P/S, Dallah, Lahore	187	Nil	8	9444/68
9.	Govt. Girls P/S, Jahangir Park, Lahore	115	Nil	3	3780/88
10.	Govt. Girls P/S, Mochi Pura, Lhr	57	Nil	2	2214/92
11.	Govt. Girls P/S, Kair Kalan, Lhr	73	Nil	3	3804/88

Subject:- LIST OF NATIONALIZED PRIMARY SCHOOLS IN ZONE IV (TEHSIL CANTT)

Sr. No.	Name of Tehsil	Name of Schools	Total Enrolment	No of Posts Sanctioned Class IV	Total Expenditure
1	2	3	4	5	6
1.	Cantt	Govt Millat Islamia G/P/S Temple Road Lahore	9 Nil	4	Rs. 4313/-
2.	"	Govt. Badar G/P/S Mozang Lahore	23 "	3	Rs. 3556/-
3.	"	Govt. Tahir Model G/P/S Mozangh Lahore	182 "	5	Rs. 5034/-
4.	"	Govt. Ali Garh Muslim G/P/S Mazang Adda Lhaore	103 "	4	Rs. 3473/-
5.	"	Govt. Sardar G/P/S Mazang	116 "	4	Rs. 5003/-
6.	"	Govt. Nizamia G/P/S Qilla Gujar Singh Lahore	21 "	3	Rs. 2885/-
7.	"	Govt. M.S. Model G/P/S Qilla Gujar Sing Lahore	62 "	3	Rs. 3212/-
8.	"	Govt. Iqbal G/P/S Mazang Adda Lahore	165 "	5	Rs. 5534/-
9.	"	Govt. G/P/S Qilla Gujar Sing Lahore	28 "	4	Rs. 4234/-

LIST OF GOVT. NATIONALIZED PRIMARY SCHOOLS IN ZONE-IV. TEHSIL CANTT

Sr. No.	Name of Tehsil	Name of Schools	Total Enrolment	Working teaching Staff	Monthly Pay	Non staff
1	2	3	4	5	6	7
1.	Cantt	Govt. Climax Girls P/S Dehrampura, Lahore	174	5	5886/-	Nil
2.	-do-	Govt. Gillani G.P.S. Baghbanpura, Lahore	273	7	9180/-	-do-
3.	-do-	Govt. Standard Ghildren GPS	537	8	9116/-	-do-
4.	-do-	Govt. English G.P.S. Mughalpura, Lahore	156	5	7033/-	2
5.	-do-	Govt. Tahir G.P.S. Baghbanpura, Lahore	172	4	3631/-	Nil
6.	-do-	Govt. Tabbasum Bokhari GPS Mian Mir Sahib, Lahore	200	5	6202/-	-do-
7.	-do-	Govt. M.B. English Jr. Model School, Lahore	648	12	13855/-	-do-
8.	-do-	Govt. Z.N. Model G.P.S.Cantt	225	5	5439/-	-do-
9.	-do-	Govt. Comunaty G.P.S. Garhi Shahu, Lahore	272	8	6251/-	-do-
10.	-do-	Govt. Naseema Model G.P.S. Cantt, Lahore	285	5	4854/-	-do-
11.	-do-	Govt. Adnan G.P.S. 45-G.T. Road, Lahore	95	6	6704/-	-do-
12.	-do-	Govt. Ashraf GPS.Darogawala	225	8	10366/-	-do-
13.	-do-	Govt. Kashmir G.P.S. Shalimar Town, Lahore	155	8	13517/-	2

1	2	3	4	5	6	7
14.	Cantt	Govt. Naqvi G.P.S. Shahmar Town, Lahore	113	4	4458/-	Nil
15.	-do-	Govt. Soherwardia ddeha Girls P/S Rashidpura, Lahore	266	5	4495/-	-do-
16.	-do-	Govt. Jadeed Madrissa tul Binat P/S Dehrampura, Lahore	207	5	5375/-	-do-
17.	-do-	Govt. Kashmir Girls P/S Koth Pir Abdul Rehman, Lahore	130	3	3293/-	1
18.	-do-	Govt. Ikram, Model Girls P/S Mujahidabad, Lahore	99	8	9913/-	Nil
19.	-do-	Govt. Girls P/S Bhatto Colony, Lahore	141	6	8500/-	-do-
20.	-do-	Govt. Girls P/S Tatlhay, Lhr	16	3	1463/-	-do-
21.	-do-	Govt. Girls P/S Caira Ghahal.	62	3	1534/-	-do-
22.	-do-	Govt. Girls P/S Phularwan.Lhr	53	3	1463/-	-do-
23.	-do-	Govt. Girls P/S Tathar, Lahore	40	2	2312/-	-do-
24.	-do-	Govt. Girls P/S Jaaman, Lhr	40	2	2312/-	-do-
25.	-do-	Govt. Girls P/S Bouly Camp.	113	8	1483/-	-do-
26.	-do-	Govt. Girls P/S Raja Bholla	21	2	1463/-	-do
27.	-do-	Govt. Girls P/S Dhalla, Lahore	7	3	1731/-	-do-
28.	-do-	Govt. Girls P/S Rakh Bakhund	10	1	731/-	-do-
29.	-do-	Govt. Girls P/S Doghtch, Lhr	292	7	3101/-	-do-
30.	-do-	Govt. Girls P/S Basti Muwatian, Lahore	18	2	1402/-	-do-
31.	-do-	Govt. Girls P/S Kerey, Lhr	138	7	9127/-	-do-
32.	-do-	Govt. Girls P/S Qurban Line	114	5	1543/-	-do-
33.	-do-	Govt. Girls P/S Maliyaen, Lhr	45	3	1573/-	-do-
34.	-do-	Govt. Girls P/S Sorray, Lahore	17	2	1554/-	-do-
35.	-do-	Govt. Girls P/S Jamaran Kalan Lahore	30	3	2148/-	-do-

TEHSIL CANTT LIST OF THE SCHOOL ZONE VI

Sr. No.	Name of School		Total Enorlment	Teacher		
1	2		3	4	5	6
46.	G.G.P/S	F.C.C. Campus	443	7	2	9509.72
47.	-do-	Shahzad	429	8	-	10567.52
48.	-do-	S.A. Model	221	7	-	7553.72
49.	-do-	M.K. Memorial	310	5	-	5817.88
50.	-do-	Zafar ul Islam	66	3	-	3142.88
51.	-do-	Mumtaz	200	8	2	9923.72
52.	-do-	Apus	106	4	-	4583.84
53.	-do-	Rehmania	95	4	2	8308.84
54.	-do-	Fakeeza Goundal	75	3	-	4583.84
55.	-do-	Wahdat Model	68	6	-	5067.80
56.	-do-	Roobi	217	7	-	8680.00
57.	-do-	Apua	94	3	-	3381.88
58.	-do-	Rashid Memorial	76	3	-	3706.88
59.	-do-	Qurashi	68	5	-	4555.84

LIST OF PRIMARY SCHOOL TEHSIL CANNT. ZONE VIII

Sr. No.	Name of Cantt	Name of Schools	Class wise Enrolment I	II	III	IV	V	Total	No of sanctioned Post		Monthly Pay
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10		
1.	Cantt	Govt. Girls P/S Chachowali Lahore	30	8	15	14	1	68	4	P.T.C.	5094.
2.	-do-	Govt. Girls P/S Charrar Lahore	17	20	23	10	10	93	4	-do-	5363.
3.	-do-	Govt. Girls P/S Mana Wala Lahore	51	8	9	12	7	88	5	-do-	6092.80
4.	-do-	Govt. Girls P/S Ghohawa Lahore	60	28	24	15	8	135	4	-do-	4982.27
5	-do-	Govt. Girls P/S Rehmat Pura Lahore	40	20	12	8	9	89	4	-do-	4315.84
6.	-do-	Govt. Girls P/S Jugiar Alpha Lahore	47	14	12	8	1	82	3	-do-	3942.88
7.	-do-	Govt. Girls P/S Keer Khurd Lahore	18	3	-	-	-	21	2	-do-	1794.9
8.	-do-	Govt. Girls P/S Lahore	18	7	8	3	9	45	2	-do-	2036.9
9.	-do-	Govt. Girls P/S A.R. Bazar Lahore	217	39	19	10	5	290	2	-do-	2535.2
10.	-do-	Govt. Girls P/S Hota Singh Lahore	65	26	24	9	3	127	3	-do-	3030.88
11.	-do-	Govt. Girls P/S Lahda Singh Lahore	10	2	4	-	-	16	2	-do-	1979.92
12.	-do-	Govt. Girls P/S Harpalki Lahore	7	11	3	3	1	25	3	-do-	3113.84
13.	-do-	Govt. Girls P/S Pornawala Lahore	28	18	10	8	4	68	3	-do-	2621.88
14.	-do-	Govt. Girls P/S Wahawa Sing Lahore	17	6	6	7	-	35	2	-do-	1483.92
15.	-do-	Govt. Girls P/S Natha Singh Lahore	16	3	8	4	4	35	2	-do-	1423.92
16.	-do-	Govt. Girls P/S Keera Singh Lahore	6	5	5	5	-	21	2	-do-	1483.92
17.	-do-	Govt. Girls P/S Thatha Qurashi Wala	6	-	1	-	-	7	2	-do-	1483.92
18.	-do-	Govt. Girls P/S Bohgan Lahore	28	8	8	2	5	51	2	-do-	2215.88

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10		
19.	-do-	Govt. Girls P/S Ram Pura, Lahore	19	-	5	1	3	28	2	P.T.C.	1463.92
20.	-do-	Govt. Girls P/S Ghurki Lahore	20	11	5	5	8	49	2	-do-	751.56
21.	-do-	Govt. Girls P/S Dav. Smaj Lahore	5	-	-	1	1	7	2	-do-	1658.92
22.	-do-	Govt. Girls P/S Opal Lahore	School is closed					-	2	-do-	751.96
23.	-do-	Govt. Girls P/S Ghani Lahore	11	4	-	-	-	15	2	-do-	1483.92
24.	-do-	Govt. Girls P/S Lalloh Lahore	24	4	5	2	7	42	2	-do-	
25.	-do-	Govt. Girls P/S Noor Pur	2	6	6	4	2	60	2	-do-	1483.92
26.	-do-	Govt. Girls P/S Ghowinwi Lahore	11	6	6	3	2	28	4	-do-	3503.80
27.	-do-	Govt. Girls P/S Sungat Pura	9	3	3	-	-	15	2	-do-	1483.92
28.	-do-	Govt. Girls P/S Hassal Gunkey Lhr	10	10	10	6	6	42	2	-do-	1483.92
29.	-do-	Govt. Girls P/S Kohrisn Lahore	49	14	5	14	2	84	4	-do-	3073.84
30.	-do-	Govt. Girls P/S Chak Dear Key Lhr	9	1	6	7	-	23	3	-do-	2267.88
31.	-do-	Govt. Girls P/S Baska Khurid Lahore	18	6	5	1	2	32	2	-do-	1463.92
32.	-do-	Govt. Girls P/S Daska Pulan Lahore	27	5	3	7	1	43	4	-do-	3296.84
33.	-do-	Govt. Girls P/S Ghowind Lahore	12	13	7	10	3	45	3	-do-	2215.88
34.	-do-	Govt. Girls P/S Brahmana Lahore	16	4	1	3	2	26	3	-do-	2215.88
35.	-do-	Govt. Girls P/S Hasan Abad	13	5	7	3	3	31	2	-do-	1483.92
36.	-do-	Govt. Girls P/S Ghawindi Khush Hall Sing Lahore	10	2	2	2	3	19	2	-do-	1483.92
37.	-do-	Govt. Girls P/S Ghaga Lahore	18	4	2	1	-	25	2	-do-	1611.92
38.	-do-	Govt. Girls P/S Dogran Lahore	17	3	8	-	-	38	5	-do-	5873.80
39.	-do-	Govt. Girls P/S Padri Lahore	16	7	5	2	-	30	2	-do-	1659.92
40.	-do-	Govt. Girls P/S Jandra Dairy, Lahore	40	10	15	12	2	79	3	-do-	3088.88

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10		
41.	Cantt	Govt. Girls P/S Class Mari Lahore	11	11	3	5	1	31	2	P.T.C.	2760.92
42.	-do-	Govt. Girls P.S Rakh Burj Lahore	12	7	6	8	5	38	4	-do-	3972.84
43.	-do-	Govt. Girls P/S Rakh Padam Lahore	11	4	-	3	1	19	2	-do-	1709.92
44.	-do-	Govt. Girls P/S Banguli Dairy Farm Lhr	36	20	9	6	6	77	4	-do-	4931.83
45.	-do-	Govt. Girls P/S Narwar Lahore	5	6	8	8	1	28	3	-do-	2215.92
46.	-do-	Govt. Girls P/S Nawan Pind	4	9	-	4	4	21	2	-do-	1883.92
47	-do-	Govt Girls P/S Mundian wala	50	25	25	15	10	127	3	-do-	2215.92
48.	-do-	Govt. Girls P/S Notho Ker Lahore	69	17	13	11	6	116	3	-do-	1638.92
49.	-do-	Govt Girls P/S Paddsy Lahore	1	3	-	4	1	9	2	-do-	1509.
50	-do-	Govt Girls P/S Bhoori Lahore	13	7	4	6	3	33	4	-do-	2215.88
51	-do-	Govt. Girls P S Phanny Lahore	7	4	2	1	-	14	2	-do-	22 .92
52.	-do-	Govt. Girls P/S Sankia Lahore	4	3	1	2	-	10	2	-do-	1483.92
53	-do-	Govt. Girls P/S They Pura Lahore	6	-	-	-	-	6	2	-do-	1483.92
54.	-do-	Govt. Girls P/S Fatha Jang Singwala	16	7	6	9	-	34	2	-do-	1483.92
55.	-do-	Govt Girls P/S Chinkowindi Lahore	6	1	3	2	-	12	2	-do-	751.96
56	-do-	Govt. Girls P S Phatan Key Lahore	4	-	-	-	-	4	2	-do-	751 96
57.	-do-	Govt. Girls P S Gobind Pura Lahore	10	5	-	4	1	20	2	-do-	1453.92
58	-do-	Govt. Girls P/S Sarja Marja Lahore	2	1	2	-	-	5	2	-do-	1483.92
59.	-do-	Govt. Girls P/S Jalala Abad			School is closed					-do-	732.96
60.	-do-	Govt. Girls P/S Minhik Khan Lahore							2	-do-	1535.92
61.	-do-	Govt. Girls P/S Cilan Ginew Singh Lahore							2	-do-	1483.92

LIST OF TEACHERS WITH ENROLMENT AND SANSTISNES POSTS LAHORE-IX (LAHORE CANTT)

Sr. No.	Name of Schools	Total Enrolment	Post class IV	Post of Teaching staff	Monthly salary
1.	G.S.P/S, Attoki Awan	140	Nil	6	6072.76
2.	G.S.P/S, Adda Shabeel	72	Nil	6	1433.92
3.	G.S.P/S, Sepal Pura	67	Nil	6	5497.76
4.	G.S.P/S, Kot Shoniahand	95	Nil	6	4022.76
5.	G.S.P/S, Monasan	185	Nil	7	6012.72
6.	G.S.P/S, Tulis Pura	57	Nil	4	3347.84
7.	G.S.P/S, Wara Gujjran	20	Nil	5	4740.80
8.	G.S.P/S, Shasu Shah	50	Nil	2	1430.92
9.	G.S.P/S, Sayal	34	Nil	2	1535.92
10.	G.S.P/S, Lakhan Sharif	31	Nil	9	2947.84
11.	G.S.P/S, Wahga	96	Nil	2	2020.92
12.	G.S.P/S, Segateh	37	Nil	2	1507.92
13.	G.S.P/S, Wahgharian	21	Nil	2	1507.92
14.	G.S.P/S, Sorian Kalan	99	Nil	3	1558.92
15.	G.S.P/S, Khawaja Faiq	14	Nil	3	2255.98
16.	G.S.P/S, Hande Sujjar	55	Nil	3	2418.88
17.	G.S.P/S, Rahman Pura	60	Nil	3	1684.42
18.	G.S.P/S, Khaira	45	Nil	2	2675.88
19.	G.S.P/S, Saryhan Abad	53	Nil	6	4784.80
20.	G.S.P/S, Wara Meley Wassian	55	Nil	4	1508.92
21.	G.S.P/S, Shhapa	71	Nil	2	2240.88
22.	G.S.P/S, Wara Allah Dad	81	Nil	4	2213.78
23.	G.S.P/S,Makh Terre	65	Nil	1	2240.88
24.	G.S.P/S, Xiran Kay	24	Nil	2	3351.84
25.	G.S.P/S, Hat	26	Nil	2	1483.92

نکاح زدہ حالات ہو ایران کی تحریر رکھے گئے

26.	G.S.P/S, Nat Kalan	21	Nil	2	1483.92
27.	G.S.P/S, Wassian	28	Nil	2	1483.92
28.	G.S.P/S,Tathe Sahi Wala	72	Nil	4	1483.92
29.	G.S.P/S, Iaqi Pur	60	Nil	6	2240.88
30.	G.S.P/S, Shuggian Wala Bux	69	Nil	3	4096.70
31.	G.S.P/S, Jalwana	32	Nil	5	3016.88
32.	G.S.P/S, Baghbanpura	37	Nil	2	2020.92
33.	G.S.P/S, Bhamma	31	Nil	2	1483.92
34.	G.S.P/S, Taj Garh	127	Nil	4	3175.34
35.	G.S.P/S, Sant Pura	40	Nil	2	1559.88
36.	G.S.P/S, Shassian	185	Nil	5	3950.80
37.	G.S.P/S, Thata Tareer	32	Nil	2	1584.92
38.	G.S.P/S, Manan	28	Nil	2	1483.92

LIST OF MIDDLE SCHOOLS (ZONE LAHORE-I)
TEHSIL CITY

Sr. No.	Name of School	Total enorlment	Junior Clerk	Class IV	Sanctioned post of teaching staff	Monthly Expenditure
1	2	3	4	5	6	7
1.	Govt.	493	Nil	3	17	25071/74
2.		98	Nil	3	10	15543/48
3.		258	Nil	3	10	12765/64
4.		254	1	3	16	23145/28
5.		381	Nil	3	10	15202/02
6.		487	Nil	3	11	16415/32

LIST OF MIDDLE SCHOOLS TEHSIL CITY ZONE II

Sr. No.	Name of School	Class IV	Total Enrolment	Total Existint Teacers	Total Monthly Pay
1.	Govt. Sadda G.M.B Makhan Pura	3	536	14	20641.11
2.	Govt.Noor Ahmad G.M.S Wassanpura	3	326	15	18798/
3.	Govt. Shaheen Girls M/S Chamiran	3	414	14	22953/
4.	Govt. Tanvir Islam Girls H/S Misri Shah	3	385	14	17538/
5.	Govt. Tahir Model Girls M/S Sultan Pura	3	163	11	15733/
6.	Govt. Kukab Girls M/S, Faiz Bagh	3	287	15	20609/
7.	Govt. Quaid Model Grils M/S Chamiran	3	304	11	15022/
8.	Govt. Girls Model School Ghorer Shah, Lahore	3	388	13	19357/
9.	Govt. Muslim Binat Girls M/S Abata Thandaran	3	430	11	18033/

LIST OF MIDDLE SCHOOLS (ZONE LAHORE-III) TEHSIL CITY

Sr. No.	Name of School	Total enorlment	Junior Clerk	Class IV	Sanctioned post of teaching staff	Monthly Expenditure
1	2	3	4	5	6	7
1.	Govt. Girls M/S, Shamka Bhattian	185	Nil	3	10	7804/98
2.	Govt. Girls M/S, Khark, Lahore	611	Nil	3	20	30020/61
3.	Govt. Mussarat Girls M/S, Bund Road, Lahore	809	1	3	14	20782/36
4.	Govt. Rahab-r-Ilam Girls M/S, Ichra, Lahore	298	Nil	3	11	16765/02
5.	Govt. Bona-De Girls M/S, Samanabad, Lahore	229	Nil	3	10	14880/48
6.	Govt. Glob Girls M/S, Samanabad, Lahore	148	Nil	3	9	13950/14
7.	Govt. Solvation Army Girls Middle School, Waris Road, Lahore	16	Nil	Nil	8	9901/64
8.	Razvi Girls M/S, Ichra, Lahore	187	Nil	Nil	7	7712/22

ASSISTANT EDUCATION OFFICE (W) ZONE IV
NATIONALIZED MIDDLE SCHOOL (CITY)

Sr. No.	Name of Tehsil	Name of Schools	Total Enrolment	Sanctioned Post Class IV	Teacher	Total Expenditure
1	2	3	4	5	6	7
1.	City	Govt. Islamia G/H/S Gowalmardi Lahore	138	3	12	Rs. 17065/-
2.	-do-	Govt.	215	3	12	Rs. 15746/-
3.	-do-		160	3	11	Rs. 16730/-
4.	-do-		263	3	15	Rs. 21687/-
5.	-do-		301	3	13	Rs. 19620/-
6.	-do-		337	3	13	Rs. 20239/-
7.	-do-		476	3	13	Rs. 18484/-
8.	-do-		567	3	12	Rs. 19471/-
9.	-do-		261	3	12	Rs. 18102/-
10.	-do-		481	3	12	Rs. 16463/-
11.	-do-		294	3		Rs. 18679/-

ASSISTANT EDUCATION OFFICER (W) LAHORE IV (CITY)
(NATIONALIZED MIDDLE SCHOOL)

Sr. No.	Name of Tehsil	Name of Schools	Total Enrolment	Sanctioned Post Class IV	Teacher	Total Expenditure
1	2	3	4	5	6	7
1.	City	Sanda Lahore			10	Rs. 14996/-

نشان زدہ سوالات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

LIST OF TEACHER

Sr. No.	Name of School	Enrolment	Class IV	Teaching Staff	Amount
1.	G.G M/S, Shahdara, Lhr	318	3	12	15473.98

LIST OF MIDDLE SCHOOL (ZONE LAHORE-I) TEHSIL CANTT

Sr. No.	Name of School	Total enorlment	Class IV	Junior Clerk	Sanctioned post of teaching staff	Monthly Expenditure
1	2	3	4	5	6	7
1.	Govt. Girls Middle School Lukho Dehar, Lahore	448	3	Nil		16834/32

Sr. No.	Name of School	Total Enrolment	Class IV	Total Staff	Total Monthly Pay
1.		307	3	11	15315/
2.		249	3	9	13033/
3.		306	4	9	16119/
4.		315	3	11	15744
5.		384	3	11	18062/

LIST OF MIDDLE SCHOOLS (ZONE LAHORE - III)
TEHSIL CANTT

Sr. No.	Name of School	Total Enrolment	Class IV	Sanctioned post of Teaching Staff	Monthly Expenditure
1.	Govt. Gilrs Middle School, Town Ship, Lahore	506	13	14	21043/32

Sr. No.	Tehsil	Name of Schools	Total Enrolment	Teaching Staff	Monthly pay	Non teaching staff
1	2	3	4	5	6	7
1.		Govt. Girls M/S Ranger's Colony, Lahore	680	22	33406/-	4
2.		Govt. Ittehad G.M.S Cantt	219	6	10220/-	2
3.		Govt. Fatima Memorial G.M.S. Cantt	220	10	14852/-	3
4.		Govt. Girls M/S Cantt	91	8	14074/-	3
5.		Govt. Anjuman-i-Islamia Girls M/S, Lahore Cantt	623	13	20027/-	3
6.		Govt. Abul Khair Girls M/S Garhi Shahu, Lahore	786	17	23479/-	3
7.		Govt. Malik Girls M/S, Garhi Shahu, Lahore	511	11	15078/-	3
8.		Govt. Muhammad Bux Girls M/S, Garhi Shahu, Lahore	531	16	23850/-	3
9.		Govt. Oxford Girls M/S, Infantory Road, Lahore	241	6	7068/-	3

INFORMATION OF MIDDLE SCHOOL ZONE VIII

Sr. No.	Name of School	Enrolment	No of Teachers	Class IV	Monthly pay
1.	G.G. Middle School Karbeth	188	9	3	7030.76
2.	G.G. Middle School Lidder	108	9	2	9621.10
3.	G.G. Middle School Bhengali	213	10	3	20022.50
4.	G.G. Middle School Hadyara	224	13	5	12485.37
5.	G.G. Middle School Minhali Hala	282	13	3	10585.64
6.	G.G. Middle School Padhema	172	10	3	8340.80

Sr. No.	Name of School	Total No of Student	Total No of Teacher	Total No of Office staff	Monthly Expenditure
1	Govt. Girls High School Shahdara	650	15	4	Rs. 26074.00
2	Govt.Girls High School Ravi Road	2232	34		Rs. 117565.00
3.	Govt. Victoria Girls High School Bhatti Gate	1472	39	5	Rs. 88214.00
4.	Govt.Girls High School Chune Mandi	1092	41	4	Rs. 40627.00
5.	Govt. Girls High School Baghbanpura	2088	37	6	Rs. 88210.00
6.	Govt. Girls High School Shadbagh	1230	36	10	Rs. 88100.00
7.	Govt. Girls High School Chauburji Garden	2820	24	10	Rs. 18159.00
8.	Govt. Pilot Secondary School (for Girls) Wahdat Road	1579	52	11	Rs. 90542.00
9.	Govt. Girls High School Karashan Naggar	1060	31	5	Rs. 66358.00
10.	Govt. Girls High School Samanabad	2209	16	9	Rs. 109003.00
11.	Govt. Girls High School Sant Nagar	590	17	5	Rs. 40120.00
12.	Govt.Girls High School Ferozepur Rd	81	23	7	Rs. 22334.00
13.	Govt. Girls High School Ahmazabad	268	16	4	Rs. 10702.00
14.	Govt. Girls High School Shahpur Kanjra	365	12	3	Rs. 11500.00
15.	Govt. Girls High School Chung	1318	23	4	Rs. 25933.00
16.	Govt.Girls High School Manga Mandi	398	16	4	Rs. 11770.00
17.	Govt. Girls High School Kahna Nau	785	23	5	Rs. 16627.00
18.	Govt. Girls High School Mandi Rai Wind	1125	22	5	Rs. 17607.00
19.	Govt. Girls High School Barki	429	21	4	Rs. 21977.00
20.	Govt. Girls High School Jallo Mor	667	19	4	Rs. 30674.00

نشان زدہ سوالات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

Govt. A.V.Girls High School Batapur	733	16	4	Rs. 24951.00
Govt. Asifa New Model Girls High School, Said Mitha Bazar Lahore	1726	35	4	Rs. 61304.00
Govt. Al-Quresh Girls High School Shah Alam Market (Rang Mahal)	283	15	5	Rs. 22767.00
Govt. Apwa Dar-ul-Niswan Girls High School 56-Gulbarg (Jail Road)	860	19	5	Rs. 41859.00
Govt. Apwa Girls High School G.O R	587	10	5	Rs. 29610.00
Govt. Anarkali Girls H/School Dhani Ram Road, Anarkali	165	11	4	Rs. 30941.00
Govt. Anjuman Gowalmandi	283	41	4	Rs. 75624.00
Govt.	988	27	4	Rs. 47583.00
Govt. Binat-ul-Muslim H/School Shalimar Town	486	15	5	Rs. 28368.00
Bashir Memorial Girls H.S Ferozepur Lahore	617	17	5	Rs. 83152.00
Govt. Bbul Ilom Girls High School Krishan Nagar	793	18	4	Rs. 23889.00
Govt. Batala Islamia Girls High School Nicholson Road	901	17	5	Rs. 30425.00
Govt. City Girls High School Nishat Road	550	27	4	Rs. 36329.00
Govt. Chiragh Girls H School Baghbanpura	1974	23	4	Rs. 27658.00
Govt. Chughtai Girls High School Garhi Shahu	1035	20	4	Rs. 35927.00
Govt. [illegible] Girls High School Rang Mahal	661	31	4	Rs. 55940.00
Govt. [illegible] Girls High School Lane Road	[illegible]		[illegible]	[illegible]

38.	Islamia Girls High School Baghbanpura	2118	35	4	Rs. 76263.00
39.	Govt. Islamia Mukarram Girls High School Multan Road	1038	17	3	Rs. 31933.00
40.	Islamia Girl High School Ichhra, Lahore	1	22	3	Rs. 30938.00
41.	Isl. G.H. School Brandreth Rd	1356	39	6	Rs. 77454.00
42.	Isl. G.H. School Lahore Cantt	1016	46	4	Rs. 85992.00
43.	Isl. Girls High School Dharampura	1232	25	4	Rs. 52438.00
44.	Kinnaird G.H. School Empress Road	1317	34	5	Rs. 64766.00
45.	Kashmir G.H. School Shalimar Town	240	68	3	Rs. 23757.00
46.	Luci Harrisan G.H.School Warris Road	965	28	5	Rs. 53661.00
47.	Muslim Model G.H. School Chowk	728	17	3	Rs. 31451.00
48.	Muhammadia Girls High School Data Sahib	789	22	3	Rs. 51840.00
49.	Modern Girls High School Dabbi Bazar	596	16	4	Rs. 29935.00
50.	Muslim Girls High School Baghbanpura	479		4	Rs. 35121.00
51.	Modern Girls High School Mughalpura, Lahore	605	12	4	Rs. 30643.00
52.	Model Girls High School Mughalpura, Lahore	505	-	4	Rs. 28933.00
53.	Millat G.H. School Mughalpura	244	22	3	Rs. 33564.00
54.	Model G.H. School Shadbagh		16	4	Rs. 24261.00
55.	Madrisa-tul Binat H.S. Misri Shah		29	5	Rs. 55942.00
56.	Madrisa-tul-Binat H.S. Lak Raod	1527	28	6	Rs. 29625.00
57.	Modal G. High School. Modal Town	3245	55	5	Rs. 74005.00
58.	Model Girls High School, Samanabad	600	15	4	Rs. 3397.00
59.	Milli Darul Itful G.H.S. Raj Garh	981	29	4	Rs. 45020.00
60.	Muslim Model G.H.S. Gulshan Ravi	913	15	4	Rs. 3

3 Kolliyat ul Banat College, Lhr	-	-	-	1	2	-	1	-	-	-	-	-	1	5	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
3 C of Phy:Edu:(M)Lhr	-	-	1	1	2	-	-	-	1	-	-	-	1	4	24	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-
3 C. of Phy: Edu: (W)	-	-	1	1	1	-	-	-	-	-	-	1	-	2	11	-	1	-	-	-	-	-	-	-	1
3.C of Edu: (W) Lhr	-	-	1	1	3	1	-	1	1	1	-	1	1	3	24	-	2	-	-	-	-	-	-	-	2
3 C. of Edu:for Science, Township, Lahore	-	-	1	1	3	2	-	4	1	1	-	-	-	6	17	1	1	-	1	1	-	-	-	-	1
College of Home Eco: Gulberg, Lahore	-	-	1	2	3	2	5	5	1	1	-	1	-	3	27	-	3	-	-	-	-	-	-	-	1
.G I.C. Dherampura,	-	-	-	1	1	-	3	3	-	1	-	-	-	2	8	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
.M.A.O College, Lhr	1	1	3+1	3	11	-	14	3	1	1	-	-	3	17	17	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-
.G.I.C. Shadbagh, Lhr	-	-	-	1	1	-	3	3	-	1	-	-	-	2	8	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
. Shah Hussain C. Lhr	-	-	-	1	1	-	3	3	-	1	-	-	-	3	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
.G I C Chuna Mandi,	-		-	1	1	-	3	3	-	1	-	1	2	7	3	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
C. Of Edu: (M) Lhr	-	-	1	1	5	1	1	2	1	1	-	1	2	24	2	-	-	-	1	-	-	-	-	-	-
Isl.C.Civil Lines Lhr	1	1	3	-	-	-	18	14	1	3	-	-	2	13	34	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-
Model College (B)	-	-	-	1	2	-	2	2	-	1	-	-	-	3	4	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
odel Town, Lahore																									
I.C.(B) Ravi Rd. Lhr	-	-	-	1	1	-	3	3	-	1	-	-	-	2	8	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
WA College (W) Lhr	-	-	1	2	2	-	2	1	-	-	-	-	1	4	4	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
D Singh College, Lhr	-	-	4	6	7	-	7	-	1	-	-	-	2	13	24	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-
eenMaryCollege,Lhr	1	-	2	2	7	1	7	9	1	2	-	-	-	7	41	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
College of Sc.	1	-	2	2	4	1	11	12	1	1	-	-	-	3	27	3	-	-	-	-	-	-	-	-	-
. Road, Lahore																									
ore College (W) Lhr	1	1	1	2	12	1	21	22	1	1	-	3	-	6	47	1	2	-	-	1	-	-	1	-	-
l C.(W)CooperRd.	1	-	2	5	5	1	12	7	2	1	1	1	2	10	20	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
(B) Baghbanpura	1	-	2	2	2	-	5	7	1	1	-	-	-	4	10	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
ore																									
										eeee														
	12	6	42	79	145	12	197	184	20	29	6	8	24	194	703	38	21	1	3	8	2	1	14		

INFORMATION REGARDING COLLEGES

ASSEMBLY QUESTION No.1292

Name of colleges Institution	Supdt. /Registrar.	Bursar.	H.C./ Asstt:/ Acctt:	S/C	J/C	Steno-Grap.	Lect: Asstt:	Lab. Attend /Lab. Asstt:	C.T.	Li /A Li	Gas Man	War-den.	Qasid	H. O.	Class VI.	Lib. Att.	Driver.	Film Proj.	S.K. Maker/ Instru-men Maker	Tennis	Lib. Res-torer.	Film Rew	Condt.
2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25
Govt. College, Lhr	1	1	2	5	20	2	21	34	1	2	2	1	1	17	83	5	3	1	2	5	2	1	3
Govt. F.C. College,	1+1	1	2	7	13	-	10	6	1	-	1	-	3	14	99	-	2	-	-	-	-	-	1
Govt. Isl. C. Rl. Rd.	1	-	2+1	9	3	-	13	12	-	-	1	-	2	11	27	12	2	-	-	-	-	-	2
Govt.Isl.C.of Commerce-Lahore		-	2	2	5	-	-	-	-	-	-	-	1	5	7	1	-	-	-	-	-	-	-
Govt College for Women, Baghbanpura, Lahore	1	-	1	1	2	-	5	9	1	1	-	-	-	2	8	-	-	-	-	-	-	-	-
Govt. C. (W) Imanabad, Lahore	1	-	1	1	3	-	9	7	1	1	-	-	-	1	15	-	1	-	-	-	-	-	1
Govt. C. (W) Gulberg.	-	-	1	1	2	-	3	2	1	1	-	-	-	2	7	1	-	-	-	-	-	-	-
Jinnaird College(W)Lhr	-	1	2	1	2	-	3	4	1	1	-	1	1	9	32	1	2	-	-	-	-	-	-
Govt.Isl.C (W) Lahore Cantt	1	-	1	1	2	-	3	4	1	1	-	-	1	4	8	1	-	-	-	-	-	-	-
Govt M.C.(W) Model Town, Lahore	-	-	-	1	2	-	5	2	-	1	-	-	-	4	7	-	-	-	-	-	-	-	-
G.G.I.C.Wahdat Rd.Lhr	-	-	-	1	1	-	3	3	-	1	-	-	-	2	8	-	-	-	-	-	-	-	-
G.G.I.C. Ravi Rd. Lhr	-	-	-	1	1	-	3	-	-	1	-	-	-	2	8	3	-	-	-	-	-	-	-
G. Isl.I.C. (B) Lahore Cantt	-	-	-	1	2	-	3	-	-	-	-	-	-	2	3	-	-	-	-	-	-	-	-
G.Hashmi Memorial C. of Commerce, Lhr	-	-	-	1	3	-	1	-	-	-	-	-	-	3	3	-	-	-	-	-	-	-	-

61	Modern G High School Qila Gujjar Singh	1092	30	4	Rs. 60678.00
62	Model G H School 2-Mazang Road	627	15	4	Rs. 27947.00
63	Muslim Girls H.School Edward Rd.	398	25	3	Rs. 27693.00
64.	Muslim Girls H.School Lahore Cant	634	13	4	Rs. 89955.00
65.	N.H Girls High School Brandreth Rd	210	13	4	Rs. 22497.00
66	New Fatima Jinnah Girls High School Misri Shah	2031	22	5	Rs. 610066.00
67	New Model Girls High School Sanat Nagar	612	15	4	Rs. 379
68.	Papular G.H.School Edward Road	242	11	3	Rs. 24509.00
69.	Progrsive G.H.School Royal Park	151	12	3	Rs. 20851.00
70.	Pak Standard G.H. School Shadbagh	1305	21	5	Rs. 39682.00
71.	Pak Model G. High School Sultanpura	155	30	4	Rs. 50908.00
72	Qazilbash Girls High School Mochi Gate	339	16	3	Rs. 24920.00
73	Rehmania Girls High School	1430	29	3	Rs. 48908.00
74	Rehman Girls High School Nawan Kot		16	4	Rs. 27455.00
75	Rifa-i-Aam Girls High School Mazang	1223	25	3	Rs. 65333.00
76	Rafiq-e-Niswan High School Dharampura	1092	41	4	Rs. 34024.00
77	Saeeda Butt Girls High School Mochi Gate (Haveli Pathranwala)	48	08	3	Rs. 18417.00
78.	St. Ann's Girls High School Samanabad	829	17	3	Rs. 27678.00
79	Samanzar Girls High School Samanabad	652	14	3	Rs. 25840.00
80.	Sh. Sardar Muhammad Girls High School, Garhi Shahu	752	09	4	Rs. 38669.00

81	Taleem-ul-Binat High School Moti Bazar	846	25	4	Rs. 55925.00
82.	Tehzib-ul-Binat High School Takia Sadhuan	825	13	3	Rs. 27621.00
83.	Tariq Model Girls High School Samanadabad	420	15	3	Rs. 30927.00
84.	Tanvir Isl. Girls High School Dharampura	1594	30	3	Rs. 60250.00
85.	Victory Girls High School McCload Road	158	09	3	Rs. 2310
86.	Yasmeen Girls High School Mughalpura	1666		4	Rs. 51014.00
87.	Zanana Muslim High School Dharampura	305	12	4	Rs. 22424.00
88.	Z.W.			4	Rs.
89.	Zeenat G.High School Chah Miran	162		3	Rs. 20345.00
90.	Govt. G.High School	228	14	3	Rs. 24922.00
91.	Govt. Compr	2424	54	10	Rs. 88609.00
92.	Govt. Central Model G. High School Gulbarg	2052	41	8	Rs. 80225.00
93.	Govt. Practicing G. High School Town Ship	1822	28	6	Rs. 78727.00
94.	Govt. Model Girls High School Lahore	5200	130	8	Rs. 188010.00
95.	Govt. Khurum Mian G/H/S Lahore	1500	19	3	Rs. 30457.00
96.	Govt. Girls High School Awan Town	132	17	4	Rs. 27678.00
97.	P & T	2058	56	6	Rs. 93326.00
90.	Muslim Junior Model School Urdu Bazar No. 1	885	19	3	Rs. 48004.00
91.	Muslim Junior Model School Urdu Bazar No.2	842	16	4	Rs. 34621.00
92.	Kamal Junior Model S. Urdu Bazar	1064	23	4	Rs 70520.00

نشان زدہ سوالات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

93.	Isl. Junior Model S. Sheranwala Gate	1106	21	4	Rs. 58240.00
94.	Govt. Junior Model School Wahdat Colony	1057	29	5	Rs. 40960.00
95.	Govt. Junior Model School Wahdat Road	1933	37	5	Rs. 81839.00
96.	Govt Junior Model Scho i Samanabad	2179	36	5	Rs. 85309.00
97.	N S. Junior Model School Road	414	12	4	Rs. 32320.00
98.	Isl. Model S. Railway Rd.	145	36	4	Rs. 93920.00
99.	Isl. Jr. Model School Gawalmandi	1061	14	6	Rs. 45960.00
100.	Madrisa-tul-Binat J. Model School School Lako Dahr	1227		4	Rs. 25968.00
101.	Muslim Jr. Model School Garh Road	610	13	4	Rs. 31325.00
102.	Junior Model School Governer's House	552	18	6	Rs. 50940.00
103.	Junior Model School Gulbarg	107	24	5	Rs. 61554.00
104.					Rs.
105.	Govt. Junior Model School Town Lahore	104	98	4	Rs. 16500.00

STATEMENT SHOWING THE ENROLMENT OF VASIOUS COLLEGES FOR MALE IN LAHORE PROPER

Sr. No.	Name of the College	Enorlment
1.	Govt. College, Lahore	3643
2.	Govt. F.C. College, Lahore	4939
3.	Govt. Islamia College, Cr[illegible] Lahore	5232
4.	Govt. Islamia College, Railway Ro[illegible] Lahore	3633
5.	Govt. College, of Science, Wahdat Road, Lahore	3325
6.	Govt. M.A.O. College, Lahore	3700
7.	Govt. Dyal Singh College, Lahore	2252
8.	Govt. College Baghbanpura Lahore	2585
9.	Govt. College Education (Male), Lahore	406
10.	Govt. College of Education for Science, Township, Lahore	404
11.	Govt. College, of Physical Education, Lahore	249
12.	Govt. Islamia College of Commerce, Lahore	550
13.	Govt. Hashmi Memorial College of Commerce, Lahore	337
14.	Govt. Islamia College, Lahore Cantt.	604
15.	Govt. Model Inter College, Model Town, Lahore	786
16.	Govt. Inter College, Ravi Road, Lahore	1394
		35029

INFORMATION REGARDING COLLEGES SITUATE
ASSEMBLY QUESTION No. 129

Sr. No	Name of colleges Institution	Supdt. Regi-Strar.	Bur sar.	H.C. Asstt: Acctt:	S/C	J/C	Steno-Grap.	Lect: Asstt: /Lab Asstt:	Lab. Attend	C.T.	Li /A Li	Gas Man	War den.	Qasid	H O.
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16
1	Govt College, Lhr.	1	1	2	5	20	2	21	34	1	2	2	1	1	17
2.	Govt. FC College, Lhr.	2	1	2	7	13	-	10	06	1	-	1	-	3	14
3.	Govt Isl C. Rl, Rd	1	-	3	9	03	-	13	12	-	-	1	-	2	11
4.	Govt. Isl C. of Comm: Lhr.	-	-	2	2	05	-	-	-	-	-	-	-	1	05
5.	Govt. College for Women, Baghbanpura, Lhr.	1	-	1	1	02	-	05	09	1	1	-	-	-	02
6.	Govt. C. (W) Sunabad, Lahore.	1	-	1	1	03	-	09	07	1	1	-	-	-	01
7.	Govt. C. (W) Gulberg.	-	-	1	1	02	-	03	02	1	1	-	1	-	02
8.	Kinnaird College, (W) Lhr.	-	1	2	1	02	-	03	04	1	1	-	-	1	09
9.	Govt. Isl C, (W) Lahore Cantt:	1	-	1	1	02	-	03	04	1	1	-	-	1	04
10.	Govt. M C. (W) Model town, Lahore.	-	--	-	1	02	-	05	02	-	1	-	-	-	04
11.	G. G. I. C. Wahdat Rd Lahore.	-	-	-	1	01	-	03	03	-	1	-	-	-	02
12.	G. G. I. C. Ravi Rd Lahore	-	-	-	1	01	-	03	-	-	1	-	-	-	02

۲۴ فروری ۱۹۸۸ء

صوبائی اسمبلی

محکمہ تعلیم کو صدر پاکستان کا کوئی حکم اس سلسلہ میں موصول نہیں ہوا ہم داخلوں کے سلسلہ میں کوٹہ مخصوص کرنے کا معاملہ تاحال حکومت کے زیر غور ہے

LIST OF VACANT POSTS OF HEADMASTERS IN TEHSIL, MURREE.

1. Government HighSchool Malete Sattian
2. Government HighSchool Surba
3. Government HighSchool Angeri
4. Government HighSchool Darya Gali
5. Government HighSchool Gulehragali
6. Government HighSchool Potha
7. Government HighSchool Ban
8. Government HighSchool Dhir Kot Sattian
9. Government HighSchool Waghal Waghal
10. Government HighSchool Kakrahi
11. Government HighSchool Rawat

NO OF SCHOOLS WITHOUT HEADQUARTER IN TEHSIL, MURREE (R.P)

1. G G H S, Charhan.
2. G G H S, Kotli Sattian.
3. G G H S, Dheer Kot Sattian.
4. G G H S, Ban.
5. G G H S, Kokra Keri.

LIST OF VACANT POSTS OF SST'S (SCIENTCE TEACHER) AT TEHSIL, MURREE.

Government High School Ausia.
Government High School, Darya Gali.
Government High School, Surba.
Government High School, Murree.
Government High School, Ghera Gali.
Government High School, Rawat, (Murree).
Government High School, Kakrahi.
Government High School, Samote.

LIST OF VACANT POSTS OF SCIENCE TEACHER IN GOVERNMENT RLS HIGH SCHOOL IN TEHSIL, MURREE.

Government High School, Awsia.
Government High School, Hokra.
Government High School,Chitra Donga.
Government High School,Kotli Sattian.
Government High School,Charhan.

15.	G. Kulliyat ul Banat College, Lhr	-	-	-	1	2	-	1	-	-	-	-	-	1	5
16.	G.C of Phy:Edu.(M)Lhr	-	-	1	1	2	-	-	-	1	-	-	-	1	4
17.	G.C. of Phy: Edu. (W)	-	-	1	1	1	-	-	-	-	-	-	1	-	2
18.	G.C. of Edu: (W) Lhr	-	-	1	1	3	1	-	1	1	1	-	1	1	3
19.	G.C. of Edu:for Science, Township, Lahore	-	-	1	1	3	2	-	4	1	1	-	-	-	6
20.	College of Home Eco: Gulberg, Lahore	-	-	1	2	3	2	5	5	1	1	-	1	-	3
21.	G.G.I.C. Dherampura,	-	-	-	1	1	-	3	3	-	1	-	-	-	2
22.	G.M.A.O. College, Lhr	1	1	3+1	3	11	-	14	3	1	1	-	-	3	17
23.	G.G.I.C. Shadbagh, Lhr	-	-	-	1	1	-	3	3	-	1	-	-	-	2
24.	G. Shah Hussain C. Lhr	-	-	-	1	1	-	3	3	-	1	-	-	-	3
25.	G.G I.C. Chuna Mandi,	-	-	-	1	1	-	3	3	-	1	-	1	2	7
26	G.C. Of Edu: (M) Lhr	-	-	1	1	5	1	1	2	1	1	-	1	2	24
27	G.Isl.C.Civil Lines Lhr	1	1	3	-	-	-	18	14	1	3	-	-	2	13
28.	G. Model College (B) Model Town, Lahore	-	-	-	1	2	-	2	2	-	1	-	-	-	3
29	G.I.C.(B) Ravi Rd. Lhr	-	-	-	1	1	-	3	3	-	1	-	-	-	2
30.	APWA College (W) Lhr	-	-	1	2	2	-	2	1	-	-	-	-	1	4
31.	G.D Singh College, Lhr	-	-	4	6	7	-	7	-	1	-	-	-	2	13
32.	QueenMaryCollege,Lhr	1	-	2	2	7	1	7	9	1	2	-	-	-	7
33.	G.College of Sc, Wh. Road, Lahore	1	-	2	2	4	1	11	12	1	1	-	-	-	3
34	Lahore College (W) Lhr	1	1	1	2	12	1	21	22	1	1	-	3	-	6
35	G Isl.C.(W)CooperRd.	1	-	2	5	5	1	12	7	2	1	1	1	2	10
36	G.C. (B) Baghbanpura	1	-	2	2	2	-	5	7	1	1	-	-	-	4

نشان زدہ سوالات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

صرف اس الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتے اور جو indirectly elected ہوں گے وہ اس میں حصہ نہیں لیں گے اس سے یہ کہاں آ گیا ہے کہ workers کی definition کیا ہے peasants کی definition کیا ہے۔

The "Worker" is defined under Section 2 (ix) of the Ordinance as under:

> (ix) 'Worker' means a worker as defined in the Industrial Relations Ordinance, 1969 including self-employed craftsmen like blacksmiths, carpenters, tailors and shoemakers ;"

The definitions are not touched. They remain as they were. The only difference is that the representatives will now be elected by the directly elected members of a local council and not indirectly elected members of a local council. The members can speak on that point. But so far as the defition of 'Worker' is concerned, it has nothing to do with the present Bill. The right of election is proposed to be given to those members of the local councils who have been elected directly on the basis of adult franchise and not to the indirectly elected members. The definitions are not in any way being amended

جناب میں صرف اتنی بات کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ایک provision میں صرف اتنا difference لایا گیا ہے کہ directly elected لوگ جو ہیں وہ صرف ووٹ ڈالیں گے is the only difference That اور اس میں اب یہ کہاں ہو گیا کہ جناب وہ درست elect ہوئے ہیں یا غلط elect ہوئے ہیں۔

If they are wrongly elected, in that case the rules are there. They can file a petition before the Election Authority

-- جناب سپیکر :- اس میں previous practice کوئی مختلف تھی۔

STATEMENT SHOWING THE ENROLMENT OF VARIOUS COLLEGES (WOMEN SECTION) IN LAHORE PROPER FOR SESSION 1987-88

Sr. No.	Name of the College	Enorlment
1.	Lahore College for for Women, Lahore	4500
2	College of Home Economics, Gulber, Lahore	1034
3.	Govt. College for Women, Baghbanpura, Lahore	1444
4.	Govt. College for Women, Samnabad, Lahore	3553
5.	Queen Mary College, Lahore	2604
6.	Govt. College for Women, Gulberg, Lahore	1317
7.	Govt. College of Education(W), Lahore	552
8	Govt. College of Physical Education(W), Lahore	227
9.	Govt. Isl. College(W), Cooper Road, Lahore	4994
10.	Govt. Isl. College(W), Lahore Cantt	1482
11	Govt. Kinnaird College, Lahore	1340
12.	Govt. APWA College, Lahore	938
13.	Govt. Girls Inter College, Ravi Road, Lahore	112
14.	Govt. Kulliyat-ul-Binnat College, Lahore	1005
15.	Govt. Girls Inter College, Shadbagh, Lahore	652
16.	Govt. Model College for Girls, Model Town, Lahore	680
17.	Govt. Inter College for Girls, Wahdat Colony, Lahore	706
18.	Govt. Girls Inter College, Chuna Mandi, Lahore	332
19.	Govt. Girls Inter College, Mustafabad, Lahore	151
	Total	27823

DETAIL OF TEACHING STAFF WORKING IN MALE COLLEGES AT LAHORE PROPER

Sr. No.	Name of the College	Prof. BS-20	Prof. BS-19	Asstt. Prof. BS-18	Lect. BS-17	Librarian BS-16	D.P.E. B.9-16.	Total
1.	Govt. College, Lahore	2	32	131	76	1	4	246
2.	Govt. College of Science, Lahore	-	11	43	60	2	2	118
3.	Govt. College Baghbanpura, Lahore	-	4	25	85	1	2	117
4.	Govt. Inter College, Ravi Road, Lahore	-	-	7	26	1	1	35
5.	Govt. College of Phy: Edu: (M) Lahore	-	1	3	4	1	-	9
6.	Govt. College of Education (Men) Lahore	-	6	22	7	1	1	37
7.	Govt. College of Education for Science, Township, Lahore	-	4	10	28	1	2	45
8.	Govt. Dyal Singh College, Lahore	-	1	21	56	1	1	80
9.	Govt. F.C. College, Lahore	1	5	35	147	1	3	100
10.	Govt. Isl. College, Railway Road, Lahore	-	2	26	93	1	1	123
11.	Govt. Islamia College Civil Lines, Lahore	-	4	27	124	1	1	157

12.	Govt. M.A.O. College, Lahore	-	4	20	79	1	2	106
13.	Govt. Isl. College of Commerce, Lahore	-	1	4	14	1	1	21
14.	Govt. Hashmi Memorial College of Commerce, Lahore	-	-	3	12	1	1	17
15.	Govt. Islamia College, (Boys) Lahore Cantt			2	27	1	1	31
16.	Govt. Model College of Boys, Model Town, Lahore		-	4	11	1	1	17
17.	Govt. Shah Hussain College, Lahore	-	-	2	8	-	1	11
			3	75	385	857	17	25	1362

DETAIL OF TEACHING STAFF WORKING IN FEMALE COLLEGES AT LAHORE PROPER

Sr. No.	Name of the College	Prof. BPS-20	Prof. BPS-19	Asstt. Prof. BS-18	Lect. BPS-17	D.P.E. BPS.16.	Librarian BPS.16
1.	Lahore College(W) Lahore	-	18	114	124	3	1
2.	College of Home Eco. Gulberg, Lahore	-	4	24	47	1	1
3.	Govt. College (W) Gulberg Lahore	-	1	12	43	1	1
4.	Queen Mary College, Lahore	-	3	30	2	99	1
5.	Govt. College (W) Baghbanpura Lahore	-	4	16	52	1	1
6.	Govt. College (Women), Smanabad, Lahore	-	5	45	108	1	1
7.	Govt. Isl. College (W) Cooper Road, Lahore	-	3	26	150	3	1
8.	Govt. College (Women) Lahore Cantt.	-	1	8	53	-	1
9.	Govt. Kinnaird College, Lahore	-	2	15	56	2	1
10.	Govt. APWA College, Lahore	-	1	10	42	1	1
11.	Govt. Kulliat-ul-Binnat, College-Lahore	-	-	7	25	1	1
12.	Govt. Girls Inter College, Ravi Road, Lahore	-	-	4	9	1	1
13.	Govt. Girls Inter College, Shadbagh, Lahore	-	-	4	25	-	1
14.	Govt. Girls Inter College, Chuna Mandi, Lahore	-	-	2	14	1	1
15.	Govt. Girls Inter College, Wahdat Colony, Lahore	-	-	5	19	1	1

16.	Govt. Model College for Girls Model Town, Lahore	-	-	4	28	1	1
17.	Govt. College of Edu. (W) Lahore	-	4	18	21	1	1
18.	Govt Girls Inter College, Mustafabad, Lahore	-	-	1	10	1	1
19.	Govt. College of Physical Education(W), Lahore	-	-	1	2	7	-
	Total :	2	46	345	902	29	18

GRAND TOTAL: 1342

MONTHLY AVERAGE EXPENDITURE STATEMENT OF THE COLLEGE IN LAHORE

Sr. No.	Name of College	Average Expenditure (P.M.)
[illegible]	Govt. College, Lahore	[illegible]
[illegible]	Govt. College of Sc. Wahdat Road, Lahore	Rs. [illegible]
[illegible]	Govt. College Baghbanpura Lahore	Rs. 61[illegible]
[illegible]	Govt. Inter. College Ravi Road, Lahore	Rs. [illegible]
[illegible]	Govt. Isl. College, Civil Lines, Lahore	[illegible]
[illegible]	Govt. I.C. College, Lahore	[illegible]
[illegible]	Govt. M[illegible] College, Lahore	Rs. [illegible]
[illegible]	Govt. Isl. College Railway Road, Lahore	Rs. [illegible]
[illegible]	Govt. D[illegible] College, Lahore	Rs. [illegible]
[illegible]	Govt. Isl. College of Commerce Lahore	Rs. [illegible]
11	Govt. Hasan Memorial College	[illegible]
[illegible]	Govt. Isl. College, Lahore Cantt.	Rs. [illegible]
[illegible]	Govt. Model College for Boys, M.A. Lahore	Rs. [illegible]
[illegible]	Govt. Shah Hussain College, Lahore	Rs. 18[illegible]
15.	Lahore College for Women, Lahore	Rs. 13[illegible]
16.	Govt. College for Women Baghbanpura	Rs. 23[illegible]
[illegible]	Govt. College for Women, Samanabad, Lahore	Rs. 6[illegible]
[illegible]	Govt. Queen Marry College, Lahore	Rs. 615[illegible]
[illegible]	Govt. College for Women Gulberg, Lahore	Rs. 225[illegible]
[illegible]	Govt. Isl. College for Women Copper Road, Lahore	Rs. 699920 -
[illegible]	Govt. Kinnaird College, Lahore	Rs. 523[illegible]
[illegible]	Govt. Model College for Women, M.A. Lahore	Rs. 127[illegible]
[illegible]	Govt. Apwa College for Women, Lahore	Rs. 108[illegible]
[illegible]	Govt. Isl. College for Women, Lahore Cantt.	Rs. 226789 -
[illegible]	Govt. Kulliyat-ul-Banat, Lahore	Rs. 162670
[illegible]	Govt. Inter. Girls College, Ravi Road, Lahore	Rs. 120540
[illegible]	Govt. Inter. Girls College, Shadbagh, Lahore	Rs. 125106 -
28.	Govt. Inter Girls College, Wahdat Colony, Lahore	Rs. 112412 -
29.	Govt. Girls Inter College, Chuna Mandi, Lahore	Rs. 53380 -

413-Govt. Professional Colleges

1. Govt. College of Education for (Men), Lahore	Rs. 58[illegible]
2. Govt. College of Education (W), Lahore	Rs. 20[illegible]218
3. Govt. College of Phy. Edu. Men, Lahore	Rs. [illegible]38[illegible]
4. Govt. College of Phy. Educ. (Women) Lahore	Rs. [illegible]
5. Govt. College of Home Eco. Gulberg, Lahore	Rs. [illegible]
6. Govt. College of Education for Sc. Township, Lahore	Rs. 58[illegible]
Grand Total	Rs.1498[illegible]80

MONTHLY AVERAGE EXPENDITURE STATEMENT OF THE COLLEGE IN LAHORE

Sr. No.	Name of College	Average Expenditure (P.M.)
1.	Govt. College, Lahore	Rs. 1335933 -
2.	Govt. College of Sc. Wahdat Road, Lahore	Rs. 635422 -
3.	Govt. College Baghbanpura Lahore	Rs. 643345 -
4.	Govt. Inter. College Ravi Road, Lahore	Rs. 118327 -
5.	Govt. Isl. College Civil Lines, Lahore	Rs. 706748
6.	Govt. I.C. College, Lahore	Rs. 1002572 -
7.	Govt. M.A.O. College Lahore	Rs. 650297 -
8.	Govt. Isl. College Railway Road, Lahore	Rs. 1045671 -
9.	Govt. D.S. College, Lahore	Rs. 420406 -
10.	Govt. Isl. College of Commerce Lahore	Rs. [illegible]
11.	Govt. Hashmi Memorial College [illegible] Lhr	Rs. 857985/-
12.	Govt. Isl College, Lahore Cantt	Rs. 203460
13.	Govt. Model College for Boys, M.T. Lahore	Rs. 104352
14.	Govt. Shah Hussain College, Lahore	Rs. 180570 -
15.	Lahore College for Women, Lahore	Rs. 1384320 -
16.	Govt. College for Women Baghbanpura Lahore	Rs. 238294 -
17.	Govt. College for Women, Samanabad Lahore	Rs. 681578 -
18.	Govt. Queen Marry College, Lahore	Rs. 615290/-
19.	Govt. College for Women Gulberg, Lahore	Rs. 225265/-
20.	Govt. Isl. College for Women Copper Road, Lahore	Rs. 699920/-
21.	Govt. Kinnard College, Lahore	Rs. 523925/-
22.	Govt. Model College for Women, M.T. Lahore	Rs. 127723/-
23.	Govt. Apwa College for Women, Lahore	Rs. 108620/-
24.	Govt. Isl. College for Women, Lahore Cantt	Rs. 226789/-
25.	Govt. Kulliyat-ul-Banat, Lahore	Rs. 162670/-
26.	Govt. Inter. Girls College, Ravi Road, Lahore	Rs. 120540/-
27.	Govt. Inter. Girls College, Shadbagh, Lahore	Rs. 125106 -
28.	Govt. Inter Girls College, Wahdat Colony, Lahore	Rs. 112412/-
29.	Govt. Girls Inter College, Chuna Mandi Lahore	Rs. 53389 -

413-Govt. Professional Colleges

1.	Govt. College of Education for (M), Lahore	Rs. 584070/-
2.	Govt. College of Education (W), Lahore	Rs. 201218/-
3.	Govt. College of Phy. Edu. Men, Lahore	Rs. 95381/-
4	Govt. College of Phy. Educ. (Women) Lahore	Rs. 70380/-
5.	Govt. College of Home Eco. Gulberg, Lahore	Rs. 871585/-
6.	Govt. College of Education for Sc. Township, Lahore etc.	Rs. 551610/-
	Grand Total	Rs.14982850/-

COPY OF GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF RELIGIOUS AFFAIRS & MINORITY AFFAIRS (AUQAF WING)

The question of unifying and improving the pay scales of Auqaf Mosque functionaries of the four Provinces has been and consideration of the Government for some time and the Federal Minister for Religious Affairs has been pleased to decide that Imams/Khatibs, Teachers, Mobulighs and Moazzins/Khudims employed under thr Auqaf Administration should be allowed following higher pay scales, which shall come into force, w.e.f. 1.1.1979.

1. (Revised NPS-12) (Rs. 460-28-000/30-900	**Category-A :** Who posses Sannds of Darse Nizami and have good coomandic Arabic language and have more than average preficiency in Quran and Had.
2. (Revised NPS-9) Rs.390-20-550/22-700	**Category-B :** Who possess Darse Nisami Sanad and are having average profiction in Quran and Hadith.
3. Reviaed (NPS-17) Reviaed NPS-7	**Category-C :** Who posses Darse Nizami Sand and yet their command over the Arabic Imaguage is poor and they fin it difficult to translate Quran and Interporate Hadith corrently but can Improve with Training.
4. (Revised NPS-6) (Rs.315-12-399/14-425)	**Category-D :** Who do not posses Darse Nizami Sanads and are otherwise not upto the mark.
5. (Revised NPS-5) (Rs.290-10-350/12-12-470)	**Moazzins :** Who are Hafize Quran.
6. (Rvsied NPS-4)	**Moazzins :** Who are Hafizo Quran.
7. (Revised NPS-2) Rs.260-6-302/7-365)	Khadims

2. The question of categorisation of the existing employees in the above mentioned categories will be decided after interview/test of the individuals to be conducted by a competent Board of Ulema to be appointed by the C.A.A.

3. The matters relating to the fixation of pay allowances and grant of annual increment will be governed by the existing orders issued by the Finance Division from time to time.

4. Necessary action to implement the above decision may please be taken immediately and this Ministry be kept informed of the progress. It may please be ensured to no in justice is done to any body.

محکمہ تعلیم کو صدر پاکستان کا کوئی حکم اس سلسلہ میں موصول نہیں ہوا۔ تاہم داخلوں کے سلسلہ میں کوٹہ مخصوص کرنے کا معاملہ تاحال حکومت کے زیر غور ہے۔

بی اے سیکنڈ ڈویژن کو ڈویژن بہتر بنانے کے لئے اجازت دینا

*-- 1848 جناب رانا پھول محمد خان :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بی ایس سی سیکنڈ ڈویژن کو بہتر ڈویژن بنانے کے لئے قواعد کے تحت دوبارہ امتحان دینے کی اجازت ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بی اے سیکنڈ ڈویژن کو ڈویژن بہتر بنانے کی اجازت نہیں ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بی اے سیکنڈ ڈویژن کو بھی ڈویژن بہتر بنانے کے لئے اجازت دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

*-- وزیر تعلیم :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) پنجاب یونیورسٹی کی اکیڈیمک کونسل نے اپنے اجلاس منعقدہ 4 دسمبر 1986ء میں فیصلہ کیا ہے کہ بی اے، بی ایس سی سیکنڈ ڈویژن کے امیدوار اپنی ڈویژن کو بہتر بنا سکتے ہیں اور اس فیصلے کا اطلاق یونیورسٹی کے سابقہ گریجوایٹس پر بھی ہوگا اور وہ آئندہ ہونے والے بی اے، بی ایس سی سالانہ امتحان کے دو سال کے اندر ڈویژن کو بہتر بنا سکیں گے۔

(ب) بی اے سیکنڈ ڈویژن امیدوار اپنی ڈویژن کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ تفصیل جواب الف میں دے دی گئی ہے۔

(ج) اس سوال کا جواب مندرجہ بالا جزو ہائے الف، ب میں تفصیل سے دیا گیا ہے۔

ڈسٹرکٹ کونسلوں اور گورنمنٹ سکولوں کے اساتذہ کا لیڈر

*-- 1856 راجہ محمد خالد خان :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسلوں کے سکول ریکم جون 1970ء کو صوبائی حکومت

نے اپنی تحویل میں لئے تھے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان سکولوں میں کام کرنے والے اساتذہ کس کیڈر سے تعلق رکھتے ہیں۔

(ج) یکم جون 1970ء کے بعد یا اس سے پہلے سے قائم شدہ گورنمنٹ سکولوں کے اساتذہ کس کیڈر سے تعلق رکھتے ہیں؟

*-- **وزیر تعلیم** :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) جی ہاں۔

(ب) ان سکولوں میں کام کرنے والے اساتذہ Provincialized Distt Council کیڈر سے تعلق رکھتے ہیں۔

(ج) گورنمنٹ سکولوں کے اساتذہ جنرل کیڈر سے تعلق رکھتے ہیں۔

وادی سون ضلع خوشاب کے سکولوں کے اجراء میں تساہل

*-- 1858 **بیگم شاہدہ ملک** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وادی سون ضلع خوشاب میں گرلز ہائی سکول پیل اور بوائز ہائی سکول مردوال کی عمارتیں 1985ء میں نو لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر ہو چکی ہیں لیکن ابھی تک سٹاف کی منظوری نہیں دی گئی اور نہ ہی یہاں کلاسز شروع ہوئی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وادی سون میں گرلز پرائمری سکول موضع اوچھال کو سپیشل سون ویلی ڈویلپمنٹ کے تحت مڈل کا درجہ دیا گیا مگر ابھی تک کلاسز شروع کرنے کا حکم صادر نہیں فرمایا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وادی سون میں موضع سورکی میں مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا ہے مگر ابھی تک عملہ کی تقرری کے احکامات صادر نہیں فرمائے گئے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ وادی میں واقع گورنمنٹ بوائز ہائی سکول جو کہ 1927ء میں بنایا گیا تھا آج تک اس کے چھتوں کی مرمت نہیں کی گئی اور بارش کی صورت میں

کلاسز کو چھٹی کرنا پڑتی ہے۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اپنی مندرجہ بالا غفلت و لاپرواہی کا سدباب کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

*-- وزیر تعلیم :- جناب غلام حیدر وائیں

(الف) حکومت پنجاب نے 85 - 1984ء کے دوران سون ویلی سپیشل ڈویلپمنٹ سکیم منظور کی تھی جس کے تحت گورنمنٹ گرلز مڈل سکول پیلی اور بوائز مڈل سکول مردواں کو ہائی کا درجہ دیا گیا جن کی عمارت کی تعمیر کے لئے پانچ پانچ لاکھ روپے کی رقوم مہیا کی گئیں محکمہ تعمیرات نے ان کی عمارتیں تعمیر کر کے محکمہ تعلیم کے حوالے کردی ہیں اور سٹاف کی منظوری بھی ہو چکی ہے اور سکول کا اجراء یکم مئی 1987ء سے عمل میں آچکا ہے۔

(ب) جی ہاں متذکرہ سکول کو مڈل کا درجہ دیا گیا ہے اور کلاسز کا اجراء مورخہ 16-4-86 سے عمل میں آچکا ہے۔ سٹاف کی تعیناتی کی جا چکی ہے۔

	VI	V	IV	III	II	I	
تعداد طالبات=	=127	9	9	14	15	21	59

	Class iv	P.T.C	P.E.T.	S.S.T			
تعداد عملہ=	=8	1	5	1	1		

(ج) موضع سود کی میں بوائز مڈل سکول کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے۔ علاقہ پہاڑی ہونے کی وجہ سے محکمہ بلڈنگز کو مقررہ نرخوں پر کام کرانے میں دشواری ہے۔ اب انہوں نے نیا تخمینہ لگایا ہے۔ اس کے مطابق اب بہت جلد تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ عمارت مکمل ہونے کے بعد عملہ کی تعیناتی کی جائے گی۔

(د) وادی میں موجود تمام ہائی سکولوں کی مرمت کے لئے حکومت فنڈ مہیا کر رہی ہے اس کے لئے تخمینہ جات پائے جارہے ہیں امید ہے کہ سال رواں میں ان مدارس کی ضروری مرمت کردی جائے گی۔

(ہ) محکمہ نے کسی مرحلہ پر بھی غفلت اور لاپرواہی کا اظہار نہیں کیا۔ مندرجہ بالا سکیموں کو

پایہ تکمیل تک پہنچانے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔

تحصیل نوشہرہ گرلز ہائی سکول میں سائنسی تعلیم کا اجراء

*--1859 **بیگم شاہدہ ملک** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وادی سون ضلع خوشاب کی سب تحصیل نوشہرہ میں واقع گرلز ہائی سکول میں سائنس کی کلاسز کا اجراء نہیں کیا گیا جس سے طالبات کو سائنس کی تعلیم سے محروم رکھا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ حکومت سائنسی تعلیم کے فروغ میں دلچسپی رکھتی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکول میں سائنس کی تعلیم کا جلد از جلد اجراء کرنے کو تیار ہے تاکہ طالبات اس سے مستفید ہو سکیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

*--**وزیر تعلیم** :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ وادی سون ضلع خوشاب کی سب تحصیل نوشہرہ میں واقع گرلز ہائی سکول میں سائنس کی کلاسز کا اجراء نہیں کیا گیا۔ وہاں سائنس کی استاد متعین ہے اور سائنس کی کلاسیں باقاعدگی سے ہو رہی ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) سائنس کی کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے۔

ڈائریکٹر ایجوکیشن لاہور ڈویژن کی آسامی پر مرد کی تعیناتی

*--1863 **جناب محمد جاوید اقبال چیمہ** :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی کے نوٹیفکیشن نمبر (c) 60 /

36 - 1 - x 1 x 50 مورخہ 6 نومبر 1962ء کے تحت وضع کردہ ویسٹ پاکستان ایجوکیشن سروس (کلاس ایڈمنسٹریٹو برانچ) (منز سیکشن) رولز 1962ء مندرج پر صفحہ 52 .351 مینول آف آرڈیننسز اینڈ رولز کے پارٹ II (ریکروٹمنٹ) کے رولز (i) 3 ،4 کے تحت ڈائریکٹر آف ایجوکیشن کی آسامی پر تقرری کے لئے صرف مرد حضرات کو ہی اہل قرار دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت لاہور ڈویژن کی ڈائریکٹر آف ایجوکیشن (سکولز) کی آسامی پر ایک خاتون کو تعینات کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا نوٹیفیکشن / رولز / ہدایات کی صریح خلاف ورزی کا نوٹس لینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جواب

*-- **وزیر تعلیم** :- جناب غلام حیدر وائیں۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مخصوص حالات کے تحت حکومت کو اختیار ہے کہ رولز کو Relax کر کے یعنی رعایت دے کر خاتون ڈائریکٹر کا تقرر کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حکومت نے اپنے اس اختیار کے استعمال سے لاہور میں ایک خاتون ڈائریکٹر کا تقرر کیا ہوا ہے۔

ملتان شہر میں نئے سکول اور کالجوں کا اجراء

*-- 1888ء **جناب سعید احمد قریشی** :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرام بیان فرمائیں گے کہ----

(الف) ملتان شہر حلقہ صوبائی 169 میں کتنے سکول اور کالج صوبائی محکمہ تعلیم کے ماتحت چل رہے ہیں۔

(ب) علاقہ ہذا میں کس قدر سکول اور کالج مستقبل قریب میں کھولنے کا ارادہ ہے اور کب تک؟

*-- **وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)** :-

(الف) اس حلقہ میں واقع سکولوں کی فہرست لف ہذا ہے۔ البتہ یہاں کوئی کالج نہیں ہے۔
(ب) یہ علاقہ اندرون شہر میں ہونے کی وجہ سے انتہائی گنجان ہے اور یہاں نئے سکول یا کالج کے کھولنے کے لئے کوئی بھی قطعہ زمین موجود نہیں ہے۔ اگر مقامی آبادی مناسب قطعہ زمین فراہم کر دے تو کسی ہائی سکول کا درجہ بڑھانے پر غور کیا جا سکتا ہے۔

فہرست

ملتان شہر حلقہ نمبر169 میں مندرجہ ذیل سکول (مردانہ ۔ زنانہ) چل رہے ہیں۔

پرائمری سکولز

1- گورنمنٹ پرائمری سکول شاہ گردیز تعلیم و تربیت ملتان
2- گورنمنٹ پرائمری سکول ۔ خیر [illegible] ملتان
3- گورنمنٹ پرائمری سکول' ناصر [illegible]
4- گورنمنٹ پرائمری سکول' ریاض الخادم' ملتان
5- گورنمنٹ مسجد سکول' پیر نواب بخی' ملتان
6- گورنمنٹ مسجد سکول۔ موسیٰ پاک ملتان
7- گورنمنٹ مسجد سکول۔ جناز گاہ۔ ملتان
8- گورنمنٹ مسجد سکول۔ گڑ منڈی ملتان
9- گورنمنٹ مسجد سکول۔ کٹڑی رہنواز۔ ملتان

گرلز پرائمری سکولز

1- گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ماہ مرید پیر ملتان
2- گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول حسین آگاہی ملتان
3- گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول۔ حرم گیٹ۔ ملتان

مڈل سکولز
نہیں ہے
ہائی سکولز

1- گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول۔ حرم گیٹ ملتان
2- گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول۔ دولت گیٹ ملتان
3- گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول۔ عام خاص ملتان
4- گورنمنٹ اقبال سیکنڈری سکول۔ ملتان
5- گورنمنٹ پاکستان ہائی سکول۔ ملتان

گرلز ہائی سکولز

1- گورنمنٹ گرلز ہائی سکول۔ حرم گیٹ _ ملتان
2- گورنمنٹ اقبال گرلز ہائی سکول۔ ملتان
3- گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول۔ دولت گیٹ ملتان

پاکستان ہائی سکول حسین آگاہی ملتان کی عمارت میں توسیع کے لئے اقدامات

*--1889ء **جناب سعید احمد قریشی** :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکستان ہائی سکول حسین آگاہی ملتان کے زیر تعلیم بچوں کی تعداد 1500 کے قریب ہے اور سکول ہذا کی بلڈنگ صرف چھ پانچ کمروں پر مشتمل ہے جو کہ ناکافی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سکول کے طلباء کی مشکل کو کب تک آسان کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

*--**وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)** :-

(الف) پاکستان ہائی سکول حسین آگائی ملتان میں طلبا کی تعداد 1500 نہیں بلکہ 526 ہے۔ اس سکول میں کمروں کی کل تعداد دس ہے۔

(ب) پاکستان ہائی سکول ایک نیشنلائزڈ ادارہ ہے' جو کہ کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے۔ اس عمارت

میں 5 کمرے تھے طلباء کی کل تعداد 526 کے پیش نظر حال ہی میں ایک اضافی عمارت کرایہ پر حاصل کی گئی ہے جو کہ 5 کمروں پر مشتمل ہے۔ اس طرح اب سکول کے مصرف میں 10 کمرے ہیں۔ موجودہ عمارت سکول کے لحاظ سے معیاری نہیں ہے۔ مناسب جگہ کی دست یابی پر سکول کو نئی عمارت کی فراہمی کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔

تحصیل چونیاں میں پی ٹی سی سکول کا اجراء

*--1919_ **ڈاکٹر شیلہ بی چارلس** :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ تعلیم نے قصور اور کوٹ رادھا کشن میں خواتین کے لئے پی ٹی سی' کے ایک ایک سکول کا اجراء کر رکھا ہے۔ جبکہ مذکورہ شہروں کا آپس میں فاصلہ صرف دس بارہ میل کا ہے۔ لیکن تحصیل چونیاں میں خواتین کے لئے پی ٹی سی کا ایک بھی سکول نہیں ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فی الفور تحصیل چونیاں میں پی ٹی سی کلاسز کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

*--**وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)** :-

(الف) جی ہاں

(ب) جی ہاں! تحصیل چونیاں میں پی ٹی سی کلاس کے اجراء کا معاملہ زیر غور ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آئندہ سال گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چونیاں میں پی ٹی سی کلاس کا اجراء عمل میں آ جائے گا۔

حسن مڈل سکول خانیوال کو عمارت کی فراہمی

* -- 1938_ **نواب زادہ عبدالرزاق خان نیازی** :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سابق حکومت کے دور میں اربن سکیم کے تحت شہروں میں ڈبل شفٹ سکول کھولے گئے تھے۔ جن کے لئے کوئی عمارت مہیا نہ کی گئی بعد میں یہ سکول شام کی بجائے صبح کے

وقت کام کرنے لگے اور اب کئی مقامات پر ایک ہی عمارت میں بیک وقت دو دو سکول کام کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ خانیوال شہر میں حسن مڈل سکول جو اربن سکیم کے تحت قائم ہوا تھا ایک پرائمری سکول کی عمارت میں چل رہا ہے اور اب حالت یہ ہے کہ دونوں سکول کے بچے ناکافی عمارت کی بناء پر کھلے آسمان تلے بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ان سکولوں کو عمارت فراہم نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں کیا حکومت متذکرہ بالا سکولوں کو عمارت فراہم کر رہی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

*-- **وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)** :-

(الف) یہ حقیقت ہے کہ مدارس پر داخلہ کا دباؤ کم کرنے کے لئے ڈبل شفٹ سکول کھولے گئے تھے لیکن ان کو پہلے سے موجود مدارس میں چلایا گیا تھا تاکہ وہ بعد دوپہر تعلیمی سہولت مہیا کریں گے اور ان کو عمارت وغیرہ نہیں دی جائے گی۔ یہ بھی درست ہے کہ ان میں سے بعض سکول شام کی بجائے صبح کے وقت کام کرنے لگے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) ڈبل شفٹ مدارس کی سکیم کے تحت ان مدارس کو علیحدہ عمارت مہیا کرنا منصوبہ میں شامل نہیں تھا۔ لہٰذا ان کے لئے سردست کوئی منصوبہ زیر غور نہیں۔

تاہم چونکہ مرحلہ وار پروگرام کے تحت بغیر عمارت مدارس کو عمارت فراہم کرنے کا منصوبہ شروع کر دیا گیا ہے جو کہ ترجیحی بنیادوں پر چل رہا ہے۔ اس لئے اسکول مذکور کو بھی اپنی باری پر عمارت فراہم کرنے پر مناسب وقت پر غور کیا جائے گا۔

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد اجلاس 6.07 بجے زیر صدارت جناب سپیکر شروع ہوا)

*-- **جناب سپیکر** :- یہ تحریک استحقاق ہیں۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی تحریک استحقاق ہے لیکن اسے پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ جناب جنجوعہ علیل ہیں اور وہ کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر13 بھی محرک کی گزارش پر موخر ہے۔ اب ہے تحریک استحقاق جناب احمد خان بلوچ صاحب کی طرف سے---

*-- **جناب سپیکر** :- جناب احمد خان بلوچ صاحب تشریف نہیں رکھتے ان کی طرف سے گزارش ہے کہ ان کی تحریک کو Pending رکھا جائے۔ اس کے بعد جناب سردار غلام عباس صاحب ہیں۔

*-- **میاں محمد افضل حیات** :- جناب والا وہ آج تشریف نہیں لائے انہوں نے فرمایا تھا کہ میری طرف سے یہ گزارش کر دی جائے کہ ان کی تحریک کو Pending رکھا جائے۔

*-- **جناب سپیکر** :- اسے بھی Pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جناب چودھری خادم حسین۔

*-- **ایک معزز رکن** :- جناب والا وہ بھی ارشاد فرما گئے تھے کہ ایک دن کے لئے اسے Pending کر لیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

*--**جناب سپیکر** :- لہذا اسے بھی Pending کیا جاتا ہے۔ آج ہمارے پاس مزید کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے لہٰذا آج نمٹایا جائے۔ اب تحریک بائے التوائے کار کو لیتے ہیں؟ جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار بھی Pending کرتے ہیں۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر16 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔؟ جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی

*-- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب سپیکر میری تحریک التوائے کار پہلے پیش ہو چکی ہے۔ اس روز وزیر تعلیم صاحب موجود نہیں تھے اس لئے اسے Pending کر دیا گیا تھا۔

*-- **جناب سپیکر** :- اس کا مطلب ہے آپ اسے پیش کر چکے ہیں؟

*-- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جی ہاں۔

*-- **جناب سپیکر** :- وزیر تعلیم صاحب ابھی آ جاتے ہیں' اس لئے اس کو کچھ دیر کے لئے Pending کرتے ہیں جیسے ہی وزیر تعلیم صاحب تشریف لاتے ہیں اس کو ابھی Take up کر لیں گے۔ اس سے اگلی تحریک التواء کار جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی طرف سے اسے بھی Pending کرتے ہیں۔ اس سے اگلی بھی جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے اسے بھی Pending کرتے ہیں۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر20 میاں محمد افضل حیات صاحب کی طرف سے ہے۔

میڈیکل کالجوں میں داخلہ سے محروم رہنے والی طالبات کا حکومت سے احتجاج

*-- **میاں محمد افضل حیات** :- جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ڈیلی بزنس رپورٹ فیصل آباد مورخہ 21 دسمبر 1987ء کے صفحہ اول پر ایک خبر چھپی ہے۔ جس کا متن ہے کہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ سے محروم رہنے والی طالبات کا حکومت سے احتجاج۔ طالبات کے ساتھ امتیازی سلوک ختم کیا جائے۔ خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ یا تو داخلہ میں طلباء اور طالبات کو دو ایک کا تناسب دیا جائے گا یا پھر 770 نمبر حاصل کرنے والی طالبات کو بھی میڈیکل کالجوں میں داخلہ دیا جائے گا۔ لیکن جب میڈیکل کالجوں میں داخلہ ہوا تو حکومت نے اپنے اس وعدہ کو یکسر نظر انداز کر دیا اور طالبات کے ساتھ [illegible] پھر امتیازی سلوک روا رکھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کہاں کی مساوات ہے اور کہاں کا انصاف ہے کہ ایک لڑکے کو تو 723 نمبروں پر داخلہ دے دیا جاتا ہے اور لڑکی کو 797 نمبروں پر [illegible] انہوں نے کہا کہ ملکی آئین میں جنس کی بنیاد پر امتیاز کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ لیکن [illegible] امتیاز برتا جا رہا ہے۔ جس سے طالبات میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ داخلہ میں [illegible] طالبات نے لاہور میں گزشتہ دنوں ایک احتجاجی مظاہرہ کیا تھا لیکن حکومت نے اس کا بھی کوئی نوٹس نہیں لیا۔ ان طالبات نے مطالبہ کیا ہے کہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ دیا جائے اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک ختم کیا جائے۔ اس مسئلہ سے عوام اور طالبات میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے۔ اسمبلی کی کارروائی فوری طور پر روک دی جائے اور اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

*-- **جناب سپیکر** :- اس تحریک التوائے کار پر کون جواب دے گا؟

*-- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں کہ یہ تحریک التوائے کار گزشتہ اجلاس میں بھی گزشتہ سے پیوستہ اجلاس میں بھی پیش ہوئی تھی اور یہ اس پوائنٹ پر dispose of ہوئی تھی کہ [illegible] جو گارنٹی موجود ہیں اس پر ratio - proportionate قدغن لگائی جا سکتی ہے....

Keeping in view the demand of doctors.

کتنے فیصد لڑکیاں اس سروس میں شمولیت اختیار کرتی ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ نے پالیسی بنائی تھی تاکہ گورنمنٹ کا ان کی تعلیم و تربیت پر جو سرمایہ لگتا ہے وہ ضائع نہ جائے اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے بچیوں کو میڈیکل کالجوں میں داخلہ دیا جائے۔ کیونکہ ایسی لڑکیوں کا تناسب کافی ہے جو اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد' حکومت کا لاکھوں روپیہ خرچ کروانے کے بعد وہ اپنا شعبہ چھوڑ دیتی ہیں۔ اس پوائنٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ دیہی علاقہ میں ایک تو لڑکیاں ملازمت اختیار نہیں کرتیں' Difficult areas and far flung areas میں لڑکیاں ملازمت کرنے کے لئے جاتی نہیں ہیں۔ اس لئے یہ Reasonable Restriction لگائی گئی تھی یا Proportionate Ratio پر قدغن لگائی گئی تھی۔ اس کے علاوہ جناب والا میں آپ کو یہ عرض کروں گا کہ یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس کے علاوہ جناب وزیر اعلیٰ نے کافی رعایت دیتے ہوئے لڑکیوں کا تناسب 33 فیصد سے بڑھا کر 38 فیصد کر لیا ہے۔ لیکن جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ معاملہ سپریم کورٹ میں Pending ہے' اس لئے یہ مسئلہ sub - judice ہے اس لئے ہم اس کو ایوان میں زیر بحث نہیں لا سکتے۔ اس لئے بہتر ہے کہ عدالت کے فیصلے کا انتظار کر لیا جائے اس کے بعد حکومت اسے فیصلے کے مطابق عمل درآمد کرنے کی پابند ہو گی۔ وزیر اعلیٰ نے جو بات کی تھی اس کے مطابق ان کے تناسب کو بڑھایا گیا ہے' اس کی روشنی میں مزید سیٹیں ان کو دی گئی ہیں اس کے علاوہ معاملہ چونکہ سپریم کورٹ میں Pending ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا اس تحریک کو یہاں پر up take نہ کیا جائے۔

* -- **میاں محمد افضل حیات** :- جناب والا جو مسئلہ سپریم کورٹ میں Pending ہے اس کے لئے یہاں پر کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ کیونکہ اس کو تو آئینی طور پر چیلنج کیا گیا ہے اور وہ معاملہ ایک تحریک استحقاق کی شکل میں اس دیوان میں پیش ہوا تھا اور وہ مسئلہ بعد میں dispose of ہو گیا تھا۔ یہ مسئلہ صرف اس بنیاد پر پیش کیا گیا ہے کہ جو وعدہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے یا نہیں۔ انہوں نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ 770 نمبر والی لڑکی کو داخلہ دے دیا جائے گا۔ لیکن جب وعدے کے مطابق 770 نمبروں والی لڑکی کو داخلہ نہیں دیا گیا بلکہ آخری لڑکی 797 نمبروں پر داخل کی گئی ہے۔ جہاں تک سپریم کورٹ والے مسئلے کا تعلق ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے.....

* -- **جناب سپیکر** :- میاں صاحب یہ مختلف کیسے ہے؟ یہ معاملہ تو اس وقت عدالت میں موجود

ہے' بلکہ پہلے یہ معاملہ ہائی کورٹ میں تھا اور اب سپریم کورٹ میں ہے۔

*-- **میاں محمد افضل حیات** :- جناب والا سپریم کورٹ میں جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ آئین میں اس بات کی ضمانت دی گئی ہے کہ جنس کے اعتبار سے کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ وہ مسئلہ بھی یہاں تحریک استحقاق کی صورت میں پیش ہوا تھا جو یہاں پر dispose of ہو گیا تھا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے طالبات سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ 770 نمبروں والی لڑکی کو داخلہ دے دیا جائے گا۔ لیکن بعد میں جب داخلے شروع ہوئے تو ان کو اس بنیاد پر داخلہ نہیں ملا۔ اب بات اتنی ہے کہ وزیر اعلیٰ کے وعدے کے مطابق داخلہ ملا ہے یا نہیں ملا۔ جہاں تک عدالت کے مسئلے کا تعلق ہے وہ علیحدہ ہے۔

*-- **جناب سپیکر** :- مسئلہ تو بہرحال لڑکیوں کے داخلے کا ہی ہے کہ ان کو ایم۔بی۔بی۔ایس۔ میں داخلہ نہیں ملا۔ لیکن میاں صاحب بات تو ایک ہی ہے؟ آپ اس کو کیسے مختلف سمجھتے ہیں؟

*-- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- جناب والا مسئلہ تو ایک ہی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک ہی تناسب سے داخلہ دیا جائے۔ اس کے باوجود کہ 66 سیٹیں مزید لڑکیوں کو دی گئی ہیں اور اسی وعدے کو پورا بھی کیا۔ لیکن اس کے باوجود ابھی یہ معاملہ عدالت میں ہے اور سپریم کورٹ میں اسی مسئلے پر معاملہ Pending ہے۔ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو جنس کی بنیاد پر داخلہ دیا جائے یا لڑکوں کے برابر داخلہ دیا جائے۔ یہی matters ہے اور یہی subject ہے یہی سوال اس تحریک التوائے کار کا موضوع ہے۔

*-- **جناب سپیکر** :- یہ چیف منسٹر صاحب کی بات کے بعد 66 سیٹیں دی گئی ہیں۔

*-- **وزیر قانون** :- جی ہاں 66 سیٹیں مزید دی گئی ہیں۔ اس طرح ان کی تعداد کا تناسب بھی کافی بڑھا۔ لیکن the matter is still in Supreme Court اور اس وقت تک کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ جب تک یہ finally decide نہ ہو جائے۔

*-- **جناب سپیکر** :- میاں صاحب' اس میں صورت تو کچھ ایسے ہی بنتی ہے۔

*-- **میاں محمد افضل حیات** :- جناب والا' اگر میں یہ کہہ رہا ہوتا کہ اگر کسی لڑکے کا میرٹ 723 نمبر کا ہے تو لڑکیوں کا بھی آخری میرٹ 723 نمبر ہونا چاہیے۔ پھر تو یہ مسئلہ وہ تھا جو سپریم کورٹ

میں ہے۔ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ لڑکیوں کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا کہ آخری لڑکی جو ہوگی وہ 770 نمبر والی ہوگی۔ اگر میں 723 نمبر کی بات کر رہا ہوتا تو پھر وہ ہوتی۔ میں صرف وہ بات کر رہا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب نے لڑکیوں کے ساتھ 770 نمبر تک، کا وعدہ کیا تھا' اس وعدہ کو کہاں تک نبھایا گیا۔

* -- **جناب سپیکر** :- جناب لامنسٹر نے کہا ہے کہ اس وعدے کے بعد ان کو 66 سیٹیں اور دی گئی ہیں اور یہ 66 سیٹیں اسی وجہ سے دی گئی تھیں کہ ان کے ساتھ commitment تھی۔ لیکن اس کے بعد انہوں نے اس پہ اکتفا نہیں کیا بلکہ معاملہ ہائیکورٹ تک چلا گیا اور ہائیکورٹ میں فیصلے کے بعد اب وہ سپریم کورٹ میں چلا گیا ہے۔

* -- **میاں محمد افضل حیات** :- جناب والا' ہائیکورٹ میں جو مسئلہ گیا ہے وہ چیف منسٹر صاحب کے وعدے سے پہلے کیا گیا ہوا ہے۔ وہ کافی عرصہ سے ہے۔ یہ مسئلہ بعد میں پیش آتا تھا۔ وہ صرف اتنا فرما دیں کہ آخری لڑکی' جس کو داخلہ ملا ہے اس کا میرٹ کیا ہے؟

* -- **جناب سپیکر** :- جناب لامنسٹر' اس بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- انہوں نے یہی فرمایا کہ 770 نمبر والی لڑکی کو داخلہ دیا جائے گا۔ اسی حساب سے زائد نشستوں 223 کے لئے منظوری دی گئی اور گریڈ "اے" یعنی 770 (این سی سی کے نمبر ملا کر) لڑکیوں کو داخلہ دے دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ جھگڑا چل رہا ہے اور میں نے عرض کیا کہ جو میرے پاس شیڈول ہے اس کے مطابق 88 - 1987ء بچیوں کی تعداد 228 تھی اور ان میں جناب وزیراعلیٰ کے حکم سے 223 سیٹیں دی گئیں اب ان کی تعداد 451 ہو گئی ہے اس لئے اب جس لڑکی نے 770 نمبر حاصل کئے اور جیسا کہ آپ نے فرمایا' اس کو داخلہ مل گیا ہے۔

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- جی ہاں' داخلہ مل گیا ہے۔

* -- **میاں محمد افضل حیات** :- چودھری صاحب' آپ یہ catagorically فرما رہے ہیں۔

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- جناب والا! میرے پاس جو جواب ہے وہ یہی ہے۔

شاہ صاحب اگر آپ کو مزید علم ہے تو بتادیں میرے پاس جو جواب ہے وہ یہی ہے کہ داخلے کی نشستوں کی تعداد کچھ کم تھی 157 نشستوں کا اضافہ کیا گیا اور اس سال 66 نشستوں کا اضافہ کیا گیا تھا۔ اس طرح زائد نشستوں کی تعداد 223 ہو گئی ہے۔ 223 نشستوں کی منظوری کے ساتھ وزیراعلیٰ صاحب

کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اور گریڈ "اے" یعنی 1100 / 770 اور این سی سی کے نمبر حاصل کرنے والی تمام طالبات کو داخلہ دے دیا گیا ہے۔

* -- **جناب سپیکر** :- ہمیں تو وزیر قانون صاحب کی Statement کو believe کرنا ہوگا۔

* -- **میاں محمد افضل حیات** :- ضرور believe کرنا چاہئے جو تحریر میں دیا گیا ہے اور اگر اس کو believe کرتے ہو تو ہم بھی کرتے ہیں۔

* -- **جناب سپیکر** :- وہ تو ظاہر ہے وہ believe کر رہے ہیں تو statement دے رہے ہیں۔ ..... تو میاں صاحب اس کو پریس نہیں کرتے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 25 ہے حاجی غلام رسول شادی خیل صاحب کی طرف سے _ حاجی صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ یہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب اور ان کی jointly ہے لیکن جناب ریاض حشمت جنجوعہ اس کو پیش کرنا نہیں چاہتے۔ ..... جناب حاجی صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

واٹر سپلائی سکیموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عملہ کی عدم توجہی اور فنڈز کا فقدان

* -- **حاجی غلام رسول شادی خیل** :- میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ پنجاب دیہاتوں میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے واٹر سپلائی کی سکیمیں تعمیر کر رہا ہے جس پر صوبائی بجٹ سے سالانہ کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ جب یہ سکیمیں پایہ تکمیل کو پہنچ جاتی ہیں تو ان سکیموں کو ضلع کونسلوں کی تحویل میں دے دیا جاتا ہے مگر ضلع کونسلوں کے پاس سکیموں کو مصروف عمل رکھنے کے لئے نہ تو فنڈز ہوتے ہیں اور نہ ہی تربیت یافتہ عملہ' جس کی وجہ سے یہ سکیمیں اپنی زبردست عوامی افادیت کے باوجود عدم توجہی کا شکار ہیں اور پنجاب کے کئی مقامات پر یہ سکیمیں مکمل ہو جانے کے باوجود غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے بیکار پڑی ہیں اس طرح کروڑوں روپے کے عوامی سرمایہ سے عوام کو کوئی فیض نہیں پہنچ رہا۔ اس

صورت حال کے خلاف صوبہ کے عوام میں بے چینی مایوسی اضطراب اور اشتعال پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ اس مسئلہ کی زبردست قومی اور عوامی اہمیت کے پیش نظر اسے زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

* -- **رانا پھول محمد خان** :- جناب والا' میں حاجی صاحب کی تحریک کی تائید کرتے ہوئے جناب کے نوٹس میں لاؤں کہ یہ سکیم بہت مفید تھی لیکن بربادی کا باعث بن گئی ہے۔ جن گاؤں میں پینے کے پانی کے لئے واٹر سپلائی سکیم منظور کی جاتی ہے وہاں ٹینکی نہیں لگائی جاتی۔ دیہات میں چھ چھ گھنٹے بجلی بند رہتی ہے۔

* -- **حاجی غلام رسول شادی خیل** :- جناب والا' یہ شارٹ سٹیٹمنٹ رانا صاحب نے دینی ہے؟

* -- **رانا پھول محمد خان** :- جناب والا' مکان گر رہے ہیں اور برباد ہو رہے ہیں۔ ٹیوب ویل چلاتے ہیں تو نلکا چلتا ہے۔ کوئی ٹینکی نہیں ہے' نہ پینے کے لئے پانی ملتا ہے۔

* -- **جناب سپیکر** :- رانا صاحب' یہ ابھی بحث کے لئے منظور نہیں ہوئی۔ جناب حاجی صاحب' اس پہ Short statement کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس مسئلے پر گورنمنٹ کی طرف سے جناب گل حمید خاں روکڑی صاحب بات کریں گے۔

* -- **جناب گل حمید خاں روکڑی** :- جناب والا' محکمہ واقعی میرے پاس ہے لیکن بحیثیت ایڈوائزر ہے۔ کبھی اسمبلی کی کارروائی میں ایڈوائزر کو تکلیف نہیں دی گئی۔ یہ پہلی دفعہ تکلیف دی گئی ہے میں خان صاحب سے ان کی تحریک کے بارے میں اتنا عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ گورنمنٹ کو پہلے بھی لکھ کے بھیجا گیا ہے۔ مسئلہ زیر غور ہے لیکن اس کو maintain کرنے کے لئے بھی کروڑوں روپے کا فنڈ چاہیے۔ یہ مسئلہ فنانس اور محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے پاس pending ہے۔

میں خان صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ جس وقت بھی مسئلہ غور و خوض کے بعد آیا انشاء اللہ گورنمنٹ ہمدردی سے غور کرے گی۔ باقی بلدیاتی اداروں کو فنڈز دیئے جائیں گے یا کسی طریقے سے واٹر ریٹس لگا کر ان کو maintain کیا جائے گا۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اسے پریس نہ کریں۔

* -- **رانا پھول محمد خان** :- جناب سپیکر' میں نے بھی ضمنی طور پر اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ میں جناب کی وساطت سے ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

*-- **جناب سپیکر** :- آپ کا تو اس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔

*-- **رانا پھول محمد خاں** :- سر میں آپ کی وساطت سے ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ضلع کونسل کو اس حالت میں دیں کہ جب ٹینکی بنا دیں۔ ایک گاؤں میں ٹیوب ویل لگا کر کھلا چھوڑ دیں تو وہ گاؤں غرق ہو جائے گا۔ ڈسٹرکٹ کونسلوں کے اتنے فنڈز نہیں ہیں۔

*-- **جناب سپیکر** :- یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔

*-- **رانا پھول محمد خان** :- یہ خود ایڈوائزر صاحب کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کیا واقعی یہ ہو رہا ہے۔

*-- **جناب سپیکر** :- یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ آپ روکڑی صاحب سے بات کیجئے وہ اس کو up take کریں گے اور رانا صاحب' یہ مسئلہ یہاں ان کے نوٹس میں نہ لائیے گا۔

*-- **جناب گل حمید خاں روکڑی** :- جناب سپیکر' ایسی سکیم نہیں ہوتی جو نامکمل چھوڑ دی جائے اگر کوئی ایسا واقعہ ہے تو رانا صاحب بتائیں۔

*-- **جناب سپیکر** :- خاں صاحب' اس کی ضرورت نہیں ہے۔

*-- **گل حمید خان روکھڑی** :- میں اس کے لئے خان صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اسے پریس نہ کریں' جس چیز کے بارے میں وہ مجھے بتائیں گے' جو بھی طریقہ ہوگا اسے آپس میں بیٹھ کر کر لیں گے۔

*-- **غلام رسول خان شادی خیل** :- جناب والا میں خان صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک محکمہ پبلک ہیلتھ کے ساری سکیمیں لینے کا مسئلہ ہے اس کے علاوہ جو سکیمیں دو سال سے بے کار پڑی ہیں نہ پبلک ہیلتھ اس پہ کچھ کر رہا ہے نہ ہی ضلع کونسل کچھ کر رہی ہے تو پھر لوگ کہاں جائیں' وہ سکیمیں دو سال سے برباد پڑی ہوئی ہیں' ان کے لئے تو کم از کم یہ ہمیں تسلی دیں کہ ہم انہیں چالو کردیتے ہیں تاکہ ان لوگوں کو پانی ملے بجائے میٹھے پانی کے انہوں نے جو بور لگائے ہیں وہ کڑوے ہیں اور اب وہ بند پڑے ہیں ان کی ہمیں تسلی دیں کہ ان کو کیوں نہیں ٹھیک کرتے بعد میں جو بھی فیصلہ آئے گا دیکھا جائے گا۔

*۔ جناب وزیر زراعت و قانون :۔ جناب والا میں اس میں خان صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ ایک تو ان کی تحریک التوائے کار بڑی مبہم ہے دوسرے سمجھ ہی نہیں آرہی کہ بات کیا ہے۔ گورنمنٹ اپنی سکیم کے تحت یہ کرتی ہے کہ پبلک کے نمائندے جو واٹر سپلائی سکیمیں منظور کرتے ہیں' واٹر سپلائی سکیمیں دو قسم کی ہیں ایک تو اوور ہیڈ سپلائی سکیم ہے اور ایک plant Mini filtration قسم کی چیزیں ہیں جو ٹیوب ویل لگا کر اس میں پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ موجودہ پالیسی کے تحت یہ ہے کہ سکیم کو مکمل کرنے کے بعد جو بھی سکیم ہر دو سال تک اس کی دیکھ بھال کا محکمہ خود ذمہ دار ہوتا ہے' اس کو دو سال تک اپنے خرچے پر چلاتا ہے اور وہ ان لوگوں کو پانی وغیرہ مہیا کرتا ہے۔ دو سال کے بعد متعلقہ لوکل اتھارٹی جو ہوتی ہے چاہے وہ یونین کونسل ہو یا ڈسٹرکٹ کونسل ہو اس کے سپرد کردیتا ہے اور پھر اس لوکل کونسل کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے' اپنے فنڈز اکٹھے کرے' بجلی کا خرچہ ادا کرے اور اس کی دیکھ بھال کرے۔

محکمہ غیر معین طور پر اس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے نہ ہی گورنمنٹ اس حالت میں ہے اس کے پاس اتنے فنڈز ہوں کہ ساری عمر اس کو maintain کرتی ہے۔ یہ پالیسی اس وقت تک جاری رہے گی' اب یہ کام گورنمنٹ کے اداروں کا ہے یا اس چک کے لوگوں کا ہے جہاں پر یہ سکیم بن رہی ہے اگر وہ اس قابل نہیں ہیں تو پھر وہ تجویز ہی نہ کریں لیکن یہ بات ان کے علم میں ہوتی ہے کہ محکمے نے دو سال کے بعد اس کی دیکھ بھال نہیں کرنا ہے۔ اس لئے میں عرض کروں کہ اس پر ابھی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی یقین دھانی نہیں کروائی جاسکتی کہ اس کی دیکھ بھال کے لئے محکمہ غیر متعین طور پر اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ یہ اس ادارے کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے دو سال کے بعد take over کرے اگر وہ نہیں کر رہے ہیں تو وہ خود اس کے اخراجات برداشت کرے۔

*۔ جناب سپیکر :۔ لیکن اس میں حاجی صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کچھ ایسی سکیمیں ہیں جو دو تین سال سے بے کار پڑی ہیں اور حکومت بھی ان کی نگہداشت نہیں کر رہی ہے اور نہ ہی ان کی مرمت کر رہی ہے۔ اور نہ ہی لوکل کونسل کے ادارے اس کا دھیان کر رہے ہیں' وہ کڑوے پانی کا علاقہ ہے' لوگوں کے لئے سکیمیں بھی موجود ہیں' بیکار مرمت طلب ہیں اور لوگوں کو میٹھا پانی میسر نہیں آرہا اس لئے یہ قدرتی بات ہے کہ وہاں پر لوگوں میں بے چینی پائی جاتی ہے اور حاجی صاحب کی اس بات میں کافی حد تک وزن ہے کہ جو سکیمیں بے کار پڑی ہیں اس پر پیسہ بھی خرچ ہو چکا ہے'

اس بارے میں کوئی تو بات ہونی چاہیے۔

*-- **جناب وزیر زراعت و قانون** :- یہ مسئلہ لوکل سطح تک ہے اور ان کی بے چینی دور کرنے کے لئے لوکل باڈیز کے اداروں کے ذمہ یہ کام لگایا ہے گورنمنٹ تو اس کی جب ذمہ دار ہوتی یا تو کہیں کہ اس نے اسے مکمل نہیں کر کے دیا' مکمل کر کے دینے کے بعد اس کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لوکل کونسل اتھارٹی کی ہے اگر بے چینی ہے تو وہ اپنے لوکل باڈیز کے اداروں کو پکڑیں جو ان کے نمائندے ہیں۔ گورنمنٹ اس وقت اس چیز کا ذمہ لینے کے لئے تیار نہیں ہوسکتی کیونکہ اس نے تو مکمل کر کے سکیم کو دو سال تک چلا کر ان کے سپرد کیا ہے۔ جب انہوں نے take over کرلیا تو پھر اس میں حکومت کی ذمہ داری نہیں رہ جاتی اگر بے چینی ہے تو پھر وہ لوکل کونسل کے اداروں' لوکل باڈیز کے اداروں کے پاس جائیں' ان سے کہیں کہ وہ اسے چلائیں اور اسے مرمت کریں یا وہ لوگ خود اسے تیار کریں۔ اس لئے میں عرض کروں کہ گورنمنٹ موجودہ پالیسی کے تحت جس طرح کہ روکڑی صاحب نے کہا ہے کہ اس کو مزید ملاحظہ کیا جارہا ہے اگر کوئی پالیسی اس سے مختلف ہوئی یا مزید کوئی پالیسی بنی تو پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ آیا گورنمنٹ اس بارے میں کوئی فنڈز رکھ رہی ہے تاکہ ان کو دوبارہ چالو کر کے یا دوبارہ تجدید کرنے یا اس کو مرمت کرے' اب تک تو گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ دو سال اس سکیم کو چلانے کے بعد حوالے کردیتی ہے اور اس کے بعد جب سکیم بیکار ہوتی ہے تو وہ لوکل کونسل اتھارٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی مرمت کرے یا پھر اس چک کے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی مرمت کریں۔

*-- **جناب سپیکر** :- جی آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

*-- **غلام رسول خان شادی خیل** :- جناب والا میں وزیر موصوف سے یہ عرض کروں کہ میں نے اس واٹر سپلائی سکیم کی نشاندہی کی ہے جہاں پر شروع سے ہی کڑوا پانی ہے' اسے ضلع کونسل لینے کے لئے تیار نہیں اور وہاں پر لوگوں کے پینے کا پانی نہیں ہے میں تو اس بارے میں عرض کر رہا ہوں اب رہا مسئلہ یہ کہ اگر اسے ضلع کونسل چلا سکتی ہے تو چلائے آپ بیشک اسے پابند کریں' لیکن لوگوں کو تو پینے کے لئے میٹھا پانی چاہیے اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسے محکمہ پبلک ہیلتھ چلائے کیونکہ ان کے پاس تکنیکی عملہ ہوتا ہے' ان کے پاس کام کرنے کے لئے مستری وغیرہ ہوتے ہیں جو کہ سپلائی

کو چالو کرتے ہیں، ضلع کونسل کے پاس تو اس قسم کا کوئی عملہ نہیں۔

*-- **جناب سپیکر** :- اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ اس میں حکومت ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں، جیسا کہ جناب لاء منسٹر نے فرما دیا ہے، تو اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

*-- **غلام رسول خان شادی خیل** :- جناب والا میں تو یہی عرض کرتا ہوں کہ جو کروڑوں روپے کی سکیمیں بنائی گئی ہیں وہ بیکار پڑی ہوئی ہیں، ان کا کوئی وارث ہونا چاہئے۔ اب وزیر قانون کہتے ہیں گورنمنٹ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ آپ نے لوگوں کو ٹیوب ویل لگا کر دیئے ٹربائنیں لگا کر دیں اور ان چیزوں پر کروڑوں روپے خرچ کر دیئے اب بتائیں کہ اس بات کا کیا فائدہ ہوا کہ وہ اب بیکار پڑے ہوئے ہیں، اب وہ نہیں چل رہے، انہوں نے وہاں پر ایسا کوئی نظام ہی اختیار نہیں کیا کہ وہ چلتے رہیں اور لوگوں کو پینے کا پانی ملتا رہے۔ جہاں تک پیسے لگانے کا مسئلہ ہے بیشک حکومت جو بھی فیصلہ کرے گی لوگ دیں گے لیکن ان کو پانی تو پینے کے لئے ملنا چاہئے۔

*-- **جناب سپیکر** :- جی جناب منسٹر لوکل گورنمنٹ

*-- **جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی** :- جناب والا جیسے کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ پبلک ہیلتھ سکیم بنا کے دو سال تک اسے چلا کے لوکل کونسل کے اس میں یا صرف ضلع کونسل کے حوالے کرتی ہیں۔ مگر اس مسئلے پہ کافی دیر سے یہ جھگڑا چلا آ رہا ہے کہ پبلک ہیلتھ کے متعلق لوکل کونسلوں کو کچھ ایسی شکایات تھیں کہ جب ایک سکیم ان کے حوالے کی جاتی ہے تو وہ درست نہیں ہوتی، میں سمجھتا ہوں کہ جو بات انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کی ہے وہ درست ہے اور میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور اس معاملے میں بہت سے علاقوں میں واقعی بے چینی ہے اور اسے مناسب طریقے سے نہیں چلایا جا رہا۔ اس میں ایک چیز جو زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ کو لوکل کونسل کچھ ادا کرے اور پبلک ہیلتھ اس کی دیکھ بھال کرے اور اس کا سارا کام پبلک ہیلتھ کرے تو یہ معاملہ ابھی زیر غور ہے اس پر انشاء اللہ جلد ہی فیصلہ ہو جائے گا، غالباً" کچھ معاملہ طے ہونے والا ہے اور وہ طے ہو جائے گا۔

*-- **جناب سپیکر** :- جی حاجی صاحب اس میں منسٹر لوکل گورنمنٹ نے یہ فرمایا ہے کہ اس معاملے کو لیا گیا ہے اور اس پر جلد کوئی فیصلہ ہو جائے گا۔ کیا اب آپ اس کو پریس نہیں کرتے ہیں۔

* -- غلام رسول خان شادی خیل :- مہربانی جناب والا' میں اسے پریس تو نہیں کرتا مگر میں جس سکیم کے لئے عرض کر رہا ہوں وہ دو سال سے کڑوے پانی کی وجہ سے بند پڑی ہے اس کے لئے ہمیں کچھ یقین دہانی مل جائے کہ ضلع کونسل یا پبلک ہیلتھ اس پانی کو صحیح کر دے گی اور لوگوں کو پینے کا پانی مل جائے گا۔

* -- جناب سپیکر :- اس میں آپ ایسا کیجئے کہ منسٹر لوکل گورنمنٹ اور جناب گل حمید روکڑی صاحب سے آپ میٹنگ کیجئے اور یہ اس مسئلے کا حل کریں گے۔

* -- غلام رسول خان شادی خیل :- بہتر جناب والا۔

* -- جناب سپیکر :- تو حاجی صاحب اب اسے پریس نہیں کرتے ہیں۔

* -- چودھری گل نواز خان وڑائچ :- جناب والا اس میں میری ایک استدعا ہے کہ یہ ٹیوب ویل انجن سے چلتے ہیں بجائے اس کے کہ یہ بجلی سے چلیں' یہ انجن خراب ہو جاتے ہیں جنہیں ضلع کونسل ٹھیک نہیں کروا سکتی کیونکہ قیمت زیادہ ہوتی ہے اگر اسے درست کرنا ہی ہے تو اسے بجلی کا کنکشن ضرور ملے۔

مسودہ قانون

* -- جناب سپیکر :- شکریہ جناب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اب سرکاری کارروائی شروع ہوتی ہے۔ اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں۔ وزیر لوکل گورنمنٹ پیش کریں یا وزیر قانون پیش کریں گے۔

مسودہ قانون (ترمیم دوم) مقامی حکومت پنجاب) مصدرہ 1988ء

There is an amendment moved by Mian Muhammad Afzal Hayat, Syed Tahir Ahmad Shah, Mian Muhammad Ishaque, Mian Riaz Hashmat Janjua, Mian Muhammad Rafique, Mr. Fazal Hussain Rahi, Sardar Ghulam Abbas, Ch. Muhammad Aslam and Mr. Ghulam Sarwar Khan.

MINISTER FOR LAW : I Oppose it, Sir.

MR SPEAKER : Mian Sahib, would you like to say something.

امنڈمنٹ کی گئی اور اسے لاگو کیا گیا۔

جناب والا ایک امنڈمنٹ ہم نے گزشتہ سیشن میں پاس کی تھی اور وہ سیشن 27 اکتوبر کو ختم ہوا اور ایک ہفتے کے اندر اندر دوسری امنڈمنٹ آرڈیننس کے لئے لائی گئی۔ جو کہ غالباً" 3 نومبر کو لائی گئی۔

جناب والا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ایک ہی دفعہ سوچ سمجھ کر سوجھ بوجھ کے ساتھ Amendment لائی جاتی جو کسی سمت کا تعین کرتی لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ بغیر سوچے سمجھے بغیر کسی سوجھ بوجھ کے جب ضرورت پڑی آرڈیننس جاری کر دیا گیا۔ ایسے آرڈیننس جاری کرنے سے کوئی اچھا تاثر عوام میں نہیں پڑتا اور اس کے ساتھ ہی ان کو یہ بھی نہیں پتا چلتا کہ کوئی پہلے بھی قانون ہے جب دوسری ترمیم آگئی ہے پہلی ترمیم کا کیا بنا۔ عوام اتنے ٹیکنیکل نہیں ہوتے کہ ان کو یہ پتہ چلے کہ بار بار جو امنڈمنٹ ہے وہ کوئی مختلف ہو گی۔ اس لئے ضرورت اس چیز کی ہوتی ہے کہ جو بھی قانون بنایا جائے وہ سوچ سمجھ کر کسی منصوبہ بندی کے تحت بنایا جائے۔ اس کی مکمل تشہیر کی جائے اور عوام سے اس کی رائے لی جائے جو کہ مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے حکومت تک بھی پہنچتی ہے۔ عوامی نمائندوں تک بھی پہنچتی ہے لیکن اس میں کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا گیا۔ اس امنڈمنٹ کے ذریعے جو کلاز 1-21 اے بنائی گئی جس میں سزا بھی ہے۔ جناب والا یہ بڑا یونیورسل پرنسپل ہے۔ کہ اگر کوئی شہری عدالت میں جا کر یہ کہے کہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ قانون ہے تو اس کی یہ بات نہیں سنی جاتی۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی ضروری ہے کہ جو قانون بنایا جائے وہ واضح ہو اور اس کی پوری تشہیر کی جائے اور حکومت یہ دیکھے اور یہ اسمبلی بھی اس چیز کی طرف پوری توجہ دے کہ عوام کو پورے طریقے سے روشناس کرا دیا گیا ہے کہ یہ قانون بنا ہے اور اس کے اوپر آپ نے عمل کرنا ہے۔ ایسا قانون بھی بنایا جائے جس میں سزائیں بھی تجویز کی گئی ہوں اور ان کو پتہ ہی نہ ہو کہ یہ قانون کیا ہے۔

جناب والا 3 تاریخ کو یہ آرڈیننس جاری کیا گیا اور اس کے دو ہفتے کے اندر اندر papers Nomination بھی مانگ لئے گئے تو یہ ضروری نہیں کہ ہر شہری تک یہ قانون پہنچ جائے اس لئے اس کی پورے طریقے سے تشہیر نہیں کی اور اس کے ساتھ ہی رولز میں بھی ایسی ترامیم کی گئیں جن میں آخر تک ابہام تھا۔ ریٹرننگ آفسران تک پتہ نہیں تھا کہ انہوں نے کس طریقے سے الیکشن کو Conduct کرنا ہے۔ مثال کے طور پر بغیر کسی تشہیر کے دست نمائی Show of hand کا طریقہ رائج

کیا گیا۔ خفیہ رائے شماری ایک عالمی اصول ہے اس کو بالائے طاق رکھ کر اور آئین کو بھی دور رکھ کر یہ قانون بنایا گیا۔ رولز میں ترمیم کی گئی اور اس میں صرف یہ رکھا گیا کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس یعنی جس کی حکومت اسی کا ووٹ۔ اس طریقے کو بالکل تشہیر نہ کیا گیا۔ لوگوں کو یہ پتہ نہیں تھا کہ ہم نے کس طریقے سے اپنے ووٹ کا استعمال کرنا ہے چاہے وہ کونسلرز بھی منتخب ہو چکے تھے۔ اور اس کے اوپر اتنی چیزیں گیاں تھیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بھی قانون بنایا جائے اس کی پہلے مکمل طور پر تشہیر ہونی چاہئے۔ یہ ایک بڑا اہم آرڈیننس ہے جو کہ لاگو کیا گیا اور اب یہ ایک بڑا اہم بل ہے۔ پہلے اس کی تشہیر ہونی چاہئے۔ لوگوں کی اس پر رائے لینی چاہئے تاکہ ان کو پتہ بھی چلے کہ کیا قانون ہے اور کس طریقے سے اس کو لاگو کیا جانا ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گزشتہ الیکشن میں بھی 21-1 اے کے ذریعہ کسی کو سزا نہیں ملنی چاہئے کیونکہ لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ یہ قانون کیا ہے۔

اس لئے یہ میری گزارش ہے کہ اس کو 31 دسمبر 1988ء تک Pending کیا جائے اور اسے رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے اور پھر اس کے اوپر ایوان کی رائے لے کر اسے منظور یا نا منظور کیا جائے۔

*-- **جناب سپیکر** :- شاہ صاحب' آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر! پنجاب لوکل گورنمنٹ سیکنڈ امنڈمنٹ بل 1988ء ایوان میں زیر غور ہے۔ یہ جو ترمیمی مسودہ قانون ہے' یہ اصل پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء کا ترمیمی بل ہے اور 1979ء میں جب یہ ہنگامی قانون بنایا گیا' اس وقت ہمارے وطن پر مارشل لاء کا دور دورہ تھا اور چونکہ مارشل لاء کے دور میں سیاسی جماعتوں اور سیاسی عمل پر پابندی لگا دی جاتی ہے اور مارشل لاء کے دور میں ملک پر فوجی حکمرانوں کا ون پارٹی رول نافذ ہو جاتا ہے اور ان کی حکومت چلانے کے اور حکومت کرنے کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ 1975ء میں پنجاب میں عوام کے منتخب نمائندوں کے دور میں لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1975ء بنایا گیا جسے 1979ء کے ہنگامی قانون کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا۔

*-- **بیگم فرحت خواجہ رفیق** :- پوائنٹ آف آرڈر --- جناب سپیکر' مولانا صاحب سر سے ننگے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ اسلام کے منافی ہے۔

*-- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب والا' میں نے احتجاجاً" سر سے ٹوپی اتاری ہوئی ہے۔ اول

تو اس لئے کہ مرد کے لئے سر ڈھانپنا فرض نہیں ہے۔ وہ نماز کے لئے ہے۔ عورت کے لئے ہر حال میں سر ڈھانپنا فرض ہے' چاہے وہ نماز میں ہو' چاہے کہیں بھی ہو۔ اس لئے وہ یہ نہیں کہہ سکتیں کہ سارے مرد بھی سر ڈھانپیں۔ وہ حکم عورت کے لئے تو وہ اپنے لئے اللہ کے حکم کی تعمیل کریں۔ ہم سے وہ خواہ مخواہ ایک غلط بات کی تعمیل نہیں کرواسکتیں۔

* ۔ **بیگم فرحت خواجہ رفیق** :۔ یہ تمام مردوں کے لئے ہے۔

* ۔ **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :۔ مجھے آپ کوئی حکم دکھائیں۔ میں نے تو آپ کو قرآن کی آیت پڑھ کر بتائی ہے۔ مجھے قرآن کا کوئی حکم بتائیں جس کے مطابق مرد کا سر ڈھانپنا فرض ہو۔

* ۔ **جناب سپیکر** :۔ مولانا صاحب' تشریف رکھیئے۔ بیگم صاحبہ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے اور اس پر انہوں نے مجھ سے رولنگ چاہی ہے' آپ سے نہیں۔ تو میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ راہی صاحب' آپ بھی تشریف رکھیے اور شاہ صاحب کو بولنے دیجئے۔

* ۔ **جناب فضل حسین راہی** :۔ جناب سپیکر' میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ پردے کا حکم مردوں کے لئے نہیں ہے لیکن وہ مرد نہیں' مولوی ہیں۔ بندوں کے لئے کوئی حکم نہیں لیکن یہ مولوی ہیں۔ وہ بندوں کو تو کہہ بھی نہیں رہیں۔ وہ مولوی کو کہہ رہی ہیں۔

* ۔ **جناب سپیکر** :۔ اس پر بات تو ختم ہو چکی ہے۔

* ۔ **رانا پھول محمد خان** :۔ جناب والا' مولانا صاحب خواتین کے سر منڈانا چاہتے ہیں۔

* ۔ **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :۔ جب تک مولوی آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھے' کوئی آپ کو قبر میں دفن نہیں کرتا۔ آپ پیدا ہوتے ہیں' مولوی آپ کے کان میں اذان دیتا ہے۔ کلمہ آپ کو مولوی پڑھاتا ہے۔ مسلمان آپ کو مولوی کرتا ہے۔ نکاح مولوی پڑھاتا ہے۔

* ۔ **رانا پھول محمد خان** :۔ اور طلاق کا فتوی بھی دیتا ہے۔

* ۔ **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :۔ عورت اذان نہیں دے سکتی۔ عورت جماعت نہیں کرا سکتی۔ مرد کے احکام اور ہیں' عورت کے احکام اور ہیں۔ آپ کو اگر عورت کی حمایت کا شوق ہی ہے تو حمایت بے شک کریں لیکن تہذیب کے دائرے کے اندر۔

* ۔ **جناب سپیکر** :۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز Order Please

* ۔ **رانا پھول محمد خان** :۔ جناب والا' مولانا سے زیادہ اس ایوان کا کوئی بھی رکن اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتا۔ انہیں ان سے بہت زیادہ پیار ہے' ان کو ان سے ہے اور وہ شرع محمدی کے مطابق پیار کرتے ہیں لیکن مجھے خدشہ اور ہے مولانا سر ڈھانپنے کی بجائے کہیں پرسوں چھبیس تاریخ کو یہ نہ فرمادیں کہ ان کے سر قلم کردیئے جائیں کیونکہ محترمہ جناب بشریٰ رحمان صاحبہ کی طرف سے صفائی کے سلسلے میں ایک پرائیویٹ بل آرہا ہے....

* ۔ **جناب سپیکر** :۔ رانا صاحب' اس کا کیا موقع محل ہے؟

* ۔ **رانا پھول محمد خان** :۔ جناب' مولانا یہاں فساد برپا کردیں گے۔ عبارت یہ ہے "مسودہ قانون طہارت و صفائی" تو جناب والا' اس پر تو مولانا نے لوٹے لے کر آجانا ہے۔ پھر ہم کیا کریں گے؟ یہ میرے پاس چھبیس تاریخ کا ایجنڈا ہے۔ اس کی درستگی فرمالیں' ورنہ مولانا اس پر بہت لے دے کریں گے۔

* ۔ **جناب سپیکر** :۔ اس پر اس وقت بات ہوگی' جس وقت یہ پیش ہوگا۔

* ۔ **سید اقبال احمد** :۔ جناب سپیکر' ایوان کو اسلام کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے۔ یہ مسلمان ہیں۔ اس طریقے سے نہیں ہونا چاہیے کہ کسی کا مذاق اڑایا جائے۔ یہ زیبا نہیں دیتا۔

* ۔ **جناب سپیکر** :۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔

* ۔ **سید اقبال احمد** :۔ یہ ممبران' معزز ممبران ہیں۔ اس طریقے سے اسلام کی دھجیاں نہ اڑائیں۔

* ۔ **جناب سپیکر** :۔ شکریہ۔ تشریف رکھیئے۔ جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب

* ۔ **چودھری محمد صدیق انصاری** :۔ جناب والا' مولانا نے نکاح کی بابت اور دوسرے احکام کے بارے میں جو کہا ہے اس ضمن میں کسی آیت کا حوالہ دے سکتے ہیں؟ اگر نہیں دے سکتے تو مولانا صاحب اس ایوان میں ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں؟

* ۔ **جناب سپیکر** :۔ جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب ۔ مولانا صاحب' تشریف رکھیے۔ آپ کے بارے میں بات نہیں ہے۔

* ۔۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی :۔ میں ان کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں' جو میرا حق ہے۔
* ۔۔ جناب سپیکر :۔ قبلہ' جب آپ کو ایک بات کی سمجھ نہیں آئی' تو آپ کا جواب دینا کیا ضروری ہے؟
* ۔۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی :۔ مجھے سمجھ آگئی ہے اور میں جواب دینا چاہتا ہوں۔
* ۔۔ جناب سپیکر :۔ انصاری صاحب کی بات کی مجھے خود سمجھ نہیں آئی۔ اس لئے انصاری صاحب بھی تشریف رکھیں' آپ بھی تشریف رکھیں۔ جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب۔
* ۔۔ رائے احمد سعید خان :۔ جناب والا' آپ نے پورے انہماک کے ساتھ ان کی بات نہیں سنی۔ انہوں نے واقعی مولانا صاحب کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور مولانا صاحب کو موقع دیں کہ وہ پورے ایوان پر اپنی بات واضح کر سکیں۔ انہوں نے باقاعدہ اسلامی قوانین کا حوالہ دیا ہے۔
* ۔۔ چودھری محمد صدیق انصاری :۔ جناب سپیکر' میں اپنے موقف اور سوال کی وضاحت کرتا ہوں۔
* ۔۔ جناب سپیکر :۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس مسئلے پر بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری رہے؟ آپ یہ چاہتے ہیں کہ قانون سازی کے بجائے اس پر بحث ہوتی رہے؟
* ۔۔ رائے احمد سعید خان :۔ جناب سپیکر' اس سلسلے میں میری معروضات یہ ہیں کہ جو بات اسلامی قواعد و ضوابط کے مطابق کہی جائے۔ احادیث کی رو سے یا مذہبی نقطہ نظر سے جو بات صحیح ہ کم از کم اسے appreciate کرنا چاہیے۔ ہم لوگ اسے تضحیک کا نشانہ نہیں بننے دیں گے۔ نہ ہمیں یہ بات پسند ہے۔
* ۔۔ رانا پھول محمد خان :۔ جناب سپیکر' جب کوئی صاحب شرعی مسئلہ پیش کرتے ہیں تو اسلا میں اس کو روکنا جائز نہیں ہے۔ مولانا دڑکی چلیں' پوئے چلیں' سرپٹ چلیں۔ ذرا چلنے دیں۔ یہ کافی خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ کچھ رونق ہی ہو جائے گی۔
* ۔۔ رائے احمد سعید خان :۔ انصاری صاحب نے پوچھا ہے کہ آیا مولانا صاحب کسی حد کے ذریعے اسے ثابت کر سکتے ہیں۔ میں نے بڑے انہماک اور سنجیدگی سے مولانا کا موقف سنا ہے

ں ان کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ اس نقطہ نظر سے ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے کیا مولانا صاحب
اوجہ یہ باتیں کرتے ہیں؟

-- **چودھری محمد صدیق انصاری** :- مولانا صاحب نے ابھی اس کو سمجھا نہیں ہے وہ اس کی
ئید کیسے کرسکتے ہیں۔

-- **جناب سپیکر** :- میں اس بارے میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں میں اس پر بحث کی اجازت نہیں
ا۔ سید طاہر احمد شاہ

-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر اس سے قبل میں اپنی تقریر دوبارہ شروع کروں میں آپ
وساطت سے انصاری صاحب کی خدمت میں اور اپنے ہی ساتھی راہی صاحب کی خدمت میں یہ
ن کرونگا۔

-- **جناب سپیکر** :- شاہ صاحب آپ اپنی بات کیجئے آپ بل پر بحث کر رہے ہیں میں اس پر بات
نے کی اجازت دونگا۔ آپ اپنی بات کیجئے۔

- **سید طاہر احمد شاہ** :- مولانا کو اس طرح نہیں بلانا چاہیے وہ ملک کے نامور عالم دین ہیں۔
ں ان کا احترام کرنا چاہیے۔

- **جناب سپیکر** :- آپ اپنی بات کیجئے بل پر بحث کیجئے۔

- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب احترام کرنا چاہیے لیکن زبردستی احترام کروایا نہیں
ا۔

جناب سپیکر :- راہی صاحب آپ تشریف رکھیے۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب یہ ہمارے پاس تین مرتبہ آتے ہیں اور یہ تینوں مرتبہ
لیتے ہیں۔

جناب سپیکر :- راہی صاحب آپ تشریف رکھیے میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔

سید طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر میں آپ سے عرض کرونگا کہ یہ تمام ریمارکس حذف
ے جائیں۔

* -- **جناب سپیکر** :- راہی صاحب کے ریمارکس کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں- راہی صاحب تشریف رکھیے-
(بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب والا ان کے الفاظ بھی حذف کئے جائیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے کہنے کے بغیر بیبیاں آزاد نہیں ہوتیں انہوں نے کہا ہے کہ مولوی کے بغیر-

* -- **جناب سپیکر** :- راہی صاحب تشریف رکھیے- مولانا صاحب آپ بھی تشریف رکھیے-

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب والا! یہ علماء کے خلاف عالم دین کے خلاف ایسی غلط باتیں کہتے ہیں میں تو صبر سے سن بھی لیتا ہوں اور برداشت بھی کرلیتا ہوں لیکن ایسی بات نہیں ہے کیونکہ علماء کے خلاف اس قسم کے لوگ ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں انہوں نے علماء کو مولویوں کو مردوں سے نکالا' انسانوں سے نکالا' اپنی بات کو سوچتے اور تولتے نہیں ہیں کہ انہوں نے جو بات کی ہے وہ کیا کہی ہے- اس کے جواب میں مجھے یہ کہنا پڑا کہ آپ علماء سے یا مولویوں سے جب اتنے ناراض ہیں یا بدکتے ہیں آپ کو علماء کی بچپن میں جوانی میں ہر موقع پر آپ کو علماء کی حاجت ہے- علماء آپ سے فیس لیتے ہیں یا نہیں لیتے میں آپ کو یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کبھی بھی کسی سے نکاح کی فیس نہیں لی نہ میں نے کبھی جنازہ پڑھانے کی فیس ہو یا اذان دینے کی کوئی فیس لی ہو آپ سے یا آپ کے کسی رشتہ دار سے کبھی کوئی فیس لی ہو تو آپ مجھ سے مانگ سکتے ہیں اور مجھے بتا سکتے ہیں- آپ غلط باتیں کر کے علماء کی تضحیک کرتے ہیں یہ آپ کا ایک وطیرہ ہے اور یہ اس ایوان کے احترام کے بھی خلاف ہے اور علماء کے احترام کے بھی خلاف ہے- جو بات ہو رہی ہے اس کو سنجیدگی سے بات کریں میں نے قرآن مجید کی آیت پڑھی ہے اور اس حکم کو بیان کیا جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اس بارے میں میں نے کہا ہے کہ اگر مردوں کے بارہ میں کوئی حکم ہے تو جو یہ بات کہتا ہے اسے پیش کرنا چاہیے- انصاری صاحب اگر مجھ سے مطالبہ کرتے ہیں بجائے مجھ سے مطالبہ کرنے کے انہیں چاہیے تھا جو مجھے کہہ رہے ہیں کہ مرد سر ڈھانپیں اور ٹوپی پہنیں انہیں قرآن کی آیت یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کرنی چاہیے کہ مرد کے لئے بھی سر ڈھانپنا فرض ہے- عورت کے لئے سر سے پاؤں تک ڈھانپنا یہ قرآنی حکم ہے اور یہ ہر حال میں اس کے لئے حکم ہے- جب کوئی قرآنی بات آتی ہے یا شریعت کی بات آتی ہے اس کو ایک مذاق بنا دیا جاتا ہے اور یہ ہمیں بالکل

برداشت نہیں ہے۔ اگر ایک بات پر عمل نہیں ہوتا وہ ہماری کوتاہی ہے لیکن شریعت کی معمولی بات کا بھی مذاق اڑایا جائے تو اسے کفر کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مسواک کرنا ہے لیکن ایک شخص ساری عمر مسواک نہ کرے وہ تو سنت کا تارک ہے لیکن ایک شخص مسواک کی سنت کی تضحیک کرتا ہے علماء کا فتوی ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جب کوئی دین کی بات کی تضحیک کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے میں اپنے معزز ممبران سے یہ کہونگا اگر آپ دین کی کسی بات پر عمل نہیں کرسکتے اور نہیں کرنا چاہتے آپ کی کمزوری ہوگی میری کمزوری ہوگی لیکن کم از کم اس ایوان میں بیٹھ کر دین اسلام کی باتوں کا مذاق نہ اڑایا جائے۔ خدا کا قہر اور غضب نازل ہوتا ہے پہلے ہی آپ رو رہے ہیں کہ بارش نہیں ہو رہی یہ ہمارے ہی ان جرموں کی وجہ سے ہے یہ ہماری ہی زیادتیوں کی وجہ سے خدا کی ناراضگی ہوتی ہے خدا کا کچھ خوف کریں آپ اس ایوان میں آئے ہیں اور یہاں ہر ایک کو حق ہے کہ وہ اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق بات کرے لیکن کچھ محدود ہوتی ہیں اور کچھ تہذیب کے دائرے ہوتے ہیں آپ جب ان دائروں کو پھلانگ کر بات کرتے ہیں بہرحال میں جناب سے عرض کرونگا جب دین کی بات آتی ہے جب مذاق کیا جاتا ہے تو اس میں آپ کی بھی ذمہ داری ہے آپ کا بھی فرض بنتا ہے کہ آپ اس کو روکیں یہ درست ہے کہ ہر ایک کو حق ہے لیکن استہزا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے یہ مذاق آئندہ برداشت نہیں کیا جائیگا۔

*-- **چودھری محمد صدیق انصاری** :- جناب سپیکر جب مولانا صاحب نے کہا کہ اس کے پیچھے کونسی آیت کریمہ ہے جب انہوں نے یہ فرمایا کہ مولوی صاحبان کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ان کے بغیر اذان نہیں سنائی جاسکتی اور ان کے بغیر یہ کچھ نہیں کیا جاتا یہ پہلے سوال کیا گیا ہے کہ اس بارے میں کوئی آیت کریمہ ہے _ آیا ان لوگوں کے بغیر اسلام بالکل نہیں چلے گا اور زندگی بالکل حرام ہو جائیگی۔ میں نے یہ سوال پوچھا ہے میں نے کوئی غلط بات نہیں پوچھی اگر مولانا صاحب اس کو ذاتی لیتے ہیں تو میں ان سے معذرت خواہ ہوں میں نے اس کی شان میں کوئی بات نہیں کہی ہے میں نے صرف یہ کہا ہے کہ جب یہ بیگم صاحبہ سے آیت کا حوالہ پوچھ سکتے ہیں تو میں نے بھی ان سے وہی بات پوچھی ہے۔ میں نے تو اپنے علم کی کمی بیان کی ہے کہ مجھے بتایا جائے۔ میں نے ان سے علم حاصل کرنے کے لئے یہ بات کہی ہے میں نے کوئی تضحیک نہیں کی ہے۔

*-- **جناب سپیکر** :- شکریہ راہی صاحب اب اس پر مزید بات کی ضرورت ہے۔

*-- جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر میرے حوالے سے کافی باتیں کہی گئی ہیں اگر آپ مجھے ذرا اجازت دے دیں۔

*-- جناب سپیکر :- آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں کی گئی۔

*-- جناب فضل حسین راہی :- جناب والا دین کے حوالے سے بھی بہت باتیں کی گئی ہیں وہ بھی اس ہاؤس کی باتیں ہیں۔ دین مولانا صاحب کا نہیں ہے دین تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو یہ ارشاد فرماتے ہیں ان کی باتیں کچھ اور بھی ہو سکتی ہیں۔ اب اگر یہ کہتے ہیں کہ میں نکاح کے لئے پیسہ نہیں لیتا یا جنازے کی فیس نہیں لیتا تو ان کے پاس بڑے مقدمے آتے ہونگے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر آدمی نکاح کی فیس ہی لیتا ہے وہ بڑے مقدمے بھی تو کر سکتے ہیں۔ میرا اور ان کا کوئی ذاتی معاملہ تو نہیں ہے۔ یہ تو ہاؤس کی بات تھی صبح سے جو کچھ چل رہا تھا اس کے نتیجے میں ایسی کوئی بات ہونی چاہیے تھی اور یہ اچھی بات تھی اگر مولانا صاحب کا سر ننگا تھا اور جب ان کے روز سر ننگے ہوتے ہیں تو اس کے متعلق مولانا صاحب ارشاد فرما دیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ تو معاملہ ختم ہونا چاہیے تھا اور میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ معاملہ ختم ہو جائے اور میں اس کے حق میں نہیں ہوں۔

*-- جناب سپیکر :- راہی صاحب تشریف رکھیئے۔

*-- چودھری محمد صدیق سالار :- جناب والا میں آپ کی وساطت سے آپ سے اور ممبران سے درخواست کرونگا علماء دین جب دین کی بات کرتے ہیں تو اس میں کسی کو رکاوٹ نہیں بننا چاہیے اور یہ حدیث بھی ہے اور مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قرآن پڑھا جارہا ہو جب دین کی بات کی جارہی ہو تو جو کان اس کو سن لیں گے اور جس کان تک وہ بات پہنچ جائیگی شاید اس کی بخشش کا راستہ بن جائے میں درخواست کرونگا آئندہ اس ایوان میں اسلام کے بنیادی ارکان پر کسی کو تضحیک کی اجازت نہ دیں اور نہ ہم دیں گے۔ شکریہ

*-- جناب فضل حسین راہی :- جناب والا! دین کا احترام تب ہی ہوتا ہے جب کوئی راشی آدمی اسلام کے خلاف بات کرے گا تو لوگ اسلام سے پیار کریں گے اگر کوئی راشی آدمی اسلام کی حمایت میں بات کرے تو لوگ اسلام سے متنفر ہو جائیں گے۔

*-- چودھری گل نواز خاں وڑائچ :- پوائنٹ آف آرڈر۔

*-- **جناب سپیکر** :- چودھری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

*-- **چودھری گل نواز خاں وڑائچ** :- جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بلا وجہ بحث میں وقت ضائع کر رہے ہیں اس سے کچھ حاصل نہیں ہے۔ آپ مہربانی فرما کر شاہ صاحب کو فرمائیں کہ وہ اپنا مدعا بیان کریں تاکہ یہ ممبران کا وقت ضائع نہ ہو۔

*-- **جناب سپیکر** :- سید طاہر احمد شاہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مارشل لاء کے دور میں فوجی حکمرانوں نے اپنے مخصوص مفادات کے تحت نہ صرف ہمارے صوبے میں بلکہ ملک بھر میں تمام صوبوں میں 1979ء میں غیر جماعتی بنیادوں پر بلدیاتی انتخابات کروائے اور 1979ء کے مقامی حکومت کے قانون میں یہ قدغن اور یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ کوئی بھی ایسا شخص جو کسی سیاسی جماعت کا عہدیدار رہا ہو ملکی سطح پر صوبائی سطح پر، ضلعی سطح پر، تحصیل سطح پر یا محلہ کی سطح تک بھی تو وہ شخص انتخابات میں حصہ لینے کے لئے نااہل قرار دیا گیا تھا اور اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے ہمنوا پیدا کریں چونکہ ملک میں اس وقت نہ تو پارلیمینٹ کا وجود تھا نہ سینیٹ کا وجود تھا۔ نہ صوبائی اسمبلیوں کا وجود تھا اس طرح مارشل لاء کے حکمران اپنی من مرضی سے حکومت کو چلانے کے لئے اور ایک نام نہاد عوام کا منڈیٹ mandate حاصل کرنے کے سلسلے میں انہوں نے اس طریقہ کا قانون بنا کر صوبے میں اور ملک میں انتخابات کروائے اور اس قسم کی پابندیاں عائد کردی گئیں کہ کوئی بھی شخص آزادانہ طور پر مقامی لوکل کونسل کے رکن کی حیثیت سے اپنے فرائض حکومت کی مرضی کے خلاف آزادانہ طور پر ادا نہیں کرسکتا تھا بہرکیف 1983ء میں بھی مارشل لاء کے دور میں پھر دوبارہ غیر جماعتی بنیادوں پر صوبے میں اور ملک میں بلدیاتی انتخابات کروائے گئے اور اس طریقہ سے 1985ء میں ملک کی قومی اسمبلی کے اور صوبوں میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات بھی غیر جماعتی بنیادوں پر کروائے گئے محض اس لئے کہ سیاسی جماعتیں عدم استحکام کا شکار ہو جائیں اور جناب سپیکر! ملک میں [illegible] میں عدم استحکام پیدا ہو جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ انتظامی نظام بھی عدم استحکام کا شکار ہو جاتے ہیں اور ملک میں بھی خدانخواستہ عدم اطمینان اور عدم استحکام کی فضا کی پیدا ہو جاتی ہے ہماری اس موجودہ حکومت میں اسی ایوان میں اسی دور میں 1979ء کے بلدیاتی اداروں کے قانون میں ترمیمی مسودہ قانون پیش کیا جس میں انہوں نے لوکل کونسل کے ارکان کو اپنی مرضی سے Political Parties Act

کے تحت رجسٹرڈ سیاسی جماعتوں میں شمولیت کا اختیار دے دیا گیا اور اس طریقے سے درپردہ حکومت نے مقامی اداروں میں لوکل کونسلز میں اپنی واضح اکثریت indirect طریقے سے حاصل کر کے مقامی اداروں پر بھی اپنا کنٹرول حاصل کرلیا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1979ء کے بلدیاتی انتخابات کے نتائج پر جب آپ غور کرتے ہیں تو ان انتخابات میں ایک مخصوص سیاسی جماعت جو کہ پورے ملک میں اس وقت مقبول ترین جماعت تھی اس کے غیر جماعتی بنیادوں پر بھی انتخابات میں حصہ لینے کی وجہ سے ان ارکان کی اکثریت منتخب ہو کر آئی تھی اور اس قانون کے تحت بے شمار لوگوں کو' بے شمار ارکان لوکل کونسل کو ان کی ممبر شپ سے معطل کر کے اپنی مرضی کے چیئرمین لوکل کونسل منتخب کروائے گئے اسی طریقے سے جناب سپیکر! اب اس موجودہ دور میں یہ جو ہنگامی قانون پیش کیا گیا جو اس وقت زیر غور ہے اس میں اگر ہم دیکھتے ہیں تو مسودہ قانون کی سیکشن 13 میں کسانوں اور کارکنوں کی نمائندگی کا صرف قانون میں ہی ذکر ہے۔ کاغذوں اور فائلوں میں ہے کسان کی تعریف قانون میں اس طرح دی گئی ہے۔

'Peasant' means a person who is a landless tennant or who during the period of five years preceding the year in which the election is held has been the owwner of not more than five acres of land and engages himself personally in cultivation for his maintenance.

جناب سپیکر! اسی طریقے سے اگر آپ ورکر کی تعریف کو دیکھتے ہیں تو وہ قانون میں اس طرح دی گئی ہے۔

'Worker' means a worker as defined in the Industrial Relation Ordinance 1969 including self-employed crafsmen like blacksmiths, carpenters, tailors and shoe-makers.

اب جناب سپیکر انڈسٹریل ریلیشن آرڈیننس کی دفعہ 28

Industrial Relations Ordinance, Section 28

'Worker and Workman' means any person who is falling within the definition of an employer, who is employed including employment as a Supervisor or as an apprentice in an establishment or industry for hire or reward directly or through a contractor whether the term of employment be expressed or implied and for the purpose of any proceedings under this Ordinance in relation to an industrial dispute, includes a person who has benn dismissed, discharged, retrenched, laid out or otherwise removed from employment in connection with or as a consequence of a dispute or whose dismissal, discharge, retrenchment, lay out or removal has led to that dispute but does not include any person, ...

جناب سپیکر! میں دہقان کی .....

* -- **رانا پھول محمد خاں** :- جناب سپیکر! میں محترم شاہ صاحب کی تقریر میں مخل تو نہیں ہونا چاہتا لیکن جہاں تک کسان' ورکر' اور مزدور کا تعلق ہے اس میں نہ کوئی ترمیم ہوئی ہے نہ کوئی تبدیلی ہوئی ہے وہ قانون اسی طرح موجود ہے ان کی صفات وہی ہیں اور Election Petition ان کے خلاف وہی حق دے رہی ہے جو پہلے تھا اس میں کوئی ترمیم نہیں آئی۔ اس لئے اس کا حوالہ تو تقریر کو طوالت دینے کے لئے ہی ہے جو رولز پڑھے گئے ہیں ان میں تو کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

* -- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم بھائی اور فاضل رکن رانا پھول محمد خان صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کی اطلاع کے لئے وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے بیٹے بھی ابھی ماشاء اللہ حال ہی میں ضلع کونسل قصور کے چیئرمین منتخب ہوئے ہیں میں چیلنج کرتا ہوں کہ جو تعریف قانون میں ایک کارکن یا ایک دہقان یا کسان کے لئے وضع کی گئی ہے اگر آپ ضلع کونسلوں میں میونسپل کارپوریشنوں میں میونسپل کمیٹیوں میں ٹاؤن کمیٹیوں میں یونین کونسلوں میں اور یہ میرا چیلنج ہے کہ اگر اس کی تعریف کے مطابق نہ تو کسی کارکن کو منتخب کیا گیا ہے اور نہ جناب سپیکر کسی دہقان یا کسان کو منتخب کیا گیا ہے۔

* -- **رانا پھول محمد خان** :- جناب والا! شاہ صاحب نے مجھے ذاتی طور پر کچھ تھوڑا سا بھی للکارا

ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی تقریر متعلقہ نہیں ہے اس بل پر جو آج منظور ہونے کے لئے پیش ہوا ہے اس بل کا ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں کہ اس میں مزدور کی کس چیز کو تبدیل کردیا گیا قسم کو تبدیل کردیا گیا یا عورت کی انتخاب کے ذریعے میں کوئی تبدیلی آئی ہے یہ بالکل غلط ہے جناب والا۔ میرا بیٹا اگر منتخب ہوا ہے تو شاہ صاحب چونکہ اس کے چچا ہیں وہ ان کی دعاؤں سے منتخب ہوا ہوگا ان کی دعائیں اس کے ساتھ تھیں۔ میں ان کا ممنون ہوں لیکن اس قانون میں جو بیان کیا گیا ہے کہ مزدور کون ہوگا کسان کون ہوگا وہ تو پہلے ہی سے ہے اس بل میں کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی اس کا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں کہ وہاں کون منتخب ہوا ہے اگر کوئی منتخب ہوا ہے اس لئے الیکشن ٹریبونل موجود ہے الیکشن اتھارٹی موجود ہے ہائی کورٹ موجود ہے وہاں چیلنج کریں اور اگر شاہ صاحب کا کوئی عزیز، لوگوں نے منتخب نہیں کیا تو اس قانون کا تو اس میں کوئی گناہ نہیں اگر میرے بیٹے کو انہوں نے منتخب کرلیا وہ سب کچھ ان کی دعاؤں کی بدولت ہے اور ان کی تمنا پوری ہوئی ہے یہ ان کی دلی خواہش تھی۔

*۔۔ سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب سپیکر! رانا صاحب شاید یہ بھول گئے ہیں کہ رانا صاحب نے خود ہی اپنی تقریر میں یہ فرمایا کہ میرا بیٹا ان کا بھی بیٹا ہے ان کا بیٹا میرا بیٹا ہے میں کہتا ہوں کہ میرا بیٹا ضلع کونسل قصور کا چیئرمین ہے تو پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میرا کوئی عزیز منتخب نہیں ہوا ہے۔

*۔۔ رانا پھول محمد خان :۔ اگر آپ کا کوئی سالا یا بہنوئی نہیں ہوسکا تو آپ کا بیٹا تو ہوگیا۔۔۔۔

*۔۔ سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب سپیکر! وہ بہت پرانے پارلیمینٹرین ہیں وہ میرے مرید بھی ہیں میں ان کا پیر ہوں میں آپ کی وساطت سے ان کو یہ کہتا ہوں کہ وہ ازراہ کرم میری تقریر میں مداخلت نہ کریں۔

*۔۔ رانا پھول محمد خان :۔ جناب والا! میں سپیکر کی وساطت سے اپنے پیر کو سلام عرض کرتا ہوں۔

*۔۔ وزیر قانون :۔ جناب والا! یہ واحد پیر اور مرید ہیں جن کا پورے پاکستان میں نہ تو ان کا کوئی پیر ہے اور نہ ہی ان کا کوئی مرید ہے۔

*۔۔ چودھری محمد رفیق :۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ابھی تھوڑی دیر پیشتر رانا پھول محمد

خان صاحب نے یہ بات بتائی تھی کہ ان کا بیٹا شاہ صاحب کی دعاؤں سے کامیاب ہوا ہے یہ درست ہے کہ کچھ لوگ تو دعاؤں سے کامیاب ہوئے لیکن شاید وہ بھول گئے یا پھر چھپا رہے ہیں کہ اکثر لوگ دعاؤں سے نہیں پیسوں سے کامیاب ہوئے ہیں یا دھاندلیوں سے کامیاب ہوئے ہیں اور سیاسی دباؤ سے کامیاب ہوئے ہیں جس میں اس ترمیمی بل نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا۔

* -- **رانا پھول محمد خان** :- جناب والا! میں گزارش کروں میں چودھری صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے علاقہ میں آئیں وہ ان کا علاقہ نہیں کہ جہاں لوگوں نے غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخاب میں لوگوں کو منتخب کیا اور یونین کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں میں ایک' ایک ووٹ سے ہار جیت ہوئی اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے علاقے میں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم تو بلا مقابلہ ہوئے ہیں۔

* -- **چودھری محمد رفیق** :- جناب والا! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا کہ میں نے تو یہ پہلے ہی تسلیم کرلیا تھا کہ آپ کا بیٹا گاؤں سے کامیاب ہوا ہے آپ کو اتنی باتیں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

* -- **جناب سپیکر** :- چودھری صاحب۔ تشریف رکھیے۔
(بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی حذف کئے گئے)

* -- **جناب سپیکر** :- رانا صاحب تشریف رکھیے۔

* -- **رانا پھول محمد خان** :- مجھے ابھی خریدنے والا نہ پیدا ہوا ہے نہ میں چھپ کر رات کو لفافہ وصول کرتا ہوں نہ مجھے کوئی معلومات پہنچا کر جاتا ہے نہ میں کسی کے کرائے کا ٹٹو ہوں۔ میں اپنے بھائی رفیق صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر مجھے کسی نے

* -- **جناب سپیکر** :- سید طاہر احمد شاہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں گے میں ان سے یہ کہونگا کہ وہ متعلقہ بات کریں جو باتیں آپ کے اس بل میں ہیں اور جو باتیں آپ کی ترامیم میں ہیں آپ اس پر concentrate کریں۔

* -- **چودھری محمد رفیق** :- جناب والا۔ رانا صاحب نے ابھی کا ذکر کیا ہے تو میری جناب سے گزارش ہے کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

*۔ جناب سپیکر :۔ چودھری صاحب۔ آپ تشریف رکھیں گے۔

*۔ جناب سپیکر :۔ چودھری صاحب - یہ آپ کا مطالبہ میں مانتا ہوں رانا صاحب کی بات کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

*۔ رانا پھول محمد خان :۔ جناب والا! جو چودھری رفیق صاحب کہتے تھے کہ رانا صاحب خود بھی خریدے گئے تو میری گزارش ہے کہ ان کو بھی ختم کریں۔ ورنہ میرے الفاظ حذف مت کریں۔
(بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

*۔ جناب سپیکر :۔ کیا یہ بات کہی گئی ہے۔

*۔ رانا پھول محمد خان :۔ ہاں جی۔

*۔ جناب سپیکر :۔ یہ بات اگر کہی گئی ہے تو یہ بھی حذف کی جاتی ہے۔

*۔ سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب والا! میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میں Peasants اور ورکرز کی بات کر رہا ہوں جو کہ اس بل میں موجود ہے میں نے سیکشن کا حوالہ بھی دیا ہے کہنا یہ چاہتا ہوں کہ قوانین بنائے جاتے ہیں قوانین موجود ہیں۔ آپ قوانین بنایئے مگر مخلصانہ طریقے سے ان پر اور ان کی روح پر عملدرآمد بھی کیجئے۔ میں بھی چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ پنجاب بھر کی لوکل کونسلوں میں جو ورکرز اور peasants کے نام پر لوگ منتخب کئے گئے ہیں وہ حقیقت میں نہ کسان کی تعریف میں آتے ہیں اور نہ وہ ورکرز کی تعریف میں آتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر قانون کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہوں گا اور وہ اسے غور سے سنیں۔ اس بل کے سیکشن 13 کے سب پیرا 2 میں ہے کہ ....

"Provided that the representatives of peasants, workers and en shall be elected by the directly elected Muslim and Non-Muslim bers of a Local Council in the prescribed manner."

جناب سپیکر یہ چیز بل میں موجود ہے لیکن new proviso جو ہے ...

"Provided that the representatives of peasants, workers and nen shall be elected by the members of a local council in the cribed manner."

اس میں صرف ایک alteration کی گئی ہے کہ directly elected memberhs جو ہوں گے وہ

*-- وزیر قانون :- جناب سپیکر میں نے عرض کرنے کی کوشش کی ہے۔

*-- جناب سپیکر :- پہلے بھی تو directly elected ہوتے تھے۔

*-- وزیر قانون :- جناب سپیکر! difference یہ ہے کہ موجودہ سیکشن میں جو proviso دی گئی ہے۔ یہ آپ سیکشن 13 کی proviso ملاحظہ فرمائیں۔

"Provided that the representatives of peasants, workers and women shall be elected by the directly el Muslim and Non-Muslim members of a Local Council i prescribed manner."

اور جو پہلے سیکشن 13 کی proviso تھی وہ یہ تھی

"Provided that the representatives of peasants, Workers and women shall be elected by the members of a lo council in the prescribed manner."

وہاں کوئی directly یا indirectly کا difference نہیں تھا۔ یہاں صرف انہوں نے کہہ دیا کہ directly elected جو ممبر ہونگے وہ صرف ووٹ ڈالیں گے indirect آنے والے ممبرز ووٹ نہیں ڈالیں گے۔ That is the only differnce

*-- جناب سپیکر :- اس میں صرف directly elected کیا گیا ہے۔

*-- وزیر قانون :- جی directly elected کیا گیا ہے۔

*-- جناب سپیکر :- پریکٹس تو پہلے بھی ایسی تھی۔

*-- وزیر قانون :- جی پریکٹس پہلے بھی ایسی تھی۔

*-- جناب سپیکر :- پہلے بھی members directly elect ہوتے تھے۔

*-- وزیر قانون :- جناب سپیکر! پوائنٹ صرف اتنا ہے

It has been made more clear. indirectly elect.

کہ کوئی ایسا ممبر جس کو ممبروں نے elect کیا ہو وہ اس میں ووٹ نہیں ڈالے گا اور جو directly elect ہو کر آیا ہے صرف وہ ان تینوں شقوں کے مطابق ووٹ ڈالے گا صرف یہ اس کی تفصیل

بتائی گئی ہے کہ اس سے نہ کسان کی تعریف میں رد و بدل ہوتی رہے نہ اس سے ورکر کی تعریف میں رد و بدل ہوئی ہے۔ جو پہلے پریکٹس تھی اب بھی وہی پریکٹس ہے اب صرف directly اور indirectly والا فرق ہے جو کہ اس میں کہا گیا ہے تو اب اس کے لئے جتنا مرضی بولیں ہم اس کو چیک نہیں کرتے لیکن یہ بات کہ وہ غلط elect ہوئے ہیں تو اس کے لئے الیکشن ٹریبونل موجود ہے۔ اس کے لئے اب یہ forwon تو نہیں ہے۔ اس میں ہم کوئی تبدیلی تو نہیں کر رہے۔

*۔ جناب سپیکر :۔ یہ درست ہے۔ شاہ صاحب اس تعریف میں رد و بدل نہیں ہوا ہے۔

*۔ سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب سپیکر! میرا بھی عرض کرنے کا مدعا یہی ہے کہ تعریف تو تبدیل change نہیں ہوئی ہے.....

*۔ جناب فضل حسین راہی :۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ہاؤس کی کارروائی ویسے کورم کے بغیر without quorum ہو رہی ہے۔ ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔

The House is not in quorum

*۔ جناب سپیکر :۔ گنتی کی جائے۔

*۔ جناب سپیکر :۔ کورم نہیں ہے۔

The Proceedings of the House

گھنٹیاں بجائی جائیں۔

are Suspended for five minutes.

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

*۔ جناب سپیکر :۔ گنتی کی جائے (گنتی کی گئی) کورم پورا ہے سید طاہر احمد شاہ اپنی بات جاری رکھیں۔

*۔ چودھری گل نواز وڑائچ :۔ پوائنٹ آف آرڈر' جناب میں معافی چاہتے ہوئے شاہ صاحب سے دست بستہ عرض کروں گا کہ بڑی مشکل سے کورم پورا ہوا ہے اور اگر کوئی زمیندار کوئی کسان ہو جو بھی ہو اس کے لئے قاعدہ اور قانون ہے۔ الیکشن کمیشن ہے اپیل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اسے دھرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ متعلقہ بات کریں۔

*-- سید طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر- میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو کسان ہے اس کی جگہ پر زمیندار' جاگیردار اور مربعوں کے مالک ہیں- میں اس کی مثالیں دے سکتا ہوں- اپنی اپنی سمجھ ہے' یہ اپنی اپنی Interpretation ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک قانون بنایا جا رہا ہے اور اس قانون میں کسانوں' کارکنوں اور خواتین کو منتخب کرنے کے طریقہ پر بات کر رہا ہوں-

*-- جناب فضل حسین راہی :- پوائنٹ آف کورم- جناب والا کورم نہیں ہے گنتی کریں 63. I Challange it. it is کورم پورا نہیں ہے- چیلنج کرتا ہوں کہ یہ 63 ہیں-

*-- جناب سپیکر :- کورم پورا ہے تشریف رکھیں- 65 ممبر میں اب 66 ہیں it, Mr. Rahi. You can not challange شاہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں-

*-- سید طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر- جب ہم یہ ایک قانون بنا رہے ہیں اور قانون میں یہ ایک Prouision رکھ رہے ہیں کہ کسانوں کی نمائندگی کے لئے مقامی اداروں میں منتخب کیا جائے گا کارکنوں کو تجارتی کارکنوں کو صنعتی کارکنوں کو جو اس زمرے میں آتے ہیں جو کہ اس تعریف میں آتے ہیں اس طبقہ کی نمائندگی کے لئے قانون میں گنجائش رکھی گئی ہے- جناب سپیکر قانون پر عملدرآمد صحیح معنوں میں نہیں ہوتا ہے- ایک کونسلر کا امیدوار جو کہ بڑا مالدار ہے- اگر وہ انتخاب میں شکست سے ہمکنار ہو جاتا ہے- ایک وزیر صاحب کا برادر نسبتی جو کہ بہت بڑا ہے وہ عام انتخابات میں بلدیات کے الیکشن میں شکست سے ہمکنار ہو جاتا ہے تو وہ سرکاری پارٹی سے تعلق رکھنے والے ارکان کی عددی تعداد کی اکثریت کے بل بوتے پر اسے کارکن کے زمرے میں اسے کسان کے زمرے میں لا کر خواہ وہ جاگیردار ہی کیوں نہ ہو اسے منتخب کر کے ان لوگوں کی نمائندگی جو ہے- جس کی قانون میں وضاحت کی گئی ہے جس میں گنجائش رکھی گئی ہے وہ اس نمائندگی سے عملاً" محروم کر دیا ہے- جناب سپیکر' حکومت اگر قانون بناتی ہے تو قانون پر من و عن اس کی روح کے مطابق اس کی منتضیات کے مطابق' اس کے تقاضوں کے مطابق اس پر عملدرآمد بھی ہونا چاہئے نہ کہ حکومت اپنی مرضی کے مطابق جسے چاہے اسے وہ اہل سمجھے کیونکہ اس مسودہ میں یہ لفظ ہے کہ کسی aggrieved person کی شکایت پر یا اگر با اختیار اتھارٹی خود چاہے تو کسی کو نا اہل امیدوار قرار دینے کا یا ممبر منتخب ہونے کے باوجود اسے ممبر شپ سے ہٹانے کے لئے' اس کی ممبر شپ کو معطل کر دیا جاتا ہے- جناب سپیکر میں اس ضمن میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں غلام حسین صاحب جو کہ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کے

سابقہ میئر ہیں۔ میرے بہترین دوست ہیں۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ الیکشن میں شکست سے ہمکنار ہو کر اب انہوں نے اپنے ہی پیشے کی ایک انڈسٹری میں ساڑھے سات سو کی ملازمت دکھا کر اور صرف اس لئے کہ شیخ غلام حسین صاحب جن کا میں احترام تو کرتا ہوں مگر وہ قانون کے تقاضے پورے نہیں کرتے ہیں' چونکہ وہ مخصوص نشستوں پر منتخب نہیں ہو سکے ہیں۔ اس لئے راولپنڈی کی میونسپل کارپوریشن کے سربراہ اور نائب سربراہ کا انتخاب آج تک نہیں ہو سکا ہے۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی شرافت کے دعوؤں کے ماتھے پر ایک کلنک کا ٹیکہ ہے۔ باعث شرم تو یہ بات ہے کہ ایک اتنی بڑی کارپوریشن جہاں پر انتخابات ہو چکے ہیں اور اس کے باوجود سربراہ اور نائب سربراہ کا انتخاب ابھی تک نہیں ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر اس کے ساتھ ہی میں ایک اور مثال دینا چاہتا ہوں۔

*۔ **چودھری انوار الحق چوھان** :۔ پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب والا۔ شاہ صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ شیخ غلام حسین نے اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے لئے ہیں اور 27 جنوری کو میئر کا الیکشن ہو رہا ہے۔ کون کہتا ہے کہ وہاں پر الیکشن نہیں ہو رہے ہیں۔

*۔ **سید طاہر احمد شاہ** :۔ جناب سپیکر' پنجاب بھر کے بلدیاتی اداروں کے سربراہوں کا انتخاب 4 جنوری 1988ء کو ہونا تھا۔ جو آج تک راولپنڈی ضلع کا نہیں ہوا ہے۔ جناب سپیکر' دال میں کچھ تو کالا ہے۔ کچھ تو معاملات میں گڑبڑ ہے کہ وہاں پر انتخاب نہیں ہوتا ہے۔

*۔ **سید طاہر احمد شاہ** :۔ جناب سپیکر اس کے ساتھ میں یہ مثال دینا چاہتا ہوں کہ میلسی کی میونسپل کمیٹی کے اراکین کی تعداد 21 ہے' جس میں 20 مسلمان اور ایک غیر مسلم رکن ہے۔ جناب سپیکر وہاں پر دو گروپ ہیں۔ 11 اراکین پر مشتمل گروپ کا نام پٹھان گروپ ہے اور دس ارکان پر مشتمل کچھی گروپ ہے.....

*۔ **رانا پھول محمد خان** :۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے اپنے پیر سائیں سید احمد شاہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ بل میں اختلاف رائے کریں' اس میں ترمیم پیش کریں۔ راولپنڈی کے میئر کا اس بل میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس الیکشن کے لئے عدالتیں موجود ہیں' الیکشن ٹریبونل موجود ہیں ہائی کورٹ موجود ہے' سپریم کورٹ موجود ہے۔ اس وقت تو بحث اس بل پر ہونی چاہئے اس بل کی عبارت میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہے کہ جہاں پر شیخ غلام حسین کا نام درج ہو اور پھر جب ایک آدمی اپنے کاغذات نامزدگی

واپس لے لے تو وہاں پر تو انتخاب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی امیدوار باقی رہ جاتا ہے تو وہ بلا مقابلہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی امیدوار باقی نہ رہے تو پھر الیکشن اتھارٹی اسی کے لئے کوئی اور تاریخ مقرر کرتی ہے۔ یہ تو نہیں ہوا کہ وہاں پر کوئی ایسے انتخاب ہو گئے اور کوئی ایسا قانون بن گیا ہے۔ قانون میں تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر میں تو یہ بتانے کی جسارت کر رہا ہوں اور یہ باور کروانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ حکومت کے قول اور فعل میں کس قدر تضاد پایا جاتا ہے۔ رانا صاحب کو خواہ مخواہ میری جائز بات میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے تھی اور پھر ماضی میں بھی یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ شاہ کو ہمیشہ شاہ سے زیادہ شاہ پرستوں نے چاہنے والوں نے اور خوشامد کرنے والوں نے ہی مروایا ہے۔

جناب سپیکر یہ امر واقع ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ .....

*-- **رانا پھول محمد خان** :- جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اسمبلی ہال ہے اور آپ اس کے محافظ ہیں۔ جناب نے یہاں پر سب کو کنٹرول کرنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ آیا ہم اس بل کی مخالفت متعلقہ ہیں یا نہیں۔ آپ اس بات کی رولنگ دے دیں کہ راولپنڈی کا انتخاب اس بل کی کسی شق سے متعلقہ ہے یا نہیں؟ پھر میں اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں۔

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر اس کے لئے مثال تو دی جا سکتی ہے۔

*-- **جناب سپیکر** :- رانا صاحب آپ اپنے الفاظ واپس نہ لیں آپ صرف تشریف رکھیں۔

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر گزارش کہ مثال کے طور پر پنجاب کے چند بلدیاتی اداروں میں حکومت یہ بھی برداشت نہیں کر سکتی کہ چند بلدیاتی اداروں کے سربراہ حکومت کی مرضی کے خلاف منتخب ہو جائیں۔ اس لئے میں یہ مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں اور میں حقائق پر بات کرنا چاہتا ہوں میں جو بات کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ حکومت میری بات کی تردید نہیں کر سکے گی۔ اس لئے جناب سپیکر میں آپ سے پارلیمانی روایات کے تحت یہ استدعا کرتا ہوں کہ مجھے دو مثالیں پیش کر لینے دیجئے اور اس کے بعد رانا صاحب کے جی میں جو آئے کہہ دیں۔ میں تو صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

جناب سپیکر میلسی میں پٹھان گروپ حکومت کا منظور نظر نہیں ہے یہ 11 ارکان پر مشتمل ہے اور

دوسرا کچی گروپ ہے جو دس اراکین پر مشتمل ہے جو کہ حکومت کا منظور نظر ہے۔

*۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور :-

inister for Law : on a point of order sir.

; the amendment moved is :

hat the Punjab Local Government (second Amendment) Bill, 1988 recommended by the Standing Committee on Local Government l Auqaf, be Circulated for the purpose of eliciting opinion reon by 31st December, 1988,,

جناب سپیکر فاضل مقرر رائے عامہ کو مشتہر کرنے کے لئے یہ ترمیم لائے ہیں' آپ ان کو ؟ کریں نہ کریں وہ یہاں پر جتنا بولیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن وہ صرف اتنا بتائیں ک کیوں ضروری ہے کہ اس بل کو عوام میں مشتہر کروایا جائے؟ کس بناء پر یہ ضروری ہے اور یہ کے منتخب نمائندے کیوں با اختیار نہیں ہیں کہ یہاں پر اس بل میں ترمیم کر دیں اور یہ ثابت کری یہ کیوں ضروری ہے کہ پنجاب میں اس کو مشتہر کیا جائے اور لوگوں کی رائے حاصل کی جائے کہ پاس کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اس بل کی موزونیت یا نا موزنیت کے بارے میں بات کریں۔ یا د ضرورت پر بولیں کہ اسے رائے عامہ کے لئے کیوں مشتہر کیا جائے اس پر وہ جتنا بولنا چاہیں بو اب راولپنڈی میں کیا ہوتا ہے میلسی میں کیا ہوتا ہے' اس سلسلے میں' آپ سے میری گزارش ۔ میرے فاضل دوست کو اس کے لئے چیک کیا جائے کہ یہ متعلقہ بات کر رہے ہیں یا نہیں۔ مرضی اس بل پر بولیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔

*۔ جناب فضل حسین راہی :- پوائنٹ آف آرڈر جناب والا کورم نہیں ہے۔

*۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور :-

ster for Law :

e I am on a point of order, even the question quorum can not be raised. When I will 1 my point of order, he can raise the question of

quorum. No one can interrupt me during the poin-t of order.
اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنا چاہے اس بل پر بولیں لیکن ان کو متعلقہ بات کرنی چاہئے اور یہ میں اس لئے بار بار عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے ٹائم بھی بچ جائے گا اور بات بھی متعلقہ ہو گی۔

*۔ جناب فضل حسین راہی :۔ جناب والا ایوان میں اس وقت کورم نہیں ہے؟

*۔ جناب سپیکر :۔ راہی صاحب آپ نہیں چاہتے کہ شاہ صاحب تقریر کریں۔ آپ تشریف رکھیں پہلے اچھی طرح سے آپ گنتی کر لیں پھر اس کے بعد شاہ صاحب کو تقریر کرنے دیں۔

*۔ جناب سپیکر :۔ شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں اور کوشش کریں کہ متعلقہ بات کریں۔

*۔ چودھری گل نواز خان وڑائچ :۔ جناب والا میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے لئے وقت کا تعین کر دیں۔

*۔ سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب سپیکر آپ انہیں بتائیں کہ قانون سازی میں وقت کا تعین نہیں لیا جا سکتا۔ یہ کوئی بجٹ کا مسئلہ نہیں ہے کہ quillotine apply کر دیا جائے' یا سول سروٹ مینڈمنٹ بل کا مسئلہ نہیں ہے کہ سابق وزیر قانون صاحب ایک حوالہ پیش کرتے ہیں اور پھر apply quillotin کر دیا جاتا ہے۔ جناب والا قانون سازی کو bulldoze نہیں کرنا چاہئے۔ جناب سپیکر میں ناحت کے طور پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں.....

۔ جناب سپیکر :۔ شاہ صاحب آپ بات کیجئے لیکن متعلقہ بات کرنے کی کوشش کریں۔

۔ سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب سپیکر میں اسی relevancy کا حوالہ اس بل میں دینا چاہتا ہوں۔ ر حکومت اس معزز ایوان میں قانون سازی کے مسئلے پر ہم سے یہ اختیار مانگتی ہے جو میں پڑھنے لگا ں۔ جناب والا آپ پھر کہیں گے کہ کون سا حوالہ یہ بل کا صفحہ نمبر 2 ہے اور پیرا (5) ہے۔ اس کا ، میں حوالہ دے رہا ہوں' یہ کہتے ہیں کہ .....

Subsection (2) of Section 21-A of the Bill says th
(2) If the Election Authority, after such inqu

as it deems fit, is satisfied that any person is acting or has been elected in contravention of the Provisions of sub - section (1) it shall order that such Persons shall cease to be a candidate for such election or, as the case may be to be a member, and shall disqualify him for being elected as a member for a period of four years:"

جناب سپیکر جب قانون سازی کے ذریعے حکومت اس معزز ایوان سے' جس کا میں ادنیٰ سا رکن ہوں۔ ہم سے جب یہ اختیارات مانگتی ہے کہ کسی امیدوار کو نا اہل قرار دینے کے لئے یا کسی منتخب رکن لوکل کونسل کو deseat کرنے کے لئے اختیارات مانگتی ہے اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے حکم سے منتخب رکن کی رکنیت کو معطل کر دیا گیا ہے' اس کا حوالہ دینے میں حق بجانب ہوں۔

*۔۔ جناب سپیکر :۔ میرے خیال میں کل Left - over business ہے؟

*۔۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور :۔ جناب کل بھی یہی Left - over business ہو گا۔

*۔۔ جناب سپیکر :۔ تو شاہ صاحب آج کی تاریخ میں اپنی بحث ختم کرنا نہیں چاہتے۔

*۔۔ سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب میں اس میں سارے arguments دوں گا ابھی تو دوسری خواندگی بھی ہو گی۔

*۔۔ جناب سپیکر :۔ اجلاس کی کارروائی کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس سوموار 25 جنوری 1988ء ساڑھے نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا گیا۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر 25 جنوری 1988ء

(دو شنبہ 5 جمادی الثانی 1408ھ)

جلد 12 شمارہ 8

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر 25 جنوری 1988ء

(جلد 12 بشمول شمارہ جات 1 تا 19)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ _____ 883

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات _____ 884

تحاریک التوائے کار:-

پشاور اور اسلام آباد میں دہشت گردی کے واقعات _____ 906

امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی _____ 909

مسودہ قانون:-

مسودہ قانون (ترمیم دوم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1988ء (پر بحث جاری) _____ 919

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارہواں اجلاس

پیر 25 جنوری 1988ء

(دو شنبہ' 5 جمادی الثانی 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

قاری ظہور احمد ایوبی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ۝ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۝

سورہ زمر آیت 73 تا 74

اور لے جایا جائے گا انہیں جو ڈرتے رہے تھے (عمر بھر) اپنے رب سے جنت کی طرف گروہ در گروہ حتیٰ کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دروازے پہلے ہی کھول دیئے گئے ہوں گے تو کہیں گے انہیں جنت کے محافظ تم پر سلام ہو تم خوب رہے پس تم اندر تشریف لے چلو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور وہ خوش بخت کہیں گے ساری تعریفیں اللہ کریم کے لئے جس نے پورا فرمایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنا دیا ہمیں اس (پاک) زمین کا اب ہم ٹھہریں گے جنت میں جہاں چاہیں گے پس کتنا عمدہ اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر :- وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب چودھری :- محمد اعظم چیمہ صاحب کا سوال ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ :- سوال نمبر 782۔

Minister for law:sir, if you remember, actually this was read and disposed of.

جناب سپیکر :- آپ کی یہ بات درست ہے مجھے بھی یہ بتایا گیا ہے کہ سوال نمبر 782 پچھلے اجلاس میں disposed of ہوگیا تھا۔ یہ پچھلے اجلاس میں پڑھا گیا تھا اور اس کا جواب بھی پڑھا گیا تھا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ :- جناب سپیکر پچھلی دفعہ جناب کے نوٹس میں یہ بات آئی تھی کہ اس سوال کا جواب درست نہیں ہے اور جناب والا نے دوبارہ یہ حکم جاری فرمایا تھا' لیکن اگر یہ پڑھا جاچکا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :- چیمہ صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں وہ اس سوال کے متعلق نہیں تھا وہ دوسرا سوال تھا۔ اس کا جواب درست تھا۔

جناب سپیکر :- یعنی اس کا مطلب ہے یہ سوال مکمل ہوگیا تھا۔ اگلا سوال۔

صوبائی سول سروس کے افسران کے قواعد ملازمت کا مرتب کرنا

*--1022_ **چودھری محمد اعظم چیمہ** :- کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گریڈ اٹھارہ اور اس سے اوپر گریڈ کے صوبائی سول سروس کے افسران کے

کوئی قواعد ملازمت موجود نہیں ہیں جبکہ دیگر ہر صوبہ میں ایسے افسران کے قواعد ملازمت مرتب شدہ ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا افسران کے قواعد ملازمت تیار کرنے پر غور کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر قانون چودھری عبدالغفور

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب میں بنیادی پے سکیل 18 اور اس سے اوپر سکیل کے صوبائی سول سروس کے افسران کے قواعد ملازمت موجود نہ ہیں البتہ یہ درست نہ ہے کہ دیگر ہر صوبہ میں ایسے افسران کے قواعد ملازمت مرتب شدہ ہیں۔ دیگر صوبہ جات سے حاصل کی گئی معلومات کے مطابق وہاں بھی یہ قواعد مرتب نہ ہوئے ہیں۔

(ب) جز الف کا جواب مکمل اثبات میں نہ ہے۔ مندرجہ بالا قواعد مرتب کرنے سے قبل آل پاکستان سروس اور صوبائی سول سروس کے افسران کے درمیان سکیل 18 اور اوپر کی آسامیوں پر تعیناتی کا تناسب طے ہونا ضروری ہے جس کے لئے ایک رپورٹ وزیراعظم پاکستان کو پیش کی جاچکی ہے اور جنہوں نے مزید کوئی ایسا قدم اٹھانے سے احتراز کے لئے کہا ہے جو کسی پیچیدگی کا باعث ہو۔ یہ بنیادی معاملہ طے ہونے پر مزید اقدامات کئے جائیں گے۔

* -- **چودھری محمد اعظم چیمہ** :- جناب والا جز (الف) میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ سکیل 18 اور اس سے اوپر سکیل کے صوبائی سول سروس کے افسران کے قواعد ملازمت موجود نہ ہیں کیا حکومت یہ قواعد مرتب کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔؟

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ سال 1954ء میں سول سروسز کے composition cadre rules صوبائی سروس کے موجود تھے Federation اور صوبوں کے درمیان ایک طے شدہ معاملہ تھا' جس میں سکیل 18 اور اس سے اوپر کی پوسٹوں کا تناسب بھی طے شدہ تھا۔ جس کو ہم listed posts کے نام سے پکارتے تھے۔ listed posts میں جو تناسب طے شدہ تھا لیکن 1973ء میں جو اصلاحات ہوئیں اس کے تحت یہ delete

ہوگئے۔ اور اب بھی آئین کے آرٹیکل 240 کے تحت

It is a matter between the Federation and the Provincial Government.

جب تک ان کا تناسب دونوں حکومتوں کے درمیان طے نہیں ہوجاتا اس وقت تک ان کے قواعد و ضوابط مرتب نہیں ہو سکتے۔ یہی صورت حال دیگر صوبوں میں بھی موجود ہے۔ البتہ پچھلے سال اسمبلی میں جو واقعہ پیش آیا اور اس کے تحت ایک رپورٹ مرتب ہوئی اس کی بنیاد پر وزیراعظم پاکستان نے ایک کمیٹی تشکیل دی اور اس کی رپورٹ فائنل ہو کر وزیراعظم پاکستان کو واپس پہنچ چکی ہے۔ اس کے مطابق جو فیصلہ ہوگا۔ اس کے مطابق ان کے قواعد و ضوابط مرتب کئے جائیں گے۔

* -- **چودھری محمد اعظم چیمہ** :- جناب والا سوال کا جواب تو مزید وضاحت طلب تھا لیکن میں جناب کا مزید وقت نہیں لینا چاہتا۔ جز (ب) کے متعلق میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں اے سی کی پوسٹ پر سی۔ ایس۔ پی آفیسر 17 گریڈ کا لگایا جاتا ہے اور پی سی ایس آفیسر 18 گریڈ کے لگائے جاتے ہیں۔ کیا اس تفاوت یا بے چینی کو دور کرنے کے لئے حکومت کوئی نیا طریقہ کار وضع کر رہی ہے۔

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- جناب سپیکر آج کے سوالات میں اس مسئلے پر ایک مخصوص سوال موجود ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس وقت اس کا جواب دے دوں وہ بہتر رہے گا۔

* -- **جناب سپیکر** :- اگلا سوال جناب چیمہ صاحب کا ہی ہے؟

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- جی اگلا سوال ان کا ہے

* -- **جناب سپیکر** :- آپ کا ضمنی سوال اگلے سوال سے مطابقت رکھتا ہے۔؟ اگر کوئی اور ضمنی سوال ہے تو پوچھ لیں۔ اس کا جواب اگلے سوال میں آجائے گا۔

* -- **چودھری محمد اعظم چیمہ** :- جناب والا وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ وزیراعظم پاکستان کے پاس رپورٹ پہنچ گئی ہے اور جنہوں نے مزید کوئی اقدام اٹھانے سے احتراز کیا ہے۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ یہ صوبائی سروس کا معاملہ ہے۔ وزیر موصوف اس بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ کیا حکومت پنجاب صوبائی سروس کے معاملے کو نمٹانے کیلئے مرکزی حکومت سے رجوع کر رہی ہے؟ یا یہ حتمی طور پر فرما سکتے ہیں کہ اس رپورٹ پر عنقریب کوئی فیصلہ ہونے کا امکان ہے۔

* ۔ جناب سپیکر :۔ چیمہ صاحب یہ آپ کا کیا سوال بنا؟ سوال آپ کا غالباً" یہ ہے کہ صوبائی سروس کے معاملات کو نمٹانے کیلئے موجودہ صوبائی حکومت کسی پیش رفت کا ارادہ رکھتی ہے؟۔

* ۔ چودھری محمد اعظم چیمہ :۔ جی ۔ بالکل۔

* ۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور :۔ جناب والا اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ جو list posts federal پر موجود ہیں' اس سلسلے میں تو صوبائی حکومت کوئی پیش رفت نہیں کر سکتی جب تک فیڈریشن سے اس کے متعلق طے نہ کرلیں۔ جو پوسٹیں صوبائی سروسز کے cadre پر ہیں اس کے متعلق صوبائی حکومت کو مکمل اختیارات موجود ہیں اور اس سلسلے میں ہم نے کئی ایک تقرریاں کر بھی دی ہیں۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ ترقیاں اس شرط کے ساتھ ہیں کہ پوسٹیں موجود ہوں۔ sanctioned posts موجود ہیں جو available ہیں صوبائی سروس سے متعلق ہیں ان پر صوبائی حکومت اپنے اختیارات رکھتی ہے۔ federal cadre میں ہیں اس کے متعلق ہم کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے' جب تک کہ مرکزی حکومت سے اس بارے میں طے نہ کرلیں۔ رہا سوال کہ وزیراعظم پاکستان نے اس میں کیا مداخلت کی ہے' یا صوبائی سروس میں مداخلت کی ہے تو اس بارے میں' میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ inter - connected matter exclusive matter نہیں ہے۔ اس میں کئی ایک چیزیں ہیں جن کا طے ہونا ضروری ہے۔ جیسے proportion یا ان کی تعداد کا آپس میں تعین کرنا ضروری ہے۔ اور یہ inter connected معاملہ تھا جس کے متعلق وزیراعظم پاکستان نے ایک کمیٹی تشکیل کی ہے اور اب اس کی رپورٹ مکمل ہو کر وزیراعظم پاکستان کو پہنچ چکی ہے اور ایک ہی ملک کی سروسز کا سوال ہے اس لئے وفاقی حکومت کے ساتھ اگر کوئی معاملہ طے ہو جائے تو بہتر ہوگا اور یہی آئینی ضرورت بھی ہے۔

* ۔ سردار امجد حمید خان دستی :۔ جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے دوسرے پیرا میں' تیسری لائن میں یہ بتایا گیا ہے کہ "جس کیلئے ایک رپورٹ وزیراعظم پاکستان کو پیش کی جاچکی ہے اب اس رپورٹ کا کیا حشر ہوگا' اور اس کا کیا فیصلہ ہوگا وہ تو لازمی طور پر صاف ظاہر ہے کہ وزیر موصوف نہیں بتا سکتے۔ لیکن کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ اس رپورٹ کے نمایاں پہلو کیا ہے؟ آپ نے جو رپورٹ مرکز کو بھجوائی ہے اس کے نمایاں پہلو کیا ہے؟

* ۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور :۔ میرا خیال ہے کہ میرا جواب دستی صاحب سمجھے نہیں یہ

رپورٹ ہم نے نہیں بھجوائی' وہ تو مرکزی حکومت کی طرف سے ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی اس میں چیف سیکرٹری بھی شامل تھے اس کے ساتھ وزیراعلیٰ کا نقطہ نظر بھی حاصل کیا گیااور ان کا نقطہ نظر سننے کے بعد اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی ہے جس کے مشمولات کا ابھی تک ہمیں علم نہیں ہے۔ وہ رپورٹ ابھی وزیراعظم کے پاس ہے اس لئے اس کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

* -- **جناب سپیکر** :- جواب سے تو یہی تاثر ملتا ہے جیسے پنجاب گورنمنٹ نے یہ رپورٹ بھجوائی ہو۔

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- نہیں' جناب سپیکر' صوبائی حکومت نے نہیں بھجوائی۔ یہ تو فیڈرل کمیٹی نے بھجوائی ہے جو کہ وزیراعظم نے constitute کی تھی۔

* -- **سردار امجد حمید خاں دستی** :- میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جناب وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ جہاں تک صوبائی cadre کے ملازمین کا تعلق ہے اس کے بارے میں ہم با اختیار ہیں اور جو مرکزی سول سروس کے ملازمین ان کے بارے میں مرکزی حکومت کا اختیار ہے۔ اس میں صرف طے ہونے والی بات یہ ہے کہ کتنا تناسب ہوگا۔ کتنے لوگ صوبائی سروس سے لئے جائیں گے اور کتنے مرکزی سروس سے لیکن یہاں یہ پوچھا گیا ہے کہ جب آپ بااختیار ہیں صوبائی سروس کے قواعد بنانے کے لئے تو کیا وجہ ہے کہ آج تک یہ سروس رولز نہیں بن سکے۔ تناسب کا تو مرکز فیصلہ کرے گا لیکن جب آپ کو سروس رولز بنانے کا اختیار ہے آپ نے کیوں نہیں بنائے۔

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- جناب والا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال بڑا مبہم ہے۔ سروس رولز means the distribution of posts between federation and provinces. اور یہ مرحلہ گریڈ 18 اور اس سے اوپر پیش آتا ہے۔ اس کے لئے Pakistan Civil Service جو ہے under art. 240, that comes into play اور جب گریڈ 18 اور اس سے اوپر کی سروس آجاتی ہے کہ جس میں ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ اور secretariat group کی 1973ء والی پوزیشن تمام صوبوں میں ایک جیسی ہی ہے۔ ابھی تک فیڈریشن اور صوبے کسی متفقہ فیصلہ پر نہیں آسکے کہ گریڈ 18 یا اس سے اوپر ان پوسٹوں کا کتنا تناسب ہو گا اور یہ تناسب طے ہونے کے بعد ہی وہ رولز مرتب ہوسکتے ہیں اس لئے اب جو جھگڑا ہوا تو گورنمنٹ کو رپورٹ گئی اور گورنمنٹ نے اسی چیز کو طے کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ دیگر صوبوں میں بھی پوزیشن اب تک یہی ہے۔

*-- میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر' میرا ضمنی سوال ہے- کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 240 (بی) کے تحت صوبائی سول سروس کے ملازمین کے قواعد ملازمت وضع کرنے کا اختیار صوبائی حکومت کو حاصل ہے- اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک صوبائی سول سروس کے ملازمین کے شرائط ملازمت طے نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں-

*-- وزیر قانون و پارلیمانی امور :- The question is being put on the same line. میں آرٹیکل 240 آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں-

240. Subject to the Constitution, the appointments to, and the conditions of service of persons in the service of Pakistan shall be determined.

(a) In the case of the services of the Federation, posts in connection with the affairs of the Federation and All - Pakistan Services, by or under Act of (Majlis - e - Shoora Parliament) ; and

(b) In the case of the services of a Province and posts in connection with the affairs of Province by or under Act of the Provincial Assembly.

Explanation In this Article, All Pakistan Service " means a service common to the Federation and the Provinces, which was in existence immediately before the commencing day or which may be created by Act of (Majlis - e - Shoora) (Parliament).

تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آل پاکستان سروس بھی ایک ایسی سروس ہے کہ and provinces which is common to the federation اس لئے یہ بات کہ جو صوبائی سروس ہے اس کے متعلق صوبائی گورنمنٹ کو قواعد و ضوابط مرتب کرنے کا پورا اختیار موجود ہے- اصل میں جھگڑا گریڈ 18 اور گریڈ 18 سے اوپر کی پوسٹوں میں پیدا ہوتا ہے- جہاں تک کہ آل پاکستان سول سروس' جس کو ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ اور سیکرٹریٹ گروپ سے یاد کرتے ہیں جب وہ گریڈ 18 میں شامل ہوجاتی ہیں تو پھر صوبوں کے درمیان ایک تناسب کا جھگڑا پیدا ہوجاتا ہے- اب تک جو federal cadre میں گریڈ

18 یا اس سے اوپر گریڈ کی پوسٹیں ہیں ان کے متعلق ابھی تک ایک عبوری عرصہ چل رہا ہے کہ وہ پوسٹیں ان کو مل جاتی ہیں اور باقی پوسٹیں صوبائی سروس کو مل جاتی ہیں لیکن ابھی تک قواعد و ضوابط طے نہ ہونے کی وجہ یہی ہے اور یہ کسی صوبے میں بھی طے نہیں ہو سکے کہ فیڈریشن اور صوبوں نے اس معاملہ کو take up کر کے finally settle نہیں کیا۔ اب امید ہے کہ جناب وزیراعظم کی رپورٹ کے بعد معاملہ طے ہو جائے گا اور انشاء اللہ ان کے قواعد و ضوابط اس کے مطابق مرتب ہو جائیں گے۔

*۔۔ جناب سپیکر :۔ جناب جنجوعہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

* ۔۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ جناب سپیکر' کیا یہ درست ہے کہ دوسرے صوبوں کی حکومتیں صوبائی سول سروس کے افسران کو ٹائم سکیل ترقیاں دے رہی ہیں۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت پنجاب اپنے صوبائی افسران کو ٹائم سکیل ترقیاں دینے کے لئے تیار ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟۔

* ۔۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور :۔ جناب والا' میں ٹائم سکیل ترقیوں کے مقصد کی وضاحت کردوں۔ اصل میں ترقی سکیل میں نہیں ہوتی کہ 18 سکیل ہے تو 19 سکیل میں ترقی مل جائے۔ گریڈ 16 ہے تو گریڈ 17 مل جائے۔ گریڈ 17 ہے تو گریڈ 18 مل جائے۔ ترقی پوسٹ کے against ملتی ہے۔ جو پوسٹ موجود ہوگی اس کے against ترقی ملے گی۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ سندھ بلوچستان یا صوبہ سرحد کی حکومتوں نے

minimum lenght of service of elegibility for various grade and acting charge

کے لئے انہوں نے مقرر کر رکھی ہے۔ اور اس کے مطابق ایک شرط کہ اگلے سکیل میں ترقی کرنے کے لئے لوئر سکیل میں کم از کم اتنے سال سروس ہو تو تب وہ اگلے سکیل میں ترقی حاصل کرنے کا اہل ہوگا۔ اگلے سکیل میں ترقی پانے کے لئے اس وقت تک کہ جب تک پوسٹ نہ ہوگی اگر اس کی lenght of service مکمل بھی ہو چکی ہو اور time scale shedule کا اعلان بھی کردیا جائے تو اس وقت تک اس پوسٹ میں ترقی نہیں ہوسکتی کہ جب تک پوسٹ مہیا نہ ہو۔ پوسٹ مہیا ہوگی تو یہاں بھی ترقی ہو جائے گی' سندھ میں بھی ہو جائے گی اور سرحد میں بھی ہو جائے گی اور اگر پوسٹ مہیا نہ ہو تو چاہے وہ کم lenght of service پوری بھی کر چکا ہو تب بھی higher grade میں ترقی نہیں ہو

سکتی- یہ درست ہے کہ ان صوبوں میں کم از کم سروس سکیل ایک چٹھی کے ذریعے فیڈریشن کے مطابق کیا ہوا ہے جس کے مطابق 17 گریڈ میں اگر 5 سال سروس ہوگی تو گریڈ 18 میں جاسکنے کا اہل شمار ہوگا- ضروری نہیں کہ 5 سال کے بعد ہی چلا جائے- وہ اسی وقت جائے گا جب اگلے گریڈ میں پوسٹ مہیا ہوگی- اسی طریقے سے گریڈ 17 یا اس سے اوپر کے گریڈ میں مدت ملازمت 12 سال ہوگی تو گریڈ 19 میں جاسکے گا اور گریڈ 20 کے لئے گریڈ 17 یا اوپر کے گریڈ میں مدت ملازمت 17 سال ہوگی' اگر گریڈ 17 میں مدت ملازمت 22 سال ہوگی تو گریڈ 21 میں جاسکے گا- ان صوبوں نے اگلے بڑے گریڈ میں ترقی کے لئے کم از کم مدت ملازمت قائم کر رکھی ہے- اور اس بارے میں میں آپ کو بھی بتا دوں کہ پنجاب میں services کا مثلاً" میڈیکل سروسز ہیں یا دیگر سروسز ہیں ان کا ٹائم سکیل کے حساب سے شیڈول موجود ہے وہ خاص طور پر ان سروسز پر لاگو ہے- لیکن یہ صحیح ہے کہ ex. pcs. cre کے لئے کم از کم مدت ملازمت کا ٹائم سکیل لاگو نہیں ہے- اس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان سروسز کو نکال کے اور جناب چیف منسٹر صاحب کی منظوری حاصل کر کے پنجاب میں بھی اسے enforce کر دیا جائے- لیکن ہوگا تب ہی جب پوسٹ مہیا ہوگی- اصل میں

Division of the posts between faderation and provinces

crux of the matter is کہ جب تک نہیں ہوجاتی اس وقت تک جو اس تمام جھگڑے کی جڑ ہے وہ یہی ہے کہ صوبوں اور مرکز میں division of posts ہو جائے- جب وہ ہو جائے گی تو یہ تمام smooth running ہوجائے گی-

*-- **جناب سپیکر** :- بیگم شاہدہ ملک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں-

*-- **بیگم شاہدہ ملک** :- سر' کیا وفاقی حکومت کی جانب سے اس بارے میں کوئی تحریری ہدایات ہیں کہ A. P. U. G. C. S.P. افسران کو تو گریڈ 17 میں اے سی لگایا جائے اور P.C.S کو 14 سال ملازمت کے بعد گریڈ 18 میں اے سی لگایا جائے- اگر نہیں تو حکومت پنجاب میں ایک ہی آسامی کے بارے میں دو عملی پالیسی کیوں اختیار کر رکھی ہے-

*-- **جناب سپیکر** :- یہ علیحدہ سوال موجود ہے- چیمہ صاحب کا سوال اسی سلسلے میں ہے-

*-- **جناب سپیکر** :- جناب راجہ خلیق اللہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں-

*-- **راجہ خلیق اللہ خان** :- جناب سپیکر' وزیر موصوف نے جزو <ب> میں لکھا ہے کہ قواعد

مرتب کرنے سے قبل آل پاکستان سروسز اور صوبائی سول سروسز کے افسران کے درمیان سکیل 18 اور اوپر کی آسامیوں کا تناسب طے ہونا ضروری ہے۔

ترقی کے معاملہ میں مرکزی حکومت کے گریڈ اٹھارہ کے افسر کو صوبائی حکومت کے گریڈ 18 کے افسر پر ترجیح دیا جانا

* -- 1023 چودھری محمد اعظم چیمہ -: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں مرکزی حکومت کے گریڈ 18 کے افسران کو ترقی کے معاملہ میں صوبائی حکومت کے گریڈ 18 کے افسران پر ترجیح دی جاتی ہے جبکہ دونوں کیڈر کے افسران کا گریڈ اٹھارہ میں عرصہ ملازمت بھی یکساں ہوتا ہے اور سروس ریکارڈ بھی بے داغ ہوتا ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ تضاد کو ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

* -- وزیر قانون چودھری عبدالغفور :- (الف) وفاقی حکومت کے افسران کی ترقی خواہ وہ صوبہ میں متعین ہوں وفاقی حکومت کرتی ہے اور صوبائی حکومت کے افسران کی ترقی صوبائی حکومت کرتی ہے چونکہ ہر دو صورتوں میں ترقی دینے کی اتھارٹی مجاز الگ ہے۔ اور ان کے کیسوں پر غور بھی علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے اس لئے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔
(ب) جزو الف کے جواب کے پیش نظر جو اثبات میں نہ ہے جزو (ب) کا جواب ضروری نہ ہے۔

* -- جناب سپیکر :- میاں افضل حیات پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

* -- میاں محمد افضل حیات :- جناب والا پریس اور جمہوریت لازم و ملزوم ہیں۔ میں یہاں پر آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے صحافی بھائی جو کہ پریس گیلری میں بیٹھتے ہیں وہ روزنامہ مشرق کے سینئر صحافی ریاض قریشی کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے واک آؤٹ کر گئے ہیں' کیونکہ ریاض قریشی کے حوالے سے ایک خبر چھپی تھی جو سابق آئی جی کے متعلق تھی بعد میں اس کی تردید بھی ہوگئی تھی۔ میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ حکومت کا نمائندہ جاکر ان کی بات سنے اور جہاں تک ممکن ہو ان کی اس تکلیف کو رفع کرسکے۔ مہربانی۔

* ۔ جناب سپیکر :۔ قائد حزب اختلاف نے ایک تجویز دی ہے اس پر حکومتی بینچوں کا کیا رد عمل ہے؟

* ۔ جناب وزیر قانون :۔ جناب والا اس میں ہمارا کوئی رد عمل تو نہ پوچھیں بلکہ کوئی تجویز دیں کہ کیا کیا جائے اور اس کو زیر غور لایا جاسکتا ہے ویسے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پریس سے ہمدردی ہے اور وہ لازم و ملزوم ضرور ہیں' یہ بھی صحیح ہے کہ پریس کو جس حد تک ذمہ دار ہونا چاہئے وہ ذمہ داری اس میں کہیں نظر نہیں آتی' اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی کی ذات کے متعلق اگر ایک دفعہ غلط خبر چھپ جائے تو اس کے بعد جتنی دفعہ مرضی تردید کی جائے' جس کا کونڈا ہونا ہوتا ہے وہ تو ہوچکا ہوتا ہے اس کا پٹھہ جو بیٹھتا ہے وہ دوبارہ کھڑا نہیں ہوتا اور اس کا نقصان بحال نہیں ہوتا' اگر کسی نے کوئی criminal offence کئے ہیں اس کے مطابق اگر وہ کارروائی ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ

We are all equal before law. We are not above law just because

we are members of the Assembly or the Press.

اگر کوئی تجویز ہے کہ ان کو ہم کس طرح deal کریں تو اس کیلئے ہم سوچ سکتے ہیں۔

That it is very important

* ۔۔ میاں محمد افضل حیات :۔ صرف یہ کہا گیا ہے کہ آپ کی طرف سے کوئی نمائندہ جاکر پہلے ان کی بات تو سن لے کہ وہ کیا کہتے ہیں پھر کوئی تجویز ہوگی اس پر عمل کرلیں گے' شائد وہ آپ کی کسی بات سے مطمئن ہو جائیں اور وہ صرف اپنی بات ہی آپ تک پہنچانا چاہتے ہوں' اس لئے ان سے بات کرلینے میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

* ۔ جناب وزیر قانون :۔ میرا خیال ہے کہ یہ درست نہیں ہے ہمیں تو آپ نے ہی بتایا ہے اگر وہ آپ کے مشورے سے ہی گئے ہیں۔ پھر تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو ان کو لانا چاہئے' ہمیں پتہ نہیں چل سکا یا وہ ہمیں بتاتے نہیں کہ ہمارا یہ مسئلہ ہے' گورنمنٹ سے بات کریں یا اس کیلئے کوئی لائحہ عمل طے کریں' اس کے باوجود ہم ان کو فوری طور پر attend کرتے ہیں۔ اور ہماری طرف سے جو بھی مدد ہوسکے گی ہم ان کی مدد کیلئے تیار ہیں۔

* ۔۔ جناب سپیکر :۔ جی درست ہے۔

* ۔۔ جناب محمد صدیق انصاری :۔ جناب والا آپ کوئی اس بارے میں فیصلہ کریں ہاؤس کی

سابقہ روایات کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے اور اس سلسلہ میں ہاؤس کو بھی اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی ایسی سابقہ روایت نہیں ہے تو نئی روایت ڈالنے کیلئے بھی کچھ سوچ بچار کر کے ہی فیصلہ کرنا چاہئے۔

*-- **جناب سپیکر** :- شکریہ انصاری صاحب۔

*-- **ملک ممتاز احمد خان کھچر** :- پوائنٹ آف آرڈر' میں ایک دو چیزیں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات میں یہ کارروائی کس قانون کے تحت ہو رہی ہے اور دوسرا قائد حزب اختلاف نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے تو کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا تھا؟

*-- **وزیر قانون** :- یہ صحیح ہے کہ ہمیں پریس کے بغیر ہاؤس کی کارروائی عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔ ویسے تو یہ بھی مناسب نہیں کہ وقفہ سوالات کو معطل کر کے ان سے بات کی جائے کیونکہ آپ کی رولنگ کے مطابق وقفہ سوالات extend تو نہیں ہو سکتا۔ اگر extend ہو سکتا ہے تو پھر درمیان میں بات کی جا سکتی ہے۔

*-- **جناب سپیکر** :- کیا ساری پریس موجود نہیں ہے۔

*-- **جناب سپیکر** :- کیا پورا پریس موجود نہیں ہے؟

*-- **وزیر قانون** :- جی ہاں پورا پریس موجود نہیں۔ اس لئے تو پریشانی ہوئی ہے۔

*-- **میاں محمد افضل حیات** :- میں نے جناب والا اس لئے عرض کیا ہے کہ وزیر قانون صاحب اتنی مفید باتیں کر رہے ہیں ان کی تو رپورٹ ہی نہیں بنے گی۔

*-- **وزیر قانون** :- میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ ان کو لانا چاہئے۔

*-- **جناب سپیکر** :- چودھری صاحب قائد حزب اختلاف کی یہ تجویز ہے کہ حکومت کا کوئی نمائندہ پریس والوں سے بات کر سکتا ہے اور اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ تو آپ اپنی طرف سے کسی بھی صاحب کو depute کر سکتے ہیں۔

*-- **وزیر قانون** :- لودھی صاحب آپ ان سے بات کرلیں اور کہیں کہ آپ کی یہ بات ضروری ہے اس کے بعد ہم اکٹھے بیٹھ جائیں گے اور ایک میٹنگ کرلیں گے۔

* -- جناب فضل حسین راہی :- جناب والا بھیجا جانے والا بندہ ہونا چاہئے بس اس بات کا ذرا خیال رکھئے گا وہ وزیر نہ ہو۔

* -- جناب سپیکر :- لودھی صاحب آپ نے فضل حسین راہی سے بات نہیں کرنی بلکہ پریس سے بات کرنی ہے۔

* -- وزیر قانون :- ہم نے کسی ایسے بندے سے بات نہیں کرنی جو بندگی کے کسی بھی درجہ پر موجود نہ ہو' ہم نے تو سپیکر صاحب سے بات کرنی ہے۔ ان سے کہیں کہ ابھی تو آجائیں پھر بیٹھ کر تفصیل سے طے کرلیتے ہیں۔ آپ کا grievance note ہوگیا ہے۔ میاں افضل حیات صاحب بھی ساتھ چلے جائیں۔

* -- جناب سپیکر :- میاں صاحب آپ کی طرف سے بھی کوئی صاحب چلے جائیں۔ جی ہاں آپ خود چلے جائیں۔ تو یہ چیمہ صاحب کے سوال کا جواب آپ پڑھ رہے تھے۔

* -- وزیر قانون :- جی یہ 1023 کا جواب ہم پڑھ چکے ہیں۔

* -- جناب سپیکر :- کیا آپ چیمہ صاحب کے سوال کا جواب پڑھ رہے تھے۔

* -- وزیر قانون :- سوال نمبر1023 کا جواب ہوگیا ہے۔

* -- جناب سپیکر :- چیمہ صاحب آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو ارشاد فرمایئے۔

* -- چودھری محمد اعظم چیمہ :- جناب والا میری عرض یہ ہے------

* -- راجہ خلیق اللہ خان :- جناب والا بہت اہم معاملہ زیر غور ہے۔ اگر پریس نہ آیا تو پنجاب کے عوام کو مایوسی ہوگی میں یہ درخواست کروں گا کہ جب تک پریس والے نہیں آتے اس وقت تک اسکو ملتوی کردیا جائے۔

* -- جناب سپیکر :- راجہ صاحب آپ کیا یہ تجویز کرتے ہیں کہ وقفہ سوالات کے علاوہ سارا جو بزنس ہے اسکو ملتوی کردیا جائے اسکے بعد تحریک استحقاق ہیں۔ تحاریک التوائے کار ہیں وہاں بھی تو پریس کی ضرورت ہوگی۔

* -- راجہ خلیق اللہ خان :- پر اس کیلئے postpone کردیا جائے میری یہ گزارش ہے۔

*۔ جناب سپیکر :۔ اسکو آپ کیسے کریں گے۔ پھر اسکے بعد تحریک استحقاق کو نہیں لیں گے۔

*۔ راجہ خلیق اللہ خان :۔ جو وقفہ سوالات آج کے لئے ہے اسکو کل تک کیلئے ملتوی کردیا جائے کل یہی سوالات اسمبلی میں پیش ہوں۔

*۔ جناب سپیکر :۔ باقی بزنس کے بارے میں آپکی کیا رائے ہے؟

*۔ راجہ خلیق اللہ خان :۔ وہ جاری رہے گی۔

*۔ جناب سپیکر :۔ پھر اس کا کیا فائدہ ہوگا۔

*۔ راجہ خلیق اللہ خان :۔ کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس میں پنجاب کے بیٹے بھائیوں کا مستقبل وابستہ ہے۔ کم از کم یہ تو معلوم ہو کہ ہم اسمبلی والے اسکے متعلق کیا سوچ رہے ہیں۔

*۔ جناب سپیکر :۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ وقفہ سوالات میں جو ضمنی سوالات اٹھائے گئے ہیں وہ زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

*۔ رائے احمد سعید خان :۔ جناب والا یہ ہماری اسمبلی نے متفقہ طور پر اسکو پاس کیا تھا میں اپنے اوپر یہ ایک بڑی زیادتی سمجھتا ہوں کہ ایک چیز ہم متفقہ طور پر پاس کریں اور اسکا بلاوجہ ہمیں کوئی جواب ہی نہ ملے۔ میرے خیال میں پریس والوں کا یہاں ہونا ضروری ہے۔ اس لئے یا تو اسکو postpone کردیں یا جس وقت تک وہ نہیں آسکتے اس وقت تک آپ ذرا اسے linger on کرلیں۔

*۔ سردار امجد حمید خان دستی :۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا گزارش یہ ہے کہ یہ سارے صاحبان بڑی شدومد سے حمایت فرما رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک اچھی مثال پریس والوں نے پیش کی ہے۔ یہ ممبران اسمبلی اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر ایک ممبر کے خلاف کوئی cases criminal بن جائے تو پھر یہ اسمبلی کا بائیکاٹ فرمائیں گے یا نہیں۔

*۔ آوازیں :۔ نہیں۔

*۔ سردار امجد حمید خان دستی :۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ انہوں نے مثال اچھی قائم کی ہے۔ انکا ایک ساتھی پکڑا گیا ہے تو وہ اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ آپ کا ساتھی پکڑا جائے تو آپ بھی اٹھ کر جانے کیلئے تیار ہیں۔

* — وزیر قانون :- جناب والا اسمبلی کا بزنس تو postpone نہیں ہو سکتا۔ اسکو suspend temporarily کیا جاسکتا ہے اگر دس منٹ تک ان کا انتظار کرلیں جب تک ہمارے ساتھی واپس نہ آجائیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اتنی دیر کیلئے معطل کردیں اور وہ وقت count کرلیا جائے۔ اگر مناسب سمجھیں تو ان کا انتظار کرلیا جائے ورنہ سارے بزنس کو معطل نہیں کیا جاسکتا۔

* — جناب سپیکر :- اسکو suspend کرکے دوسرے بزنس کو take up کرلیا جائے۔ تو پھر ہاؤس کو اتنی دیر کیلئے adjourn کردیا جائے۔

* — وزیر قانون :- میرا خیال ہے It is a matter of minutes اگر ہمارے ساتھی چاہیں تو اسکو جاری رکھا جائے۔ ظاہر ہے ان کی موجودگی ضروری ہے لیکن ہاؤس کا بزنس ملتوی ____ نہیں ہو سکتا۔

* — جناب سپیکر :- سردار صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

* — سردار نصراللہ خان دریشک :- جناب والا چونکہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے سوالات کے بارے میں جو پہلا سوال ہے اس میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ یکساں پالیسی وفاقی حکومت کی سطح پر بن رہی ہے۔ جب تک وہ پالیسی نہیں بنتی اس وقت تک ان سوالات کو زیر بحث لانا یا ان پر کسی قسم کا اظہار خیال کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ پھر ہماری اسمبلی یہ کہے گی کہ ہم نے متفقہ طور پر ایک فیصلہ کیا ہے اس پر عمل درآمد نہیں کیا جارہا۔ اس وقفہ سوالات کو اگر آپ اگلے سیشن تک suspend فرما دیں تو ممکن ہے اس وقت تک فیڈرل گورنمنٹ بھی کوئی فیصلہ کرسکے اور ہم بہتر پوزیشن میں ہوں اور ہم پریشانی سے بھی بچ جائیں گے میری یہ تجویز ہے کہ اگر آپ اس پر غور فرمالیں۔

* — رائے احمد سعید خان :- جناب والا اگر ہم متفقہ طور پر کوئی مطالبہ پیش کریں تو مرکز کو اتنی بے اعتنائی یا بے مائگی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے اچھے انداز سے ہماری تسلی کرنی چاہئے۔ یہ تو آگے ہی سرخ فیتے کی نذر ہوگئی ہے۔ بات اتنی دیر سے متفقہ طور پر پاس کی اور اس کا کوئی جواب ہی نہیں دے رہا۔

* — راجہ خلیق اللہ خان :- جناب والا جو رپورٹ گئی ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔ کم از کم پنجاب اسمبلی کا جو نقطہ نظر ہے تو بذریعہ سوالات ان تک پہنچنا چاہئے کہ پنجاب اسمبلی کی

سوچ کیا ہے۔ وہاں کے ممبر صاحبان کیا سوچتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ suspension سے ہمیں فائدہ ہوگا بلکہ نقصان ہوگا۔

* -- **چودھری محمد صدیق سالار** :- جناب والا اسمبلی کے آج کے سوالات سے اسمبلی کی ترجمانی بذریعہ اخبارات مرکز تک پہنچے گی اور وہاں پر وہ اچھی پالیسی صوبائی ملازمین کے متعلق اختیار کریں گے۔ آج جب تک اخبار والے نہیں آتے آپکی وساطت سے معزز ممبر صاحبان جو پوائنٹ آف آرڈر بہت دفعہ اٹھاتے ہیں اس وقت تک انہیں اسی بات پر لگائے رکھیں تاکہ کارروائی بھی چلتی رہے۔

* -- **جناب سپیکر** :- وقفہ سوالات کو پندرہ منٹ کیلئے suspend کیا جاتا ہے آپ اس پر فرداً" فرداً" اظہار خیال فرمالیں تاکہ وقفہ سوالات کا ٹائم ختم نہ ہو اس لئے میں پندرہ منٹ کیلئے اسکو suspend کرتا ہوں۔

* -- **چودھری گل نواز خان وڑائچ** :- جناب والا میری استدعا یہ ہے کہ ہاؤس کی طرف سے جو مطالبات ہیں یہ مرکزی حکومت کو ایک یاد داشت ہوجائے گی ممبران اس کیلئے بڑے سخت بے چین ہیں اور پنجاب کے ساتھ خصوصی طور پر پی سی ایس کے ساتھ یہ بے انصافی ہورہی ہے۔ یہ reminder ہو جائے گا اور میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے بار بار ان remind کرایا جائے کہ اس کا جلدی فیصلہ کریں اسے روکنا نہیں چاہئے اسے معطل نہیں کرنا چاہئے اگلے سیشن کیلئے۔ ہمیں یہ مطالبہ کرنا چاہئے اور بحیثیت reminder انہیں بھیجنا چاہئے۔

* -- **سردار امجد حمید خان دستی** :- جناب والا آپ نے بھی سنا ہوگا اور ممبران نے بھی سن رکھا ہے کہ ہندوؤں کے ہاں اگر وہ آگ کے گرد سات چکر لگائیں تو نکاح ہوگا۔ ممبران کا کہنا یہ ہے کہ مرکزی حکومت کے ممبران اگر دو پھیرے لگاتے ہیں تو ان کا نکاح ڈپٹی کمشنر سے ہو جاتا ہے۔ یہ سات پھیرے صوبائی حکومت کیلئے کیوں ہیں۔ صوبائی حکومت کے ملازمین کیلئے کیوں ضروری ہیں اور اسکے علاوہ چودھری گل نواز صاحب کا ایک سوال ہے اس میں دو اور سات کا بھی فرق نہیں رکھا گیا۔ اس میں یہ ہے "کیا یہ بھی درست ہے کہ مرکزی سول سروس کے ملازمین کو گریڈ 18 صرف پانچ سال میں اور صوبائی سول سروس کے ملازمین کو انیس یا بیس سال میں دیا جاتا ہے" انیس / بیس سال کی اگر یہ بات درست ہے تو یہ ایسی بات ہے جیسے فرہاد کو کہا گیا کہ پہاڑ کو کھودو اور دودھ کی نہر نکالو یہ انیس یا بیس سال انتظار کریں تو پھر ان کی باری آئے گی یہ گل نواز صاحب کا سوال صحیح نہیں ہے۔

* -- **چودھری گل نواز خان وڑائچ** :- جناب والا یہ misprint ہوا ہے۔

* -- **وزیر قانون** :- 1920ء تو گزر چکا ہے آپ پریشان نہ ہو۔

* -- **جناب سپیکر** :- اس میں تو سردار نصراللہ خان دریشک صاحب کی تجویز درست معلوم ہوتی ہے۔

* -- **وزیر قانون** :- ابھی پتا نہیں اس پر کسی نے اظہار خیال نہیں کیا۔ ویسے اس میں وزن ہے کہ انتظار کرلیا جائے کہ وفاقی حکومت' پرائم منسٹر صاحب اس پر کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

* -- **جناب سپیکر** :- اس پر ایوان کی متفقہ رائے یہ ہے کہ وقفہ سوالات معطل نہیں ہوگا بلکہ یہ جاری رہے گا۔

* -- **راجہ خلیق اللہ خان** :- جناب والا' بحث کے بعد سوالوں کے جواب ضرور آنے چاہئیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔ یہ نہ ہو کہ

"تا تریاق از عراق آوردہ شود _ مارگزیدہ مردہ شود"

اگر اس وقت تک اس کو ملتوی کریں گے تو ہمارا نقطہ نظر ان تک کیسے پہنچے گا۔ اسپردہ کیسے عمل کریں گے؟ ان کی سوچ کیا ہوگی؟۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ پنجاب کے بیٹوں' باپوں اور بھائیوں کے مستقبل کا سوال ہے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس اسمبلی کے ذریعے ان کا مستقبل سنور جائے ہم کسی کو نقصان پہنچانے کا تصور نہیں کرسکتے ہم تو ان کا حق مانگ رہے ہیں ان کو حق دیا جائے۔

* -- **میاں ریاض حشمت جنجوعہ** :- جناب سپیکر' راجہ خلیق اللہ خان صاحب نے "پنجاب کے بیٹوں" کی جو اصطلاح استعمال کی ہے' اس کی تو سمجھ آتی ہے۔ لیکن "پنجاب کے باپوں" سے ان کی کیا مراد ہے؟

* -- **جناب سپیکر** :- اس بارے میں چودھری محمد صدیق صاحب کی کیا رائے ہے؟

* -- **چودھری محمد صدیق** :- جو جناب کی رائے ہے وہ میری رائے ہے۔

* -- **سردار نصراللہ خان دریشک** :- چودھری صدیق صاحب نے فرما دیا ہے۔ آپ بھی مہربانی فرما کر اپنی رائے میری رائے کے ساتھ شامل کرلیں تو یہ فیصلہ ہو جاتا ہے۔

*۔ رائے احمد سعید خان :۔ جناب والا' ہماری بات سے کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی اس لئے کہ ہمارا موقف جائز ہے ہماری معروضات صحیح ہیں ہم نے ساری اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ بات پاس کی تھی لہذا ہم یہ نہیں ہونے دیں گے کہ اس کو بالکل ہی نظرانداز کر دیا جائے اس اجلاس کی جو کارروائی ہے' کم از کم اس کا کوئی وزن ہے' کوئی مقام ہے۔ دریشک صاحب بلاوجہ تجاوز کر رہے ہیں۔

*۔ جناب سپیکر :۔ اس دفعہ چودھری غلام رسول صاحب بڑے چپ چپ بیٹھے ہیں۔

*۔ چودھری غلام رسول :۔ جناب سپیکر' کچھ حالات و واقعات ایسے ہیں کہ میں اس بارے میں کچھ گزارش نہیں کرنا چاہتا۔ جہاں تک یہ مسئلہ ہے' میں اس میں رائے سعید صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ ساری اسمبلی نے اتنی بحث و تمحیص کے بعد حتمی طور پر یہ فیصلہ کیا تھا۔ اگر دوسرے تینوں صوبوں کے سول سرونٹس رولز کے برابر ان کو مقرر کرلیا جائے تو یہ بڑی زیادتی ہوگی۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ تمام اسمبلی کی ایک توہین کے مترادف ہے کہ اس طرح دو تین ہفتے کی بحث کے بعد ہم ایک فیصلہ کریں اور اس پر پرائم منسٹر صاحب کی طرف سے خط بھی آیا تھا کہ ہم اس پالیسی کو بنا رہے ہیں اور پنجاب اسمبلی کی جو تجاویز ہیں' ہم ان کو نافذ کریں گے۔ اس کو بھی تین چار ماہ گزر گئے ہیں۔ تو میں جناب کی وساطت سے حکومت پنجاب سے درخواست کروں گا کہ انصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے کہ بہت عرصہ سے صوبائی ملازمین کی حق تلفی کا مداوا کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

*۔ جناب سپیکر :۔ اس بارے میں چودھری سعید احمد صاحب کی کیا رائے ہے؟

*۔ جناب سعید احمد :۔ میں چودھری غلام رسول صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔

*۔ سید اقبال احمد شاہ :۔ جناب والا' جس طریقے سے مرکزی حکومت نے ہمیں C. S. P افسران دے دیئے ہیں' اس طرح اگر ہم پنجاب والے بھی مرکز کو P. C. S افسران بھیج دیں تو کیا یہ بہتر نہ ہوگا؟ تاکہ وہاں انہیں اچھا گریڈ مل سکے اور جلدی مل سکے۔ ان غریبوں کی یہاں پنجاب میں حق تلفی ہو رہی ہے۔ نہ سندھ میں ہو رہی ہے۔ نہ سرحد میں ہو رہی ہے۔ نہ بلوچستان میں ہو رہی ہے۔ یہاں ان سے زیادتی ہو رہی ہے تو یہ تجویز نہ کیا جائے کہ جیسے مرکز ہمیں بھیجتا ہے' اسی طرح ان کو

مرکز میں بھیج دیا جائے تاکہ C. S. P. افسران پنجاب میں رہیں تو ہمارے P. C. S. افسران جو غریب آدمی ہیں وہ مرکز میں چلے جائیں۔ اس طریقے سے شاید ان کا عہدہ بڑا ہو جائے۔ اس طریقے سے تو انہیں عہدہ، گریڈ نہیں ملے گا۔ اس طریقے سے انہیں گریڈ مل جائے گا۔

* ۔ **راجہ خلیق اللہ خان** :۔ جو بات آپ نے کی، لاجواب کی ہے۔ شاہ صاحب نے جو بات کی ہے، اس پر ذرا غور کرلیا جائے۔

* ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** :۔ جناب والا، یہ مسئلہ بڑا سنجیدہ ہے۔ اس میں کچھ باتیں مذاق میں اور کچھ دل لگی میں ہوئی ہیں میں نیک نیتی سے اور ایمان داری سے یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا صرف ایک حل ہے۔ جناب وزیر قانون اگر متوجہ ہوں تو میری یہ گزارش ہے کہ اب یہ اتنا چھوٹا سا ملک رہ گیا ہے اور پہلے بھی یہ ایک صوبہ "ویسٹ پاکستان" تھا۔ تو صوبائی سول سروس اور مرکزی سول سروس کی بجائے اگر ایک ہی سول سروس ہو تو پھر یہ جو صوبائی جھگڑے ہیں کہ ہمارے اوپر پنجابی مسلط کر دیئے گئے ہیں۔ پٹھان یہ کہتے ہیں کہ پنجابی ہمارے اوپر مسلط کر دیئے گئے ہیں۔ بلوچستان والے کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر یہ مسلط کر دیئے گئے ہیں اس میں تناسب مقرر کیا جائے کہ بلوچستان کا کتنا کوٹہ ہوگا، سندھ کا کوٹہ کتنا ہوگا اور پنجاب اور فرنٹیر کا کتنا ہوگا۔ میری تجویز یہ ہے کہ صرف ایک سروس ہونی چاہئے۔ صوبائی اور مرکزی سروس کے فرق کو ختم کردینا چاہئے ایک ہی سروس ہونی چاہئے اور صوبوں کا کوٹہ مقرر ہوجانا چاہئے۔ یہ کالے گورے کی تفریق اس طرح ختم ہو جائے گی اور صوبائی تعصبات بھی ختم ہو جائیں گے۔

* ۔ **جناب سپیکر** :۔ جناب وزیر قانون توجہ فرمائیں۔ یہ ایک تجویز آئی تھی کہ اس وقفہ وقفہ سوالات کو معطل کردیا جائے اور اس کو اگلے اجلاس میں لے لیا جائے۔ شاید اس دوران میں وفاقی حکومت اس پر کسی قسم کا مثبت اقدام کرے اور اس کے بعد آپ ان سوالات کے جواب دے سکیں گے۔ تو اس پر کچھ صاحبان نے اظہار رائے کیا ہے کہ ان سوالات کو اٹھانا ایک یاد دہانی ہوگی۔ اس مسئلے پر سوالات اٹھانا اور ضمنی سوالات کرنا وفاقی حکومت کو ایک یاد دہانی ہوگی۔ تو اس سلسلے میں آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے وقفہ سوالات کو پندرہ منٹ کے لئے معطل کیا تھا۔ تو اب ایوان کی رائے سے وقفہ سوالات میں پندرہ منٹ کی توسیع کرنی پڑے گی۔ اگر میں ایوان کی رائے سے اس کو پندرہ منٹ کے لئے بڑھاتا ہوں تو پندرہ منٹ میں آپ کتنے سوالات کرلیں گے، کتنے ضمنی سوالات کرلیں گے اور

اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اس بارے میں اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں توسیع کردوں' تو میں توسیع کردیتا ہوں اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ وقفہ سوالات اگلے اجلاس میں آجائے تو اس طریقے سے آپ کا مدعا پورا ہو جائے گا کہ آپ چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو اہمیت دی جائے' آپ چاہتے ہیں کہ یہ معاملہ sort out کیا جائے۔ تو اگر آپ اس کو معطل کردیں گے تو یہ دباؤ قائم رہے گا۔

*-- **وزیر زراعت و قانون** :- جناب سپیکر یہ بات اس لئے کی گئی تھی کہ اگر یہ سوالات آج نمٹ گئے تو ٹھیک ہے اگر ان کو نمٹایا نہ گیا تو اسمبلی کے پاس کوئی اور طریقہ کار نہ ہوگا اور یہ اس سیشن میں ختم ہوگئے تو اس سے کوئی نتیجہ نہ نکل سکے گا اور اگر یہ سوالات اٹھائے جائیں تو یہ ہوگا کہ یہ پوچھے جاچکے ہیں۔ اس سے میرے خیال میں جو لوگوں کے جذبات اور جو آراء ہیں وہ تو ایوان کے سامنے آچکے ہیں۔ سوالات کی شکل بتاتی ہے کہ ہاؤس کا موڈ کیا ہے۔ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر ان کو اگلے سیشن کے لئے ملتوی کر دیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تو جواب دینے کے لئے تیار ہوں اور اگر میں جواب دے دیتے ہیں تو یہ سوال نہیں اٹھائے جاسکتے۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ جس طرح یہ تجویز کیا گیا ہے بات کا اظہار ہوگیا ہے اور سوالات کا موڈ بھی سامنے آگیا ہے۔ اسلئے اسکو pending رکھ کر اگلے سیشن تک انتظار کرلیتے ہیں اور ان جذبات کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی حکومت کو دوبارہ یاد دہانی کرا دیتے ہیں کہ اسکو فوری طور پر take up رکھ کر اگلے سیشن تک انتظار کر لیتے ہیں اور ان جذبات کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی حکومت کو دوبارہ یاد دہانی کرا دیتے ہیں کہ اسکو فوری طور پر take up کیا جائے۔

*-- **جناب سپیکر** :- اس کے لئے آپ آمادہ ہیں کہ مرکزی حکومت کو یاد دہانی کرائیں۔

*-- **وزیر زراعت** :- میں یہ عرض کروں گا کہ مرکزی حکومت کو یاددہانی کرائی جائے تاکہ اس کا جلدی فیصلہ ہوسکے۔

مسئلہ استحقاق

*-- **جناب سپیکر** :- میرے خیال میں اسکو اگلے سیشن تک کے لئے ملتوی کردینا مناسب ہوگا تو وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور ایس اینڈ جی اے ڈی کے سوالات اگلے سیشن میں دوبارہ لئے جائیں گے اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں یہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟

*-- میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا وزیر بلدیات تشریف نہیں رکھتے وہی اسکا جواب دیں گے۔

*-- جناب سپیکر :- چودھری صاحب وزیر بلدیات تشریف نہیں رکھتے کیا آپ اسکا جواب دینا پسند فرمائیں گے۔

*-- وزیر زراعت :- انکی ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی وہ آجائیں گے۔ انہوں نے سمجھا ہوگا کہ یہ وقفہ سوالات ہے۔ جائیں گے پتہ کرلیتے ہیں۔

*-- جناب سپیکر :- یہ نمبر 9 ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

*-- چودھری محمد رفیق :- جناب سپیکر میاں ریاض حشمت جنجوعہ کی تحریک استحقاق نمبر 9 پیش ہونے والی تھی تو میں انکی درخواست پر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اسکو موخر کرلیا جائے۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- کیا وہ آج تشریف نہیں رکھتے۔ کیا وہ اب موجود ہیں۔

*-- چودھری محمد رفیق :- آئے تھے جی وہ مجھے کہہ گئے ہیں۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- وہ اگر یہ کہہ جائیں کہ وہ مصروف ہیں یا کسی اور وجہ سے پیش نہیں کرنا چاہتے۔

*-- چودھری محمد رفیق :- وہ مجھ کو کہہ گئے ہیں

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- ٹھیک ہے اسکو اگلے دن کے لئے رکھ لیتے ہیں تحریک استحقاق نمبر 15 احمد خان بلوچ صاحب کی طرف سے ہے وہ تشریف نہیں رکھتے یہ 16 نمبر سردار غلام عباس کی طرف سے ہے بلوچ صاحب کی طرف سے کوئی اطلاع آئی ہے کہ اس کو Pending کردیں؟ اگر نہیں' تو یہ نمٹائی گئی تصور ہوگی یہ سردار غلام عباس صاحب کی طرف سے ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے یہ بھی نمٹائی تصور ہوگی۔ یہ 17 نمبر چودھری خادم حسین صاحب کی طرف سے ہے۔

*-- چودھری خادم حسین :- میں نے لکھ کر دے دیا ہے کہ میں اسکو پریس نہیں کرتا

تحاریک التوائے کار

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- یہ واپس لی گئی تصور ہوگی۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں یہ 15 نمبر میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

*-- چودھری محمد رفیق :- جناب اسکو کل تک کے لئے موخر کردیں۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- کیا وہ اسمبلی میں موجود نہیں ہیں یہ بات تو اچھی نہیں ہے اگر وہ یہاں تشریف رکھتے ہیں انکو آجانا چاہئے۔

*-- چودھری محمد رفیق :- وہ علیل ہیں۔ اس لئے وہ نہیں آسکتے۔

*-- میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر میں کل سے قدرے علیل ہوں اس لئے میں اسے ملتوی کروا رہا ہوں۔ میں ان سے گزارش کر کے گیا تھا۔

*-- ایک معزز ممبر :- اس لئے کہ پریس والے موجود نہیں ہیں۔

*-- میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا کل تو پریس موجود تھا اور کل سے میری طبیعت خراب ہے۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- لاء منسٹر صاحب کل تک اس کو بھی ملتوی کردیا جائے؟

*-- وزیر قانون :- جی ہاں۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- ٹھیک ہے تحریک التواء نمبر 16 مولانا چنیوٹی صاحب کی تھی میرے خیال میں ایجوکیشن منسٹر صاحب آج بھی تشریف نہیں رکھتے لہٰذا اس کو بھی آئندہ کارروائی کے دن تک کے لئے موخر رکھتے ہیں۔ میاں صاحب تحریک التوا نمبر 17 بھی آپ کی ہے۔ مولانا صاحب تحریک التواء نمبر 28 آپ کی ہے۔

*-- مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا اسے ملتوی فرما دیں۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- آپ کی طبیعت بھی ناساز ہے؟

*-- مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا مجھے پتا نہیں ہے کہ کونسی تحریک ہے۔

*-- وزیر قانون :- جناب والا۔ آج اخباری نمائندے نہیں ہیں اس لئے سب کی طبیعت ناساز

ہے۔

*۔ جناب ڈپٹی سپیکر :۔ پریس کی اہمیت سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن بات بھی اچھی نہیں ہے کہ ہم لوگ اپنی روزمرہ کی کارروائی کو اس لئے ختم کردیں معطل کردیں کہ پریس نہیں ہے۔ ایسی بات سے میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہ غلط روایات قائم کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہماری پنجاب اسمبلی کی اعلیٰ روایات ہیں یہ بات نہیں ہے کہ اگر پریس والے نہیں آتے تو ہم اپنی روزمرہ کی کارروائی ملتوی کردیں۔ اور یہ بات بھی ہمارے لئے شایان شان نہیں ہے۔ پھر کل کو ایسی بات ہوگی کہ ہم لوگ ان کے محتاج ہو جائیں گے۔ اگر کوئی بھی واقعہ ہوتا ہے اور پریس نہیں آتا تو ہم اپنی روزمرہ کی کارروائی کو بھی معطل کردیں گے؟ تو یہ ایسی بات نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں آپ لوگوں کو خصوصی توجہ دینی چاہئے اور اس میں آپ کو زیادہ دلچسپی لینی چاہئے تاکہ ہماری کارروائی کسی قسم کے تعطل کا شکار نہ ہو اور اس کی غلط روایات نہ بنیں اور نہ ہی وہ لوگ یہ سمجھیں کہ اسمبلی کی کارروائی صرف ہماری وجہ سے چل رہی ہے۔ مولانا چنیوٹی صاحب۔ چودھری محمد رفیق۔ نکتہ وضاحت۔ جناب والا۔ پنجابی وچ اک محاورہ اے "تل دی لیتا تے رکھا دی کھادا"۔ جناب والا جن لوگوں کے لئے یہاں پر بات کرنی ہوتی ہے اگر ان تک بھی بات نہ پہنچے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ حق نمائندگی ادا نہیں ہوتا اس لئے میں نے یہ بات کہی تھی جو بڑی درست اور صادق آتی ہے کہ تل دی لیتا تے رکھا دی کھادا۔

*۔ جناب ڈپٹی سپیکر :۔ چودھری صاحب! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ پریس والے نہیں آتے تو آپ کو اسمبلی کا سیشن بلانا ہی نہیں چاہئے؟ تو یہ بات اچھی نہیں ہے۔ بہرحال یہ اپنے اپنے سمجھنے اور سوچنے کی بات ہے۔ ہر آدمی کا اپنا اپنا نقطہ نظر ہوتا ہے۔ ہمارا یہ ایوان اعلیٰ روایات کا حامل ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی Proceeding کسی وجہ سے بھی بند نہ کریں۔

*۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی :۔ جناب سپیکر! کم از کم متعلقہ وزیر تو ہونا چاہئے۔

*۔ جناب ڈپٹی سپیکر :۔ مولانا صاحب! ان کو یہ بات کرنی چاہئے گورنمنٹ کی طرف سے اگر اس کا جواب دینا چاہیں ہمیں تو پنجاب اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لینا چاہئے اور ایجنڈے کے مطابق ہمیں اس کارروائی میں حصہ لینا چاہئے۔

*۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی :۔ جناب سپیکر! پہلے جو نمبر 16 پیش ہوئی تھی اس کا جواب چودھری عبدالغفور صاحب نے دیا لیکن وہ اس لئے ملتوی ہوگئی کہ متعلقہ وزیر تعلیم صاحب موجود نہ تھے۔ اب

متعلقہ وزیر بھی نہ ہو تو پھر کارروائی مکمل نہیں ہو سکتی۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- چنیوٹی صاحب! یہ تحریک نمبر 29 بھی آپ ہی کی ہے اور اس کے متعلق بھی آپ کی یہی رائے ہے؟

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب والا مجھے تو معلوم نہیں ہے کہ وہ کس سے متعلقہ ہے۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- اس تحریک کی کاپی مولانا صاحب کو دی جائے۔

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب والا نمبر 28 اور نمبر 29 دونوں کی کاپیاں بھجوائی جائیں۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- مولانا صاحب! آپ اپنی تحریک نمبر 28 پیش کردیں۔ وزیر صاحب اگر اس کا جواب دینا چاہیں تو ٹھیک ہے اگر نہیں تو پھر متعلقہ وزیر صاحب کے آنے تک اس کو ملتوی کرلیں گے۔ یہ اچھی بات نہیں ہے کہ آپ تشریف بھی رکھتے ہوں اور پھر آپ اس کو ملتوی بھی کروائیں۔

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب والا جیسے مناسب ہو کرلیں۔ میں پیش کردیتا ہوں۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- آپ اسے پیش کردیں۔ یہ نمبر 28 ہے۔

پشاور اور اسلام آباد میں دہشت گردی کے واقعات

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ 6 جنوری 1988ء کے روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی اشاعت میں اداریہ "تخریب کاری سلسلہ دراز" کے عنوان سے ایڈیٹر موصوف نے حکومت تک قومی آواز پہنچائی ہے۔ جس کے پڑھنے کے بعد عوام و خواص میں اضطراب و سراسیمگی کی فضا پیدا ہوگئی ہے کہ تخریب کاروں کے ہاتھوں اب ملک کے انتہائی اہم اور حساس مقامات نشانہ بن رہے ہیں عوامی جان و مال کی حفاظت حکومت کی اولین ذمہ داری ہے لیکن ایک عرصہ سے عوام حکومت کی غفلت شعاری کے باعث اپنے اس بنیادی حق سے محروم ہیں۔ پشاور اسلام آباد کے حالیہ دہشت گردی کے واقعات سے عوام خوف و ہراس کا شکار ہوچکے ہیں لہٰذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے دہشت گردی اور تخریب کاری کے اسباب اور ان کی روک تھام کے لئے موثر اقدام اٹھانے پر بحث

کی اجازت زحمت فرمائی جائے۔ تاکہ عوام پرسکون اور مطمئن زندگی گزار سکیں۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- راہی صاحب تشریف رکھیں۔ گنتی کی جائے (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں (بجائی گئیں) (ایوان کی کارروائی کورم پورا ہونے کے بعد گیارہ بج کر پچیس منٹ پر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر :- جی لاء منسٹر صاحب کیا آپ مولانا صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب دینا پسند فرمائیں گے یا اس کو متعلقہ وزیر صاحب کے آنے تک ملتوی کردیں۔

وزیر قانون :- جناب والا۔ یہ میرا اپنا محکمہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- ٹھیک ہے تو پھر آپ فرمایئے۔

وزیر قانون :- جناب والا۔ میں عرض کروں کہ یہ معاملہ پہلے بھی زیر بحث آچکا ہے۔ اس سے مولانا صاحب بھی واقف ہیں اور پورا ایوان اس سے واقف ہے کہ اس معاملے کو اسمبلی پہلے زیر بحث لاچکی ہے اور اس پر تفصیل سے بات ہو چکی ہے بلکہ مولانا صاحب نے بھی اس پر بڑی لمبی چوڑی تقریر کی تھی اور یہ معاملہ dispose of ہوگیا تھا اس لئے اسے دوبارہ اس ایوان میں نہیں لایا جاسکتا اور یہ تحاریک التواء کے رولز کے خلاف ہے اس لئے اسے دوبارہ زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- جی چنیوٹی صاحب۔ آپ نے وزیر صاحب کی بات سنی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جی۔ بات تو میں نے سنی ہے لیکن اس بات سے مسئلہ حل نہیں ہوتا یہ ہمارے ملک کے بہت بڑے اخبار کا اداریہ ہے < تخریب کاری سلسلہ دراز" تو یہ جو سلسلہ دراز چل رہا ہے اس کی روک تھام کیلئے جتنی بھی یقین دہانیاں کرائی جاتی ہیں ان کا نتیجہ کچھ نہیں نکلتا یعنی یہ تخریب کاری روز بروز بڑھتی جاتی ہے تو جب تک اس کی روک تھام نہیں ہوتی یہ مسئلہ تو اس وقت تک چلتا رہے گا۔ اب قومی اخبار ہے اور اس نے اس پر اتنا مفصل اداریہ حکومت کو متوجہ کرنے کیلئے لکھ دیا ہے کہ یہ سلسلہ انتہائی خطرناک ہے اور عوام اپنے مال اور جان کا تحفظ نہیں سمجھتے یہ حکومت کی ناکامی کی بات ہے اس لئے اس مسئلے کو فوری حل ہونا چاہئے طفل سے کام نہیں بنتا ہر دفعہ جب بھی کوئی دھماکہ ہوتا ہے جب کوئی واقعہ ہوتا ہے اور جب کوئی تحریک التوائے کار اس سلسلے میں آتی ہے تو یہ طفل تسلیاں دے دی جاتی ہیں اور یقین دہانی کرا دی جاتی ہے کہ جناب یہ ہو رہا ہے

وہ ہو رہا ہے مگر نتیجہ صفر ہوتا ہے اس لئے مجبور ہو کر اس قومی اخبار کو یہ ایڈیٹوریل لکھنا پڑا کہ تخریب کاری سلسلہ دراز۔ تو یہ سلسلہ دراز چلتا ہی جا رہا ہے یہ آخر کب تک ختم ہوگا۔

چودھری محمد صدیق سالار :- جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے حضرت مولانا صاحب سے یہ کہوں گا علم الغیب و الشہادۃ ہو الرحمٰن الرحیم اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہوگا حکومت کا جو فرض ہے وہ پوری کوشش کر رہی ہے کہ یہ تخریب کاری نہ ہو آپ حکومت کا ہاتھ بٹائیں انشاء اللہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔

وزیر قانون :- جناب۔ یہ بات تو صرف باتوں سے حل نہیں ہوتی۔ ایوان کو کسی قاعدے اور قانون کے تحت چلایا جاتا ہے اور اس کے مطابق میں عرض کروں کہ جو معاملہ پہلے اسمبلی میں زیر بحث آچکا ہو اس کو دوبارہ بحث کا موضوع نہیں بنایا جاسکتا اس بارے میں کئی ایک ممبران نے تحاریک التوائے کار پیش کی تھیں اور ان پر کافی لمبی چوڑی بحث اس ایوان میں ہو چکی ہے اور ان پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس لئے روزانہ کسی اداریے کا حوالہ دے کر اسے زیر بحث لانا چاہیں تو یہ نہیں ہو سکتا اس لئے مولانا صاحب کو یہ بات نہیں کرنی چاہئے اور قواعد کے مطابق ان کو عمل کرنا چاہئے یہ کوئی جلسہ عام یا جلسہ گاہ نہیں ہے کہ جس میں جو مرضی آئے کہہ لیا۔ جو حکومت کا موقف تھا وہ بھی پیش ہو چکا ہے اور مولانا صاحب کی بات بھی سامنے آچکی ہے اس لئے روز بروز یہ مسئلہ اسمبلی میں نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- جی مولانا صاحب۔ فاضل وزیر صاحب درست فرما رہے ہیں اس میں میں آپ کو یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ پہلے بھی اسمبلی میں زیر بحث آچکا ہے اور اس کے متعلق حکومت کا نقطہ نظر ممبران حضرات تک پہنچ چکا ہے اس لئے قواعد کے مطابق آپ اسے دوبارہ پیش نہیں کر سکتے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا۔ میری گزارش ہے کہ جب بھی کوئی حادثہ رونما ہوتا رہے گا خدا نہ کرے۔ لیکن جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے یا رونما ہوتا ہے تو اس وقت تحریک التواء کے سوا ہمارے پاس کیا چارہ کار ہے کہ ہم تحریک التواء پیش کر کے حکومت کی توجہ اس طرف دلائیں۔ سوال تو یہ ہے کہ کتنے واقعات ہو چکے ہیں اب تک کسی تخریب کار کو قرار واقعی سزا یا عبرت ناک سزا بھی دی گئی ہے یا نہیں دی گئی اگر کسی کو قرار واقعی سزا دی جاتی تو میں سمجھتا ہوں یہ تخریب کاری کے واقعات اس طرح رونما نہ ہوتے اور عوام اپنے جان و مال کا تحفظ سمجھتے تو اس لئے جب

اس قسم کے واقعات آتے ہیں تو ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ہم تحریک التوائے کار کے ذریعے حکومت کی توجہ اس طرف دلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- جی۔ آپ درست فرما رہے ہیں چونکہ تحریک التوائے کار کیلئے کچھ ضابطہ اور قانون ضروری ہوتا ہے۔ آپ کی بات تو اسمبلی میں آگئی۔ آپ کی یہ تحریک التوائے کار قانونی تقاضے پورے نہیں کرتی اس لئے میں اسے rule out کرتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر29 بھی آپ ہی کی ہے۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- وہ جناب اگر بھجوانا چاہیں تو بھجوا دیں اور اسے اسی طرح سے نمٹانا ہے تو پھر آپ نمٹا دیں۔ اگر اسی طرح آپ کی کارروائی چلتی ہے تو پھر آپ نمٹاتے جائیں۔ رولز کی تلوار سے ذبح تو کرتے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- مولانا صاحب۔ اگر ہم قانون کی بات نہ کریں تو پھر آپ ناراض ہوتے ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری :- جناب والا۔ ابھی تو آپ نے اپنا فیصلہ دینا ہے مگر مولانا صاحب نے شبہ کا اظہار پہلے ہی کردیا ہے۔ کہ یہ خلاف ضابطہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- یہ ان کی مرضی ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جی مولانا صاحب فرمایئے۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کے بعد حکومت پنجاب نے جملہ ضلعی حکام کو ہدایات جاری کی تھیں کہ ان پر عملدرآمد کرایا جائے اور خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف دفعہ 298 _ سی کے تحت قانونی کارروائی کی جائے۔

پنجاب بھر میں عموماً" اور قادیانی عالمی ہیڈ کوارٹر ربوہ اور لاہور' راولپنڈی جیسے مرکزی شہروں میں خصوصاً" امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عملدرآمد نہیں ہورہا ہے۔ سال 1984ء سے سال 1988ء تک چار سال کا طویل عرصہ ہونے کو ہے۔ جس سے عوام میں سخت اشتعال پیدا ہورہا ہے۔ جس کے

ردعمل میں اندیشہ ہے کہ ملک بھر میں ایک ایسی تحریک شروع ہوجائے گی جو ملکی امن کو تباہ کر کے رکھ دے گی لہٰذا ملک کو اس متوقع خطرہ سے بچانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

وزیر زراعت و قانون :- جناب سپیکر! اس میں بھی وہی اعتراض ہے جو پہلے تھا۔ یہ پہلے بھی زیر بحث آچکی ہے اور مولانا صاحب ہر تیسرے دن اس قسم کی ایک قرارداد لے آتے ہیں اور ہر تیسرے دن اس موضوع پر ایک ہی طرح کی بات ہوتی ہے۔ مولانا صاحب کو چاہئے کہ اور کسی مسئلے پر بھی سوچیں اور یہ دو ہی مسئلے مولانا صاحب کے لئے مخصوص ہیں۔ ایک تو عورتوں کا مسئلہ اور دوسرا مسئلہ یہ جو اب پیش ہے اس کو ہم بڑی اہمیت دیتے ہیں اور اس پر کافی دفعہ بحث ہوچکی ہے اور ہمارے اوقاف منسٹر صاحب اس پر بات کر چکے ہیں۔ اس لئے اس کو بار بار لانے کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔ جناب سپیکر اس کے لئے قواعد کی کوئی پابندی ہونی چاہئے کہ پہلے اس سیشن میں یہ بات ہوچکی ہے اور یہ پہلے زیر بحث آچکی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر! مجھے نہایت افسوس ہے کہ جب بھی کوئی ایسی بات کی جاتی ہے اگر میں اسلامی پردے کی کوئی بات کہتا ہوں تو کہا جاتا ہے کہ بھئی مولانا صاحب صرف پردے کی بات کرتے ہیں اگر میں ختم نبوت قادیانیت کی بات کرتا ہوں تو پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تو قادیانیت کی ہی بات کرتا ہے اور کوئی بات نہیں کہتا اگر میں نے ملک میں تخریب کاری' دھماکے یا علامہ احسان الٰہی ظہیر کے بارے میں بات کی تو پھر کہا گیا کہ یہ صرف یہی بات کہتا ہے۔ معلوم نہیں کہ ان کی منشاء اور مطلب کی کوئی بات ہو' وہی بات کی جائے تو اس کو یہ بات صحیح سمجھتے ہیں اور اس کے علاوہ جو بھی بات کی جائے جس کا ان کے پاس کوئی معقول جواب نہیں ہوتا تو یہ' یہ بات کہہ کر ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے بات ٹل نہیں جاتی۔ یہ تحریک التواء جو میں نے اس وقت پیش کی ہے اس سے پہلے اس مضمون کی کوئی تحریک التواء میں نے پیش نہیں کی اور یہ تحریک التواء پہلی دفعہ میں نے پیش کی ہے۔اس آرڈیننس کو نافذ ہوئے چار سال ہو گئے ہیں۔ اگر پہلے میرا کوئی سوال اس اسمبلی میں آیا ہے تو وہ اور چیز ہے لیکن تحریک التواء پہلی مرتبہ آئی ہے۔ چار سال سے اس آرڈیننس پر عملدرآمد نہیں ہورہا اگر بعض ممبران کو اس بات پر اعتراض ہے کہ بھئی یہ مسئلہ میں کیوں اٹھاتا ہوں تو ہاؤس میں دوسرے ممبران جو بیٹھتے ہیں ان کا بھی یہ فرض ہے۔ ختم نبوت پر وہ بھی یقین رکھتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ بھی اس مسئلے پر آواز اٹھائیں۔ نمائندگی کریں مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے اگر کوئی اور نمائندگی کرے لیکن اگر کوئی اور نمائندگی نہیں کرتا تو میں تو اپنا فرض

سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے میں نمائندگی کروں۔ میں اس ملک میں بھی نمائندگی کرتا ہوں اور ملک سے باہر بھی نمائندگی کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے حکومت کی خیر خواہی کے لئے۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر وہ دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- ممبر صاحب سو رہے تھے اور ان کے متعلق کوئی اشارہ ہو رہا تھا تو آپ اپنی بات جاری رکھئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ مسئلہ صرف اس لحاظ سے نہیں ہے کہ یہ قادیانیت کا مسئلہ ہے۔ یہ ایک قانون کا ایک آرڈیننس کا' حکومت کے وقار کا' حکومت کی ذمہ داری کا مسئلہ ہے کہ ایک آرڈیننس ہے' ایک قانون ہے' اس پر عملدرآمد کرنا' عملدرآمد کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ بار بار توجہ دلانے کے باوجود اگر اس پر عمل نہیں ہوتا تو پھر ہم تو جب تک عمل نہیں ہوگا نشاندہی کرتے رہیں گے اور اپنی بات کہتے رہیں گے۔ جناب چودھری صاحب جب تک اس پر عملدرآمد نہیں کراتے' ٹوانہ صاحب جب تک اس یقین دہانی کے باوجود اس کا کوئی ایکشن نہیں لیتے تو اس وقت تک تو بات ہاؤس میں ہوتی رہے گی جب تک ربوہ میں عمل نہیں ہوتا' جب تک لاہور میں عمل نہیں ہوتا' جب تک راولپنڈی میں عمل نہیں ہوتا' جب تک پنجاب کے دوسرے اضلاع میں عمل نہیں ہوتا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ چار سال کا طویل عرصہ گزر رہا ہے اور اب تک اس قانون پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ ہنسی مذاق بنا دیا جاتا ہے اور جب کسی شہر کے اندر کسی علاقے کے اندر تحریک چل جاتی ہے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وقت پھر حکومت کے کان کھڑے ہوتے ہیں۔ میں تو قبل از وقت حکومت کو متنبہ کر رہا ہوں کہ یہ ایک قانون ہے' آرڈیننس ہے' حکومت نے خود بنایا ہے' نافذ کیا ہے۔ اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اس کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں اور اس پر کوئی نوٹس نہیں ہوتا۔ اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوتا تو یہ حکومت کی کمزوری بھی ہے اور اس کے لئے امن عامہ کا مسئلہ ہے۔ اس لئے حکومت کو فوری طور پر اس مسئلے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ (اس مرحلہ پر پریس رپورٹرز واپس گیلری میں تشریف لے آئے)۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ میں اپنی طرف سے اور معزز ممبران کی طرف سے پریس والوں کو دوبارہ ہاؤس میں آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

ایک معزز ممبر :- ان کو ایڈریس نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- ایڈریس تو نہیں کیا جاسکتا لیکن ایسا مسئلہ جس پر آپ نے ہاؤس کی کارروائی suspend کر دی تھی۔ اگر آپ ہاؤس کی کارروائی suspend کر سکتے ہیں تو اس پر پھر ان لوگوں کا شکریہ تو ادا کیا جا سکتا ہے۔

وزیر کالونیز :- جناب سپیکر جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ آپ نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس میں سردار صاحب بھی شامل تھے اور ہمارے پریس کے جو ساتھی ہیں ان کا ایک مطالبہ تھا۔ آپ کے حکم کے مطابق ہم نے ان کا مطالبہ سنا وہ ان کا جائز مطالبہ تھا اس کے مطابق ہم نے جناب چیف منسٹر سے بات کی اور انہوں نے مہربانی کرتے ہوئے اس مطالبے کو مانتے ہوئے اس کی ریلیز کا آرڈر دے دیا ہے۔ اور ہمارے پریس کے بھائی واپس آگئے ہیں۔ میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- میں وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے یہ عرض کروں گا کہ اس تحریک التواء کے بارے میں آپ کے ساتھ مولانا صاحب کی اگر کوئی بات چیت ہوئی ہو تو اس سے ہاؤس کو ذرا مطلع فرما دیں کیونکہ اس قسم کا مسئلہ انہوں نے چند روز پیشتر بھی اٹھایا تھا اور اس سلسلے میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ وہ اور آپ مل کر کوئی لائحہ عمل تیار کرلیں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :- جناب سپیکر! یہ لوکل گورنمنٹ کے متعلق تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- یہ اوقاف کے متعلق تھی۔ اس قسم کے آرڈیننس سے متعلق تھی۔ جس کے متعلق آپ نے مولانا صاحب کو یہ یقین دہانی کی تھی کہ اس مسئلے کے متعلق فوری طور پر کوئی حل ڈھونڈا جائے گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :- میں عرض کرتا ہوں۔ یہ تحریک استحقاق نمبر2 تھی جو مولانا صاحب کی طرف سے یہاں پر پیش ہوئی تھی۔

جناب فضل حسین راہی :- پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر مولانا صاحب کوئی تحریک التوائے کار پڑھ رہے تھے اور اس کے حق میں کوئی بات کر رہے تھے اب وہ ختم ہوگئی یا اس کا کیا ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر :- جی وزیر صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی :- جی وہ تو پہلے پڑھ چکے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر :- ان کی تحریک التواء آچکی وہ پڑھ چکے ہیں اس پر ان کی بات بھی ہو چکی ہے۔

جناب فضل حسین راہی :- جواب تو وہ دے چکے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ان کو سوائے مرزائیوں کے اور خواتین کے اور کوئی مسئلہ ہی نظر نہیں آتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- میں اپنی مرضی سے ان کو اجازت دے رہا ہوں کیونکہ یہی مسئلہ تھا جو پہلے Discus ہوا تھا اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ منسٹر لوکل گورنمنٹ اور اوقاف کے متعلقہ ہے اس پر وہ بھی بات کریں تاکہ مولانا صاحب کی اس مسئلہ پر تسلی ہو جائے۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی :- اچھا مطلب یہ ہے کہ پھر چودھری عبدالغفور صاحب نہیں کریں گے۔ یہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- میرا خیال ہے کہ اس کے لئے پھر ہمیں اپنا فیصلہ دینے سے پہلے آپ سے مشورہ کرنا چاہئے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ کس سے مشورہ لینا چاہئے۔ جی فرمایئے وزیر بلدیات و اوقاف۔

وزیر بلدیات و اوقاف :- جناب سپیکر۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 2 جو مولانا کی طرف سے یہاں پر پیش ہو چکی ہے اور اس کے لئے میں نے جناب کے توسط سے یہ گزارش کی تھی کہ اس سلسلے میں وہ ہماری رہنمائی بھی فرمائیں اور اس سلسلے میں ہم سنجیدگی سے غور کرنے کے لئے تیار ہیں' اس پر ہم پہلے بھی سوچ بچار کر رہے ہیں اور اس پر مزید عمل کرنے پر تیار ہیں۔ میں نے اس دن بھی ان سے یہی گزارش کی تھی اور آج پھر یہی گزارش ہے کہ وہی معاملہ ہے اس معاملہ کو مل بیٹھ کر اسکا حل نکالنے والی بات ہے وہ کی جائے۔ آج میں پھر ان سے یہی گزارش کروں گا کہ وہ ہمیں موقع دیں اور ہماری رہنمائی فرمائیں اور ہمیں موقع دیں اور اس سلسلہ میں ہماری مدد فرمائیں ہم سنجیدگی سے اس پر عمل کرنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ اس پر عمل کریں گے میری آج بھی جناب کے توسط سے مولانا کی خدمت میں یہی التجا ہے کہ اس تحریک پر زور نہ دیں اور اس مسئلہ کا اکٹھے بیٹھ کر کوئی حل سوچنا چاہئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر' میں مسئلہ کی نزاکت اور اسکی اہمیت کے پیش نظر اسکی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اگرچہ تحریک استحقاق میں جناب ملک صاحب نے یہی بات کی تھی لیکن

میں افسوس سے کہتا ہوں کہ 26 اپریل 1984ء کو یہ آرڈیننس جاری ہوا۔ کتنے افسوس اور صدمے کی بات ہے کہ چار سال کا عرصہ ہوگیا ہے اور ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔ میں ان نکات کی نشاندہی کر چکا ہوں سوالات کے ذریعہ سے' تحریک استحقاق کے ذریعہ سے اب میں نے تحریک التوائے کار کے ذریعہ سے نشاندہی کی ہے۔ لیکن ہر مرتبہ یقین دہانی کرانے کے باوجود اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملک صاحب تو ہمیں وقت ہی نہیں دیتے ہیں ماشاء اللہ اکثر اوقات تو ان کی صحت بھی خراب رہتی ہے۔ کبھی ڈاکٹر انکو بات کرنے سے روک دیتے ہیں۔ کہ کوئی بات نہ کرو۔ کبھی ملاقات پر پابندی ہوتی ہے۔ یہ ہمیں وقت ہی نہیں دیتے ہیں۔ بیٹھتے ہی نہیں ہیں۔ میں اس سلسلے میں چیف سیکرٹری صاحب سے ملا ہوں۔ اور آئی جی صاحب کی توجہ بھی دلائی ہے لیکن مسئلہ حل نہیں ہورہا ہے۔ یہ ذمہ داری حکومت کی ہے میں تو ان کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہوں' لیکن یہ ذمہ داری حکومت کی ہے۔ آخر آپ نے ہی یہ آرڈیننس نافذ کیا ہے۔ آپ نے ایک قانون بنایا ہوا ہے اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا ہے۔ اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اگر کوئی آدمی آپ کے دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرے تو اس کو فوراً" آپ گرفتار کر کے اس کو قید کرتے ہیں۔ یہ ایک صدارتی آرڈیننس ہے اس کی دن رات خلاف ورزی ہورہی ہے اور اس کا آپ نوٹس نہیں لیتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ ہر دفعہ اسی طرح سے ٹال مٹول کردیا جاتا ہے کہ جناب آپ بیٹھیں' ہم غور کر رہے ہیں' آپ تعاون کریں۔ تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ میرا کیا تعاون چاہتے ہیں۔ میرے پاس تو کوئی فورس نہیں ہے۔ میں اس میں کیا تعاون کر سکتا ہوں' آخر ذمہ داری آپ کی ہے' آپ نے اس ordinance پر عمل درآمد کرانا ہے۔ میں نے اس دن ایک تجویز دی تھی کہ ربوہ کا جو سربراہ ہے اس کو آپ بلا کر یہ کہیں کہ اس پر عمل درآمد کیجئے' اگر نہیں کرتے ہیں تو آپ کے خلاف دفعہ 298 (سی) کے تحت پرچہ ہوگا۔ یہی بات میں نے جناب چیف سیکرٹری کو کہی تھی۔ آپ انہیں بلا کر صرف اتنی بات کہہ دیں۔ اگر دوسرے دن اس پر عمل نہ ہو تو آپ مجھے چنیوٹ بدر کردیں لیکن آپ اتنی بات کہہ دیں آپ تو اتنی بات کہنے کی جرات نہیں کر سکتے ہیں کہ آپ ربوہ کے سربراہ کو یہ بات کہہ سکیں کہ جناب یہ آرڈیننس ہے' آپ کو اس پر عمل کرنا ہے۔ اور اگر وہ اس پر عمل نہیں کرتا۔ آپ اس سربراہ کو (جو کہ اس وقت مرزا منصور سربراہ ہے) جو قائم مقام سربراہ ہے مرزا طاہر کا۔ اس کے خلاف آپ احکامات پاس کریں۔ اس کے خلاف 298 (سی) کے تحت پرچہ کاٹ دیں اس کو آپ گرفتار کریں اور وہ ایک دو دن جیل کے اندر رہے اس وجہ سے اگر تمام ربوہ میں پوری طرح سے اس ordinance پر عمل درآمد نہ ہو تو آپ میرے لئے جو سزا

مقرر کریں میں اس کو قبول کروں گا لیکن آپ تو کچھ کرنا ہی نہیں چاہتے ہیں' صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بیٹھئے جناب اور ہمارے ساتھ تعاون کیجئے' میں آپ کو طریقہ بتلا رہا ہوں کہ قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا منصور اس کا ذمہ دار ہے۔ اس کے اشارے پر سارا کام ہوتا ہے۔ وہ اگر حکم دیتا ہے تو عمل کریں گے اگر وہ حکم نہیں دیتا ہے تو عمل نہیں ہوگا چاہے آپ کچھ کرتے رہیں۔ ان کے نزدیک حکومت کوئی چیز نہیں ہے' ان کے نزدیک ان کا اپنا سربراہ ہی ان کا حکمران ہے۔ وہ اس کا ہی حکم مانتے ہیں۔ اگر آپ ان کے سربراہ کو ایک ہی مرتبہ یہ کہہ دیں اور اگر وہ عمل نہیں کرتا ہے تو اس کے خلاف آپ 298 (سی) کے مطابق پرچہ درج کر کے اس کو جیل بھیج دیں۔ اگر منظور چنیوٹی اندر ہو سکتا ہے۔ اگر دیگر ملک کے معززین اندر ہو سکتے ہیں (قانون کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں) تو وہ بھی اس ملک کا ایک شہری ہے وہ کوئی بڑا نہیں ہے۔ وہ قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ اگر ذوالفقار علی بھٹو پر مقدمہ چل سکتا ہے اور اگر وہ پھانسی کے تختے پر لٹک سکتا ہے تو پھر مرزا طاہر ہو مرزا منصور ہو' وہ بھی پاکستان کے شہری ہیں' اگر وہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو وہ قانون سے بالاتر کیوں ہیں؟۔ ان پر مقدمہ کیوں نہیں چلایا جاتا ہے۔ انہیں کیوں نہیں گرفتار کیا جاتا ہے۔ اگر انہیں گرفتار کیا جائے تو میں دیکھتا ہوں کہ دوسرے دن ربوہ میں اس پر عملدرآمد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے۔ لاہور میں عمل ہوتا ہے' راولپنڈی میں عمل ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے۔ یہ بات صاف صاف ہے' یا تو آپ یہ کہیں کہ ہم عمل درآمد نہیں کرا سکتے ہیں۔ اس آرڈیننس کو واپس لے لیں اور اگر آرڈیننس موجود ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔ تو اس پر عمل درآمد کا طریقہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اگر آپ کی نیت صاف ہے تو آپ اس طریقہ سے عمل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- مولانا صاحب' آپ میری گزارش بھی سنیں گے؟ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے۔ جی ملک صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر بلدیات و اوقاف :- جناب والا میں پہلے تو معذرت خواہ ہوں جناب کے توسط سے جناب مولانا سے کہ میری علالت کی وجہ سے انہیں کچھ زحمت ہوئی ہے۔ اور دوسری گزارش جناب کے توسط سے میں ان سے اور ایوان کی خدمت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ الفاظ بالکل غلط ہیں کہ ہم اس پر عمل کرنا نہیں چاہتے ہمیں یا اس پر عمل ہو نہیں رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ بہت سارے قوانین اور بہت ساری ایسی چیزیں جو کہ گورنمنٹ چاہ رہی ہے۔ مگر قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے یہ صرف اس معاملہ ہی میں نہیں بلکہ بہت سے معاملات میں ایسا ہو رہا ہے اور میں نے کسی وقت یہ نہیں کہا ہے کہ ہم کلیتاً" اس پر قابو پا رہے ہیں میں نے صرف یہی کہا ہے کہ ہم اس پر عمل کر رہے

ہیں اور اس پر پوری سنجیدگی سے عمل درآمد کرانا چاہتے ہیں۔ مولانا کا ایک اور فرمان کہ میں ملاقات نہیں کرتا ہوں' معذرت سے عرض کروں گا' اس دن کے بعد سے جب انہوں نے پہلے دن تحریک استحقاق پیش کی' اس کے بعد بھی حضرت مولانا مجھے ایک دفعہ نہیں کئی مرتبہ مل چکے ہیں مگر وہ درخواستوں کے سلسلہ میں' کہیں کوئی جگہ الاٹ کروانی ہے سکول کے لئے اور کہیں کچھ اور کرنا ہے مگر میں ہر وقت حاضر ہوں' وہ میرے پاس تشریف لے آئیں' اس کے لئے کئی دیگر آدمیوں کو بھی بلانا پڑے گا۔ صرف ان کی اور میری میٹنگ سے بات نہیں بن سکتی ہے کچھ لوگوں کو بلا کر اس کے لئے ایک میٹنگ کرنی ہے۔ یہی بات میں نے پہل بھی عرض کی ہے اور میں پھر یہی عرض کر رہا ہوں' وہ تشریف لے آئیں اور اس معاملہ میں یہاں پر اس تقریر اور تحریر سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس کے اور راستے بھی ہیں اور ان پر انشاء اللہ ہم چل کر اس پر قابو پالیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- تو آپ آج ہی مولانا سے بات کر کے اس کے لئے کوئی مناسب وقت منتخب کرلیں تو جہاں تک مولانا صاحب آپکی اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے یہ خلاف ضابطہ ہے۔ آپ کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ وزیر بلدیات اور اوقاف سے مل کر اس کے لئے آج ہی ملاقات کرلیں اور اس مسئلہ کے لئے حل نکالا جاسکے۔

ملک طیب خان اعوان :- جناب سپیکر' مولانا کی نظر سوائے دوپٹے اور سوائے قادیانیوں کے کسی اور مسئلہ پر بھی جاتی ہے اسلام نے کوئی دیگر بات کے لئے بھی احکامات دیئے ہیں یا صرف یہ دو ہی باتیں ہیں۔ یہ دونوں باتیں مولانا کے ذہن میں سوار ہیں اس کے علاوہ بھی ان کے ذہن میں اگر کوئی اسلام کی بات ہے تو وہ بھی خدارا ایوان میں کریں ان کا قادیانیوں کا مسئلہ روز ہی اس ایوان میں پیش ہوتا ہے۔ جب وہاں پر یہ انکا کلمہ دیکھتے ہیں تو یہ نظر بند کرلیا کریں۔ اور جب عورتوں کے دوپٹے کو دیکھتے ہیں تو نظر کو ذرا نیچے کرلیا کریں۔ تاکہ ان کی نظر خدارا بچ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- جناب ملک صاحب یہ انکی اپنی سوچ ہے۔ ان کے خیالات اور ان کی سوچ پر ہم لوگ پابندی نہیں لگا سکتے ہیں۔

رائے احمد سعید خان :- جناب والا' جہاں تک قادیانی مسئلہ کا تعلق ہے ہم پوری طرح سے مولانا موصوف کی تمام باتوں کی تائید کرتے ہیں' کیوں کہ جو آدمی انکار نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکار خداوندی پر قائم ہے۔ اسے ہم مرتد کہتے ہیں۔ اگر ہم مولانا کی بات پر لبیک نہیں کہہ سکتے ہیں تو ہم کہاں کے مسلمان ہیں؟ میرے خیال میں ہمیں مولانا کی دلازاری نہیں کرنی چاہئے مولانا کی باتوں کا

جہاں تک تعلق ہے۔ وہ بالکل وہی بات کر رہے ہیں جو ہمیں اسلام نے ورثہ میں دی ہیں اور مسلمان ہونے کے ناتے سے ہمارے فرائض منصبی میں یہ بات شامل ہے۔ کہ ہم ایسی چیزوں کی مخالفت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- آپ تشریف رکھیں۔ اس مسئلہ پر مزید کوئی بات نہیں کرنی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر۔ میری گزارش یہ ہے

ملک طیب خان اعوان :- قادیانوں کو حکومت نے اقلیت قرار دے دیا ہے۔ غیر مذہب قرار دیدیا ہے اس سے زیادہ ایوان کیا چاہتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- ملک صاحب یہ مسئلہ اس وقت ایجنڈا پر نہیں ہے آپ تشریف رکھیں اور اس مسئلہ پر مزید بحث نہیں ہونی چاہئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- مرزائیوں کی وکالت کرنے سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ملے گا آج تک اس ملک میں جنہوں نے قادیانیوں کی حمایت کی ہے انہیں سوائے اپنی روسیاہی کے کچھ حاصل نہیں ہوا ہے۔ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کی بات کرتا ہوں۔ یہ صدارتی آرڈیننس ہے۔ یہ حکومت نے نافذ کیا ہے میں اسکی بات کرتا ہوں کہ اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے ——

جناب ڈپٹی سپیکر :- مولانا آپ تشریف رکھیں۔ میٹنگ کا اور وقت کا تعین ہو جائے گا۔ آپ نے جو بات کی ہے وہ اپنی سوچ اور قانون کے مطابق کی ہے آپ ان کو آج ہی مل لیں۔ لیکن تحریک التوائے کار کے متعلق کوئی ضابطہ اور قانون ہے آپ کی تحریک اس ضابطہ کے اندر نہیں آتی ہے اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔

براہ کرم اس مسئلے پر اب مزید کوئی بحث نہ کریں۔ تشریف رکھیں۔ بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی تھیں۔؟ لیکن اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ اس مسئلے پر اب مزید بحث نہیں ہونی چاہئے اگر کوئی اور بات آپ کرنا چاہتی ہیں تو بے شک کریں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں نے تو اس مسئلے پر پہلے بھی کچھ نہیں کہنا تھا جناب سپیکر عرض یہ ہے کہ میں ایک بہت سنگین معاملے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں ابھی جب میں اسمبلی کے اندر داخل ہو رہی تھی تو باہر مجھے ایک خاتون ملی ہیں جنہوں نے مجھے بتایا ہے کہ حالیہ انتخابات میں انہوں نے ضلع سرگودھا میں میانی کے علاقہ سے کونسلر کا

انتخاب جیتا ہے اور اس کے بعد انہوں نے چیئرمین شپ کیلئے بھی اپنے کاغذات داخل کروائے تھے۔ جو ان کی مخالف پارٹی تھی ان کے کوئی صاحب جیت گئے تھے۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ معاملہ ہار اور جیت کا نہیں ہے۔ وہاں پر ان کے محلے کے مردوں نے جیتی ہوئی پارٹی نے اس خاتون کے خلاف ایک جلوس نکالا اور اس جلوس میں انہوں نے ایک جانور اٹھایا ہوا تھا۔ جناب نہ تو میں اس خاتون کا نام ظاہر کرنا چاہتی ہوں اور نہ ہی میں اس جانور کا نام ظاہر کرنا چاہتی ہوں اور نہ ہی میں وہ فحش کلمات یہاں پر دہرا سکتی ہوں جو اس عزت دار سیدہ خاتون کیلئے کہے گئے۔ لیکن یہ تمام مردوں نے کہے اور علی الاعلان کہے اور تمام مردوں نے سنے اور سنتے رہے اور اس کی گلیوں اور گھروں کے پاس سے گزرے اور اس کے سسرال والوں کو یہ الفاظ سنائے میکے والوں کو سنائے' اس کی ہتک عزت ہوئی' اس کی بے عزتی ہوئی اور اس کی انا مجروح ہوئی اور اس کے پندار کو ٹھیس پہنچی۔ جناب والا یہ اسلامی مملکت ہے اور ابھی یہاں پر ایک معزز رکن کہہ رہے تھے کہ ہم نے تمام تر ٹھیکیداری مولانا کے سپرد کردی ہے۔

— **ایک معزز رکن** :- جناب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

— **جناب ڈپٹی سپیکر** :- ان کو پہلے اپنی بات ختم کرنے دیں پھر دیکھیں گے کہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

— **بیگم بشریٰ رحمٰن** :- جناب سپیکر میں یہ عرض کرتی ہوں کہ ابھی حال ہی میں ایک عورت کے خلاف واقعہ ہوگیا' اس کی ہتک عزت ہوگئی۔ اگر مولانا اس بات کے ٹھیکیدار ہیں کہ معاشرے میں وہ خواتین کے مسئلے حل کریں گے تو مہربانی فرما کر باہر جاکر اس عورت کی فریاد سنیں اور اس کیلئے تحریک التوائے کار اور تحریک استحقاق پیش کریں ورنہ یہ ہمیں پیش کرنا پڑے گی۔

مسودہ قانون

— **جناب ڈپٹی سپیکر** :- محترمہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا' ضابطہ اور قانون کے تحت آپ الگ کوئی تحریک پیش کر سکتی ہیں' اگر کوئی چیز اسمبلی کے ایجنڈے پر لانا چاہتی ہیں تو اس کیلئے طریقہ کار پہلے ہی وضع کیا جاچکا ہے۔ شاہ صاحب کل آپ لوکل گورنمنٹ بل پر تقریر فرما رہے تھے؟ کیا آپ کی تقریر مکمل ہوچکی تھی؟

— **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب ابھی تو میں تقریر کر رہا تھا۔

*۔۔جناب ڈپٹی سپیکر :۔ اب مزید آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

مسودہ قانون (ترمیم دوم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1988ء (بحث جاری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

*۔۔سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب سپیکر میں کل یہ حوالے دے رہا تھا کہ میلسی کی میونسپل کمیٹی میں کچھی گروپ کے ارکان کی تعداد کم تھی جو کہ اقلیتی گروپ میں تھا' اس کے مدمقابل گروپ جو کہ پٹھان گروپ کے نام سے منسوب ہے' ان کے دو منتخب اراکین لوکل کونسل کے خلاف سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے حکم امتناعی جاری کردیا اور اس طریقے سے اس لوکل کونسل میں منتخب نشستوں پر دو خواتین اور ایک مرد ممبر اقلیتی گروپ کو دانستہ طور پر منتخب کروانے کا موقع فراہم کر کے اقلیتی گروپ کو اکثریتی گروپ میں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی طریقے سے جناب والا عارف والا کی میونسپل کمیٹی کے سربراہ اور نائب سربراہ کا انتخاب اب تک نہیں ہوسکا ہے۔ پہلے 4 تاریخ کو انتخاب ہونا قرار پایا تھا بعدازاں 14 جنوری کو یہ انتخاب ہونا قرار پایا تھا۔ مگر انتظامیہ کی طرف سے یہ بہانہ بنایا گیا کہ وہاں پر امن عامہ کا مسئلہ ہے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عارف والا میونسپل کمیٹی کے منتخب اراکین کی کل تعداد 24 ہے۔ جس میں ٹکا گروپ کے 14 اراکین ہیں اور ایم پی اے ایم این اے یعنی سرکاری گروپ 10 اراکین پر مشتمل ہے اور 14 اراکین پر مشتمل ٹکا گروپ میں دو خواتین اراکین بھی شامل ہیں۔ حکومت اور سرکاری افسران کے دباؤ کی وجہ سے' جس طریقے سے مرغی اپنے بچوں کو اپنے پروں میں دبائے ہوئے ہوتی ہے تاکہ کوئی جانور انہیں اٹھا کر نہ لے جائے' اور انہیں اپنے پروں میں چھپائے پھرتی ہے۔ اسی طرح سے وہ بھی لئے پھرتے ہیں۔

جناب والا آئین کے آرٹیکل نمبر32 میں واضح طور پر یہ ضمانت دی گئی ہے۔۔۔۔

32. The State shall enccourage local Government institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special representation will be given to peasants, workers and women.

تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں یہ جو غیر جماعتی انتخابات کا سلسلہ رائج کردیا گیا ہے اور پھر آج کے روزنامہ "جنگ" میں شائع ہونے والی اس خبر کے مطابق کہ حکومت سنجیدگی سے اس امر پر غور کر رہی ہے کہ مقامی کونسلوں' میونسپل کارپوریشنوں میونسپل کمیٹیوں ضلع کونسلوں کے سربراہان اور

نائب سربراہان کے خلاف عدم اعتماد کا سلسلہ ختم کردیا جائے اور اس سلسلے میں جواز یہ پیش کیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے کہ حکومت بلدیاتی اداروں میں حزب اختلاف کے وجود کو ختم کرنے کیلئے سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ جناب سپیکر اگر حزب اختلاف کا وجود پارلیمانی یا جمہوری اداروں میں نہ ہو تو متبادل رائے یا تعمیری تنقید کا جواز ختم ہوجاتا ہے اور اس طرح سے بنیادی جمہوری اداروں سے حزب اختلاف کا وجود ختم کر دیا گیا تو جناب سپیکر یک جماعتی نظام پہلے بنیادی سطح پر اور پھر آخر میں صوبائی سطح پر اور قومی سطح پر ہمارے ملک میں رائج کردیئے جانے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا اور میں یہ تجویز بھی دینا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ بلدیاتی سربراہوں یا نائب سربراہوں کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کو پیش کرنے کے قانون کو تبدیل کر کے ختم کردیا جائے تو پھر اس سے بہتر یہ ہے کہ انہیں بلدیاتی سربراہوں اور نائب سربراہوں کا انتخاب محدود طریقہ انتخاب یعنی limited franchise کی بجائے franchise Adult پر کروا دینا چاہئے کیونکہ اس طریقے سے وہ عوام کی براہ راست حمایت حاصل کر کے' اکثریت کی بنیاد پر بلدیاتی اداروں کے سربراہ منتخب ہوں گے۔ اس طریقے سے ان میں اعتماد بھی ہوگا اور وہ عدم اعتماد کی تحریک سے بھی محفوظ رہ سکیں گے۔ جناب سپیکر میں اس موقع پر یہ بھی عرض کردینا چاہتا ہوں' چونکہ بلدیاتی اداروں کے حلقہ نیابت کی حد بندی آبادی کے پیش نظر کی جاتی ہے اور ہمارے ملک میں ماضی میں 1971ء میں مردم شماری ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد 1981 میں اور اب اس حساب سے غالباً" 1991ء میں مردم شماری کی جائے گی۔ ماضی قریب میں جو انتخابات ہوئے' ہمارا مشاہدہ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ 1981ء کے اعداد و شمار کے مطابق کئی جگہوں پر جتنی ریکارڈ میں آبادی موجود ہے وہاں پر ووٹروں کی تعداد ووٹروں کی نسبت زیادہ ہے تو اس لئے جناب سپیکر' میں یہ سمجھتا ہوں کہ آبادی کی بجائے اگر ووٹروں کی تعداد کے مطابق _____

*۔ راجہ خلیق اللہ خان :۔ میں جناب کی وساطت سے محترم شاہ صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے amending act کا متن دیکھ لیا ہوگا کیا اس میں یہ بات ہے جو آپ کر رہے ہیں کیا کوئی اس کا تذکرہ ہے۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہیں
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کم از کم متن تو پڑھ لیں۔

*۔ سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب سپیکر' میں ایک ناخواندہ سا ممبر ہوں۔ میری معلومات اور تعلیم

اتنی نہیں ہے جتنی کہ فاضل سابق وزیر قانون کی ہے مگر کم از کم اپنے مشاہدات' تجربات اور معلومات کی بنیاد پر میں جب بھی کسی مسئلہ پر بحث کے لئے معزز ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں تو اگر میں پڑھ نہیں سکتا تو میں آپ جیسے کسی فاضل پڑھی لکھی شخصیت سے باقاعدہ تربیت اور بریفنگ لے کر آتا ہوں۔ اس لئے میں نے پڑھا ہے آج کے اخبار کا اگر آپ مطالعہ نہیں کر سکے تو گھر جا کر مطالعہ کر لیجئے گا۔ میں نے جو پڑھا ہے وہ "جنگ" میں پہلے صفحے پر نمایاں اور جلی سرخیوں کے ساتھ چھپا ہے۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- شاہ صاحب انہوں نے یہ بات کی ہے کہ آپ کی جو ہے اس کے اندر رہ کر آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

*-- راجہ خلیق اللہ خان :- وہ مفروضے کی بات کر رہے ہیں کہ یہ ہوگا وہ ہوگا۔۔۔۔۔۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- راجہ صاحب' آپ درست فرما رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

*-- سید طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر' میں فاضل سابق وزیر قانون کی توجہ delimitation کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں سیکشن 14 میں اگر یہ پڑھیں۔ ان کا تعلق چونکہ سرکاری بنچز کے ساتھ ہے اور سرکاری بنچز والوں کو روایتی طور پر کبھی یہ زحمت ہی گوارا نہیں کرنی پڑتی کہ وہ مسودہ قانون کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں مگر ان سے میں یہ توقع نہیں رکھتا کیونکہ وہ فاضل وزیر قانون ہیں' ماشاء اللہ پیشہ کے لحاظ سے وکیل رہے ہیں۔ ان کا میں احترام کرتا ہوں۔ اگر وہ حکم دیتے ہیں اور اگر وہ یہ چاہتے کہ میری تلخ نوائی ایوان کے ریکارڈ پر نہ آئے تو میں آپ کی وساطت سے ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے اس سے سروکار نہیں ہے مگر جو میں سمجھتا ہوں کہ درست ہے اور مفاد عامہ میں ہے' صوبے کے مفاد میں ہے' جمہوری اداروں کے مفاد میں ہے۔ جناب سپیکر' مجھے کہنے دیجئے۔ حقیقت ہمیشہ تلخ ہوا کرتی ہے۔ مگر حکومت کو تعمیری تنقید سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ فاضل وزیر قانون صاحب تو آرام سے بیٹھے ہیں مگر نہ جانے کیوں؟ سابق وزیر قانون صاحب کو یہ تکلیف ہے کہ وہ خواہ مخواہ میری تقریر میں interrupt کرتے ہیں۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- آپ اپنی امنڈمنٹ کے بارے میں جو کچھ کہنا چاہیں وہ کہیں۔

*-- سید طاہر احمد شاہ :- جناب والا' میری امنڈمنٹ کوئی مخصوص نہیں ہے۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- آپ اپنی بات جاری رکھیے۔

*-- سید طاہر احمد شاہ :- سوال کا جواب تو دینا ہی پڑے گا۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- میں نے ان کو جواب دے دیا ہے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

*-- سید طاہر احمد شاہ :- میں آبادی کے متعلق بات کر رہا تھا۔ کیونکہ آبادی کے پیش نظر حلقہ بندیاں کی جاتی ہیں اس ضمن میں مجھے یاد آیا۔ جناب سپیکر' آپ کی وساطت سے قومی مفاد میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب کی طرف سے قرارداد کی عبارت میں ایک تجویز روانہ کی جائے کہ جس طریقے سے بیرونی ممالک میں جب بھی مردم شماری ہوتی ہے۔ اس خاص دن کے لئے پورے ملک میں مردم شماری کے صحیح اعداد و شمار اکٹھے کرنے کے لئے کرفیو آرڈر کا نفاذ کردیا جاتا ہے۔ ہر شخص کے لئے چھٹی ہوتی ہے۔ ہر شخص اپنے گھر پر موجود رہتا ہے اور سرکاری عملہ کے ارکان وہاں ہر گھر پر جاتے ہیں اور جناب سپیکر' اس طریقے سے آبادی کے صحیح اعداد و شمار اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ آبادی کے صحیح اعداد و شمار اکٹھے کرنے کے لئے بیرونی ممالک کا' جو کہ بہتر طریقہ ہے' ہمارے ملک میں ان کی تقلید کرتے ہوئے آبادی کے اعداد و شمار اکٹھے کرنے کے لئے پورے ملک میں کرفیو نافذ کیا جائے اور ایک ہی دن آبادی کے اعداد و شمار اکٹھے کئے جائیں تاکہ آبادی کا صحیح پیمانہ سامنے آسکے۔ جناب سپیکر' میں یہ بھی عرض کردینا چاہتا ہوں اور میں پورے وثوق اور ذمہ داری سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبہ میں خاص طور پر بلکہ اکثر یونین کونسلیں ایسی ہیں کہ وہاں غیر مسلم آبادی سرے سے ہے ہی نہیں اور چونکہ پہلے سے موجود لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء میں یہ گنجائش موجود ہے کہ ہر یونین کونسل اور ہر بلدیاتی ادارے میں کم سے کم ایک غیر مسلم رکن کی گنجائش ہے جس کے لئے وہاں کے چودھری وہاں کے وڈیرے' وہاں کے جاگیردار وہاں کے بااثر لوگ ایک خاندان کو دوسرے علاقے سے تبدیل کر کے اپنے اس حلقہ میں لاکر بساتے ہیں' انہیں چند ایکڑ اراضی بھی دیتے ہیں۔ انہیں گھر بھی دیتے ہیں۔ ایسی بیسیوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ ایک گھر ہے' ایک امیدوار ہے' ایک اس کا تجویز کنندہ ہے باقی وہاں غیر مسلم آبادی بالکل نہیں ہے اور اس طریقے سے ایک رکن کا اضافہ کرنے کے لئے ایک گروپ نے ایک رکن کے ساتھ اکثریتی گروپ بنانے کے لئے جہاں پر غیر مسلم آبادی نہیں ہے وہاں پر ان کو رکن بنا دیا جاتا ہے جناب سپیکر یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے اجتناب کرنا چاہئے اور حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا چاہئے۔ جناب سپیکر' میں آئین کے آرٹیکل نمبر 226 کا یہاں حوالہ دینا چاہوں گا جس میں درج ہے کہ

All elections under the Constitution shall be by secret ballot.

اور جناب سپیکر' ہماری حکومت نے ہمارے صوبہ میں گزشتہ بلدیاتی انتخابات کے دوران مخصوص نشستوں کے انتخاب اور بلدیاتی اداروں کے سربراہان کے انتخاب میں جو یہ show of hands کا طریقہ رائج کیا ہے اس سے بیلٹ کے اخفاء اور تقدس کو پامال کیا گیا ہے۔ رازداری اور ووٹ کے تقدس کو پامال کیا گیا ہے اور یہ محض اس لئے کیا گیا ہے اس لئے اس کی گنجائش پیدا کی گئی ہے تاکہ حکومت سے تعلق رکھنے والے ارکان پر مشتمل گروپ مخصوص نشستوں پر زیادہ تعداد میں ارکان منتخب کر سکیں اور بلدیاتی اداروں کے سربراہوں اور نائب سربراہوں کی نشستوں پر برسر اقتدار طبقہ قبضہ قرار دیا جائے۔ جناب سپیکر' ایک طرف تو حکومت غیر جماعت بنیادوں پر بلدیاتی انتخابات کرا رہی ہے۔ اس میں یہ بھی شق موجود ہے کہ اگر کوئی کسی سیاسی پارٹی کا رکن ہو' کسی سیاسی پارٹی کا عہدیدار ہو' ضلعی سطح کا ہو یا مرکزی سطح کا' اس کو الیکشن لڑنے کی تو اجازت ہے مگر اسے سیاسی پارٹی کا جھنڈا' سیاسی پارٹی کا پروگرام' سیاسی پارٹی کا پلیٹ فارم' سیاسی پارٹی کے منشور' سیاسی پارٹی کی حمایت سے منع کردیا جاتا ہے۔ ایک طرف تو غیر جماعتی انتخابات ہیں اور جب انتخابات ہو جاتے ہیں تو پھر حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ سرکاری پارٹی کے ہم نوا واضح اکثریت سے کامیاب ہوئے ہیں یہ سیاسی پارٹیوں کی شکست و ریخت کرنے کا ایک ماڈرن طریقہ اور tactics ہے۔ جناب والا ایک طرف تو سیاسی پارٹیوں کے استحکام کو اور ان کی مضبوطی کو' ان کی مقبولیت کو متاثر کرنے کا طریقہ کار تو ضرور ہے مگر جناب والا یہ ہمارے صوبے کو اور ہمارے ملک کو کمزور کرتا ہے' بدعنوانیوں کو جنم دیتا ہے' رشوت ستانی کو جنم دیتا ہے اور یہ اپنے اختیارات کے ناجائز حصول کی طرف بھی واضح اختیارات اور آمریت کی طرف بھی ایک قدم ہے۔ جناب والا اپنی تقریر کو اختتام پر پہنچاتے ہوئے اور اسے سمیٹتے ہوئے اس طریقہ سے کرتا ہوں کہ ماضی میں بلدیاتی ادارے ختم ہو چکے ہیں ان کے متعلق آئے دن قومی اخبارات میں یہ خبریں جلی سرخیوں سے شائع ہوتی رہی ہیں کہ فلاں بلدیاتی ادارے نے' فلاں چیئرمین نے' فلاں نائب چیئرمین نے' فلاں میئر نے' فلاں ڈپٹی میئر نے اور فلاں رکن لوکل کونسل نے ... ارتکاب کیا ہے' بے ضابطگیاں کی ہیں اپنے ذاتی مفادات حاصل کئے ہیں۔

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب والا ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔

- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- کورم نہیں ہے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (گھنٹیاں بجائی گئیں)

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- گنتی کی جائے------ کورم پورا ہے- شاہ صاحب آپ تقریر فرمایا رہے تھے- میں ان سے استدعا کروں گا کہ وہ دوبارہ اپنی تقریر جاری رکھیں-

* -- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر مجھے میرے قابل احترام بھائی ملک خدا بخش ٹوانہ صاحب کی طرف سے ایک چٹ موصول ہوئی ہے جس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ اپوزیشن نے انگریزی کپڑے پہننے کیوں شروع کردیئے ہیں میں اس کے جواب میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- وہ صرف شعر میں جواب دینا چاہتے ہیں اس سے زیادہ مزید آگے نہیں پڑھنا چاہتے-

* -- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب والا میں آپکی وساطت سے ان کی خدمت میں ایک شعر کا مصرعہ عرض کروں گا کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- محترمہ بشری رحمٰن صاحبہ آپ کوئی جواب دینا چاہیں گی-

* -- **بیگم بشری رحمٰن** :- جناب سپیکر لباس پر تو میں کوئی بات نہیں کرتی کیونکہ کچھ لوگوں کو ویسے بھی غلامی کا لباس پہننے کا شوق ہوتا ہے- ان کو اپنے گلے میں طوق اچھا لگتا ہے اگرچہ خوبصورت بھی لگتا ہے- شاہ صاحب سوٹ میں بہت اچھے لگتے ہیں اب انہوں نے فرمایا ہے کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

اس سلسلے میں تو ہم یہی کہیں گے کہ

تیرے نمبراں دے ناں انعامی پرچے
اسی عاشق نہ ہوئے مزدور ہوگئے
تسیں لبھ لو اپنا کوئی ہور چاہن والا
ایسی حاضری تو اسیں بس حضور ہوگئے

* -- **رانا پھول محمد خان** :- پیشتر اسکے کہ شاہ صاحب [illegible] لیکن عشق مشک کی بات تو

مجھے آتی نہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ محترمہ نے جو فرمایا ہے اس میں ان مردوں کا کوئی قصور نہیں۔ آج مرد غلامی انگریز کی نہیں کر رہے بلکہ وہ بیگمات کی کر رہے ہیں۔ لباس بیگمات تیار کر کے دیتی ہیں ہمارا اس میں کیا گناہ ہے۔ آج کل رواج ہوگیا ہے کہ آدمی خود کپڑے نہیں پہن سکتا بیگم صاحبہ کا جو حکم ہے کہ یہ پہنیں وہ وہی پہن لیتے ہیں۔ شاہ صاحب کا اس میں کوئی گناہ نہیں۔ یہ تو بیگم صاحبہ کو ہماری بھابی سے گلہ کرنا چاہئے کہ وہ کونسا لباس تجویز کریں۔

*-- **میاں ریاض حسین پیرزادہ** :- جناب والا چونکہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ہاؤس میں موجود نہیں ہیں اس لئے اس قسم کی بات نہیں ہونی چاہئے۔

*-- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- راجہ خلیق اللہ صاحب نے بھی سوٹ پہن رکھا ہے۔

*-- **رانا پھول محمد خان** :- جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ صرف آپ ان کو راجہ صاحب نہ کہا کریں بلکہ راجہ اندر سنگھ صاحب کہہ کر پکاریں۔

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر چونکہ میری محترمہ بہن نے غلامی کا ذکر کیا ہے میں آپکی وساطت سے میں نہ تو کوئی شاعر ہوں۔ نہ ادیب ہوں اور نہ میں کوئی رائٹر ہوں۔ میں آپکی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب غلامی کا دور تھا۔ فرنگی حکمران تھے آپ بھی عدلیہ کے جج کے جو اردلی صاحبان میں یا چپڑاسی ہیں نہ جانے ان کو کیا کہتے ہیں ان کے لباس کی طرف اگر آپ نظر دوڑائیں تو آپ کو یہ حقیقت واضح نظر آجائے گی کہ ایک مرتبہ میں قابل احترام بھائی ملک خدا بخش ٹوانہ صاحب جس اپنے روائتی۔ علاقائی اور قومی لباس میں شلوار۔ کرتہ۔ اچکن اور کلہ اور طرہ اس سج دھج میں ہمارے اس ایوان میں تشریف لائے تھے۔ اگر جو ڈیشری اور جج کے چپڑاسیوں کی یونیفارم جو انگریز کی غلامی کے دور سے چلی آرہی ہے اگر آپ اس پر نظر دوڑائیں--------

*-- **رانا پھول محمد خان** :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں جناب کی وساطت سے اپنے محترم قابل صد احترام پیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اچکن شلوار اور پگڑی انگریز کا لباس نہیں ہے۔ وہ ہمارا لباس ہے اور اپنا لباس پہن کر ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ انگریز کے ساتھ رہ کر بھی ہمارا طرہ امتیازی طرہ تھا اس لئے اسکو غلامی کا لباس نہیں کہا جاسکتا وہ تو ہمارا لباس تھا۔ اور پاکستان آرائیں کا لباس تھا شاہ صاحب چونکہ ارائیں نہیں ہیں عربی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ان کو طرہ کا پتہ ہی نہیں--- انہوں نے کبھی طرہ باندھا ہی نہیں۔ وہ تو ہمارا لباس ہے۔

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر، میں رانا صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ

عرض کرنا چاہتا ہوں' کیونکہ ماشاء اللہ وہ یک طرفہ ٹریفک چلاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں ایک ہی طرف نظر آتا ہے۔ ساون کے اندھے کو سوجھے ہر سو ہریالی۔ میں تو وہی بات کر رہا ہوں کہ انگریزوں نے ہمارے نئی تشخص کو بگاڑنے کے لئے اور ہمارے لباس کی توہین و تذلیل کرنے کے لئے چونکہ اس وقت جو ڈیشن یا ڈپٹی منسٹر----

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- شاہ صاحب' میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ کی جو ترمیم ہے۔

* -- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر' گزارش یہ ہے کہ جب غلامی کی بات کی جاتی ہے' جب لباس کی بات کی جاتی ہے تو میں اپنی بہن جو شاعرہ ہیں' ادیبہ ہیں' جو قلم کار ہیں' جو رائٹر ہیں' جو مجھ سے بہتر لکھ سکتی ہیں' جو مجھ سے بہتر انداز میں پیش کر سکتی ہیں' میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ ایک قرارداد لائیں۔ اس طرف ان کی نظر نہیں جاتی۔ میں انہیں اور رانا صاحب کو بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے قومی لباس کا تمسخر اڑانے کے لئے' تذلیل اور توہین کرنے کے لئے وہ جو نظام ہے۔ یہاں پر بھی ایک گرز نما آتا تھا۔ اس اسمبلی کی روایت تھی کہ جب سپیکر آتا تھا تو ایک آدمی گرز لے کر آتا تھا۔ آج بھی اگر آپ بڑے ہوٹلوں میں جائیں تو دیکھیے ان کا لباس' جو باہر استقبالیہ پر کھڑے ہیں۔ ہمارا جو قومی لباس تھا' جو ہمارے آباؤ اجداد' ہمارے قوموں کے سردار' ہمارے بزرگ اور باعزت لوگ اسے زیب تن کیے رکھتے تھے۔ آج وہاں پر استقبال کرنے والے چپراسی' جنہیں اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے صرف چند ٹکے ملتے ہیں وہاں چونکہ بدیشی لوگ آتے ہیں' تو ہمارے اس قومی لباس کا تمسخر اڑانے کے لئے انہیں پیش کیا جاتا ہے۔ ہمارے قومی لباس کی توہین کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر' میں آپ کی وساطت سے ان سے اور فاضل رکن رانا پھول محمد خان سے استدعا کروں گا کہ وہ اس معزز ایوان میں اس قسم کی قرارداد پیش کریں کہ ہمارے قومی لباس کو باوقار بنایا جائے اور یہ تبدیلی لائی جائے۔ بلکہ آج کے اس دور میں اگر ہم غلامی کے دور کی روایات اور نشانیاں ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو جناب سپیکر' اگر وہاں پر انگریزوں کے دور میں ہمارے قومی لباس کو چھوٹے طبقے کی زینت بنایا گیا----

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- شاہ صاحب' آپ اپنے موضوع پر آجائیں۔ اس پر آپ نے کافی بحث کر لی ہے۔

* -- **سید طاہر احمد شاہ** :- جواب دینے کا حق تو ہمیں ہونا چاہئے۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- آپ جواب دے چکے ہیں۔ اب براہ کرم اپنے موضوع کی طرف

آجائیے۔

* -- **وزیر قانون** :- جناب سپیکر' میرا خیال ہے کہ اب اس بحث کو ختم ہونا چاہئے اور قانون سازی ہونی چاہئے۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- میں نے ان سے یہی گزارش کی ہے کہ اب براہ کرم اپنی ترمیم پر آئیں۔

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب سپیکر' یہ کوئی ایسے ہی چلتا ہوا مسئلہ نہیں ہے۔ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اگر اس پر تھوڑی سی توجہ دے دی جائے تو میرا خیال ہے پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں یہ بہت اہم ثابت ہوگا۔ جناب سپیکر' اب اس مسئلے کو چھیڑا گیا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر یہ ہے کہ آپ کے بڑے بڑے ہوسٹل ہیں اور وہاں ایک آدمی کھڑا ہوتا ہے جس نے کلا پہنا ہوتا ہے' اچکن پہنی ہوتی ہے' شلوار پہنی ہوتی ہے اور کھسہ پہنا ہوتا ہے اور یہ پنجاب کا پورا لباس ہوتا ہے جو صرف ان لوگوں کے لئے ہوتا ہے جو دروازہ کھولتے ہیں اور دروازہ بند کرتے ہیں۔ آپ اس کی اہمیت کو ذرا سمجھیں۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- میں اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں---- میں اس کی اہمیت کو سمجھ رہا ہوں۔ آپ قرارداد دیں۔

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- پنجاب کی ثقافت جس پر ہم مان کرتے ہیں' جس پر نوابزادہ صاحب مان کرتے ہیں' جس پر سارا پنجاب مان کرتا ہے' وہ دروازے کے آگے کھڑی ہے۔ اور وہ غیرملکیوں کے لئے دروازہ کھول رہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہماری ثقافت کو' ہمارے لباس کو کون سا حصہ دیا جارہا ہے۔ یہ انگریزوں نے دیا ہے۔ لیکن آزادی کے دور میں یہ نہیں رہنا چاہئے تھا۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- راہی صاحب' میں آپ سے استدعا کررہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ اس معاملے کی اہمیت کے پیش نظر آپ اس کے لئے ایک قرارداد لاسکتے ہیں۔ اس کے لئے باقاعدہ کارروائی ہوسکتی ہے' کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ کے پاس اس کا حل موجود ہے۔ اگر آپ اس کو اس انداز سے اسمبلی میں لائیں گے تو اس کا فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ اس کے لئے تحریک التواء دیں۔ آپ اس کے لئے کوئی اور طریقہ اختیار کریں' قرارداد دے دیں۔ تو انشاء اللہ' اس کو لیا جائے گا۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ وہ ذرا ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں اور اسکی کارروائی کو آگے بڑھنے دیں۔ فرمایئے شاہ صاحب۔

* -- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر' میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے قومی اخبارات میں جلی سرخیوں کے ساتھ یہ خبریں شائع ہوتی رہیں کہ فلاں میئر نے' فلاں رکن مقامی کونسل نے یہ گھپلا بازی کی ہے' یہ بدعنوانی کی ہے۔ جناب سپیکر' ہمیں جہاں قانون سازی کرنی ہے وہاں حکومت کا اولین فرض ہے کہ اداروں کے استحکام' بہتری اور ہر شعبہ زندگی میں بہتری کی طرف قدم بڑھانے کے لئے ہمیں ان اداروں کی تصحیح کرنی چاہئے اور جناب سپیکر' اس سلسلے میں اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے' میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ جس طریقے سے ماضی کے اخبارات میں بلدیہ عظمیٰ لاہور کا میئر منتخب ہونے سے قبل یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ میونسپل کارپوریشن لاہور کا پبلک آڈٹ کیا جائے گا۔ اسی طریقے سے جتنے بھی بلدیاتی ادارے ہیں' ان کا آڈٹ کیوں نہیں کیا جاتا۔ اور ان کا آڈٹ کر کے جہاں جہاں عوامی سرمائے کو ناجائز استعمال کیا گیا ہے۔ جہاں جہاں عوامی نمائندوں کے روپ میں عوامی سرمائے کو لٹیروں نے لوٹا ہے' ان کے احتساب کے لئے حکومت کو وائٹ پیپر شائع کرنا چاہئے۔ اس سے حکومت کی بہتری بھی ہوگی اور نیک نامی بھی۔ اس سے اداروں کی بہتری ہوگی اور اداروں میں استحکام پیدا ہوگا۔ جناب سپیکر' اگر وہ غور سے سنیں گے تو اس کے ساتھ ساتھ حکومت کی بہتری کے لئے میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں ضلع کونسلیں ہیں' جہاں جہاں یونین کونسلیں ہیں' اگر وہ کروڑوں روپے کے اسراف سے سڑکیں بناتی ہیں' نئے منصوبے کھولتی ہیں وہاں تو عوام کو عوامی ترقی کے کچھ پہلو نظر آتے ہیں۔ لیکن شہری کونسلوں میں' میونسپل کارپوریشن کی حدود میں ہمارا یہ مشاہدہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ سڑک پر سڑک بن رہی ہے' گلی پر گلی بن رہی ہے' نالی بن رہی ہے۔ اگر سٹریٹ لائٹس کے بلب لگے ہوئے ہیں' بلب وہاں پر موجود ہیں' ناجائز خریداری کے بل بنائے جا رہے ہیں۔ ایک ایک بلب' ایک ایک سڑک۔ ہمیں سوچنا چاہئے۔ اس قسم کے قواعد و ضوابط اس قسم کے قوانین بنانے چاہیں کہ عوامی سرمائے کو ہم محفوظ کر سکیں۔ عوامی سرمائے کا ہم تحفظ کر سکیں اور عوامی سرمائے کے اسراف کو روک سکیں۔ (اس مرحلے پر راجہ خلیق اللہ خان صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! ہمیں اس قسم کے ضوابط مرتب کرنے چاہئیں اور ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ایک سڑک کب بنی تھی' کب ٹوٹی تھی اور اس کا قائم رہنے کا عرصہ کتنا ہونا چاہئے تھا۔ سڑک پہ سڑک بنتی ہے' لاکھوں روپے کی سڑک بنتی ہے' لاکھوں روپے کی سڑک ٹوٹ جاتی ہے۔

* -- **سید اقبال احمد شاہ** :- پوائنٹ آف آرڈر۔ شاہ صاحب سے کل سے عرض کی جا رہی ہے کہ انہوں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس بارے میں گفتگو کریں' سڑک کہاں سے آ گئی؟

* -- **سید طاہر احمد شاہ** :- میں آپ کی وساطت سے محترم شاہ صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذرا مجھے یہ تو بتا دیں اور میری رہ نمائی کردیں کہ میں نے کیا ترمیم پیش کی ہے؟ انہیں یہ علم بھی ہے کہ نہیں؟ یہ ذرا اس ایوان میں فرما دیں' میری اور معزز ایوان کی اطلاع کے لئے' کہ میں نے ترمیم کیا پیش کی ہے۔ میں ان سے جواب کا منتظر ہوں۔

* -- **رانا پھول محمد خان** :- جناب سپیکر' میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ جناب سپیکر کے فرائض انجام دیتے ہوئے اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ آیا کوئی فاضل رکن متعلقہ ہے یا نہیں۔ جہاں تک تقدیر کا تعلق ہے' شاہ صاحب اس بل پر جتنی دیر چاہیں تقریر کر سکتے ہیں۔ لیکن موضوع سے ہٹ کر نہیں۔ اب سڑکوں کا اس بل سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کا تعلق ایک معمولی سی بات سے ہے اور جس بارے میں کل سے میں بھی سن رہا ہوں۔ یا تو ان کے نوٹس میں وہ نہیں آئی اگر اس میں کوئی خامی ہے۔ اور اگر ہے تو وہ آخر میں لانا چاہتے ہیں۔ سارا وقت لگانے کے بعد لانا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں بھی انہیں یہ درخواست کروں گا کہ یا تو بار بار کورم کا اعتراض نہ کریں اور اگر کورم کا اعتراض کرنا ہے تو پھر اپنی تقریر کو موضوع کے اندر رکھیں۔

* -- **جناب چیئرمین** :- آپ کا اعتراض درست ہے۔ میں شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ Within the framework of amending act اپنی تقریر فرمائیں۔

* -- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر میں نے استفسار کیا تھا کہ آپ پہلے مجھے قانون بتا دیں پھر اسکا حوالہ دیں۔

* -- **وزیر قانون** :- یہ رول 176 ہے۔

* -- **سید طاہر احمد شاہ** :- میں نکال لوں؟

MINISTER FOR LAW : " Rule 176 : (1) The subject of every speech shall be relevant to the matter before the Assembly."

This is one thing and after this I will take to Rule 177.

Rule 177. The Speaker, after having called the attention of the member who persists in irrelevance or in tedious repetition either of his own arguments or of the arguments used by other members in debate, may direct him to discontinue his speech.

Next I take your honor to Rule 180 relating to Limitation on Debate.

" **Rule 180 (1)** Whenever the debate on any motion in connection with a Bill or on any other motion becomes protracted, the Speaker may, after taking the sense of the Assembly, fix a time limit for the conclusion of discussion on any stage or all stages of the Bill or the motion, as the case may be."

You can place limitation on speeches at any stage of the Bill. As you know the discussion on the point, whether the Bill referred for circulation to elicit public opinion or not, or whether the Bill is to be passed by the Assembly itself started last evening continuously till the House adjourned for next day. Since morning the discussion has started on the same point, but I am really sorry to submit that not a single word has been uttered with relevant to the point in view or point under discussion. The point under discussion is, Whether the Bill to circulated to the public to elicit the public opinion regarding the amendment being laid before the House for passing the amendment. The speech or the discussion must restrict on the grounds on which my learned speaker wants to base his case. What are the reasons that the Assembly is not competent to pass the Bill within the House rather it is expedient, rather it is necessary to send the Bill and circulate the same in public to elicit public opinion on that Bill. Do you know Mr. Speaker, that any word has been uttered on that point. Not a single word has been said to justify the stand regarding the amendment which has been moved at the

moment. So far as the general discussion on the clauses of the Bill are concerned they may be taken at the time when the amendment on that clause is taken. At the moment only the arguments can be given that this Bill is not to be passed by the Assembly rather it should be sent to the public and circulated to the public to elicit the public opinion. What ground has been given by my learned friend at this score. So taking in view the sense of Assembly I will request the Speaker to limit the time on discussion with regard to the Bill and with regard to the amendment moved by my learned speaker. This is most important that the time be fixed so that the Bill be processed and it may progress smoothly. Thank you very much, sir.

MR CHAIRMAN : Thank you. I agree with your objection and I will request shah sahib that when the speaker is speaking will you allow me to speak. I am speaking. I agree with the objection raised by the Law Minister and I will request shah sahib to please be relevant and within the framework of the amendment.

MINISTER FOR LAW : And fix the time limit on the unlimited discussion.

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر پیشتر اس کے کہ آپ اس پر رولنگ فرمائیں میں یہ جواب پیش کرنا چاہتا ہوں جب قانون سازی ہورہی ہوتی ہے اگر صحیح بات ہورہی ہوتی ہے ماضی میں میں اس اسمبلی میں پہلے بھی رہ چکا ہوں جب لینڈ ایکوزیشن ایکٹ یہاں پیش کیا گیا تو مرحوم مخدوم سید حسن محمود مسلسل 5 دن تک اس بل پر بولتے رہے تھے۔ جناب سپیکر ہمیں اپنی روایات کو تبدیل نہیں کرنا چاہئے ہاں البتہ میں اسکو دہراؤں یا درست نہ ہوں تو آپ مجھے درست کرنے کے لئے ہدایت کر سکتے ہیں اور اگر میں دہراؤں تو آپ مجھے باز رکھ سکتے ہیں۔

MR. CHAIRMAN : Shah sahib, I will like to point out that your amendment is :-

"That the Punjab Local Government (second Amendment) Bill, 1988 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, be circulated for the purpose of eliciting opinion there on by 31st December, 1988."

I will request you please contain yourself with in that framework.

*-- **سید طاہر احمد شاہ :-** جناب والا اب تو انکی بات غیر متعلقہ ہو کر رہ گئی ہے۔

MR CHAIRMAN: This is only for eliciting public opinion.

You can have ten minutes more.

*-- **سید اقبال احمد شاہ :-** شاہ صاحب نے ایک ایسی بات کی ہے کچھ آپ نے واضح کردی ہے کچھ وزیر قانون نے وضاحت کی کل وزیر قانون نے بل پیش کیا تھا حزب اختلاف کے لیڈر نے ترمیم پیش کی تھی یہ ترمیم پر بحث کر رہے تھے اس لئے میں نے کہا تھا کہ جو ترمیم آئی ہے اس پر بحث کریں۔

*-- **جناب چیئرمین :-** اس پر بات ہو چکی ہے۔

I will request shah sahib to contain himself within the freamwork of his amendment.

*-- **سید طاہر احمد شاہ :-** جناب سپیکر میں آخر میں بل کے پیرا 5 میں اور سیکشن 21 کے بعد سیکشن 21 پر مجھے بولنے کی اجازت دیجئے میں اس پر بات کروں میں اس پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ امیدواروں کے منتخب ہو جانے کے بعد بلدیاتی اداروں کے ارکان کو نااہل قرار دینے کی یا انہیں منتخب ہوجانے کے بعد انکی منتخب نشست سے محروم کرنے کی گنجائش---

*-- **جناب چیئرمین :-** جب وہ ترمیم آئے گی اس وقت اس پر بولنا۔

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب والا میری بات تو سنیں کیا میں صحیح نہیں ہوں

Am I irrelevant on the specific proposed section of the bill.

*-- **جناب چیئرمین** :- جب وہ ترمیم آئے گی آپ اس ترمیم پر تقریر کریں گے۔

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر میں نے یہ ترمیم کیوں دی ہے؟ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرلیا جائے۔ جناب سپیکر میں تو کبھی کبھی بولتا ہوں اور وہ بھی بر محل بولتا ہوں لیکن رانا پھول خان تو ہمیشہ غیر متعلقہ بولتے ہیں کبھی وہ نکتہ احتجاج پر بولتے ہیں کچھ کسی نکتہ پر بولتے ہیں کبھی کسی نکتہ پر بولتے ہیں ارے بھائی چھاج تو بولے چھلنی کیا بولے۔ جو خود ہمیشہ غیر متعلقہ رہتے ہیں وہ دوسروں کو بر محل ہونے کا طعنہ دیتے ہیں مجھے تو سمجھ نہیں آتی رانا صاحب کیا کرنا چاہتے ہیں۔

*-- **رانا پھول محمد خان** :- جناب سپیکر چھاج پچھوڑتا ہی رہے گا اور اس میں کچھ نہیں رہے گا اس میں پھوکٹ ہی پھوکٹ ہے۔

*-- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر میں یہ چاہتا ہوں کہ نااہل قرار دینے کی شق ہے نا اہل امیدواروں کو یا منتخب ارکان کو نااہل قرار دینے کا جو سیکشن ہے دفعہ ہے یا شق ہے اور خاص طور پر سیاسی بنیادوں پر سیاسی پارٹیوں کی حمایت کی بنیاد پر----

*-- **رانا پھول محمد خان** :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا شاہ صاحب اگر برا نہ منائیں تو میں جناب کی وساطت سے ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جس انتخابی قانون کے تحت ہم اور شاہ صاحب منتخب ہو کر اس اسمبلی میں آئے ہیں یہ قانون وہاں بھی موجود ہے کہ کسی سیاسی جماعت کا نام' جھنڈا یا اشارہ استعمال نہیں ہوسکے گا۔ یہ تو قانون کے ساتھ اس عبارت کے الفاظ آگئے ہیں۔ وہ قانون تو پہلے ہی الیکشن رولز میں شامل ہے۔ کہ غیر جماعتی انتخابات میں کسی جماعت کا نام یا اشارہ یا نشان استعمال کرنے والے کو نااہل قرار دے دیا جائے گا۔ یہ ہمارے صوبائی انتخابات میں بھی تھا اور اب بلدیات انتخاباب میں بھی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہاں اگر اس چیز سے ڈرتے تھے تو ہمیں پھر غیر جماعتی انتخابات میں پہلے اسمبلی کے انتخابات میں حصہ نہیں لینا چاہئے تھا کہ ہم اس کو برداشت نہیں کرتے ہم اس کو پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا ہم انتخاب لڑنا نہیں چاہتے۔ یہ تو قانون پہلے سے

موجود ہے۔

* -- **جناب چیئرمین** :- رانا صاحب! وہ تقریر کے آخری لمحات پر آئے ہوئے تھے براہ مہربانی مداخلت نہ کریں۔

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب والا۔ ایوان میں کورم نہیں ہے۔

* -- **جناب چیئرمین** :- گنتی کی جائے (گنتی کی گئی) ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے۔ (گھنٹیاں بجائی گئیں)

* -- **جناب چیئرمین** :- گنتی کی جائے (گنتی کی گئی) ایوان میں کورم ہے۔ میں شاہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنی تقریر جاری رکھیں

And further request him to please limit his

speech (interrpution) order please... .

* -- **سید طاہر احمد شاہ** :- جناب سپیکر۔ یہ جو مجوزہ دفعہ 21 اے اس بل میں ایزاد کیا جاتا ہے کہ سیاسی جماعتوں کی بنیاد پر یا ان کی حمایت یا ان کا پروگرام یا ان کے منشور کے پروگرام کے استعمال کی بنیاد پر جو نااہلی کی شق اس قانون میں شامل کی جارہی ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میری متبادل تجویز یہ ہے کہ انتخابات جب جمہوریت کے تحت ہوتے ہیں تو وہ سیاسی نظام کے تحت ہوتے ہیں سیاسی لوگ ہی اس میں حصہ لیتے ہیں بجائے اس کے کہ سیاسی پارٹیوں کی بنیاد پر نااہلی کے قانون وضع کئے جائیں اس جگہ پر کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ حکومت ایسے قانون بنائے کہ اگر کسی لوکل کونسل کا سربراہ نائب سربراہ یا کوئی رکن یا ارکان بددیانتی کا ارتکاب کرتے ہیں اور ملکی سالمیت کے خلاف کسی جرم کا ارتکاب کرتے ہیں اگر وہ اداروں کے استحکام کے خلاف' وجود کے خلاف وہ کوئی فعل سرزد کرتے ہیں تو انہیں معزول کرنے کا قانون ضرور بنانا چاہئے میں اس کی دل سے حمایت کروں گا میں بھی اس کی تائید کروں گا مگر سیاسی جماعتوں کی وابستگی اور اس کے جھنڈا پروگرام اور پلیٹ فارم یا تشہیر کی بنیاد پر امیدواروں کو یا منتخب ارکان کونسل کو نااہل قرار دینے سے ہم جمہوریت کی خدمت نہیں کرتے۔ اس لئے جناب سپیکر میں اپنے ان دلائل کے ساتھ آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس بل کو عوام کی رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے 31 دسمبر 1988ء تک متداول کرایا جائے۔

* -- جناب چیئرمین :- شکریہ۔

* -- سید طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر۔ میں نے اپنی بات تو ختم کرلی ہے مگر آپ کی اجازت سے میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں گو اس بل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پنجاب پولیس نے ایک کہنہ مشق صحافی ریاض قریشی کے خلاف زیادتی کرتے ہوئے مقدمہ قائم کر کے اسے گرفتار کیا ہے اس پر میں پنجاب پولیس کی سخت مذمت کرتا ہوں اور احتجاج کرتے ہوئے ایک منٹ کیلئے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

* -- رانا پھول محمد خان :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ جب ایک بل کی مخالفت کرنے والا ایک رکن جس نے یہ تحریک پیش کی ہو کہ اس بل کو منظور کرنے کیلئے رائے عامہ طلب کی جائے اسے مشتہر کیا جائے۔ اپنی تقریر کے اختتام پر جب وہ یہ تجویز پیش کردے تو پھر میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب کو چاہئے کہ اس ایوان سے رائے طلب فرمائیں کہ کیا آپ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اس کو مشتہر کردیا جائے یا نہ کردیا جائے تاکہ اس معاملے پر بحث ختم ہو۔

* -- جناب چیئرمین :- رانا صاحب' ان کے علاوہ اور ممبر بھی ہیں۔ جنہوں نے یہ ترمیم دی ہوئی ہے۔

* -- رانا پھول محمد خان :- وہ ترمیم تو خود بخود ختم ہو جائے گی جو وہ فرما گئے ہیں ابھی رائے لے لو' مشتہر کردو۔

* -- جناب چیئرمین :- وہ ابھی موجود ہیں۔ جی چودھری محمد رفیق صاحب۔

* -- وزیر قانون :- باقی حضرات جو ایوان میں موجود نہیں ہیں تو ان کی تقریر کا حق تو ختم ہو جائے گا۔

* -- جناب چیئرمین :- جی۔ وہ ختم ہوجائے گا۔ جی چودھری محمد رفیق۔

* -- چودھری محمد رفیق :- جناب سپیکر۔ میں آپ سے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

* -- جناب چیئرمین :- جی اجازت ہے۔

* -- **چودھری محمد رفیق** :- جناب سپیکر- قانون سازی کی تاریخ نہ صرف اس معزز ایوان کی قانون سازی کی تاریخ بلکہ پنجاب کی قانون سازی کی تاریخ' پاکستان کی قانون سازی کی تاریخ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ساری دنیا کی قانون سازی کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ بہتر سے بہتر قانون سازی کیلئے یا بہتر سے بہتر روایات قائم کرنے کیلئے ہر مقننہ کی یہ کوشش رہی ہے کہ اچھے سے اچھا قانون بنایا جائے جو اس قوم کی بہتری کیلئے ہو اور پچھلی روایات سے اور بہتر روایات قائم کرنے کیلئے جو قانون بنایا جاتا ہے وہ عوام کو زیادہ آسائشیں دینے یا زیادہ سہولتیں دینے یا ان کے مفاد میں ہوتا ہے اور اچھے اور برے قانون کی یہی پہچان ہے کہ لوگوں کے مفاد کیلئے یا عوامی مفاد کیلئے کونسا قانون بہتر ہے- اچھے برے قانون کی یہی کسوٹی ہے اور یہی ایک پہچان ہے اس لئے جناب والا- یہ دنیا کی تاریخ ہے کہ قانون سازیمیں جو مروجہ مرحلے ہیں ان کو بتدریج طے کرتے ہوئے ایک اچھے سے اچھا قانون بنایا جاتا ہے لیکن جناب والا یہ افسوس کا مقام ہے کہ ہماری جو موجودہ قانون سازی کی تاریخ ہے اور خصوصاً" اس موجودہ ایوان کی قانون سازی کی جو تاریخ ہے اس میں اتنی جلدی قانون سازی کی جاتی ہے جیسے کہ کوئی ہنگامی قانون بنانے کی ضرورت ہوتی ہے- جناب والا- نہ تو کوئی ایمرجنسی ہوتی ہے نہ ہی کوئی جنگ لگی ہوتی ہے کہ اتنی جلدی قانون بنانے کی کیا ضرورت ہے اور پھر اس میں یہ بھی تمیز نہیں کی جاتی کہ اس میں کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے اور کیا یہ عوام کے مفاد میں ہے یا کیا یہ عوام کے مفاد میں نہیں ہے- اس لئے جناب والا اس میں اس کا کبھی بھی خیال نہیں کیا یا اور جو موجودہ لوکل گورنمنٹ بل میں ترمیم دی گئی ہے اس میں بھی وہی طریقہ کار رکھا گیا ہے کہ جلدی سے اس ترمیم کو قبول کرلیا جائے-

* -- **جناب چیئرمین** :- یہ بطور آرڈیننس 90 دن پہلے آچکا ہے اور اخباروں میں آچکا ہے-

* -- **چودھری محمد رفیق** :- جناب والا- میں بھی تو یہی بات کرنے لگا ہوں کہ 27 اکتوبر کو ہمارا پچھلا اجلاس ہوا- تو جناب والا- اگر اس ترمیم کی اتنی سخت ضرورت تھی تو پھر پچھلے اجلاس میں یہ ترمیم کیونکر منظور نہیں کروائی گئی دو چار دن کے بعد کیوں گورنر صاحب نے اس میں ترمیم کردی ہے یہی قابل غور بات ہے اور اس میں بدنیتی نظر آتی ہے جبکہ ہمارا پچھلا اجلاس پورا ایک ماہ چلتا رہا اس اجلاس میں یہ ترمیم کیوں نہیں پیش کی گئی اس کے دو چار روز کے بعد ہی گورنر صاحب کے حکم نامے کے ساتھ یہ ترمیم کر کے فوری طور پر وہ نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کی بنیاد پر یہ

ترمیم پاس کی گئی تھی اور لوگوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ حکومت مقامی حکومت کے بلدیاتی انتخابات میں اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنا چاہتی تھی تو جناب والا۔ ایک تو یہ تاثر ہے کہ یہ ایوان ایک مقتدر ادارہ ہے اور یہ ہمارا خیال ہے مگر جب اس ایوان کے بارے میں لوگ یہ سوچیں گے کہ یہ مقتدر ادارہ نہیں ہے محض ہاتھ کھڑا کرنے کا ہی ادارہ ہے یا ادارہ صرف ایک ربڑ سٹمپ کے طور پر ہی کام کرتا ہے تو اس سے نہ صرف جناب والا۔ اس ایوان کا ہی استحقاق مجروح ہوتا ہے بلکہ ہمارے سب حضرات کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اس ایوان کی supremacy یا soverignity اسی صورت میں لوگوں میں بحال رہ سکتی ہے جبکہ ہم قانون سازی کے مروجہ مرحلوں کو طے کریں۔ جناب والا اس بارے میں دنیا کی تاریخ شاہد ہے اور اس بارے میں خاص طور پر برطانیہ کی قانون سازی کی مثال لے لیں یا پھر آپ امریکہ کی قانون سازی کی مثال لے لیں وہاں پر دو دو سال قانون کو بنانے کیلئے یا پاس کرنے کیلئے گزر جاتے ہیں اس طرح سے ہنگامی طور پر وہاں پر ایسے قانون کبھی نہیں بنے جس طرح کہ ہمارے ہاں ہنگامی طور پر قانون بنائے جاتے ہیں اسطرح سے پچھلے اجلاس میں بھی سرکاری ملازمین کیلئے ایک قانون پاس کیا گیا تھا جو کہ ایک بڑا ہی ظالم اور کالا قانون تھا۔ جناب والا آپ باہر کے اخبارات کا مطالعہ کریں کہ باہر کے ممالک میں ہمارے جتنے بھی وکلاء اور جج صاحبان تھے یا دانشور طبقہ تھا۔

*-- **جناب چیئرمین** :- چودھری صاحب یہ تو زیر بحث نہیں ہے۔

*-- **چودھری محمد رفیق** :- جناب والا۔ اس بارے میں تو میں مثال دے سکتا ہوں کہ اتنی جلدی یا تیزی کے ساتھ یہ قانون پاس کیا جارہا ہے اسی طریقے سے پچھلا قانون پاس کیا گیا تھا جو کہ اچھا نہیں سمجھا اور اس کے ردعمل کے طور پر واضح طور پر اخبارات نے فیچرز شائع کئے اور اس بارے میں لکھا گیا کہ قانون بدنیتی پر مبنی تھا۔ جناب والا اس طرح سے اب جو ترمیم پاس کی جارہی ہے

جناب والا میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اچھے قانون یا اچھی قانون سازی کیلئے ضروری ہے ہمارے جو قواعد و انضباط کار ہیں ان میں بھی یہ دیا ہوا ہے کہ مرحلہ وار اسکی ایک ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر سب سے پہلے ایک قانون جو ایوان کے اندر پیش ہوتا ہے اس کے بعد لازمی ہے اسے عوامی رائے معلوم کرنے کیلئے مشتہر کیا جائے۔ تاکہ اس کی خوبیاں اور خامیاں عوامی سطح پر ایک ردعمل کے طور پر سامنے آجائیں اور معلوم ہو جائے اس بات کا مقصد یہ ہے کہ ایک اچھا قانون بنے تاکہ وہ عوام کے

مفاد میں ہو نہ کہ عوام کے خلاف ہو۔ جناب والا سب سے پہلی قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اس ترمیم کو پچھلے اکتوبر کے اجلاس میں جو کہ پورا ایک مہینہ چلتا رہا اسے اس میں پیش کیوں نہیں کیا گیا دو روز یا چار روز بعد میں ضرورت پیش آئی کہ اس میں بذریعہ گورنر صاحب کے حکم کے ترمیم کی گئی۔ جناب والا آج بھی جبکہ حکومت نے اس سے اپنے مطلوبہ نتائج حاصل کر ہی لئے ہیں پھر بھی یہ ضروری ہے کہ اس کو عوامی ردعمل معلوم کرنے کیلئے عوامی آرا معلوم کرنے کیلئے مشتہر کیا جائے۔ اس کیلئے میں جناب سے استدعا کروں گا کہ اس قانون کو عوامی آراء معلوم کرنے کیلئے مشتہر کرنا چاہئے اور اس کیلئے میں چند دلائل آئین کے حوالے سے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ میں جناب کے اور اس معزز ایوان کے سامنے گوش گزار کرتا ہوں جناب والا! سب سے پہلے میری دلیل یہ ہے کہ آئین پاکستان جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری مقدس کتاب قرآن پاک کے بعد دوسری ایک مقدس کتاب جس کو ہم تسلیم کرتے ہیں وہ ہمارا آئین پاکستان ہے۔ اور کوئی بھی قانون نہیں بنایا جاسکتا جو کہ آئین پاکستان سے متصادم ہو جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ کوئی قانون بھی نہیں بنایا جاسکتا جو کہ اسلام کی بنیادی سوچ سے متصادم ہو یہ دو حدود ہیں جن کے اندر رہ کر ہم قانون سازی کر سکتے ہیں یہاں پر درست ہے کہ یہ مقتدر ادارہ ہے یا soverign ادارہ لیکن اس کے باوجود بھی ہم پر دو حدود ہیں ہر مقننہ چاہے وہ صوبائی ہے چاہے وہ مرکزی ہے آئین پاکستان اور اسلام کی جو بنیادی سوچ ہے اس سے متصادم حکم کوئی قانون سازی نہیں کر سکتی جناب والا اس میں میں سب سے پہلے آئین پاکستان کا آرٹیکل 226 Quote کرتا ہوں جس میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے

All elections under the Constitution shall be by secret ballot.

جناب والا دنیا کی تاریخ شاہد ہے خاص طور پر جمہوریت اور جمہوری عمل کا جو ایک وقت گزرا ہے ملک کے اندر تو میں سمجھتا ہوں کہ دو جمع دو جمع دو اتنے ہی سال ہیں جس طرح کہ ہمارا ایک سیمینار ہوا تھا اور اس میں حاجی سیف اللہ نے .on record کی بات کی ہے انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ ہمارے ملک کے اندر ہماری اسمبلیوں کا یا ہماری مقننہ کا جو جمہوری عمل گزرا ہے وہ دو جمع دو جمع دو ہے اتنے ہی سال انہوں نے کہے تھے ہمارے اس سیمینار میں ریکارڈ پر یہ بات ہے لیکن دنیا کے جتنے بھی دوسرے ممالک ہیں جن کو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ترقی یافتہ ملک ہیں اور وہاں کی جو مقننہ ہے صدیوں گزرنے کے بعد آج جس مقام پر آبیٹھے ہیں اور قانون سازی' سیاسی اور جمہوری عمل میں جو ان کی ترقی ہوئی ہے اس کو ہم نظرانداز نہیں کر سکتے بلکہ ہمیں ان سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔

جبکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک جمہوری ملک ہے اور ہمارا ایک سیاسی اور جمہوری عمل ہونا چاہئے۔

*۔ جناب فضل حسین راہی :۔ ہاؤس پھر کورم میں نہیں۔

*۔ جناب چیئرمین :۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

*۔ جناب چیئرمین :۔ پانچ منٹ کے لئے ہاؤس کی کارروائی روکی جاتی ہے۔ کورم نہیں ہے۔ کورم کے لئے گنتی کیجائے گنتی کی گئی ____ کورم ہے۔
چودھری محمد رفیق اپنی تقریر جاری رکھیں گے۔ آرڈر پلیز' آرڈر پلیز

*۔ چوھدری محمد رفیق :۔ ____ جناب آرٹیکل 226 کا حوالہ دیا تھا کہ اس میں یہ درج ہے وہاں پر متفقہ طور پر یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ ہمارے آنیوالے انتخابات' تمام انتخابات ایک انتخاب کی بات نہیں کی گئی ہے تمام الیکشن under the constitution shall be by secret ballot all elections جناب والا' اسمیں کسی خاص الیکشن کی صراحت نہیں ہے' صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی کے الیکشن ہوں گے یا سینٹ کے الیکشن ہوں یا بلدیاتی الیکشن ہوں' اسمیں تمام الیکشن کا حوالہ دیا گیا ہے کہ ہمارے ملک میں جو بھی الیکشن ہوں گے وہ خفیہ رائے شماری کے ذریعہ ہی ہوں گے۔ اور یہ ایک گنتی مضحکہ خیز بات ہے کہ ہر لمحے ہم اپنے بنائے ہوئے آئین کی' جس کے تحت ہم نے حلف اٹھایا ہوا ہے۔ ہم آئین شکنی کرتے ہیں۔ ہم نہ صرف روز مرہ کی زندگی میں بلکہ قانون سازی کے وقت بھی ہم آئین شکنی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور یہ کتنی افسوس ناک بات ہے ہمارا وہ حلف کہاں گیا۔ جتنے یہاں پر ممبر بیٹھے ہوئے ہیں' ان سب نے حلف اٹھایا ہوا ہے۔ جتنے یہاں پر وزراء تشریف فرما ہیں ان سب نے حلف اٹھایا ہوا ہے۔ جتنے مشیران کرام بیٹھے ہوئے ہیں اور جتنے پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں ان تمام نے یہ حلف اٹھایا ہوا ہے۔ اور نہ صرف ممبران نے بلکہ وزیر اعلیٰ اور گورنر نے بھی حلف اٹھایا ہوا ہے۔ کہ ہمارے انتخابات بھی ہیں وہ ہمیشہ خفیہ رائے شماری سے ہوں گے۔ آپ دیکھیں کتنی افسوس ناک بات ہے کہ ہم آئین شکنی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ کوئی چھوٹی سی اور معمولی بات نہیں ہے۔ اس ترمیم کو اس ایوان کے اندر لا کر ایک قسم کی قانون شکنی کر رہے ہیں۔ ہماری چالیس سالہ زندگی میں آپ دیکھیں کہ ہم نے کتنے آئین بنائے اور کتنی مرتبہ آئین توڑے ہیں۔ کتنی بار آئین کی بے حرمتی کی ہے۔ کتنی مرتبہ ہم نے آئین کو ہائی جیک کیا اور میں یہ

بر ملا کہتا ہوں کہ ہم آج بھی آئین کو ہائی جیک ہی کر رہے ہیں۔ اور آئین کی خلاف ورزی ہی کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں میرا اس تجویز سے وزیر قانون بھی اختلاف نہیں کر سکتے ہیں کہ ہم خفیہ رائے شماری کے بغیر کسی اور ذریعہ سے الیکشن نہیں کروا سکتے ہیں۔ کیوں کہ یہ آئین پاکستان سے متصادم ہے جو آپ کے بلدیاتی الیکشن ہو چکے ہیں' آپ کے وہ الیکشن ultra vires ہیں جناب والا 226 آرٹیکل کو آرٹیکل 8 اور 4 کیساتھ ملا کر پڑھیں۔ ان آرٹیکل میں اور خاص طور پر آرٹیکل 32 جو ہے اسکے حوالے سے بھی حکومت پابند ہے میں جناب کی توجہ اور جناب کی وساطت سے معزز ممبران کی توجہ آرٹیکل 32 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

•Rule 32

The state shall encourage local Government institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special representation will be given to peasants, workers and Women.

جناب والا اس حوالے سے میں حکومت وقت سے یہ کہوں گا کہ وہ اس بات کی پابند ہے کہ بلدیاتی نظام کو مضبوط تر بنایا جائے نہ کہ اسکو کمزور کر دیا جائے اور جناب والا۔ میرا خیال ہے کہ ہماری حکمت عملی کے تحت جو رہنما اصول وضع کئے گئے اسمیں یہ آرٹیکل شامل ہے۔ لیکن عملی طور پر یہ نظر آتا ہے کہ ہماری موجودہ حکومت نے آئین کی اس آرٹیکل کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔ جب کہ بلدیاتی اداروں کو مضبوط کرنے کی بجائے ان کو اور بھی کمزور کر دیا ہے۔ جناب والا آپ دیکھیں کہ بلدیاتی اداروں پر یونین کونسل کے سیکرٹری سے لے کر ہماری صوبائی اسمبلی کے سیکرٹری تک کتنے افسران ان پر مسلط ہیں۔ سیکرٹری ضلع کونسل ہے۔ پھر پراجیکٹ مینجرز پھر اے ڈی ایل جی ہے۔ پھر ڈپٹی کمشنر اور کمشنر ان پر مسلط ہے۔ یہ ایک فوج ظفر موج ہمارے بلدیاتی ادارے پر کنٹرول کرنے کے لئے حاوی ہے اور جو بھی ہمیشہ حکومت کا نقطہ نظر ہوتا ہے۔ اسکے مطابق ان بلدیاتی اداروں کو چلایا جاتا ہے اور اپنے مطلب کے مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے اس آئین کی نفی ہے۔ کیونکہ حکومت

اس بات کی پابند ہے کہ بلدیاتی اداروں کو مضبوط کیا جائے گا لیکن مضبوط کرنے کی بجائے انکو مزید کمزور سے کمزور تر کیا جا رہا ہے۔ جبکہ ہماری یہ جو موجودہ ترامیم جو ان میں شامل کی جارہی ہیں جس کے مطابق اپنی پسند کے ممبران کو اپنی پسند سے کسی اور طریقہ سے وہاں لایا گیا گو وہ الیکشن ہار چکے ہوں اور ہاتھ کھڑے کر کے انکو جتوایا گیا۔ جو کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 226 سے متصادم ہے۔

*۔ جناب چیئرمین :- ہاتھ کھڑی کرنے والی ترمیم اس میں ہے جس پر آپ بحث کر رہے ہیں۔ ایکٹ بن گیا ہے۔ گورنمنٹ کو اختیارات دیئے گئے ہیں۔

*۔ سید طاہر احمد شاہ :- جناب والا یہ ترمیم اس آرڈیننس کے تحت بنائی گئی ہے۔

*۔ چودھری محمد رفیق :- جناب والا گورنمنٹ کو اختیارات تو دیئے گئے ہیں۔ لیکن اسکی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ ایک حد تو آئین پاکستان ہے دوسری حد اسلامی قوانین ہے۔ ان دونوں حدود سے متضاد کوئی قانون نہیں بنایا جا سکتا ہے اس کے خلاف جو قانون بنے گا وہ ultral vires ہو گا۔ جناب والا ابھی تو میں بول رہا ہوں یہاں پر پابندی نہیں ہے۔ میں تو ابھی آدھ گھنٹہ اور لوں گا بلکہ میرا خیال ہے کہ کل بھی مجھ سے ہی شروع کیا جائے۔

*۔ چودھری گل نواز خان وڑائچ :- جناب سپیکر! نماز کے لئے وقت ہو گیا ہے اگر اجازت فرمائیں تو بحیثیت مسلمان پہلے نماز پڑھ لیں۔

*۔ جناب چیئرمین :- چودھری صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

*۔ چودھری محمد رفیق :- جناب میرا خیال تو یہ تھا کہ آپ گل نواز خان وڑائچ صاحب کی بات کا جواب دیں گے آپ پہلے اس کا فیصلہ کریں جو انہوں نے مطالبہ کیا ہے۔

*۔ جناب چیئرمین :- آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

*۔ چودھری محمد رفیق :- نہیں جناب پہلے ان کی بات کا جواب دیں۔ کیونکہ انہوں نے بھی آپ سے سوال کیا ہے۔

*۔ جناب چیئرمین :- مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ان کے فرائض کے تحفظ کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی جا کر نماز پڑھنی ہے۔ جب انہیں احساس ہو گا کہ وقت ہو گیا ہے تو وہ خود ہی کہہ دیں گے۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

* -- چودھری محمد رفیق :- میں جناب اپنی تقریر جاری رکھوں گا' مگر ان کی بات کا جواب تو نہ آیا جناب والا میں بھی یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ نماز کے لئے وقفہ ہونا چاہئے۔

* -- جناب چیئرمین :- میں نے کہا ہے کہ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

* -- وزیر قانون و پارلیمانی امور :- جناب یہ چودھری رفیق صاحب سے کہہ دیں کہ ایک دو شعر سنا دیں کیوں یونہی پریشان ہو رہے ہیں۔ شعر پڑھ کر اپنی بات ختم کریں مگر ایک شرط یہ ہے لہ شعر صحیح ہونا چاہیے

* -- سید طاہر احمد شاہ :- جناب چودھری صاحب سے کہیں کہ یہ شعر سنا دیں۔

* -- وزیر قانون و پارلیمانی امور :- جناب میں نے تو کبھی شعر سنائے نہیں۔

* -- چودھری محمد رفیق :- جناب والا میں نے اپنی تقریر کے دوران آرٹیکل 8 اور آرٹیکل 4 کا بھی دیا تھا۔ جناب آرٹیکل 8 میں یہ لکھا ہے کہ=

* -- جناب فضل حسین راہی :- جناب والا کورم نہیں ہے گنتی کی جائے؟

* -- جناب چیئرمین :- گنتی کی جائے؟ گنتی کی گئی کورم نہیں ہے۔ اجلاس کی کاروائی ساڑھے نو بجے (9-30) تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کاروائی کل ساڑھے نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل 26 جنوری 1988ء

(سہ شنبہ 6 جمادی الثانی 1408ھ)

جلد 12 شمارہ 9

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل 26 جنوری 1988ء

(جلد 12 بشمول شمارہ جات 1 تا 19)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ _____ 943

خان عبدالغفار خان کے لئے دعائے مغفرت _____ 944

مسئلہ استحقاق :-

ڈپٹی کمشنر جھنگ کا ضلع کونسل جھنگ کے وائس چیئرمین کے انتخاب کے لئے حزب مخالف کے امیدوار کے کاغذات نامزدگی وصول نہ کرنا اور ایم پی اے کی بات نہ سننے سے گریز کرنا 945

ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی میں اقلیتی رکن کی حق تلفی _____ 952

زمان زدہ سوال نمبر 985 کے غلط جواب کی فراہمی _____ 955

تحاریک التوائے کار:-

تھانہ صدر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی اوڈ قبیلہ پر یلغار _____ 959

اراکین اسمبلی کی رخصت _____ 970

جاری ہے ـــــ

صوبائی اسمبلی پنجاب

---------- جاری

مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع _____ 975

مالیاتی حسابات حد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل کی رپورٹ بابت سال 83 - 1982
کا پیش کیا جانا _____ 976

مالیاتی حسابات' حد بندی اور آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت 84 - 1983ء کو ایوان میں
پیش کرنے کی میعاد میں توسیع _____ 976

مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع _____ 980

مسودہ قانون:

مسودہ قانون طہارت و صفائی بلدیہ ہائے پنجاب 1988ء _____ 982

قرارداد (مفاد عامہ سے متعلق)

زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کی تجویز سے اجتناب _____ 986

خواتین کو تعمیر ملت اور ملکی وقار بلند کرنے والے اہم کاموں موقعوں پر تقریبات میں نمائندگی _____ 1006

پنجاب کے حصے کا جائز اور منصفانہ پانی کا حق _____ 1022

کمالیہ پیپر مل کے منصوبے کی تکمیل _____ 1022

بارانی علاقہ کو آفت زدہ قرار دینا _____ 1023

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارہواں اجلاس

منگل 26 جنوری 1988ء
(سہ شنبہ' 6 جمادی الثانی 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

قاری ظہور احمد ایوبی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَھَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِہٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ کَانَ یَئُوْسًا ۝ قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ ؕ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ ھُوَ اَھْدٰی سَبِیْلًا ۝

سورہ بنی اسرائیل آیت 80 تا 84

اور دعا مانگا کیجئے کہ اے میرے رب جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ اور عطا فرما مجھے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہے۔ اور آپ اعلان فرما دیجئے کہ آگیا ہے حق اور مٹ گیا باطل بے شک باطل تھا ہی مٹنے والا اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں وہ چیزیں جو باعث اشفاء ہیں اور سراپا رحمت ہیں اہل ایمان کے لئے اور قرآن نہیں بڑھاتا ظالموں کے لئے مگر خسارہ کو اور جب ہم کوئی انعام فرماتے ہیں انسان پر تو (بجائے شکر کے) منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرنے لگتا ہے اور جب پہنچتی ہے اسے کوئی تکلیف تو مایوس ہو جاتا ہے آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص عمل پیرا ہے اپنی فطرت کے مطابق پس تمہارا رب بہتر ہی جانتا ہے کہ کون سیدھی راہ پر گامزن ہے۔

جناب سپیکر :- وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

راجہ محمد خالد :- جناب سپیکر آج Private members day ہے' اس لئے میرے خیال میں آج وقفہ سوالات کو ملتوی کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر :- آپ کی کیا رائے ہے۔ ملک صاحب۔

وزیر بلدیات :- (ملک خدا بخش ٹوانہ) اگر ممبران یہ محسوس کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی :- ملک صاحب کا Convale scency period ہے بیمار رہے ہیں' انہیں آرام کی ضرورت ہے۔ آج وقفہ سوالات نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر :- تو یہ سوالات اگلے اجلاس پر رکھ دیئے جائیں؟

وزیر بلدیات :- جناب والا جیسا آپ مناسب سمجھیں اگر ممبران یہ محسوس کرتے ہوں کہ day Private members کے لئے اسے معطل کر دیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر :- ظاہر ہے کہ ممبران یہ محسوس کرتے ہیں تو ہم نے یہ کہہ دیا ہے۔ تو اس کو Postpone کر لیتے ہیں اور اگلے اجلاس پر ان کو Take up کر لیں گے۔

خان عبد الغفار خان کے لئے دعائے مغفرت

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- :- جناب سپیکر میں آپ کی اجازت سے ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں اور میری یہ تحریک بین الصوبائی رشتوں کو استوار کرنے میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے اس لئے میں ممبران اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ جس طرح قومی اسمبلی سینٹ اور دیگر صوبائی اسمبلیوں نے سرخپوش لیڈر عبدالغفار خان کے لئے تعزیت کا اظہار کیا ہے وہ بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کریں' اس لئے میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر :- دعائے مغفرت کی جائے۔

مسئلہ استحقاق

اب تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 6 ریاض حشمت جنجوعہ ڈپٹی کمشنر جھنگ کا ضلع کونسل جھنگ کے وائس چیئرمین کے انتخاب کے لئے حزب مخالف کے امیدوار کے کاغذات نامزدگی وصول نہ کرنا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 6 جنوری کو ضلع کونسل جھنگ کے وائس چیئرمین کے انتخاب کے لئے کاغذات نامزدگی داخل ہونا تھے۔ ڈپٹی کمشنر جھنگ جو کہ اس انتخاب کے لئے ریٹرننگ آفیسر تھے اور قانونی طور پر صبح نو بجے سے سہ پہر چار بجے تک اپنے دفتر میں موجود رہ کر متوقع امیدواروں سے کاغذات نامزدگی وصول کرنے کے پابند تھے مگر ان کے فرائض سے بے نیازی اور قانون سے بے خوفی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے سارا دن دفتر میں آنے کی زحمت تک نہیں کی۔ سوا تین بجے سہ پہر جب سرکاری مسلم لیگ کے مخالف دھڑے سے تعلق رکھنے والے وائس چیئرمین شپ کے عہدہ کے امیدوار لیاقت حسین سپرا اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرنے آئے تو ریٹرننگ آفیسر کے دفتر میں موجود ایک کلرک محمد حیات قریشی نے ان سے کہا کہ وہ مرزا مقبول بیگ مجسٹریٹ درجہ اول یا اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ سے رابطہ قائم کریں مگر یہ دونوں اہلکار بھی دانستہ اپنے دفتروں سے غائب تھے جس پر مجھے فوراً یہ احساس ہوا کہ سب کچھ مسلم لیگی امیدوار کو بلامقابلہ کامیاب کرانے کی سازش ہے۔ چنانچہ میں نے ڈپٹی کمشنر کے بنگلہ پر فون کیا اور اس بارے میں ان سے بات کرنا چاہی جس پر مجھے بتایا گیا کہ ڈی سی دورہ پر گئے ہوئے ہیں۔ جب میں نے احتجاج کیا کہ وہ گھر پر موجود ہیں اور محض اس لئے روپوش ہیں کہ وہ سرکار کے مخالف امیدوار کے کاغذات نامزدگی وصول نہ کرنا چاہتے ہیں مگر ٹیلیفون اٹنڈنٹ نے بدتمیزی اور تلخی کے انداز میں فون بند کر دیا۔ میں لیاقت حسین مذکور اور دیگر ارکان ضلع کونسل کی معیت میں مایوسی اور کسمپرسی کے عالم میں ڈی سی کے دفتر کے باہر کھڑا تھا کہ چار بجے کے قریب اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ مسٹر نیازی وہاں آ گئے۔ میں نے انہیں تفصیلاً واقعات سے آگاہ کیا اور کاغذات نامزدگی وصول کرنے کو کہا مگر انہوں نے کہا کہ وہ اس بات کے مجاز نہ

ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ کم از کم ریٹرننگ آفیسر سے جو دانستہ طور پر صبح سے دفتر تشریف نہیں لائے اور اپنے بنگلہ میں موجود ہیں بات کریں۔ چنانچہ انہوں نے ڈی سی کے بنگلہ پر فون کیا اور مجھے ریٹائرنگ روم سے باہر چلے جانے کو کہا تاکہ وہ تنہائی میں ڈی سی سے بات کر سکیں۔ جب بعد میں میں نے اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ سے دریافت کیا کہ ڈی سی صاحب سے کیا بات ہوئی ہے تو انہوں نے بتایا کہ وہ باتھ روم میں ہیں اور بات نہیں ہو سکی اسی تگ و دو میں چار بج گئے اور ہم بے نیل و مرام حکمرانوں کی شرافت' جمہوری اقدار کی پاسداری اور انتظامیہ کی غیر جانبداری کا ماتم کرتے رہ گئے۔ جناب والا! جمہوریت کی تاریخ کا یہ نادر واقعہ کہ ریٹرننگ آفیسر سارا دن دفتر سے بد نیتی کی بنیاد پر غائب رہا میری موجودگی میں پیش آیا اور جب میں نے جو کہ قانون ساز اسمبلی کا رکن وی۔ آئی۔ پی اور جسٹس آف پیس ہوں' اس تاریخی دھاندلی' فراڈ اور جعل سازی پر احتجاج کرنے کے لئے ریٹرننگ آفیسر سے بات کرنا چاہی تو اس نے نوکری شاہانہ رعونت کی وجہ سے میرے ساتھ فون پر بات تک کرنا گوارا نہ کیا۔ اس واقعہ سے بحیثیت رکن اسمبلی اور وی۔ آئی۔ پی میرے قانونی اور آئینی استحقاق کی پامالی ہوئی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کر کے تحقیقات کے لئے مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر 6 جنوری کو جب کہ وائس چیئرمین شپ کے عہدہ کے لئے کاغذات نامزدگی داخل کروانے کی تاریخ تھی اور وائس چیئرمین کے عہدہ کے ایک امیدوار لیاقت حسین سپرا اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرنا چاہتے تھے' میں اور دوسرے بہت سے ارکان ضلع کونسل جھنگ ان کے ہمراہ تھے۔ جب ہم ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں پہنچے تو ڈپٹی کمشنر جو کہ ریٹرننگ آفیسر ہیں' اپنے دفتر میں موجود نہ تھے۔ وہاں پر ایک کلرک محمد حیات قریشی موجود تھا۔ جب ہم نے ان سے پوچھا کہ ریٹرننگ آفیسر صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں کیونکہ ہم نے کاغذات نامزدگی داخل کرنے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ان کی عدم موجودگی میں مرزا مقبول الٰہی مجسٹریٹ درجہ اول کاغذات نامزدگی وصول کرتے رہے ہیں آپ ان سے رابطہ قائم کریں۔ جب ہم ان کے دفتر میں گئے تو وہ بھی دفتر میں موجود نہیں تھے' پھر ہم اس کلرک کے پاس آئے اب آپ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ سے ملیں' جب ہم اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کے پاس گئے تو وہ بھی دفتر میں موجود نہیں تھے اس کے بعد جناب والا مجبور ہو کر میں نے ڈپٹی کمشنر جھنگ کو ان کے بنگلے پر فون کیا مگر ان کے Telephone Attendant نے یہ پوچھ کر کہ کون بات کرنا چاہتے ہیں۔ جب میں نے اپنا نام بتایا تو تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے اپنا ٹیلیفون بند کر

دیا اور کہا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب دورہ پر گئے ہوئے ہیں۔ میں نے احتجاج کیا کہ جو شخص ریٹرننگ آفیسر ہے اسے آج صبح 9 بجے سے لے کر 4 بجے تک اپنے دفتر میں موجود رہنا چاہئے تھا اور وہ دانستہ طور پر دفتر میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ مخالف امیدوار کے کاغذ نامزدگی وصول نہیں کرنا چاہتے اس پر اس نے ٹیلیفون بند کر دیا۔ ابھی ہم ڈی سی آفس کے باہر کھڑے ہوئے تھے کہ وہاں پر اے۔ ڈی۔ ایل جی صاحب تشریف لائے' ہم نے ان سے بات کی انہوں نے کہا کہ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ کیونکہ میں خود تو یہ کاغذات نامزدگی وصول کرنے کا مجاز نہیں لیکن میں ڈپٹی کمشنر صاحب سے بات کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ ڈی سی صاحب کے ریٹائرنگ روم میں تشریف لے گئے۔ مجھے کہا کہ آپ باہر تشریف لے جائیں میں تنہائی میں ڈی۔ سی صاحب بات کروں گا' چنانچہ میں باہر چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد جب میں ریٹائرنگ روم میں گیا تو A.D.L.G نے مجھے بتایا کہ ڈی۔ سی صاحب باتھ روم میں ہیں اور میری ان سے کوئی بات نہیں ہو سکی۔ جب میں نے دوبارہ ڈی۔ سی صاحب کے بنگلے پر فون کیا تو مجھے یہی بتایا گیا کہ وہ دورہ پر ہیں۔ جناب والا اسی تگ و دو میں 4 بج گئے اور کسی نے اس شخص کے کاغذات نامزدگی وصول کرنے کی کوشش نہیں کی۔ تو جناب والا اس الیکشن میں ہمارے ضلع میں ڈپٹی کمشنر کا جو کردار رہا ہے' ضلع کونسل کے الیکشن سے لے کر وائس چیئرمین کے الیکشن تک' وہ انتہائی قابل اعتراض رہا ہے اور جھنگ کے ڈپٹی کمشنر اپنے آپ کو ایک غیر جانب دار انتظامی آفیسر ثابت کرنے میں بالکل ناکام رہے ہیں۔ جناب سپیکر میں نے ان سے بحیثیت وی۔ آئی۔ پی (V.I.P) بات کیں جناب والا قانون کی نظر میں میرا مرتبہ ڈپٹی کمشنر سے زیادہ بلند ہے۔ کیونکہ میں عوام کا ایک منتخب نمائندہ ہوں اور حکومت پنجاب نے ایک اعلامیہ جاری کر رکھا ہے کہ میں وی۔ آئی۔ پی اور جسٹس آف پیس ہوں۔ جب میں وی۔ آئی۔ پی کی حیثیت سے ڈپٹی کمشنر سے بات کرتا ہوں تو ڈپٹی کمشنر نوکر شاہانہ رعونت کی وجہ سے میرے ساتھ بات کرنے سے انکار کرتا ہے۔ جب کہ وہ بنگلہ پر موجود ہے اور اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ جس دن ریٹرننگ آفیسر نے کاغذات نامزدگی وصول کرنے ہیں' اس دن اس کے دورے پر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس سلسلے میں Director Assistaint کی شہادت موجود ہے انہوں نے مجھے بتایا ہے وہ نمازی اور پرہیز گار قسم کے آدمی ہیں۔ وہ اگر یہ کہہ دیں کہ میں غلط بات کہہ رہا ہوں تو میں اپنی تحریک بھی واپس لے لوں گا اور ڈپٹی کمشنر سے معذرت بھی کر لوں گا۔ کیونکہ مجھے اے ڈی ایل جی نے کہا کہ مجھے تو یہ بتایا گیا ہے کہ وہ باتھ روم میں ہیں۔ جناب والا اے۔ ڈی۔ ایل جی کو یہ بتایا جاتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر باتھ روم میں ہیں اور

مجھے یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ کیا کوئی ریٹرننگ آفیسر جس نے اس دن کاغذات نامزدگی وصول کرتے ہوں۔

جناب سپیکر :- وہ دورے پر جا سکتا ہے۔؟ جناب سپیکر ڈپٹی کمشنر نے دانستہ طور پر میرے ساتھ بات کرنے سے گریز کیا اور میرے قانونی اور آئینی استحقاق کی بحیثیت وی _ آئی _ پی خلاف ورزی کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی ہے اور اسے منظور کر کے مجلس برائے استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :- جناب سپیکر' اس تحریک کے ضمن میں متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق وہ صبح آٹھ بجے سے 4 بجے تک کاغذات نامزدگی وصول کرنے کے سلسلہ میں دفتر میں موجود رہے ہیں۔ جہاں تک فاضل رکن کے اس فرمان کا تعلق ہے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ یا کسی اور مجسٹریٹ کا کاغذات نامزدگی وصول نہ کرنا' تو وہ اس کے مجاز ہی نہ تھے۔ ان کا جو فرمان مسلم لیگی امیدوار کو بلا مقابلہ کامیاب کروانے کا ہے تو اس دن 6 افراد کے کاغذات نامزدگی داخل ہوئے۔ بلا مقابلہ کا کوئی سوال نہیں تھا۔ جہاں اتنے کاغذات نامزدگی داخل ہوئے تھے وہاں ایک اور داخل ہو جاتا۔ فاضل رکن نے مسلم لیگی امیدوار کا جو تذکرہ کیا ہے' میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس میں مسلم لیگ کا کوئی معاملہ نہیں ہے۔ یہ غیر جماعتی الیکشن ہوئے اور غیر جماعتی بنیادوں پر ہی یہ مکمل ہوا ہے۔ آپ کا فرمان ہے کہ میں نے فون پر دریافت کیا تو وہ موجود نہ تھے۔ یہ بات یہی ظاہر کرتی ہے کہ فاضل رکن تشریف لے گئے ہیں تو کسی لیٹ وقت پر تشریف لے گئے ہیں اور اس وقت شائد ڈی سی اٹھ چکے تھے اور ان کی ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ اس میں کوئی ایسی بات کہ جس سے دیدہ دانستہ ان سے ملاقات انہوں نے نہ کی ہو یا کاغذات نامزدگی دفتری اوقات میں وصول نہ کئے ہوں۔ میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے میں جناب کے توسط سے ان سے یہی گزارش کروں گا کہ کہ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے۔ پھر میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ کوئی ایسی چیز سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے یا واقعی ایسا ہوا ہے۔ میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ اگر وہ کوئی ایسی چیز سمجھتے ہیں تو اس کے لئے اور جگہیں جیسے کہ ٹریبونل موجود ہیں' اس میں اپیل کریں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر' میں ہر مسئلے پر اعتدال کا قائل ہوں اور کبھی

بھی انتہا پسندی کا شکار نہیں ہوا۔ لیکن جناب وزیر بلدیات نے جس طریقے سے میری بات کی تردید کی ہے۔ جناب والا' میں اس ایوان میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر 6 جنوری کو جھنگ کے ڈپٹی کمشنر ایک لمحے کے لئے بھی اپنے دفتر میں آئے ہوں تو میں صوبائی اسمبلی کی ممبر شپ سے مستعفی ہو جاؤں گا۔ وہ سارا دن دفتر میں نہیں آئے اور وہ جن چھ امیدواروں کے کاغذات نامزدگی وصول کرنے کی بات کر رہے ہیں' ان تمام کے تمام امیدواروں نے وہ کاغذات نامزدگی واپس لئے۔ کاغذات نامزدگی واپس کرانے کے لئے ڈپٹی کمشنر نے جو کہ ریٹرننگ افسر بھی تھے' ریسٹ ہاؤس میں اجلاس بلایا اور پہلے ان لوگوں سے قرآن اٹھوایا کہ وہ مسلم لیگ کے امیدوار کی حمایت کریں گے اور ان میں سے صرف ایک آدمی کے کاغذات نامزدگی باقی رہنے دیئے جائیں گے اور جس آدمی کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ وہ مسلم لیگ کا امیدوار نہیں تھا۔ اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر نے ریسٹ ہاؤس میں کئی معزز افراد کی موجودگی میں جس شخص کو وائس چیئرمین کا الیکشن لڑنے کی اجازت دی اس سے اور اس کے سسر سے قرآن اٹھوایا گیا کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہیں۔ جناب والا یہ ڈپٹی کمشنر کا کردار ہے کہ وہ وائس چیئرمین سے حلف اٹھواتا ہے کہ جس کو ٹکٹ دیا جا رہا ہے۔ جس کو نامزد کیا جا رہا ہے' اس سے اور اس کے سسر سے اور دوسرے Supporter سے حلف اٹھوایا جا رہا ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہوں تو پھر ان کو وائس چیئرمین کے عہدے کے لئے نامزد کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا' یہ ہے جھنگ کے ڈپٹی کمشنر کا کردار۔ جناب سپیکر' میں ان کو پورے چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر وہ اس دن ایک لمحے کے لئے آئے ہوں اور گھر پر موجود نہ ہوں اور اس دن انہوں نے دانستہ میری بات سننے سے گریز نہ کیا ہو تو میں پورے انسانی وقار کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ میں پنجاب اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤں گا اگر میری بات غلط ثابت ہو جائے۔ ٹوانہ صاحب جیسے متین شخص کو نوکر شاہی کی وکالت زیب نہیں دیتی۔ جناب والا' انہیں اپنے ایک ممبر کی بات پہ اعتماد کرنا چاہئے اور جو میں بات کہہ رہا ہوں وہ پورے وثوق اور پورے یقین کے ساتھ اور پورے انسانی وقار کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ میں نہ جھوٹ بولنے کا قائل رہا ہوں اور نہ کبھی میں نے آج تک جھوٹ بولا ہے اور انشاء اللہ جب بھی بات کرتا ہوں تو بالکل ایسے کرتا ہوں جیسے خدا کی بارگاہ میں ہوتا ہوں۔ شکریہ

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک خدا بخش ٹوانہ) :- جناب والا' فاضل رکن نے کاغذات نامزدگی کی واپسی کا ذکر فرمایا ہے۔ بہت سی جگہوں پر ایسے compromise ہوتے رہے ہیں۔ اس میں اگر کوئی ایسی بات ہوتی کہ contesting candidate کوئی ایک ہوتا تو بات اور تھی

وہاں تو 6 امیدوار تھے۔ پہلے کوئی contest والی صورت تھی' بعد میں ان کا کوئی compromise شاید ہوا ہو۔ جس چیز کا وہ مزید ذکر فرماتے ہیں وہاں کوئی ایسی باتیں کہ ممبران کو بلا کر حلف کی باتیں کی گئیں۔ میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ مجھے فاضل رکن کا بڑا احترام ہے اور ان کی سمجھ اور دانست پر ناز بھی ہے۔ یہ معاملہ ان کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ یہ انہوں نے سنی سنائی بات کی ہے اس کو بنیاد بنا لینا کوئی درست چیز نہیں ہے۔ تاہم آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ اس معاملے کو یہاں پر اس طرح زور فرمائیں اس کے لئے ہمیں موقع دیں۔ وہ تشریف لے آئیں ہم آپس میں مل بیٹھتے ہیں۔ اس میں کوئی پہلو اگر ایسا نکلتا ہے تو اس میں ہم کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ مجھے موقع بخشیں' تشریف لے آئیں' ہم مل کے بیٹھیں گے اور مل کے اسے حل کریں گے۔ اس طریقے سے اس پر زور نہ فرمائیں۔

ملک ممتاز احمد خان بچھر :- جناب سپیکر' میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا ابھی فاضل ممبر نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ میں اسمبلی میں اس طرح بات کرتا ہوں جس طرح خدا کی بارگاہ میں' تو کیا پنجاب اسمبلی اور خدا کی بارگاہ کا معیار ایک ہی ہے۔

جناب سپیکر :- فاضل رکن کا یہ مدعا ہرگز نہیں تھا جس کی آپ نے نشاندھی کی ہے۔ ان کا غالباً" مقصد جو ہے وہ پنجاب اسمبلی کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھنے کا ہے کہ وہ پنجاب اسمبلی کے تقدس کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور یہاں جو باتیں کرتے ہیں وہ سچائی کی کرتے ہیں۔ تو اس تحریک استحقاق کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ الیکشن میں کاغذات نامزدگی وصول کرنا یا نہ کرنا یا اس میں کسی قسم کی جانبداری کرنا یا نہ کرنا' وہ معاملہ اس ایوان سے متعلقہ نہیں ہے۔ اس کے لئے ٹریبونل ہیں وہاں اپیل کی جا سکتی ہے۔ دوسرا مسئلہ رکن اسمبلی کا ہے کہ اگر وہ ذاتی طور پر کاغذات نامزدگی کے لئے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں گئے ہیں اور ڈپٹی کمشنر ریٹرننگ افسر ہونے کے ناتے اپنے دفتر میں 4 بجے تک بیٹھنے کے پابند تھے اور انہوں نے پنجاب اسمبلی کے رکن کے ذاتی طور پر جانے کے باوجود ان کو entertain نہیں کیا' ان کی ٹیلیفون پر بات سننا بھی گوارا نہیں کی اور ان سے کاغذات نامزدگی 4 بجے تک وصول نہیں کئے تو یہ ایک سنگین بات ہے۔ اس بارے میں وزیر مقامی حکومت دیہی ترقی نے ارشاد فرمایا ہے کہ جناب جنجوعہ ان کے پاس تشریف لائیں اور مل بیٹھ کے اس معاملے کو sort out کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کوئی زیادتی ہوئی ہے تو اس کی تلافی کرنے کی کوشش کریں گے اور

اس کا تدارک کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو جناب جنجوعہ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا' میری گزارش یہ ہے کہ میری تحریک استحقاق کے بارے میں آپ نے صحیح نشاندھی فرمائی ہے۔ جناب والا' جن Grievences کو میں اس forum پر agitate کرنا چاہتا تھا اس کی نشاندھی آپ نے فرما دی ہے۔ پہلے مسئلہ کا تعلق الیکشن سے ہے اس کے لئے الیکشن ٹریبونل میں جانا چاہئے۔ اس کو میں نے صرف واقعہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ اصل میرا جو مقصد تھا وہ یہی تھا کہ ڈپٹی کمشنر نے دانستہ طور پر فون پر میری بات سننے سے گریز کیا اور یہ سمجھتا ہوں کہ جب پنجاب کی حکومت ایک اعلامیہ جاری کر کے ہر صوبائی رکن کو وی آئی پی قرار دیتی ہے تو بلحاظ رتبہ ایک ڈپٹی کمشنر سے میں بلند تر ہوں اور انہوں نے جان بوجھ کے میری بات فون پر نہ سن کر میری تضحیک کی ہے اور میری توہین کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ وزیر بلدیات کے طے کرنے والا نہیں ہے بلکہ اس معاملہ کو حسب روایت اس ایوان کی مجلس استحقاقات میں طے ہونا چاہئے۔ اس لئے میری یہ اپیل ہے کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر :- چودھری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ :- جناب والا' جناب نے فرمایا کہ جنجوعہ صاحب خود تشریف لے گئے اور ڈپٹی کمشنر صاحب نے ملنے سے اجتناب کیا۔ جنجوعہ صاحب فرما رہے ہیں کہ میں نے ٹیلیفون کیا اور میرا ٹیلیفون سننے سے انہوں نے اجتناب کیا ہے۔ اس بات کی ذرا تشریح ہو جائے۔ ہمیں اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر :- چودھری صاحب بات وہی ہے جو آپ نے کی ہے۔ جنجوعہ صاحب آپ کی اس تحریک استحقاق کو موخر کر لیتے ہیں' آپ کی اور ملک صاحب کی بات ہو جائے' اگر کسی نتیجے پر پہنچ جائیں تو اچھی بات ہے ورنہ پھر اس کو لے لیں گے۔ جی تو ملک صاحب ٹھیک ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :- جی درست ہے۔

جناب سپیکر :- جنجوعہ صاحب اور آپ اس بارے میں بات کر لیں۔

چودھری محمد رفیق :- جناب والا لگتا ہے کہ اس وقت ملک صاحب اور جنجوعہ صاحب کی سمجھ دانی کچھ ٹھیک ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ :- میں شکریہ ادا کرتا ہوں انہوں نے بھی کچھ سمجھ کی بات کی ہے اور سمجھ سے ان کا بھی کوئی واسطہ ہے' شکر الحمد للہ۔

جناب سپیکر :- تحریک استحقاق نمبر13 موخر ہے اور تحریک استحقاق نمبر18 لالہ مہرلال بھیل صاحب کی آئے گی۔ لالہ جی تشریف نہیں لائے ہیں اور ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہے؟

چودھری محمد رفیق :- ان کی طرف سے اطلاع ہے بہرحال اسے موخر کر دیں۔

جناب سپیکر :- ٹھیک ہے چودھری محمد رفیق صاحب کے فرمان کے مطابق ہم اسے موخر کرتے ہیں کیونکہ لالہ جی کی طرف سے انہیں کوئی اطلاع ہے۔

چودھری محمد رفیق :- میرے خیال میں اس سے انکار ممکن نہیں ہوگا اس مسئلہ میں بھیل صاحب آپ کیا فرمائیں گے۔

جناب سپیکر :- لالہ جی کیا آپ اپنی تحریک استحقاق take up کرنا چاہتے ہیں۔؟

لالہ مہرلال بھیل :- جی ہاں۔

جناب سپیکر :- آپ کی تحریک استحقاق نمبر18 ہے' لالہ جی کو کاپی مہیا کی جائے۔

چودھری محمد صدیق انصاری :- جناب والا قائد حزب اختلاف گورنمنٹ کے بنچوں میں شامل ہو چکے ہیں' ڈپٹی قائد حزب اختلاف اجلاس میں حاضر نہیں ہیں' اور چودھری رفیق صاحب آج قائدانہ صلاحیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

لالہ مہرلال بھیل :- جناب والا کیا مجھے اجازت ہے؟

جناب سپیکر :- جی آپ ارشاد فرمائیں۔

ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی میں اقلیتی رکن کی حق تلفی

لالہ مہرلال بھیل :- میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور واضح معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی

ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 22 جنوری 1988ء بروز جمعہ کی ریکروٹمنٹ کمیٹی کے اجلاس میں تقریباً 90 سیٹیں جن پر ہائی وے میں بیلدار' کالجز میں جونیئر کلرک' چوکیدار اور نائب قاصد میڈیکل سکولز میں جونیئر کلرک' چوکیدار' نائب قاصد اور خاکروب وغیرہ افراد کو روزگار پر لگانا تھا۔ اس اجلاس کی صدارت بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ کر رہی تھیں۔ جناب والا اس کمیٹی کا میں بھی ممبر ہوں مگر افسوس سے کہنا پڑا ہے کہ جن افراد کو روزگار پر لگانا ہے دوسرے ممبر صاحبان آپس میں برابر لڑکوں کے لئے سیٹیں بانٹ لیتے ہیں۔ میری حق تلفی کی جاتی ہے جناب والا یا تو مجھے اس کمیٹی کا ممبر تصور نہ کریں۔ اگر کرتے ہیں تو ضرور برابر کا حق دیا جائے۔ جناب والا ایک تو ہماری حق تلفی پہلے کمیٹیاں بناتے وقت بھی کی گئی ہے کیونکہ ہمارا حلقہ انتخاب پورا صوبہ ہے اور ہمیں ریکروٹمنٹ کمیٹیوں اور ترقیاتی ڈویلپمنٹ میں صرف ایک ضلع کی کمیٹی میں رکھا گیا ہے جس سے ہماری سراسر حق تلفی ہو رہی ہے۔ کرنا تو حکومت کو یہ چاہئے تھا کہ یہ کمیٹی اقلیت کی ایک علیحدہ اپنے حلقے انتخاب کے مطابق بناتے جس سے ہماری حق تلفی نہ ہوتی۔ اس لئے جناب والا میرا استحقاق مجروح ہوا ہے' اس کا سدباب کیا جائے۔

وزیر قانون (چوہدری عبدالغفور) :- جناب والا اس میں ویسے تو کوئی استحقاق والی بات معلوم نہیں ہوتی' ان کی یہ تحریک استحقاق ابھی ملی ہے اس کو examine کروا لیتے ہیں۔ یہ بات ان کی صحیح ہے کہ ان کا حلقہ انتخاب وسیع تھا لیکن یہ بھی ممکن نہیں ہو سکتا کہ ان کو سارے ضلعے کی کمیٹیوں میں رکھ دیا جائے' اس لئے اس کا ذرا examine کروا لیتے ہیں۔ اگر یہ چاہیں تو میرے ساتھ بیٹھ جائیں میں ایس اینڈ جی اے ڈی کے کچھ لوگوں کو ساتھ لے لیتا ہوں۔ جہاں تک ان کے استحقاق کے مجروح ہونے کی بات ہے کسی قانون کے مطابق اس کی تشریح و توضیح تو کی جا سکتی ہے لیکن استحقاق کے مجروح ہونے کی اس میں کوئی بات نہیں پائی جاتی۔ اگر یہ میرے ساتھ بیٹھنا پسند فرمائیں تو آ جائیں میں محکمے والوں کو بلا لیتا ہوں۔ اور پھر کوئی حل نکال لیتے ہیں کہ ان کی کس طرح دل جوئی ہو سکے۔

جناب سپیکر :- لالہ جی لاء منسٹر نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے آپ نے سنا ہے' ان کا خیال ہے کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس مسئلہ کا کوئی حل نکال لیتے ہیں تو پھر کیا آپ اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتے ہیں؟

لالہ مہرلال بھیل :- نہیں۔
جناب سپیکر :- لالہ جی اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتے۔
جناب وزیر قانون :- لالہ جی میرے پاس آجائیں میں ابھی اس مسئلے کو طے کرواتا ہوں۔
بیگم نجمہ تابش الوری :- جناب والا میں ذرا اس پوائنٹ کی وضاحت کردوں۔
جناب سپیکر :- بیگم صاحبہ اب تو وہ dispose of ہو گئی

بیگم نجمہ تابش الوری :- جناب والا میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتی ہوں۔
جناب سپیکر :- Pirvilege motion کا جس حد تک تعلق ہے یہ (dispose of) ہو گئی ہے وہ واپس ہو گئی ہے۔
بیگم نجمہ تابش الوری :- براہ مہربانی مجھے وضاحت کا موقع دیا جائے۔
جناب سپیکر :- Privilege motion کا جس حد تک تعلق ہے یہ dispose of ہو گئی ہے۔ بیگم صاحبہ آپ کوئی ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری :- جی
جناب سپیکر :- ارشاد فرمایئے۔
بیگم نجمہ تابش الوری :- جناب والا میں نے لالہ جی کے بغیر کہے اپنی سیٹوں میں سے ان کی

مینارٹی سے یعقوب مسیح نام کا ایک آدمی بیلدار رکھا ہے جبکہ وہ پانچوں سیٹیں میرا حق تعین۔ جیسا کہ پورا صوبہ ان کا علاقہ ہے یا ان کا حلقہ ہے اسی طرح میرا بھی ہے لیکن اسکے باوجود میں نے ان کے ساتھ ناانصافی نہیں کی ہے۔ چار سیٹیں اپنی رکھی ہیں اور ایک سیٹ لالہ صاحب کو ان کے کہے بغیر دی ہے۔ اس شخص کا نام یعقوب مسیح ہے یہ ہائی ویز کے دفتر سے اس کی تصدیق کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر :- یہ چار سیٹیں آپ نے اپنے لئے رکھی ہیں اور ایک سیٹ لالہ جی کو دی ہے۔
بیگم نجمہ تابش الوری :- جی نہیں۔ باقی ماندہ ممبران کو آٹھ آٹھ نو نو سیٹیں ملی ہیں بلکہ گیارہ گیارہ سیٹیں ملی ہیں۔

جناب سپیکر :- لالہ جی آپ تشریف رکھیں۔ اصل میں بات طے ہوگئی ہے۔ یہ تو بیگم ذاتی وضاحت پر بات کر رہی تھیں۔ بات جناب وزیر قانون اور لالہ جن کی طے ہوگئی ہے اس معاملے کا حل وہ نکال لیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی تحریک استحقاق نمبر 19 ہے۔

نشان زدہ سوال نمبر 985 کے غلط جواب کی فراہمی

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور واضح معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے ایک نشان زدہ سوال نمبر 985 کا نوٹس دیا تھا جس میں میں نے 17 گریڈ اور اس سے اوپر قادیانی ملازمین کی محکمہ وار تفصیل طلب کی تھی جس کا جواب 29-6-87 کو درج ذیل تفصیل سے دیا گیا:۔

17 گریڈ	18 گریڈ	19 گریڈ	20 گریڈ	کل میزان
197	67	10	4	278

لیکن اب میرے ایک سوال نمبر 1138 کے جواب جو 19 - جنوری 1988ء کو دیا گیا ہے اس میں انہیں گریڈز کے قادیانی ملازمین کی تفصیل درج ذیل دی گئی ہے:۔

17 گریڈ	18 گریڈ	19 گریڈ	20 گریڈ	کل میزان
265	87	12	4	368

دونوں جوابات میں نوے ملازمین کا بڑا واضح فرق ہے۔ مجھے اور ایوان کو معلوم نہیں کہ کونسا جواب صحیح ہے۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک جواب غلط ہے اور ہوسکتا ہے کہ اب یہ دوسرا جواب بھی پہلے کی طرح غلط ہو۔ اسطرح ایوان میں غلط اعداد و شمار مہیا کر کے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور فرما کر استحقاق

کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر:- مولانا صاحب آپ مختصر بیان دینا چاہیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی:- اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ وضاحت کر دوں گا۔

جناب سپیکر:- یہ پہلا جواب 29-6-87 کا ہے یعنی 29 جون کا ہے۔ جس میں قادیانی ملازمین کل تعداد 278 بتلائی گئی ہے جو 17 گریڈ سے 20 گریڈ تک ہیں۔ اب یہ سوال اگرچہ مختلف نوعیت کا تھا لیکن اس میں بھی چونکہ سوال کیا گیا تھا کہ قادیانیوں کی آبادی کا تناسب کیا ہے اور ان کی ملازمتوں کا تناسب آبادی کے تناسب سے کیا ہے۔ اس میں جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ اس میں اب کل تعداد 368 ہے اس میں 90 ملازمین کا فرق ہے۔ چھ مہینوں میں 90 ملازم بڑھ گئے ہیں یا پہلے اعداد و شمار صحیح نہ تھے یا یہ دوسرے اعدا د شمار صحیح نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو اعداد و شمار دیئے جاتے ہیں یہ ان کی اپنی معلومات کے مطابق ہیں جو اپنے آپ کو قادیانی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود یہ اتنا واضح فرق۔ چند مہینوں کے اندر 90 کا فرق یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ جان بوجھ کر غلط اعداد و شمار دیئے گئے ہیں جس سے ایوان کا اور ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اس کی چھان بین کے لئے میری استدعا ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ:- جناب والا میری گزارش ہے کہ مولانا صاحب کی اس privilege motion کو آخر میں لیا جائے کیونکہ مولانا صاحب روز ایک تحریک پیش کرتے ہیں اور اپنی تقریریں سنا کر چلے جاتے ہیں اور پھر کورم ٹوٹ جاتا ہے۔ جب ہماری باری بولنے کی آتی ہے تو یہاں کورم موجود نہیں ہوتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:- جناب والا ویسے مولانا صاحب نے سوئی ایک ہی جگہ رکھی ہوئی ہے۔ ویسے میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میں پتہ نہیں پنجابی بول رہا ہوں یا اردو بول رہا ہوں۔

میں جناب والا بڑی معذرت سے عرض کروں گا کہ مولانا صاحب ہر دفعہ ایک سوال اس قسم کا لے آتے ہیں۔ اگر مولانا صاحب کی یہی کوششیں جاری رہیں تو خدانخواستہ یہ تعداد بڑھتے بڑھتے کہاں تک پہنچ جائے گی۔ مجھے تو یہ شک پڑ گیا ہے کہ ان کی کوششیں other wise کارگر ثابت ہو رہی ہیں۔

مولانا صاحب بات یہ ہے کہ ابھی ان کا نوٹس موصول ہوا ہے نہ میرے سامنے گزشتہ سوال ہے کہ جو انہوں نے نشان زدہ سوال نمبر985 کیا تھا اور اس کا جواب کیا تھا۔ وہ بھی سامنے نہیں ہے۔ بہتر تو یہی ہوگا کہ یہ کسی اور وقت کیلئے رکھ لیا جائے تاکہ ریکارڈ ملاحظہ کرلیں اور اس کی تصدیق بھی کرلیں کہ یہ فرق کس طرح سے ہے۔ لیکن میں اس حد تک عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک تو ہمارے پاس جو ریکارڈ ہے اس سے ہم ascertain کرتے ہیں - جو خود کو declare کرے کہ میں قادیانی ہوں اور اس کا پچھلا ریکارڈ موجود ہو۔ آپ جانتے ہیں کہ پورے پنجاب میں اس کی چھان بین کرنا کتنا مشکل کام ہے - ان فارموں کی ان declaration کی بنیاد پر ہم رائے قائم کرتے ہیں اور اعداد و شمار اکٹھے کرتے ہیں اور اسکے علاوہ وقتاً" فوقتاً" کچھ معلومات میں اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ لیکن ہم حتمی طور پر کسی کے دل کی بات کو نہیں کہہ سکتے کہ کون آدمی قادیانی ہے - جب تک وہ اپنے آپ کو declare نہ کرے اور اس کا پتہ ہو کہ وہ قادیانی ہے یا کون ہے یہ میں نہیں کہہ سکتا - لیکن اگر آپ اس معاملے میں زیادہ سنجیدہ ہیں تو پھر مجھے اس کی تھوڑی سی چھان بین کر لینے دیجئے کہ یہ فرق کس طرح آیا ہے۔

جناب سپیکر :- آپ کا خیال ہے کہ Pending کر لیا جائے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور :- میرا خیال ہے کہ اسکو چیک کرنا چاہئے

جناب سپیکر :- مولوی صاحب اس کو Pending کرلیں وزیر قانون صاحب اس پر چھان بین کرنا چاہتے ہیں۔

مولوی منظور احمد چینوٹی :- جناب والا میرے پاس تو کاپیاں موجود ہیں۔ اگر وزیر قانون صاحب دونوں جوابات کو ملاحظہ کرنا چاہیں اور جواب تیار کرنا چاہیں تو ٹھیک ہے' ملتوی کر دیں۔

جناب سپیکر :- ٹھیک ہے۔

وزیر قانون :- پھر مولوی صاحب کو ویسے بھی دو دفعہ بات کرنے کا موقع مل جائے گا۔

جناب سپیکر :- تو اس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ :- جناب سپیکر میری مولوی صاحب سے ایک استدعا ہے۔ خدارا' اقلیتوں کو بھی پاکستان میں رہنے کا حق ہے۔ ان کے سوال ٹھیک ہیں۔ لیکن اقلیت کو بھی پاکستان میں رہنے کا حق دیا جائے اور ان کے متعلق بار بار دہرایا نہ جائے' کیونکہ اس طرح ہمارے خلاف پروپیگنڈہ ہوتا ہے کہ یہ اقلیت کو بھی تنگ کرتے ہیں۔

خلاف پروپیگنڈہ ہوتا ہے کہ یہ اقلیت کو بھی تنگ کرتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر' میں نہیں سمجھتا کہ کچھ حضرات خواہ مخواہ قادیانیوں کی وکالت کیوں کرتے ہیں؟ میں ایک قانونی سوال کرتا ہوں' ان کی آبادی کتنی ہے' ان کی ملازمتوں کا تناسب کتنا ہے اور وہ ایوان کے سامنے آ چکا ہے 13ء ان کی آبادی ہے اور 133ء ان کی آبادی کا تناسب ہے۔ اگر ایک اکثریت یا دوسری اقلیتوں کا حق مارا جا رہا ہے اور میں اس کے لئے اعداد و شمار پوچھ رہا ہوں میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ میں تو دوسری اکثریت یا اقلیتوں کا جائز حق ہے' اس کے لئے بات کر رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ وکالت کرکے پتا نہیں یہ کیا نمبر بڑھانا چاہتے ہیں؟ قادیانیوں کے ہاں آپ کا کوئی نمبر نہیں بڑھے گا' ووٹ تو آپ کو مسلمانوں کے ہی ملیں گے اور ووٹ آپ نے مسلمانوں کے لینے ہیں۔

جناب سپیکر :- مولانا صاحب' آپ کی تحریک التواء بھی زیر التواء ہے اور آپ کو اس پر ابھی بات کرنی ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ :- جناب والا' میں نے تو قادیانیوں کا نام ہی نہیں لیا۔ خیر نہیں' مولانا صاحب کو قادیانیوں کا کوئی مرض ہے۔ میں نے ان کا نام نہیں لیا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جب بھی قادیانیوں کا مسئلہ آتا ہے تو میرے محترم ممبر صاحب خواہ مخواہ ان کی وکالت شروع کر دیتے ہیں' مجھے افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے۔ حالانکہ یہ آپ سب کا فرض ہے' ختم نبوت کا آپ کا ہمارا سب کا عقیدہ ہے اور اس عقیدے کا تحفظ کرنا بھی ہم سب کا فرض ہے۔ اس لئے اگر اس عقیدے کا کوئی باغی ہے' بجائے اس کے کہ جو اس کا قانونی یا شرعی حق ہے' اس کے لئے آپ لڑیں اور مطالبہ کریں' اگر وہ کوئی ناجائز کام کرتے ہیں اور اس پر میں کوئی آواز اٹھاتا ہوں تو بجائے اس کے کہ آپ تائید کریں' الٹا آپ ان قادیانیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ مجھے اس رویے پر نہایت افسوس ہے۔

جناب سپیکر :- مولانا صاحب' تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر :- یہ تحریک التوائے کا نمبر 15 ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

چودھری محمد رفیق :- جناب والا' میری تحریک التواء نمبر40 بھی اسی نفس مضمون کی ہے۔ indetical ہے۔

جناب سپیکر :- صحیح ہے۔ آپ کی تحریک التوا نمبر40 بھی indentical ہے۔ چونکہ جنجوعہ صاحب کی تحریک التواء پہلے ہے' اس لئے وہ اس کو پیش کریں گے۔ اور جو تحریک التواء ان کی طرف سے پیش کی گئی' وہ سب کی طرف سے پیش کی گئی تصور ہو گی۔

تھانہ صدر ٹوبہ ٹیک سنگھ کی اوڈ قبیلہ پر یلغار

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تھانہ صدر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علاقہ میں اوڈ قبیلہ کے کچھ خاندان آباد ہیں جنھوں نے ذریعہ معاش کے طور پر ایک ویگن چلا رکھی ہے۔ تھانہ صدر پولیس یہ ویگن زبردستی بیگار پر حاصل کرنا چاہتی تھی جس پر تھانہ صدر پولیس اور اوڈ قبیلہ میں الجھاؤ پیدا ہو گیا نتیجتاً" پولیس نے ان بے بس لوگوں پر یلغار کر دی جس سے اوڈ قبیلہ کے بہت سے مرد وزن زخمی ہو گئے اور ایک خاتون کی ہنسلی کی ہڈی اور پسلی ٹوٹ گئی اور یوں چادر اور چار دیواری کے تقدس و تحفظ کے نعرہ کی عملی شکل آئی ہے اوڈ قبیلہ کے افراد نے اس خاتون کا Medicolegal حاصل کرکے قانونی اعانت حاصل کرنے کے لئے سردار زیب نواز خان گادھی ایڈووکیٹ اور رانا محمد اعظم ایڈووکیٹ کے چیمبر واقع ضلع کچہری میں گئے جب پولیس کو اس امر کی اطلاع ملی تو وہ ان کو ایک نام نہاد مقدمہ میں گرفتار کرنے وہاں پہنچ گئی اور وکلاء سمیت انکو گرفتار کر لیا۔ وکلاء کو سرعام جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اور بعد ازاں ایک دور دراز ریسٹ ہاؤس میں محبوس کر دیا اور یوں انصاف کے پہرہ دار قانون کے رکھوالوں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہوئے۔ پولیس کے اس دلیرانہ رویہ اور واردات پر وکلاء میں شدید رد عمل ہوا اور وہ سڑکوں پر سراپا احتجاج بن گئے۔ ضلعی عدلیہ کے سربراہ کی مداخلت پر رات گئے وکلاء کو رہائی نصیب ہوئی اگلے روز جب اس واقعہ کی اطلاع شہریوں کو ملی تو پورے شہر میں احتجاجی ہڑتال ہوئی اور جلوس نکالے گئے۔ جس پر دوبارہ تین وکلاء کو گرفتار کر ان پر تشدد کیا گیا۔

صوبہ میں پولیس کی طرف سے ظلم زیادتی تشدداختیارات سے تجاوز اور شہریوں کی عزت نفس کو کچلنے کے واقعات آئے روز کا معمول ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ تھانوں سڑکوں اور گلی کوچوں میں ہونے والی اس بے راہ روی کی حساب لینے والا کوئی نہیں ہے اور ہر حکومت اپنی سیاسی مصلحتوں کی خاطر ایسے واقعات کا نوٹس لینے کی بجائے انہیں نظرانداز کرتی چلی آرہی ہے اس مایوس کن صورتحال کے خلاف صوبہ کے عوام میں زبردست اضطراب اشتعال اور نفرت پائی جاتی ہے۔ خصوصاً" اس واقعہ کے پیش نظر جس میں پولیس کا ہاتھ اس طبقہ کے گریبان کو بھی تار تار کر چکا ہے جو طبقہ بزعم خود انصاف اور قانون کا پہرہ دیتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس واقعہ کے محرکات کا جائزہ لینے کیلئے اور اس واقعہ میں ملوث بے مہارا پولیس افسران کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی کو ملتوی کرکے بحث کی جائے۔

وزیر قانون :- جناب والا' اس پر محترم چودہری صاحب کو مزید کچھ نہیں کہنا؟

جناب سپیکر :- چودھری صاحب کی طرف سے بھی یہ پیش کی گئی تصور ہوگی۔ جنجوعہ صاحب نے اس کو پیش کر دیا ہے۔ تو میاں رفیق صاحب کی طرف سے بھی پہلے ہی پیش کی گئی تصور ہو گی۔

وزیر قانون :- بہتر ہے۔

چودھری محمد رفیق :- جناب والا' میں اس پر مختصر بیان کی اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر :- کوئی ایسی بات فرمانا چاہیں گے جو اس تحریک التواء میں رہ گئی ہے اور اس کے نفس مضمون میں نہیں ہے؟

چودھری محمد رفیق :- جناب سپیکر' میں چاہتا ہوں۔ یا پھر مجھے جناب وزیر قانون کے بعد اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر :- چلیں۔ اگر اس کے بعد آپ ضرورت محسوس کریں تو پھر آپ بات کرلیں۔

جناب سپیکر :- جو آپ کہنا چاہتے ہیں' ان کو پہلے ہی سن لیا جائے۔ تاکہ ان کا جواب دے سکوں۔ وقت بھی بچ جائے گا۔

جناب سپیکر :- میاں صاحب' وزیر قانون چاہتے ہیں کہ آپ کی بات پہلے ہو جائے۔

وزیر قانون :- تاکہ ایک ہی دفعہ جواب دے دوں۔

میاں محمد افضل حیات :- جناب والا' یہ جناب وزیر قانون اور چودہری صاحب کو کوئی خاص رشتہ ہے کہ "پہلے آپ پہلے آپ" کہا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر :- میاں محمد رفیق صاحب اور وزیر قانون صاحب کی کوئی بات ضرور ہے۔ میاں صاحب' آپ فرمائیں گے؟

چودھری محمد رفیق :- جناب والا' میرے خیال میں جواب آجانا چاہئے۔ آپ نے فیصلہ تو فرما ہی دیا ہے اور اب چیئر کے فیصلے کے بعد کوئی دوسرا فیصلہ ہو نہیں سکتا۔ یہ آپ ہی کی رولنگ ہے۔ آپ نے فرما دیا ہے کہ وہ جواب دیں' اس کے بعد میں کچھ عرض کر دوں گا۔

وزیر قانون :- جناب والا' بات یہ ہے کہ چونکہ نفس مضمون ایک ہی ہے تو جو کچھ الزام انہوں نے لگانا ہے' وہ ایک ہی دفعہ لگا لیں۔ کیونکہ پھر بار بار ایک ہی بات کا جواب دینے میں تکرار ہو جائے گی۔ تو بہتر یہ ہے کہ جو کچھ وہ کہنا چاہیں' ایک ہی دفعہ کہہ لیں۔

جناب سپیکر :- میاں صاحب' اس میں انہیں دو مرتبہ بات کرنی پڑے گی۔ تو بہتر یہ ہے کہ آپ بات کر لیں۔ اسی میں رولنگ کا تو کوئی مسئلہ نہیں' آپ کی سہولت کے لئے یہ بات کی جا رہی ہے۔

چودھری محمد رفیق :- جناب سپیکر' جناب جنجوعہ صاحب اور میری طرف سے جو تحریک التواء پیش ہوئی ہے' واقعات کافی حد تک اس میں آچکے ہیں۔ اس کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ یہ روز مرہ کی بات ہے' معمول بن چکا ہے' نہ صرف دیگر محکمہ جات میں' بلکہ خصوصاً" محکمہ پولیس میں یہ بات معمول بن چکی ہے۔ کہ اختیارات سے تجاوز کرنا اپنا حق سمجھا جانے لگا ہے۔ ہم قومی اخبارات میں روزانہ ایسی مثالیں پڑھتے اور دیکھتے ہیں۔ اس واقعے کے تراشے جو قومی اخبارات اور روزناموں نے شائع کیا ہے۔ اس تحریک کے ساتھ منسلک ہیں۔ وہ آپ نے ملاحظہ فرمائے ہوں گے۔

چودھری محمد رفیق :- اور ایسی ہی ایک ہیڈ لائن سے خبر لگی ہے یہ 1988 کے Herald میں یہ تمام کارروائی پوری تفصیل کے ساتھ شائع کی گئی ہے کہ الیکشن ڈیوٹی کے لئے 27 نومبر کو ایک ویگن زبردستی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور وہاں کچھ اوڈ آباد ہیں یہ ویگن ان کی ملکیت تھی۔ جو اس کو اپنے روزگار کے سلسلے میں چلاتے ہیں انہوں نے تھوڑا سا لیت ولعل کیا اور ویگن کو اپنے گھر لے

گئے چنانچہ مقامی پولیس انکے گھر 397 ج ب میں گئی ان کو ملے وہ وہاں بہانے سے گئے اصل معاملہ تو ویگن کا تھا وہاں اسوقت جو لوگ بھی موجود تھے مرد وزن بچے ان سب پر تشدد کیا ایک خاتون شدید زخمی ہوئی اس خاتون کو لے کر یہ لوگ ہسپتال میں گئے اور وہاں سے انہوں نے میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کیا اور یہ ضلع کچہری میں قانونی امداد کے لئے پہنچے یہ مزید افسوسناک پہلو ہے جو قابل غور بھی ہے جب مقامی پولیس نے یہ دیکھا کہ یہ انکے خلاف کچھ کارروائی کریں گے انہوں نے اس آدمی کو جو وہاں قانونی امداد کے لئے دو وکیلوں کے پاس گیا تھا ایک کا نام محمد اعظم خان ہے دوسرے کا نام سردار رب نواز زیدی ہے۔ انہوں نے نہ صرف آدمی کو جو وہاں قانونی امداد کے لئے گیا تھا بلکہ دونوں وکلاء حضرات کو بھی اغوا کر کے کسی دور دراز علاقے میں جا کر محبوس کر دیا چاہئے تو یہ تھا کہ اگر انکے خلاف کوئی الزام تھا تو اسکے مطابق deal کیا جاتا یا پرچہ درج کیا جاتا ان دو وکلاء حضرات کو جنکو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پڑھے لکھے ہیں اور ہمارے معاشرے کی cream ہیں اور قانون کی محافظ بھی ہیں۔ اور لوگوں کو قانونی امداد بھی پہنچاتے ہیں وہاں سے اٹھا کر لے جانا یہ چیز محل نظر ہے۔ اور پولیس کا یہ اقدام قابل اعتراض بھی ہے۔ اور قابل نفرت بھی کیونکہ ان دو وکلاء کو غیر قانونی طور پر غیر علاقے میں لے جا کر محبوس کیا گیا ہے۔ اور جس بیجا میں رکھا گیا اور ان پر بیجا تشدد بھی کیا گیا اسکے خلاف عوامی رد عمل پیدا ہوا اور شہر میں روز مرہ ہڑتالیں شروع ہو گئیں۔ نہ صرف ہڑتالیں شروع ہوئیں بلکہ مقامی بار نے بھی عدالتوں کا بائیکاٹ کرنے کا پنجاب بار کونسل کو نوٹس دیا اور اہالیان شہر نے وکلاء حضرات کے اغوا کے خلاف جلوس نکالا اس روز بھی پولیس نے ان دو وکلاء کو بلکہ پولیس نے ایک دو وکلاء کو اغوا کیا اور انکو بھی لے جا کر محبوس کیا اور جس بیجا میں رکھا اور ان پر تشدد کیا اس پر یہ سلسلہ جاری ہو گیا۔ اور یہ روز مرہ کا معمول بن گیا اور جناب والا وہاں پر روزانہ ہڑتالیں ہوتی رہیں اور جن اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوئیں ہیں انکے تراشے تحریک التوائے کار کے ساتھ منسلک ہیں۔

ان سے صاف طور پر واضح ہے۔ پنجاب بھر میں جو مختلف بار کونسلز ہیں انہوں نے علامتی بائیکاٹ کیا اور اسکے جناب والا جو تصویر سامنے نظر آتی ہے وہ پولیس کے استبداد کی ہے جو اختیارات میں مادر پدر آزاد ہو کر اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہیں۔

جناب والا یہ تو روزمرہ کا معمول ہو گیا ہے اور مقامی پولیس جن کے کندھوں پر محافظ کے بیج لگے ہوئے ہیں ان سے لوگوں کا اعتماد اٹھ گیا ہے پولیس کا لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرنا فرض ہے وہ ان کی عزت کی بھی حفاظت کریگی یہ اس میں بری طرح ناکام ہوئی ہے نہ صرف ناکام ہوئی ہے بلکہ

اہلیان شہر کی عزت و آبرو سے کھیلنا شروع کردیا ہے اس لئے جناب والا میں ان الفاظ کے ساتھ سردست اپنی بات کو ختم کرتا ہوں باقی اگر کچھ ضروری ہو اور مجھے محسوس ہوا کہ وزیر قانون دروغ گوئی سے کام لیں گے اس کے بعد میں عرض کرونگا۔

وزیرقانون (چوہدری عبدالغفور):۔ جناب والا میں معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ چودھری صاحب کی باتوں کی مجھے سمجھ تو نہیں آئی لیکن بہرحال میں کوشش کروں گا کہ جو بھی مجھے اندازے کے مطابق پتہ چل سکا ہے۔ اس کا جواب دے سکوں۔ اس بارے میں عرض ہے ایک مقدمہ نمبر 190 آف 1984ء حدود آرڈیننس کے تحت پولیس کے پاس Pending تھا اور جو حدود آرڈیننس 1979ء کے تحت رجسٹر ہوا تھا اور وہ اوڈ جو جھگیوں میں مقیم تھے اس مقدمے کے ملزمان چونکہ 1984ء سے trace نہیں ہو رہے تھے اور پولیس ان کا پیچھا کر رہی تھی جب ان کا پتہ چلا ان پر چھاپہ مارا گیا لیکن انہوں نے سب سے مل کر پولیس پارٹی پر حملہ کیا اور ان کو زد و کوب کیا گیا۔ اور ان کی پیٹیاں بھی چھین لیں اور پولیس جن ملزمان کو گرفتار کرنے گئی تھی اس میں انہوں نے مزاحمت کی اس تمام کے بعد پولیس نے ان کے خلاف مقدمہ درج کیا اور جب پولیس کو پتہ چلا کہ وہ شہر میں آئے ہیں اور ان کے پاس ایک ویگن تھی جس میں انہوں نے فرار ہونے کی کوشش کی پولیس ان کو گرفتار کرکے لئے گئی اس ضمن میں جب ویگن چلی تو ایک عورت کی ٹکر ہوئی اور وہ اس سے معمولی زخمی ہوئی پولیس کو پتہ چلا کہ ملزمان عدالت میں کسی سلسلے میں آئے ہیں وہاں کی پولیس نے ان پر Raid کیا کہ ان کو گرفتار کیا جائے وہاں دو وکلاء صاحبان تھے انہوں نے اس میں مزاحمت کی اور ان کو چھڑا دیا اور چلتے چلتے معاملہ کی نوبت جلوس تک پہنچ گئی اور دو وکلاء بھی جن کے نام لئے گئے ہیں وہ گرفتار ہوئے ان کی ضمانت ہو گئی اور ان کے خلاف بھی مقدمہ رجسٹر ہوا۔ اور یہ معاملہ عدالت میں ہے اور یہ معاملہ subjudice ہے میں نے اصل واقعات عرض کر دیئے ہیں لیکن میں جو اصل بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تمام معاملہ کی چھان بین کے لئے ایس پی جھنگ کو تعینات کیا گیا ہے وہ اس کی تحقیقات کر رہے ہیں اور وکلاء صاحبان بھی پیش ہو رہے ہیں اس بارے میں فوری طور پر جو ایکشن لیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جو پولیس پارٹی تھی جس کے خلاف وکلاء صاحبان نے الزام لگایا ہے کہ انہوں نے کچھ زیادتی کی ہے اس میں ایک سب انسپکٹر۔ دو اے ایس آئی ہیڈ کانسٹیبل اور دو کانسٹیبل اس طرح 6 آدمی معطل ہو کر لائن حاضر ہو گئے ہیں۔ انکوائری ہو رہی ہے مقدمہ درج ہے ان کی تفتیش کے بعد معاملہ sort out ہو جائے گا۔ اس میں ہمارے وکلاء صاحبان نے بھی احتجاج کیا تھا میں

نے یہ خیال کیا کہ جب تک میں ذاتی طور پر پتہ نہ کر لوں مجھے ہاؤس میں ایسی کوئی Statement نہیں دینی چاہئے کیونکہ اس میں وکلاء صاحبان کا معاملہ ہے اور باقی شہریوں کا بھی معاملہ ہے تو میں نے اپنے طور پر مختلف ذرائع سے معلومات اکٹھی کیں اور وہاں کے پولیس افسران سے بھی رابطہ قائم کیا اور دوسری پارٹی سے بھی تاکہ اصل حقائق میرے سامنے آ جائیں تاکہ ہاؤس میں صحیح واقعات آنے چاہئیں کوئی ایسی غلط بیانی نہیں ہونی چاہئے تو میں آپ کو یہ یقین سے کہتا ہوں جو معاملہ بھی ہوا ہے اور جو زیادتی ہوئی ہے ان پولیس افسران کو معطل کر کے ان کی تفتیش ہو رہی ہے اور کیا کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو اس کی تحقیقات ایس پی جھنگ کر رہے ہیں اور جہاں تک یہ کہ بس لینے کی کوشش کی ہے ان دوستوں نے اپنی اس تحریک میں بیان کیا۔ یہ قطعی غلط ہے۔ اس کی میں خود بھی تصدیق کر چکا ہوں۔ اگر کوئی ایسا معاملہ ہوتا تو پولیس واقعی اس قسم کے کئی مقدمات درج کر لیتی ہے اور اگر فوری طور پر کوئی مقدمہ درج ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس میں کوئی ایسی بات ہوئی ہے کہ ان کو بلا وجہ ملوث کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن 1984ء کا ایک مقدمہ Pending ہونا اور ملزمان کا مفرور قرار دیا جانا اور اتنے تین سالوں کے بعد یا تین چار سال کے بعد جب ان کی نشاندھی ہوئی اور پولیس پارٹی کا جا کر raid کرنا اور ان کو گرفتار کرنا یہ پولیس کی ذمہ داری تھی۔ اس میں اگر وہ مزاحمت کرتے ہیں یا اس میں کوئی بھی شہری مزاحمت کرتا ہے تو پولیس کو حق حاصل ہے کہ ان کے خلاف مقدمہ درج کر کے کارروائی کرے۔ یہی واقعہ اس میں ہوا ہے اور اس میں جو دیگر باتیں کہی گئی ہیں یہ حقائق پر مبنی نہیں ہیں۔ قانون جو ہے That will take its course اور اس میں کسی سے رعایت نہیں برتی جائے گی۔ اگر پولیس کے کوئی ملازمین اس میں ملوث پائے گئے اور ان کی زیادتی ہوئی تو ان کے خلاف ایکشن ہو گا۔ باقی جو مقدمات ہیں ان کے متعلق میں نے عرض کر دیا ہے کہ جوڈیشل میں باقاعدہ ان کی تفتیش ہو رہی ہے۔ ان کے متعلق ہم یہاں تحقیقات نہیں کر سکتے۔ اس لئے یہ subject matter

ایک سی confined nature کا ہے جس کے متعلق باقاعدہ اور حتی الوسع حکومت کے پاس جو ذرائع ہیں ان کے مطابق حکومت یہ کوشش کر رہی ہے۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ اسے تحریک التوائے کار کا subject matter بنا کر ہاؤس کا مزید وقت اس میں صرف کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ میں جب کہ معاملہ subjudice بھی ہے۔ جوڈیشل انکوائری بھی ہو رہی ہے۔ دوسری انکوائری بھی ہو رہی ہے۔ مقدمات بھی درج ہیں اس کو Prejudice نہیں کرنا چاہئے بلکہ قانون کے تقاضے یہ ہیں ابھی ہم اس معاملہ میں اختلاف نہ کریں۔ اگر اس تفتیش سے ہمارے چودھری رفیق صاحب یا کوئی

اور مطمئن نہ ہوں اور اس میں مجھے وکلاء صاحبان کا بھی version دیا گیا کہ وہ بھی agree کر گئے ہیں کہ ایس پی صاحب کے پاس اس انکوائری میں پیش بھی ہو رہے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ واقعی اس میں ہمیں اطمینان ہے کہ جو انکوائری ہو رہی ہے اس کے مطابق صحیح عمل ہو گا کیونکہ پولیس افسران کے خلاف بھی بروقت ایکشن لیا گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو مزید پریس کیا جانا چاہئے اور یہ ان کی مہربانی ہے کہ وہ معاملہ کو سامنے لائے ہیں۔ میں خود بھی اس کو چیک کرتا رہوں گا کہ اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے اور میں آپ کے نوٹس میں بھی لاؤنگا۔ اگر اس میں آپ کی مدد کی مزید ضرورت ہوئی تو وہ لیں گے کہ کیا مزید ایکشن لیا جا سکتا ہے۔ تو میں اپنے فاضل دوستوں کو کہوں گا کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔

جناب سپیکر :- آرڈر پلیز' آرڈر پلیز اس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ معاملہ subjudice ہے اور دوسرا آپ نے فرمایا کہ اس پر جوڈیشل انکوائری بھی ہو رہی ہے۔ تو جوڈیشل انکوائری کون کر رہا ہے۔

وزیر قانون :- جی جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے اور وہ انکوائری ایس پی جھنگ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر :- کیا جوڈیشل انکوائری ایس پی کر رہے ہیں؟

وزیر قانون :- جناب والا۔ وہ رپورٹ پیش کریں گے اس کے بعد کوئی مجسٹریٹ انکوائری کرے گا۔ ابھی جوڈیشل انکوائری کسی مجسٹریٹ کے حوالے نہیں ہوئی لیکن اس انکوائری کے بعد اگر ضروری سمجھیں گے تو باقاعدہ جوڈیشل انکوائری کروا لی جائے گی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر۔ ضابطہ یہ کہتا ہے کہ وزیر قانون کے بیان پر اعتماد کیا جائے لیکن حقائق اس کے برعکس ہیں۔ جناب والا۔ جس نام نہاد مقدمہ کا انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ سال 1984ء میں حدود آرڈیننس کا ایک مقدمہ درج ہوا تھا۔ میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اس مقدمہ میں ملزمان کون تھے اور وہ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ اور کیا اس اوڈ قبیلہ کے ساتھ ان کی کوئی رشتہ داری بھی ہے؟ جناب والا۔ یہ مفروضہ مقدمہ درج ہوا۔ ان کا اس خاندان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اس علاقہ کے رہنے والے نہیں ہیں اگر وہ وہاں پر موجود تھے تو کیا پولیس نے ان کو گرفتار کیا یا آج تک ان کو گرفتار کر چکی ہے؟ جناب والا۔ یہ ساری وہ کہانی ہے جو پولیس اپنے دفاع میں بیان کرتی ہے اور وزیر قانون نے بھی یہاں پر بیان کر دی۔ جہاں تک ایس ایس

پی جھنگ کی انکوائری کا تعلق ہے وکلاء نے اس انکوائری کا بائیکاٹ کر دیا ہے اور ان کا یہ مطالبہ ہے کہ جوڈیشل انکوائری کرائی جائے جو کم از کم سیشن جج کے عہدے کا کوئی شخص کرے۔ تو جناب والا۔

اس پر تو انہوں نے عدم اعتماد کر دیا۔ باقی جہاں تک حقائق کا تعلق ہے تو جو کچھ وزیر قانون کو بتایا گیا انہوں نے من و عن یہاں پر بیان کر دیا جس کا حقائق کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب جناب والا۔ ضابطہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ میں تو ضابطے کا پابند ہوں اور آپ کا فرمان بھی یہی ہے وزیر صاحب جو بھی بیان دیں وہ خواہ جھوٹ کا پلندہ ہی کیوں نہ ہو اسے تسلیم کر لیا جائے۔ تو جناب سپیکر جہاں تک حقائق کا تعلق ہے وزیر صاحب نے وہ حقائق بیان کئے ہیں جو انہیں پولیس کی طرف فراہم کئے گئے ہیں۔ حالانکہ ان کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس شخص کو وکلاء کے دفتر سے گرفتار کیا گیا ہے وہ شخص وہاں کا زمیندار ہے۔ وہ صرف یہ پتا کرنے آیا تھا کہ وہ اوڈ جو مقدمہ درج کروانے آئے تھے جن کی ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی جن کا بازو ٹوٹ گیا تھا وہ تھانہ میں مقدمہ درج کروانے آئے تھے۔ اس کے بعد وہ لوٹ کر گھر نہیں گئے۔ وہ وکلاء سے یہ پتا کرنے آیا تھا کہ وہ لوگ کہاں گئے ہیں۔ تو پولیس کو یہ پتا چلا کہ وہ وکلاء کے دفتر میں موجود ہے تو انہوں نے raid کیا یا پولیس سے کہا کہ اس شخص کا کیا جرم ہے تو اسے بھی حبس بے جا میں لے گئے۔ اور دور دراز ایک ریسٹ ہاؤس سے یعنی آدھا ریسٹ ہاؤس۔ وہاں پر ان کو محبوس رکھا اور ان کو زد و کوب کیا اور ان کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ تو یہ ایک ایسا واقعہ ہے جناب والا جو ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے کہ پولیس کا رویہ وکلاء کے ساتھ اگر اس قسم کا ہے تو ایک عام شہری کے ساتھ ان کا کیا رویہ ہو گا؟ اس تحریک التوائے کار کو اس ایوان میں لانے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ جن لوگوں نے قانون کو ہاتھ میں لیا ہے۔ جن لوگوں نے جابرانہ رویہ کا مظاہرہ کیا ہے ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ اور جناب والا میں وزیر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی انتظامیہ سے اس بات کا نوٹس لے کہ انہوں نے بالکل غلط حقائق ان کو پیش کئے ہیں۔ اصل حقائق یہ ہیں کہ پولیس بیگار پر دیگن لینا چاہتی تھی۔ ان لوگوں نے دینے سے انکار کیا اور اس میں تھوڑا سا ان کا جھگڑا ہوا جسے پولیس نے اپنی توہین سمجھا اور اس کے بعد بہت سی فورس جو مسلح تھی لے کر اوڈوں کی جھگیوں پر جا کر حملہ کر دیا جس میں ایک عورت زخمی ہوئی اور اس کی ہنسلی کی ہڈی ٹوٹی۔ اس کا بازو ٹوٹا۔ انہوں نے Medicolegal حاصل کیا۔ وہ مقدمہ درج کروانا چاہتے تھے۔ وہ ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے پاس گئے۔ ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ نے اس کے اوپر برائے

ضروری قانونی کارروائی لکھ دی۔ پولیس نے کہا کہ الیکشن کے دوسرے دن آئیں جب وہ دوسرے دن گئے تو پولیس نے انہیں تھانے میں بٹھا کر محبوس کر دیا۔ اور ان کو زد و کوب کیا۔ 2 تاریخ کو جب اس علاقہ کے زمیندار محمد نواز جادو آنا ان کا پتا کرنے کے لئے وکلاء کے پاس اور ان سے پوچھا کہ کل جو لوگ مقدمہ درج کروانے آئے تھے وہ واپس نہیں گئے۔ وہ کہاں ہیں۔ تو اس وقت پولیس وہاں پہنچ گئی انہوں نے دونوں وکیلوں کو اور اس کے زمیندار کو گرفتار کیا۔ ریسٹ ہاؤس میں لے گئے تشدد کا نشانہ بنایا اور زیادتی کی۔ اور اس کے بعد شہر میں ہڑتال ہوئی لوگ سراپا احتجاج بنے۔ سڑکوں پر آئے۔ تو جناب والا۔ سیشن جج کی مداخلت سے ان وکلاء کو رہا کیا گیا۔ یہ ہیں اصل حقائق۔

جناب سپیکر :- جنجوعہ صاحب! آپ نے بیان کر دئے ہیں۔ اس میں آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ واقعہ کب کا ہے کیونکہ اس میں آپ نے کسی تاریخ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا۔ یہ 27 نومبر 1987ء کا واقعہ ہے۔

جناب سپیکر :- 27 نومبر کا واقعہ ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جی ہاں۔ جناب والا۔ جب پولیس نے ان کی جگیوں پر حملہ کیا اس دن 27 نومبر 1987ء تھی اور جب وکلاء کو وکلاء چیمبرز سے گرفتار کیا گیا تو اس دن دو دسمبر 1987ء تھی۔

جناب سپیکر :- دو دسمبر 1987ء

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جی ہاں۔ دو دسمبر 1987ء

جناب سپیکر :- چودھری صاحب! اس میں آپ نے جوڈیشل انکوائری کا ذکر کیا ہے کہ ہو رہی ہے اور جنجوعہ صاحب نے کہا ہے کہ وہاں کے وکلاء نے ایس پی کی انکوائری کا بائیکاٹ کر دیا ہے اور ان کا مطالبہ ہے کہ جوڈیشل انکوائری کروائی جائے۔ اس میں امکان ہے کسی ایک بات پر اتفاق ہو جائے۔

وزیر قانون :- جناب سپیکر۔ میں عرض کروں کہ یہ کوئی ایسا عمومی نوعیت کا واقعہ نہیں ہے یہ ایک خصوصی نوعیت کا واقعہ ہے اور اس کا بروقت ایکشن لیا گیا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ واقعہ اگر مجھے بتایا گیا ہے کہ میں نے صرف پولیس کے feed کرنے پر بیان کیا ہے یہ قطعی غلط

ہے۔ میں نے واقعات کو ذاتی طور پر تصدیق کیا ہے بلکہ ان کی طرف سے پیش کردہ واقعات من گھڑت ہیں۔ اور واقعات اس طرح نہیں ہیں جس طرح بیان کئے گئے ہیں اور نہ ہی آپ نے اس کو اس طرح دیکھا ہے کہ فلاں کوئی اس میں تاریخ وغیرہ موجود ہے کہ کس تاریخ کو کیا ہوا۔ لیکن اس کا مطلب یہ صحیح ہے کہ پولیس کو ہم نہیں چاہتے کہ وہ کوئی زیادتی کرے لیکن یہ بھی بات غلط ہے کہ پولیس کی کارکردگی میں یہ کہنا کہ 1987ء کا واقعہ جھوٹا اور غلط ہے۔ یہ واقعی صحیح طور پر ان پر raid کیا گیا ہے اور ان کی طرف سے زیادتی ہوئی ہے۔ اور انہوں نے باقاعدہ پولیس کو مارا اگر ہم اس قانون نافذ کرنے والی ایجنسی کو اس طریقے سے مجرموں کے ہاتھوں پٹتا دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر کس طریقے سے امن و امان رہ سکتا ہے اگر پولیس کی طرف سے زیادتی نہ ہو۔ تو کم از کم مجرمان کی طرف سے بھی اس طرح کی زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر :- اس میں کیا آپ یہ غور کرنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں کہ اس کی جوڈیشل انکوائری ہو جائے۔

وزیر قانون :- جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم انکوائری کا انتظار کر رہے ہیں اگر ان کی کسی طریقے سے تسلی نہ ہوئی تو پھر.....

جناب سپیکر :- تو پھر جناب جنجوعہ اور آپ مل کر اس کے واقعات پر غور کر لیں اور پھر اس Possibility کو discuss کر لیں کہ اس پر کوئی انکوائری وغیرہ ہو سکتی ہے۔

وزیر قانون :- جناب والا۔ اگر اس سے دونوں پارٹیوں کی تسلی نہ ہو سکی تو پھر اس بات پر غور کر لیں گے کہ پھر اس کی کس طرح سے انکوائری ہو۔

جناب سپیکر :- جنجوعہ صاحب چودھری محمد رفیق صاحب اور آپ مل بیٹھ کر بات کر لیں۔

وزیر قانون :- ٹھیک ہے جی۔

چودھری محمد رفیق :- جناب والا۔ میں ایک واقعہ جو ان تمام واقعات سے اوجھل رہا ہے وہ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں اگر میری تحریک التوائے کار کو پیش کرنے کی اجازت دی جاتی تو یہ جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار سے قدرے مختلف تھی۔ میں اس میں صرف اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں.....؟

جناب سپیکر :- میاں صاحب۔ ابھی اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا ہے۔ سردست یہی فیصلہ ہو رہا ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو ملتوی کر دیا گیا ہے۔ آپ وزیر قانون صاحب سے بات کر لیں اور کسی نتیجے پر پہنچ جائیں۔ پھر یہاں بات ہو جائے گی۔ نہیں تو پھر اسے take up کر لیا جائے گا۔

چودھری محمد رفیق :- جناب والا۔ میں تو صرف ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ یہ صرف چار لائنیں ہیں جو میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں دی تھیں لیکن وہ پڑھی نہیں جا سکی ہیں کیونکہ اجازت نہیں ملی تھی۔ اس میں تمام دیگر واقعات کے علاوہ وہاں پر یہ ہوا کہ پولیس نے اس پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ زخمی خاتون جو کہ ہسپتال میں داخل تھی ہسپتال کے اندر گھس کر پولیس نے زخمی خاتون اور دیگر موقع پر موجود مرد و زن لواحقین جو خبر گیری کے لئے گئے ہوئے تھے پر مزید تشدد کیا اور یہ تماشا وہاں پر موجود سینکڑوں لوگوں نے دیکھا۔ جناب والا۔ وزیر قانون اس سے کیسے انحراف کر پائیں گے کہ یہ ایک فرض واقعہ ہے اور اسے اغوا کا کیس بنا کر ان غریبوں پر مقدمہ درج کروانے کو انہوں نے تو جائز قرار دیا ہے ہسپتال میں داخل شدہ اس زخمی خاتون پر پولیس نے گھس کر جو تشدد کیا ہے وہاں پر موجود سینکڑوں لوگوں نے یہ تماشا دیکھا۔ تو جناب وزیر قانون اس کا کیا جواز پیش کر پائیں گے اور یہ پولیس تشدد کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے جو جناب والا۔ دن دھاڑے وہاں پر موجود لوگوں نے دیکھا اور یہ اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے کی ایک گھناؤنی سی حرکت ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر۔ وزیر قانون اس واقعہ کو معمولی واقعہ قرار دے رہے ہیں یہ بات ان کے علم میں ہونی چاہئے کہ کم از کم ایک ماہ تک ٹوبہ ٹیک سنگھ کے وکلاء نے اس معاملہ پر 13 دسمبر کو پورے پنجاب کی بار کونسلوں نے دو گھنٹے کی ہڑتال کی ہے۔ عدالتوں کا بائیکاٹ کیا ہے اور اب ٹوبہ ٹیک سنگھ کے وکلاء کا ایک وفد پنجاب بار کونسل کے صدر سے ملنے کے لئے آیا ہوا ہے تاکہ وہ ان کو ان تمام واقعات سے آگاہ کر کے یہ بتا سکیں کہ یہ معاملہ کتنی سنگین نوعیت کا تھا افسوس ہے کہ وزیر قانون جناب والا اس واقعہ کو معمولی واقعہ قرار دے رہے ہیں۔ وکلاء کا یہ مطالبہ ہے کہ اگر وہ واقعات غلط بیان کر رہے ہیں۔ تو جناب والا وزیر صاحب جوڈیشل انکوائری کروائیں۔

جناب سپیکر :- وزیر قانون نے اس کو معمولی واقعہ نہیں کہا ہے۔

وزیر قانون :- میں نے عمومی اور خصوصی کا ذکر کیا ہے۔ معمولی نہیں کہا ہے۔

جناب سپیکر :- تو یہ تحریک التوائے کار Pending ہو گی اس پر آپ کی اور وزیر قانون صاحب

کی بات ہو جائے گی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- ٹھیک ہے جناب والا۔

وزیر قانون :- جناب والا۔ اس میں انکوائری پر تو وقت لگے گا۔ اس کی رپورٹ ہم وصول کریں گے اس کو تو آپ dispose of کر دیں اگر ضرورت سمجھی گئی تو ہم ان سے مشورہ کر لیں گے۔

جناب سپیکر :- چودھری صاحب۔ اس کو Pending کر دیتے ہیں اور آپ کی اس پر بات ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہوئی تو بات کر لیں گے۔

وزیر قانون :- جناب والا۔ یہ وہاں کے متعلقہ ایم۔ پی۔ اے نہیں ہیں میں نے وہاں کے متعلقہ ایم۔ پی۔ اے سے واقعات پوچھے ہیں۔ باقی لوگوں سے بھی پوچھا ہے اس کی تفتیش میں نے خود بھی کی ہے۔

جناب سپیکر :- آپ کی بات کرنے سے یہ معاملہ Sort out ہو جائے گا۔

ملک ممتاز احمد خان کھچر :- جناب والا۔ جب بھی کوئی وزیر صاحب تقریر کرتے ہیں یا کوئی خاتون ممبر تقریر کرتی ہیں تو فوٹو گرافر فوراً" حرکت میں آجاتے ہیں۔ ایک معزز ممبر گھنٹے سے سو رہے ہیں کسی نے ان کی خبر نہیں لی۔

چودھری محمد رفیق :- جناب سپیکر کچھ لوگ اپنی بند آنکھوں میں سوتے ہیں اور کچھ جاگتی آنکھوں میں سوتے ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر :- اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

حافظ محمد سعید

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست حافظ محمد سعید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ والد بزرگوار حضرت بابا جی حاجی عبدالغفور صاحب کا عرس مبارک موضع دریا شریف میں مورخہ 28-29 جنوری کو ہو رہا ہے۔ براہ مہربانی 28 جنوری کی چھٹی منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد رفیق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:-

مودبانہ گزارش ہے کہ مورخہ 21 جنوری 1988ء بروز جمعرات بوجہ بیماری اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا لہٰذا درخواست ہے کہ مجھے ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر شیلابی چارلس

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر شیلابی چارلس صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:-

I was down with fever on the 21st of 23rd january' 1988. I shall be grateful to you if you would kindly grant me leave for these days.

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے مراتب علی خان

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست رائے مراتب علی خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی

طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ میں ناسازی طبیعت کے باعث مورخہ 17 جنوری تا 22 جنوری صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت سے معذور اور طویل مسافت کے قابل نہ ہوں۔ براہ کرم 17 تا 22 جنوری کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید حسنات احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست سید حسنات احمد شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:-

It is Submitted that the undersigned is suffering from heart. trouble & admited in albert victor Hospital ccu Mayo Hospital since Friday 22rd January. I am not in a position to attend the assembly session. Kindly accept my regret allow leave wef 24th Janwary, 1988. I will remain on leave until allowed by my physician to resume the routine.

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد الطاف

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد الطاف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:-

گزارش ہے کہ میری پھوپھی فوت ہو گئی ہے براہ مہربانی مجھے 24 جنوری سے 28 جنوری تک رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودھری شوکت حیات چٹھہ

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست چودھری شوکت حیات چٹھہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں ضروری کام کے سلسلے میں اسلام آباد چلا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے 17 جنوری تا 22 جنوری اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔ لہٰذا ان ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ملک غلام محمد نور ربانی کھر

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام محمد نور ربانی کھر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 21 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا براہ مہربانی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودھری اصغر علی گجر

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست چودھری اصغر علی گجر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 14 تا 23 جنوری لاہور میں بیمار رہا ہوں مجھے فلو ہو گیا تھا مندرجہ بالا

یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری اعجاز احمد چیمہ

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست چودھری اعجاز احمد چیمہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 19 تا 20 جنوری اجلاس میں شرکت نہ کر سکا براہ کرم رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار الطاف حسین

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست سردار الطاف حسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں بوجہ علالت مورخہ 24 جنوری کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا مہربانی فرما کر 24 جنوری کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری ظفر اللہ چیمہ

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست چودھری ظفر اللہ چیمہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں بوجہ ضروری کام مورخہ 24 جنوری اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا

مہربانی فرما کر رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں محمد افضل حیات :- جناب سپیکر:- میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "مسودہ" قانون تجدید کرایہ شہری پنجاب مصدرہ 1988ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 6- فروری 1988ء تک توسیع کی جائے۔

وزیر قانون :- جناب سپیکر اس میں عرض یہ ہے کہ کس تاریخ تک انہوں نے فرمایا ہے۔

جناب سپیکر :- یہ 6- فروری تک توسیع کے لئے کہا ہے۔

وزیر قانون :- ویسے ہم اس سیشن میں اس کو کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات :- یہ اس سیشن کی بات ہو رہی ہے۔

وزیر قانون :- تو کیا آپ اس کو 6 فروری سے پہلے نہیں رکھ سکتے کیونکہ 6 فروری سے پہلے 4/3 فروری کو ورکنگ ڈے ہے اس لئے 3 کے بعد 4- فروری کو رکھ لیں۔

میاں محمد افضل حیات :- 4- فروری کو جمعرات ہو گی

وزیر قانون :- تو 4- فروری کو رکھ لیں۔

میاں محمد افضل حیات :- جناب والا! بات یہ ہے کہ اس پر ہم نے پہلے ایک میٹنگ کرنی ہے۔

وزیر قانون :- جناب سپیکر! جب یہ رپورٹ آئے گی تو پھر اس کے بعد ترمیم کے لئے ہمیں تین دن دینے پڑیں گے اس لئے اگر ایک میٹنگ میں یہ finalize نہیں کر سکے تو اس کے لئے اگر یہ چاہتے ہیں تو پرسوں میٹنگ رکھ لیں۔

میاں محمد افضل حیات :- چلیں 4- فروری کو ہم رپورٹ دے دیں گے۔

وزیر قانون :- ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر :- تو 4- فروری تک اس کی extension دی جاتی ہے۔

(4- فروری 1988ء تک توسیع کی گئی)

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل کی رپورٹ بابت سال 1982-83 کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر :- بیگم شاہدہ ملک۔

بیگم شاہدہ ملک :- جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں کہ "پر مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ برائے سال 83-1982 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جناب سپیکر :- رپوٹ پیش کی گئی۔

مالیاتی حسابات مد بندی اور آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت 84-1983 کو ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

بیگم شاہدہ ملک :- جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں کہ "مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ برائے سال 84-1983 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 88-12-31 تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایوان میں پہلے بھی کئی دفعہ یہ گزارش کی گئی ہے کہ ہمیں رپورٹ اردو میں مہیا کی جائے اور ایوان میں اس کا وعدہ بھی کیا گیا لیکن

اس کے باوجود یہ رپورٹ ہمیں انگلش میں دی گئی ہے اور ہم تو انگلش نہیں جانتے اور ایوان کی اکثریت اس سے استفادہ نہیں کر سکتی اس لئے یہ رپورٹ اردو میں پیش کی جانی چاہئے یا پھر ہم عربی جانتے ہیں یہ ہمیں عربی میں دے دی جائے۔ اگر بدیس زبان ہی رکھنی ہے تو اس کی بجائے کہ اسلامی اور قرآن و سنت کی زبان عربی ہے عربی میں پیش کر دی جائے اگر اپنی اسلامی زبان سے چڑ ہے جو ہماری اردو قومی زبان ہے اور جسے اس سال دستور اور آئین کے مطابق لازماً" ہمیں تمام کارروائی اردو میں کرنی چاہئے کیونکہ اب سال 1988ء آ چکا ہے۔ اور آئین کی رو سے ہم پابند ہیں کہ اس سال تمام کارروائی اردو میں ہو۔ اس کے باوجود ہمیں یہ رپورٹ انگلش میں دی جاتی ہے۔ اگر ہمیں اپنی قومی زبان سے اتنی چڑ ہے تو پھر میں یہ چاہوں گا کہ ہمیں یہ کم از کم عربی زبان میں مہیا کی جائے۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی :- پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب سپیکر :- جی بیگم صاحبہ.....

سیدہ ساجدہ نیر عابدی :- جناب سپیکر مولانا صاحب قرآن و سنت کا تذکرہ کر رہے ہیں تو کیا قرآن و سنت میں اردو زبان کا کوئی ذکر ہے۔

رانا پھول محمد خان :- نکتہ احتجاج ... جناب سپیکر! اس ہاؤس میں معزز ایوان کے سامنے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ آئندہ یہ رپورٹیں اردو میں پیش کی جائیں گی۔ آپ کے ہمسایہ ملک میں پنجابی اور ہندی میں اسمبلیوں کی کارروائیاں ہوتی ہیں اور یہاں انگریزی زبان پر اعتراض کیا جاتا ہے لیکن وہ قوم اس وقت تک قوم نہیں بن سکتی جب تک اس کی اپنی کوئی قومی زبان نہ ہو۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس ہاؤس میں جناب وزیر قانون صاحب نے بھی یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ آئندہ رپورٹیں اردو میں پیش کی جائیں گی۔ اب اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس معزز ایوان کی سخت نہیں، سخت ترین توہین ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے سامنے کئے گئے وعدہ سے انحراف قوم کے ساتھ زیادتی ہے اس لئے میں احتجاجاً" اس کو واپس کرتا ہوں اور میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس رپورٹ کو اردو میں پیش کیا جائے۔

ملک طیب خان اعوان :- جناب سپیکر یہ ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ ہم انگلش نہیں پڑھے ہوئے اس لئے یہ رپورٹ ہمیں اردو میں دی جائے۔ اس کا کیا فائدہ ہے؟ اس سے کوئی مفاد تو نہیں ...

جناب سپیکر :- بیگم نجمہ تابش الوری پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری :- جناب سپیکر! میری اس پر ایک Privilege motion بھی آئی تھی اور وائیس صاحب نے وعدہ فرمایا تھا کہ آئندہ ضرور ایسی کوشش کی جائے گی کہ بتدریج پنجاب اسمبلی کی کارروائی جو ہے وہ اردو میں شائع کی جائے گی۔ تو احتجاجاً" میں یہ انگریزی کی رپورٹ واپس کرتی ہوں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ :- جناب سپیکر! سب معزز ممبر یہ رپورٹیں رانا پھول محمد خان کو واپس بھیج رہے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ وہ ان کو ردی میں بیچ نہ دیں اس لئے یہ آپ کو واپس کریں....

رانا پھول محمد خان :- جناب والا! چونکہ مجھے پکارا گیا ہے.....

رانا پھول محمد خان :- لیکن انہیں میں بتا دوں کہ نہ میں ردی بیچنا جانتا ہوں اور نہ میں وہاں سے تعلق رکھتا ہوں جہاں سے لوگ جوتی چور مشہور ہیں۔ چودھری صاحب چونکہ گجرات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگوں کی جوتیاں مسجد سے اٹھا کر بھی بیچتے ہیں اس لئے میں اگر بیچوں گا تو پیسے اپنے بھائی کو لا کر دوں گا....

چودھری گل نواز خان وڑائچ :- جناب یہ غلط فرما رہے ہیں وہ چوری نہیں کرتے بلکہ چوروں کو جوتیاں مارتے ہیں....

جناب سپیکر :- پیرزادہ صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں...

میاں ریاض حسین پیرزادہ :- جناب سپیکر! مولانا صاحب کی اس بات پر کہ یہ رپورٹ عربی میں پیش کی جائے - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے۔ انگریزی میں جب تمام کارروائی پہلے ہوا کرتی تھی آج بھی ویسے چل رہی ہے اور آہستہ آہستہ اردو کی طرف جا رہی ہے لیکن یہ کہنا کہ جناب اس زبان کو ہم نہیں پڑھنا چاہتے - یہ علم حاصل نہیں کرنا چاہتے۔ پھر یہ اونٹ پر آیا کریں اسمبلی ' یہ کار پر نہ آیا کریں اگر اس ڈگر پر چلنا ہے لیکن اس اسمبلی کی کارروائی میں انگریزی کوئی ایسی زبان نہیں ہے کہ جس کے متعلق قرآن میں یہ

آیا ہو کہ یہ پڑھنی نہیں ہے یا اس میں رپورٹ نہیں آنی چاہئے۔ یہ اسمبلی کے ممبر کے لئے یہ کتنی افسوسناک بات ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر میں ایک ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں....

جناب سپیکر :- مولانا صاحب آپ تشریف رکھیئے۔ آپ ذرا تشریف رکھیئے۔ ذاتی وضاحت کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ جب چاہئے آپ کھڑے ہو جائیں اور ذاتی وضاحت پر آپ جو مرضی بات کریں۔ اس ایوان میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ آئندہ بجٹ اردو زبان میں پیش ہو گا اور اس کا متن اردو زبان میں ہوگا یہ یہاں بات طے ہوئی تھی جہاں تک اس رپورٹ کا تعلق ہے یہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہے اور یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں اسی صورت میں یعنی اس انگریزی زبان میں پیش ہوئی اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے اس پر غور و خوض کیا ہے - اس زبان میں غور و خوض کیا ہے۔ جس زبان میں یہ پیش ہوئی ہے اور اس کمیٹی کے غور و خوض کے بعد یہ ایوان میں رکھ دی گئی ہے۔ آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ آیا آڈیٹر جنرل کی رپورٹ انگریزی زبان میں ہونی چاہئے یا اردو زبان میں ہونی چاہئے۔ ہم اس بارے میں ان کو لکھیں گے کہ معزز اراکین اسمبلی یہ چاہتے ہیں کہ آڈیٹر جنرل کی یہ رپورٹ اردو زبان میں ہونی چاہئے مجھے امید ہے کہ اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل درآمد ہوگا۔

رانا پھول محمد خان :- وزیر قانون یہ یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ ہم اس پر عملدرآمد کرائیں گے آپ حکومت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

وزیر قانون :- جناب والا یہ اسمبلی سیکرٹریٹ نے یہاں پرنٹ کیا ہے میرے خیال میں یہاں پر مواقع میسر نہیں ہوں گے۔ یا اتنی سہولیات نہیں ہوں گی۔ ویسے بھی یہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہے۔ آپ نے صحیح فرمایا ہے کہ ان کو لکھ دیا جائے گا۔ کوشش کی جائے گی کہ یہ دونوں Version میں۔ اردو کا ورشن بھی آ جائے اور انگریزی کا ورشن بھی آ جائے تاکہ انگریزی اور اردو دونوں کا ورشن سامنے آ جائے۔

جناب سپیکر :- اس سلسلہ میں یہ کوشش کی جائے گی کہ آپ کے جذبات کے مطابق اس کی تعمیل ہو

مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار نصر اللہ خان دریشک :- جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "مسودہ قانون ترمیم (مالیہ اراضی) پنجاب بابت 1985ء بل نمبر 9 بابت 1985ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1988ء تک توسیع کی جائے"۔

جناب سپیکر :- جناب دریشک نے اس ایوان سے رپورٹ کے لئے توسیع کی درخواست کی ہے۔

(توسیع منظور ہوئی)

سردار نصر اللہ خان دریشک :- جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "مسودہ قانون ترمیم (مالیہ اراضی) پنجاب مصدرہ 1986ء مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1986ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1988ء تک توسیع کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر :- جناب سردار نصر اللہ خان دریشک اس میں بھی توسیع چاہتے ہیں ایوان کی کیا رائے ہے

(توسیع منظور ہوئی)

سردار نصر اللہ خان دریشک :- جناب والا' میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "مسودہ قانون ترمیم (حصول اراضی) مصدرہ 1987ء مسودہ قانون نمبر 90 بابت 1987ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 مئی 1988ء تک توسیع کی جائے"۔

جناب سپیکر :- یہ اس رپورٹ میں بھی مزید توسیع چاہتے ہیں۔

وزیر قانون :- جناب والا۔ موجودہ اسمبلی کی مدت میں' جب تک اگلا الیکشن نہیں ہوتا ہے۔ آیا

اس وقت تک یہ رپورٹ مکمل ہو جائے گی۔ آیا یہ ممکن ہے۔

جناب سپیکر :- وزیر قانون یہ وضاحت چاہتے ہیں کہ اس اسمبلی کی میعاد کے اندر اندر یہ رپورٹ پیش ہونے کی کوئی امید ہو سکتی ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک :- جناب' دنیا امید پر قائم ہے۔

جناب سپیکر :- وہ آپ سے اس سلسلہ میں کوئی واضح commitment چاہتے ہیں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک :- بالکل جناب والا' ہم نے قبل ازیں ایک دو معاملات میں رپورٹیں پیش کی ہیں۔ اور اب بھی انشاء اللہ کریں گے۔

جناب سپیکر :- تو ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو توسیع آپ لے رہے ہیں۔ آیا یہ آخری توسیع ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک :- جناب والا کوشش یہی کریں گے۔

جناب سپیکر :- تو دریشک صاحب کا خیال یہ ہے کہ وہ آخری مرتبہ اس ایوان سے توسیع لے رہے ہیں' کوشش کریں گے کہ اس کے بعد وہ توسیع نہ لیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن :- جناب سپیکر اسی بات کا سہارا لے کر میں آپ کے توسط سے جناب فاضل وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو رپورٹیں ان کے کرنے کی ہیں یا ان کے پاس پہنچ چکی ہیں ان پر انہوں نے کیا پیش رفت کی ہے۔ تین سال سے دانشوروں کی ایک نشست بلائی گئی تھی۔ اس کی رپورٹ مرتب کر کے ہم نے روانہ کر دی تھی اور ہر اجلاس میں میں نے اس کے متعلق پوچھا ہے اس کا تو کوئی جواب نہیں آیا ہے تو اس کا جواب کیسے آ سکتا ہے؟۔

جناب سپیکر :- وزیر قانون کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون :- جناب والا' ان کی دانشوری کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے میرا مقصد یہ ہے کہ اس رپورٹ کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ رپورٹ متعلقہ محکمہ میں گئی ہوگی اور اب یہ ان کا کام ہے کہ جب وہ اس پر غور مکمل کریں گے تو ہمارے پاس محکمہ قانون میں آئے گی ہم اس

کے مطابق قانون بنا دیں گے۔ ابھی تک ان کا میرے ساتھ تعلق پیدا نہیں ہوا ہے۔ میں اس رپورٹ کی بات کر رہا ہوں۔ ان کے ساتھ تو میرا تعلق ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن :- جناب والا - میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جناب چودھری عبدالغفور صاحب ہماری اسمبلی کے قدیم ترین وزیر ہیں اور آنے والی کئی نسلوں میں بھی وزیر رہیں گے۔ اس کے باوجود آپ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضور والا' یہ فرما رہے ہیں کہ میرے ساتھ تو آپ کا تعلق ہے۔ میں نے تو ابھی تک اپنے تعلق کی بات ہی نہیں کی ہے۔ جناب

والا' میں نے تو یہ کہا ہے کہ 1985ء میں ہم نے جو قرار داد منظور کروائی تھی ہم نے اس سال اس کی رپورٹ کر کے محکمہ کو بھیج دی تھی۔ آپ خیر سے کب سے وزارت میں ہیں اور اللہ کرے کہ قیامت تک رہیں۔ ہماری رپورٹ آپ کی نظر سے آپ کے قریب سے ادھر ادھر سے کہیں نہ کہیں سے گزری ہوگی۔ ہر بار میں یہ کہتی ہوں کہ یہ سرد خانے میں رکھی ہوگی اور ہر بار اٹھ کر معذرت کر لیتے ہیں' یہ تعلق کی بات نہیں ہے جناب والا یہ فرض کی بات ہے۔

چودھری محمد اعظم :- جناب والا۔ چودھری صاحب کے وہ الفاظ جو " تعلق" والے ہیں' وہ غیر پارلیمانی ہیں' چودھری صاحب وہ لفظ واپس لے لیں۔

رانا پھول محمد خان :- یہ لفظ واپس لینے کی بات نہیں ہے۔ میرا بھی چیمہ صاحب سے بحیثیت ساتھی کے ایک تعلق ہے۔ یہ تعلق تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگر تعلق ختم ہو گیا تو دنیا سے محبت ختم ہو جائے گی۔ تعلق ہی ایک چیز ہے باپ بیٹے کا تعلق ہے بہن بھائی کا تعلق ہے۔

جناب سپیکر :- جی رانا صاحب تشریف رکھیں چودھری محمد رفیق صاحب۔

چودھری محمد رفیق :- جناب سپیکر' میں وزیر قانون کو اس ایوان میں پہلی بار سچ بولنے پر سلام پیش کرتا ہوں' ان کا یہ اعتراف کہ ان کا "دانشوری" کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے یہ ان کی سچائی کی دلیل ہے۔

وزیر قانون :- میں مشکور ہوں کہ میری کوئی بات چودھری رفیق صاحب کو بھی پسند آئی ہے۔

مسودہ قانون (جو پیش کیا گیا)

جناب سپیکر :- یہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی ہے اس میں مسودہ قانون ہے بیگم بشریٰ رحمٰن

صاحبہ کی طرف سے وہ اسے پیش کرنے کیلئے اجازت کے حصول کے سلسلہ میں اپنی تحریک پیش کریں۔
بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ اپنی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون' طہارت وصفائی بلدیہ ہائے پنجاب 1988ء

بیگم بشریٰ رحمٰن :- جناب سپیکر میں مسودہ قانون طہارت وصفائی بلدیہ ہائے پنجاب مصدرہ 1988ء (The cleanliness of the cities of Punjab Bill, 1988) بل 1988ء پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر :- یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ مسودہ قانون طہارت وصفائی بلدیہ ہائے پنجاب مصدرہ 1988ء (The cleanliness of the cities of Punjab Bill, 1988) پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

رانا پھول محمد خان :- جناب والا اس کی وضاحت نہیں ہو رہی ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور :- جناب میں عرض کرتا ہوں کہ یہ کارروائی انگریزی میں ہو رہی ہے۔ Cleanliness کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر میں اس سلسلے میں فاضل رکن محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کل ان کی میرے ساتھ ایک مختصر سی ملاقات بھی ہوئی اس میں یہ بات ہوئی کہ Govt Ordinance Local جو پہلے سے موجود ہے اس میں کچھ دفعات اس کے متعلق موجود ہیں جو اس کو cover کرتی ہیں اور اس کے باوجود اگر آپ سمجھتی ہیں کہ اس میں مزید کسی ترمیم کی ضرورت ہے تو پھر اس بارے میں مزید غور وخوض کرنا ہوگا میں آپ کی خدمت میں مزید عرض کروں کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں 161 سیکشن موجود ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ

Section 162 is : -
PUNISHMENTS :

(1) Whoever commits any of the offences mentioned in Part 1 of the Third Schedule shall be punished with imprisonment for a term which may extend to six months or with fine which may extend to one thousand rupees or with both and if the offence is a continuing one with a further fine which may extend to one hundred rupees for every day after the date of the first commission which period the offender has persisted in the offence.

اس کے مطابق جو متعلقہ شیڈول ہے اس کا آئیٹم 51 اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہی بات جو آپ چاہتی ہیں اس میں موجود ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن :- جناب والا میرے خیال میں رول 53 ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور :- نہیں' جناب میں نے اس کا مزید مطالعہ کیا ہے اور اس کے جو متعلقہ سیکشن ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں اس میں جو آئیٹم 51 ہے وہ ہے۔

Fixing any bill of service. Fixing any bill, notice, placard or other paper or means of advertisements against or upon on any building or place other than the places fixed for the purpose by a local council.

یہ بات جو آپ قانون میں لانا چاہتی ہیں پہلے اس میں موجود ہے اور اس کا باقاعدہ Offence موجود ہے اور اس کو باقاعدہ قانون میں Cover کیا گیا ہے اگر آپ فی الحال اس کو Pending کروالیں اور میرے ساتھ بات چیت کر لیں تو زیادہ بہتر ہوگا اس کے باوجود اگر آپ سمجھتی ہیں کہ اس کی ضرورت ہے تو پھر اس میں ترمیم پیش کردیں لیکن اس کو Independent act کے طور پر نہیں لایا جا سکتا اس لئے یا تو اسے pending کروالیں یا پھر اگر کوئی ضرورت محسوس ہوئی تو نئی شکل میں پیش کردیں' شکریہ۔

بیگم بشریٰ رحمان :- جناب سپیکر فاضل وزیر قانون نے اس بل کی وضاحت کی ہے اور انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ پہلے سے ہمارے پاس موجود ہے جناب والا مقصد تو میرا یہ ہے کہ لاہور شہر کو اور پنجاب کے دوسرے شہروں کو جس طرح سے دن بدن خوبصورت بنایا جارہا ہے اسی طرح سے اس کے خوبصورت چہرے کے اوپر بدنما قسم کے اشتہار لکھ کر یا لگا کر اس کو اور بدصورت کیا جارہا ہے اس لئے میں نے اس کے خلاف مہم شروع کرنے کے لئے یہ بل پیش کیا تھا کیونکہ ہمارے پاس بہت سی عمارات ہیں کچھ سرکاری ہیں کچھ نجی ہیں خاص طور پر مسجدیں ہیں ان کے اوپر بھی لوگ اشتہارات لگا جاتے ہیں اور ان کو اتارنے سے ان کا قیمتی پلستر بھی اتر جاتا ہے اور دیواریں بھی بدزیب ہو جاتی

ہیں اگرچہ فاضل وزیر قانون نے وضاحت سے یہ فرمایا ہے کہ اس قسم کا یہ بل بھی موجود ہے اور اس کے لئے سزائیں بھی موجود ہیں تو شاید ان سزاؤں کے اوپر عمل درآمد نہیں ہو رہا یا کوئی پیش رفت نہیں ہو رہی اسی لئے میں اس بل پر زور نہیں دیتی اور ان کی اس یقینی دھانی کے ساتھ کہ جہاں جہاں ترمیم کی ضرورت ہے میں ایک ترمیمی بل لانے کی اجازت چاہوں گی لہٰذا میں اس پر زور نہیں دیتی۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ :- :- جناب سپیکر بیگم بشریٰ رحمان جو یہ قانون طہارت و صفائی پیش کرنا چاہتی تھیں میرے خیال میں وزیر بلدیات یہاں موجود ہیں کیا ان سے اس کے متعلق رائے نہ لی جائے ان سے دریافت کیا جائے کہ ان کے بلدیاتی اداروں نے اس قانون کے موجود ہوتے ہوئے کوئی ایکشن کیا ہے؟ کیونکہ جگہ جگہ جیسے مسجدوں کی دیواروں پر ' ہر گلی کوچے میں عجیب عجیب اشتہارات لگے ہوتے ہیں اور مختلف طلباء کی تنظیموں کی طرف سے دیواروں پر نعرے لکھے ہوئے ہوتے ہیں آج تک ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ بلدیہ والوں نے اس کے متعلق کوئی ایکشن لیا ہو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یا تو اس قانون پر عمل درآمد کروائیں کہ کم از کم یہ پتہ چل سکے کہ جب یہ قانون موجود ہے تو اس پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہے یا نہیں۔ اور اگر یہ قابل عمل نہیں ہے تو اس پر ایک علیحدہ بل پیش ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر :- بیگم صاحبہ اس بل کو پیش نہیں کرنا چاہتی ہیں۔

چودھری محمد رفیق :- پوائنٹ آف انفارمیشن

جناب سپیکر میں اطلاع پر یہ جاننا چاہوں گا کہ بیگم صاحبہ کو یہ طہارت و صفائی کا خیال سابقہ میئر کے جانے اور نئے میئر کے آنے پر ہی کیوں آیا؟ اور دوسرا سوال جناب والا میں یہ جاننا چاہوں گا کہ طہارت و صفائی صرف شہروں تک ہی کیوں محدود رکھی گئی ہے صرف 15 فیصد لوگوں یعنی شہر کے مفاد کی بات کی گئی ہے۔جب کہ دیہاتوں میں بسنے والے 85 فیصد لوگوں کو اس سے کیوں محروم رکھا گیا ہے کیا وہ اس ملک کے شہری نہیں ہیں۔

جناب سپیکر :- شکریہ سید حسنات احمد صاحب کی طرف سے قرارداد پیش کی گئی ہے۔

قراردادیں

رانا پھول محمد خان :- جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے سید حسنات احمد صاحب سے درخواست کروں گا کہ قرارداد نمبر2 جو صوبے کے کاشت کاروں سے متعلق ہے وہ نہایت ضروری ہے

اگر وہ اپنی قرارداد کو پیش نہ کریں تو بہتر ہے اس پر پہلے بھی بحث ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر :- وہ تو تشریف ہی نہیں رکھتے ہیں اس لئے اب قرارداد نمبر2 پیش کی جائے گی دوسری قرارداد ملک ممتاز احمد خان بچھر کی طرف سے ہے۔

زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کی تجویز سے اجتناب

ملک ممتاز احمد خان بچھر :- جناب والا میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ اجلاس زرعی آمدنی پر ٹیکس عائد کرنے کی تجویز کو گہری تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کی ترقی کا دارومدار زراعت پر ہے۔ زراعت کو ابھی تک صنعت کا درجہ بھی نہ ملا ہے زرعی اجناس کی قیمتیں پیداواری لاگت سے بھی کم ہیں جس سے زراعت ایک خسارہ کا سودا بن کر رہ گئی ہے چاول اور کپاس سے حکومت پہلے بھی کروڑوں روپے کا زرمبادلہ کما رہی ہے اور یہ بھی دراصل زراعت پر ٹیکس ہے زراعت میں استعمال ہونے والی اشیاء یعنی کھاد' ڈیزل' بجلی' ادویات' زرعی مشینری کی قیمتیں کئی گنا بڑھ چکی ہیں اور سرکاری رپورٹوں کے مطابق بھی زراعت منفعت بخش نہ ہے تمام ملک کے کاشتکاروں میں زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کی تجویز کے خلاف سخت بے چینی' ہیجان' اضطراب اور مایوسی پیدا ہو چکی ہے۔ ان حالات میں زرعی آمدنی کسی مزید ٹیکس کی متحمل نہیں ہوسکتی اور آئینی طور پر بھی صوبائی حکومت کے سوا زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کا کسی کو اختیار بھی نہیں ہے اس لئے یہ ایوان وفاقی حکومت سے اور قومی اسمبلی سے پرزور سفارش کرتا ہے کہ ملک و ملت اور قومی معیشت کے مفاد کے پیش نظر زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کی تجویز کو مسترد کردے اور اس ضمن میں صوبائی خودمختاری کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے اجتناب کرے۔

جناب سپیکر :- یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ اجلاس زرعی آمدنی پر ٹیکس عائد کرنے کی تجویز کو گہری تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کی ترقی کا دارومدار زراعت پر ہے۔ زراعت کو ابھی تک صنعت کا درجہ بھی نہ ملا ہے زرعی اجناس کی قیمتیں پیداواری لاگت سے بھی کم ہیں جس سے زراعت ایک خسارہ کا سودا بن کر رہ گئی ہے چاول اور کپاس سے حکومت پہلے بھی کروڑوں روپے کا زرمبادلہ کما رہی ہے اور یہ بھی دراصل زراعت پر ٹیکس ہے زراعت میں استعمال ہونے والی اشیاء

یعنی کھاد' ڈیزل' بجلی' ادویات' زرعی مشینری کی قیمتیں کئی گنا بڑھ چکی ہیں اور سرکاری رپورٹوں کے مطابق بھی زراعت منفعت بخش نہ ہے تمام ملک کے کاشتکاروں میں زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کی تجویز کے خلاف سخت بے چینی' ہیجان' اضطراب اور مایوسی پیدا ہو چکی ہے۔ ان حالات میں زرعی آمدنی کسی مزید ٹیکس کی متحمل نہیں ہوسکتی اور آئینی طور پر بھی صوبائی حکومت کے سوا زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کا کسی کو اختیار بھی نہیں ہے اس لئے یہ ایوان وفاقی حکومت سے اور قومی اسمبلی سے پرزور سفارش کرتا ہے کہ ملک و ملت اور قومی معیشت کے مفاد کے پیش نظر زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کی تجویز کو مسترد کردے اور اس ضمن میں صوبائی خودمختاری کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے اجتناب کرے"۔

ملک صاحب اس پہ کچھ کہنا چاہیں گے؟

ملک ممتاز احمد خاں بچھر :- جناب سپیکر' زراعت پر ٹیکس لگانے کا مسئلہ کوئی نیا نہیں ہے۔ سال 1860ء میں انکم ٹیکس کا قانون نافذ ہوا اور زراعت پر ٹیکس لگانے کے لئے شہروں میں رہنے والے ماہرین اور غیر زراعت پیشہ لوگ مختلف انداز میں اور مختلف اوقات میں یہ تجاویز پیش کرتے رہے اور ان پر غور کرتے رہے۔

سال 1939ء میں مشہور برطانوی ماہر مسٹر ڈارلنگ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی اس کمیٹی نے حتمی رائے دی کہ انکم ٹیکس کا قانون معاشی نقطہ نگاہ سے اور انتظامی نقطہ نگاہ سے نہیں لگایا جاسکتا۔ سال 1951ء میں حکومت پنجاب نے ایک کمیٹی مقرر کی۔ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم بھی باوجود اتنے دباؤ کے یہ ٹیکس نہ لگا سکے۔ سال 1985ء میں حکومت ہندوستان نے بھی اس مسئلے پر یہ فیصلہ دیا کہ انتظامی معاشی اور سیاسی نقطہ نگاہ سے زرعی آمدنی پر ٹیکس نہیں لگایا جاسکتا۔ ٹیکسیشن کمشن کی رپورٹ کے مطابق زرعی شعبہ سب سے زیادہ ٹیکس ادا کرتا ہے۔ جناب سپیکر' زرعی شعبے کا ہمیشہ سے اصول اور موقف رہا ہے کہ وہ کسی پر ناجائز نکتہ چینی نہیں کرتا جب تک ان کو چھیڑا نہ جائے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم جواب دینے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ ہماری خاموشی کا غلط مطلب نہ لیا جائے۔ عشر بھی اسی قسم کا ٹیکس ہے اور اگر عشر کے باوجود ہم پر زرعی انکم ٹیکس لگانے کی کوشش کی گئی تو ہم بھی یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ dividend income پر بھی ٹیکس عائد کردیا جائے اس ملک میں چار دفعہ زرعی اصلاحات ہوئیں اور ہم نے ملک و قوم کے بہتر مفاد کے پیش نظر ان کو قبول کیا اگر غیر زراعت پیشہ اس بات پر تیار ہے تو ہم زمیندار بھی اس بات پر تیار ہیں کہ پورے ملک میں ہر قسم کی جائیداد کی ایک حد مقرر کردی جائے اور اس سے زیادہ کوئی جائیداد' ملیں فیکٹریاں' کوٹھیاں اور

فلیٹ نہ رکھ سکیں۔ کیا اس کے لئے غیر زراعت پیشہ طبقہ تیار ہے۔ جناب سپیکر یہ سال کاشتکاروں کے لئے نہایت بھاری تھا۔ بجائے اس کے کہ ہمارے ساتھ ہمدردی کی جاتی زرعی انکم ٹیکس کی خبر سے کاشتکار حلقے میں مایوسی پھیلی اور 72 فیصد آبادی کو بددل' بدظن اور مایوس کیا جارہا ہے اور اتنی اکثریت کو جمہوری دور میں مایوس کرنا کس طرح ممکن ہے؟ ہمارے قومی اخبار "نوائے وقت" کے 22 جنوری کے اداریے نے یہ تاثر لیا ہے کہ زرعی شعبہ پالیسی تقاضوں کو نظرانداز کر کے ٹیکسوں سے بچنا چاہتا ہے۔ جناب سپیکر' ہم ہروقت یہ بحث کرنے کے لئے تیار ہیں کہ زرعی شعبہ آج بھی سب سے زیادہ ٹیکس ادا کر رہا ہے۔ ہماری مخالفت ٹیکس کے خلاف نہیں' انکم ٹیکس کے ناقابل فہم' پیچیدہ نظام کے خلاف ہے جو زرعی شعبے پر لگایا جارہا ہے۔ ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ کاشتکار طبقہ ان پڑھ ہونے کی وجہ سے اور غیر منظم ہونے کی وجہ سے اپنے موقف کو یا تو موثر اور قابل قبول انداز میں پیش نہیں کرپاتا یا سمجھا نہیں سکتا یا دوسرے شعبوں کے لوگ اس کو نظرانداز کرنے کی عملاً" کوشش کر رہے ہیں جب کسی معاملے میں تجسس کی فضا پیدا ہو جائے تو وہ معاملہ صحیح تناظر میں نہ تو سمجھا جاسکتا ہے اور نہ سوچا جاسکتا ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے اور بیانگ دھل اس معزز ایوان میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ زرعی شعبہ دوسرے شعبوں سے زیادہ ٹیکس ادا کرتا ہے۔ یہ اعلان ان اعداد و شمار کی روشنی میں کر رہا ہوں جو ٹیکسیشن کمیشن کی رپورٹ میں ہے۔ جناب سپیکر' اس گزارش کے ساتھ میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز بھائی کی خدمت میں التماس کروں گا کہ اس کو متفقہ طور پر پاس کریں۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی :- جناب سپیکر! آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر :- بیگم ساجدہ نیر عابدی

رانا پھول محمد خان :- جناب سپیکر! میں نے اس کی تائید بھی کی ہے اور میرا حق بھی ہے اگر آپ مجھے بات کرنے کا موقع عطا فرمائیں۔

جناب سپیکر :- بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیں' رانا صاحب کی طرف سے اس میں ایک ترمیم پیش کی گئی ہے کہ اس قرارداد کے آخر میں یہ الفاظ بطور اضافہ ثبت کئے جائیں کہ "کاشتکاروں کو ٹریکٹر ٹیوب ویلوں اور بجلی کے بلوں میں سبسڈی کے طور پر 50 فیصد رعایت دی جائے اور آبیانہ میں کمی کی جائے تاکہ کاشتکار اپنی فصل پر خرچ ہونے والی رقم کم از کم پوری کرسکیں۔ تو ملک صاحب' اس میں آپ کو کوئی اعتراض ہے۔

ملک ممتاز احمد خان کھچر :- جناب سپیکر! مجھے اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے اگر رانا

صاحب شہیدوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو بڑی خوشی سے اس میں شامل ہو جائیں اگر یہاں پہ یہ ترمیم فٹ آسکتی ہے۔

جناب سپیکر : :- اس قرارداد میں ترمیم پر کسی کو اعتراض نہیں ہے اس لئے اس کو شامل تصور کیا جائے گا اس پہ بیگم صاحبہ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی :- جناب سپیکر

رانا پھول محمد خان :- :- جناب سپیکر' مجھے اس پر کچھ عرض کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر :- :- آپ کی ترمیم منظور ہو گئی ہے اس لئے اس پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرارداد پر آپ بولنا چاہتے ہیں تو بات کرسکتے ہیں۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی :- جناب والا' اگر زراعت پر ٹیکس عائد کردیا گیا تو یہ پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین باب ہوگا۔ جو کسانوں کے خون سے لکھا جائے گا یہ کسانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ جناب سپیکر' زمینداروں پر ٹیکس لگانا انتہائی ظلم ہوگا جس کے پاکستان کی تاریخ پر انمٹ نقوش چھوڑ جائے گا کیونکہ یہ زراعت پیشہ طبقہ اس ملک کی آبادی کا سب سے بڑا حصہ ہے یہ وہ طبقہ ہے کہ ساری زندگی اپنی ملکیت کے ثبوت لازم کرنے کے لئے مالیہ ادا کرتا رہتا ہے۔ آبیانہ دیتا ہے' عشر اور زکواۃ دیتا ہے اور اب موجودہ دور میں سپورٹ ٹیکس' چولہا ٹیکس چونگیوں کے اخراجات' میں سمجھتی ہوں کہ اتنے قسم کے taxes دینے کے بعد یہ طبقہ مزید ٹیکس دینے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ جناب والا' آسمانی آفات کا مقابلہ کرنے والا یہ جفاکش اگر اپنوں ہی سے اذیتوں میں مبتلا ہو گیا تو ہماری مصیبتوں کا ازالہ کرنے والا اس دنیا میں کیا اس ملک میں دوسرا کوئی نہیں ہوگا۔ جناب والا' یقین مانیے اگر.....

جناب فضل حسین راہی :- :- میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا جو موقف ہے اس کے پیش نظر کیا یہ خود عشر ادا کرتی ہیں اگر یہ اس کو ایک ٹیکس سمجھتی ہیں۔

جناب سپیکر : :- راہی صاحب مداخلت نہ کریں' تشریف رکھیں۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی :- :- جناب والا میں اس قرارداد کی پرزور تائید کرتی ہوں اور کسانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے میں حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہوں کہ اگر حکومت اس قسم کا کوئی ارادہ مستقبل قریب میں رکھتی ہے تو اس کو روکا جائے' کیونکہ اگر اس ملک کی معیشت کو قائم رکھنا ہے اگر اس ملک کو زراعت پیشہ لوگوں کا ملک کہنا ہے' اگر یہ بھی کہنا ہے کہ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی

ہڈی ہے تو جناب والا میں گزارش کروں گی کہ اس ٹیکس کی آفت سے ہمیں بچایا جائے' صوبہ پنجاب ہمارے زراعت پیشہ لوگوں کا سب سے بڑا صوبہ ہے' ہماری حکومت کے اور ہمارے فرائض میں یہ شامل ہے کہ ہم مل کر اس کے لئے تگ و دو کریں اور ہم اپنی آواز وفاقی حکومت تک پہنچائیں اور ہم اس اندیشے کو اندیشہ سمجھ کر اپنی آواز کو وفاقی حکومت کے دروازوں تک پہنچائیں' کیونکہ ان غیر تیکنیکی لوگوں نے جنہیں زراعت پیشہ لوگوں کی تکالیف کا احساس نہیں ہے انہیں مشکل میں ڈال دیا ہے۔ جناب والا زراعت پیشہ طبقہ ان لوگوں کا طبقہ ہے جن کی inputs پر بھی حکومت کا کنٹرول ہے اور جن کی outputs پر بھی حکومت کا کنٹرول ہے۔ جو چیز ہم زمینوں میں استعمال کرتے ہیں مشینری' کھاد' بیج ہر چیز ہم حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر خرید کر استعمال کرتے ہیں اور جس وقت ہماری اجناس کھیتوں سے برآمد ہوتی ہیں تو حکومت ان کی قیمتیں مقرر کردیتی ہے۔ اور ان قیمتوں کے مطابق ہم ان چیزوں کو فروخت کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ جناب والا ان پابندیوں میں جکڑے ہوئے انسان اور کسان کو اب مزید کن پابندیوں میں جکڑا جانا چاہیے۔ یہ انصاف حکومت کو کرنا ضروری ہے ورنہ اس ملک کی بیشتر آبادی جس کا تعلق دیہاتوں سے ہے' جو زراعت پیشہ ہے جو اس ملک کی 70 فیصد آبادی کا سب سے بڑا حصہ ہے وہ انتہائی مصیبت اور آفت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ جناب والا میں ان گزارشات کے ساتھ اس قرارداد کی انتہائی تائید کرتی ہوں شکریہ!

جناب سپیکر :- جناب رانا پھول محمد خان۔

رانا پھول محمد خان :- جناب والا میں اس قرارداد کی تائید بھی کرتا ہوں اور مجھے اس میں ترمیم کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ کسانوں کا' کاشتکاروں کا ایک ایسا بے زبان' بے کس ' بے بس اور بے حس طبقہ ہے جس سے ہم تعلق رکھتے ہیں ہم نہ احتجاج کرسکتے ہیں نہ ہی ہڑتال کرسکتے ہیں نہ ہم میں اتنی طاقت ہے کہ ہم بغاوت کریں' حقیقتاً اگر آپ دیکھیں کہ جو ظلم کاشتکار کے ساتھ ہو رہا ہے وہ اس صوبے کے کسی طبقے کے ساتھ نہیں ہو رہا' ہر طبقے کے لوگ اپنی انجمنوں کے ذریعے اپنی تنظیموں کے ذریعے اپنے حقوق منوا لیتی ہیں لیکن یہاں ایوان زراعت بھی اب تک صحیح طور پر معرض وجود میں نہیں آیا۔ ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں کہ ہم پالیسی بنانے والوں کو یہ بتاسکیں کہ تم عقل کے تو اندھے ہو آنکھوں کے اندھے تو نہ بنو' اگر وہ آنکھیں کھول کر دیکھیں تو زراعت ایک ایسی چیز ہے جو اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ آج ہمیں اس بات سے شرم آتی ہے کہ حکومت پاکستان گندم اور چینی باہر سے منگوا رہی ہے۔ گندم اور چینی باہر سے منگوانے پر جو خرچہ

آئے گا اگر اس سے آدھی رقم یہ کاشتکار کو امداد کے طور پر دے دیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اتنی پیداوار کرسکتے ہیں کہ ہم اس ملک کی ضرورت کو کئی سالوں سے پورا کر رہے ہیں اب کیوں نہ کریں گے۔ لیکن ہماری کمر ٹوٹ چکی ہے۔ جناب والا چاول پر مرکزی حکومت 200 روپیہ فی من وصول کر رہی ہے اسے باہر بھیجنے پر' ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں آج کاشتکار کو مونجی کی قیمت 300 روپیہ فی من کے حساب سے ملتی ہے لیکن یہاں 130 روپے فی من ملتی ہے' ان کے پاس بھی وہی منڈی ہے اور ہمارے پاس بھی وہی منڈی ہے' ہمارا چاول بھی وہیں جاتا ہے اور ہندوستان کا چاول بھی وہیں جاتا ہے۔ لیکن وہ پیسہ جو ہمارا حق ہے مرکزی حکومت وصول کر رہی ہے' اسی طرح کپاس پر بھی وصول کر رہی ہے اگر وہ رقم وصول نہ کرے اور یہ رقم کاشتکار کو دے دیں تو یقیناً ہم پیداوار میں اتنا اضافہ کرسکتے ہیں کہ ہمیں کھانے کی کوئی چیز باہر کے ملک سے منگوانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جناب والا اب آپ دیکھیں کہ ہماری بہو' بیٹیاں' ہماری مائیں بہنیں جب ساون بھادوں کی دھوپ کڑکتی ہے اور پانی سخت گرم ہوتا ہے اس میں جب وہ ایک ایک بوٹا مونجی کا لگاتی ہیں تو کیا حال ہوتا ہے' ان کے بچے بلکتے ہیں' وہ ان کو دودھ نہیں پلاسکتیں' ہم سب لوگ مرد عورتیں بچے اور بوڑھے اس فصل کو پیدا کر کے پھر حکومت کے حوالے کرتے ہیں' حکومت ہمیں اس کا معاوضہ دینے کی بجائے 200 روپیہ فی من خود وصول کرتی ہے۔ اسی طرح سے ہماری بہو بیٹیاں کپاس چنتی ہیں اور کپاس کی قیمت ہمیں دینے کی بجائے وہ ڈیوٹی وصول کرتی ہے۔ اس کے باوجود کہتے ہیں زرعی ٹیکس لگا دو' جناب والا وہ کمیٹی اسلام کو مدنظر نہیں رکھتی جس میں یہ تجاویز زیر غور ہیں نہ انسانی ہمدردی کو مدنظر رکھتی ہے اور نہ ہی کاشتکار کے حقوق کو مدنظر رکھتی ہے۔ جناب والا عشر عائد ہونے کے بعد' جو کہ فرض نہیں ہے بلکہ وہ ایک قسم کا ٹیکس ہے اور ترقیاتی ٹیکس ہے لوکل ریٹ بھی ان پر لگا ہوا ہے' آبیانہ بھی ہے اس کے باوجود کوئی ٹیکس عشر والی زمین پر عائد کرنا غیر شرعی ہے' اس پر مولانا بھی فتویٰ دیں گے مجھے قوی امید ہے کہ جہاں پر وہ عورتوں کے حقوق پر چھاپہ مارنے کے لئے یا اسلام کی سربلندی کے لئے بہت محنت کرتے ہیں وہاں اپنے غریب کاشتکار بھائیوں کے لئے چند شرعی الفاظ میں اس کا ترجمہ کر دیں گے۔ عشر فرض نہیں ہے بلکہ عشر ایک ٹیکس ہے' یہ ترقیاتی ٹیکس ہے اور جب وہ ہم پر لگ گیا اس میں ہم دسواں اور بیسواں حصہ دیتے ہیں اس کے بعد کوئی ٹیکس نہیں لگ سکتا' مولانا صاحب آپ بعد میں وضاحت فرمائیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- :- میرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے بلکہ میں تو آپ سے پہلے ہی

اس قرار داد کی تائید کے لئے کھڑا ہوا تھا۔

جناب سپیکر :- :- آپ اس پر کچھ بولنا چاہتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- :- جی ہاں میں اس پر کچھ بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر :- :- تشریف رکھیئے آپ کو موقع ملے گا۔ جی رانا صاحب۔

رانا پھول محمد خان :- :- جناب والا دیکھئے کہ آج گنا اس ملک میں موجود ہے اور اس کے موجود ہونے کے باوجود ہم چینی باہر سے منگواتے ہیں' اس لئے کہ پہلے مرکزی حکومت چینی پر ڈیوٹی ایک روپیہ پندرہ پیسے فی سیر کے حساب سے لیتی تھی اور اب دو روپے پندرہ پیسے فی سیر کر دیئے ہیں۔ اگر وہ ایک روپیہ پندرہ پیسے فی سیر ہی لے اس ایک روپے کو کم کر دے تو گنے کی قیمت آج چار روپے فی من بڑھ سکتی ہے۔ اگر وہ ایک روپیہ بڑھانے کی بجائے ایک روپیہ فی سیر کم کر دے تو ہمیں گنے کی قیمت چار روپے فی سیر زیادہ مل سکتی ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ یہاں پر لکڑی کا بھاؤ 25 روپے فی من' پرالی کا بھاؤ 18 روپے فی من' توڑی کا بھاؤ -/30 روپے فی من اور گنے کا بھاؤ -/11 روپے فی من ہے۔ اب آپ اندازہ لگایئے کہ گنے کی کاشت پر ایک کاشت کار کو کس قدر محنت کرنی پڑتی ہے اور گیارہ روپے فی من گنے کے علاوہ کوئی بھی چیز آپ کو اس ملک میں نہیں ملے گی۔ مکئی کے پٹھے -/15 روپے فی من' چری کے پٹھے -/15 اور -/16 روپے فی من لیکن گنا جو کہ ڈیڑھ سال میں کاشتکار ایک فصل تیار کرتا ہے اور جس میں چاول جتنا پانی لگتا ہے اور جس کو لے جانے میں ہماری ٹرالیوں کے دھرے ٹوٹ جاتے ہیں' ہمارے ٹریکٹروں کے حادثات ہوتے ہیں' ٹریکٹر برباد ہو جاتے ہیں' لیکن اس کی قیمت نہیں بڑھائی جاتی یہ ہمارے ساتھ نا انصافی ہی نہیں بلکہ ایک ظلم بھی ہے۔ جناب والا دوسرے صوبوں میں اس پر کچھ عمل ہوا ہے' یہاں پر کسان کی محنت کا معاوضہ نہیں ملتا' ایک مزدور جو کہ مزدوری کرتا ہے' اسلام کے مطابق مزدور کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو' لیکن ملوں میں حالت یہ ہے کہ گنے کے مالکان کو آج تک رقم نہیں مل رہی۔

جناب والا ہمارے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے ہم خدا کے سوائے اور کس کو سنائیں۔ مرکزی حکومت تو روزانہ یہی خبر چھپوا دیتی ہے' زرعی ٹیکس' زرعی ٹیکس' زرعی ٹیکس میں کہتا ہوں وہ دیوانے ہیں۔ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم زرعی ٹیکس عائد کر دیں گے۔ میں ان سے یہ درخواست نہیں کرتا ان کو یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اس صوبہ میں یہ ایک صوبائی معاملہ ہے دوسرے صوبے صوبائی خود مختاری کے لئے

انتہائی زور دے رہے ہیں لیکن صرف پنجاب ہے کہ جس کے کاشتکار کو قیمت بھی کم مل رہی ہے اور وہ پھر کہتا ہے کہ ہم نے وفاق کو قائم رکھنا ہے۔ لیکن اگر ہمارے ساتھ یہی سلوک کیا گیا تو اس صوبے کی 85 فیصد آبادی اس برقع کو اتار پھینکے گی۔ اور ہم یہ مطالبہ کریں گے کہ ہمیں بھی صوبائی خودمختاری دو۔

جناب والا زرعی ٹیکس لگانا صوبائی حکومت کا کام ہے یہ مرکزی حکومت کا کام نہیں۔ اگر مرکزی حکومت نے کوئی ایسا کام کیا تو یقین رکھئے اس ایوان میں بیٹھنے والے تمام ارکان پہلے مرکزی حکومت کے خلاف بھوک ہڑتال کریں گے اور اس کے بعد یہ کسانوں کے قافلے لے کر اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے۔ اس لئے میں درخواست نہیں کر رہا بلکہ یہ میرا انتباہ ہے۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ ان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ زرعی آمدن پر ٹیکس لگائیں۔ صوبائی حکومت کی بار بار یقین دھانی کے باوجود پھر مرکز سے روز ایک شوشہ آتا ہے کہ زرعی ٹیکس زرعی ٹیکس' زرعی ٹیکس لگانے والو یہ زرعی ٹیکس تم لگا کر کیا کرو گے؟ یہاں تو کچھ بھی پیدا نہ ہو گا۔ اگر یہ ٹیکس کی بجائے امداد دیں۔ ہم جیسے چاول اور کپاس باہر بھیجتے ہیں۔ اس سے زرمبادلہ جو حکومت کماتی ہے جس میں سے ہمارا حصہ ہمیں نہیں دیتی۔ اگر ہمارا حصہ نہ دیا گیا تو ہم کاشتکاروں کے لئے یہ پیغام دینے کے لئے مجبور ہوں گے کہ چاول۔ کپاس اور گنے کی کاشت بند کر دو۔ وہ بند کرنے کے بعد یہ زرمبادلہ کہاں سے کمائیں گے۔ یہ تو تیل کے لئے بھی بیج باہر سے منگواتے ہیں۔ اگر یہ آج بھی ان کے ریٹ زیادہ کر دیں تو ہم وہ پیدا کر سکتے ہیں۔

جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ صوبائی اختیار کو چیلنج کرنا اور مرکزی حکومت کا اس میں مداخلت کرنا یہ آئین کی صریحاً" خلاف ورزی ہے۔ ہم اس آئین کی مقدس کتاب کی بے حرمتی نہیں دیکھنا چاہتے۔ اہم اس صوبے کے اختیار کو بے اختیاری میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ ہم پنجاب کے لوگ ایک خود دار قوم کی طرح زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ اور ہم رہیں گے ہماری زبانیں اب تک بند رہی ہیں لیکن اب ہمیں جو روٹی ملتی ہے اس میں خسارہ ہے۔ ہم کب تک اس خسارے کو برداشت کریں گے؟ ایک کسان پانچ ہزار روپیہ لگا کر ایک ایکڑ میں جو پیداوار کرتا ہے اس کو اس کی تین ہزار روپیہ قیمت وصول ہوتی ہے۔ جب تک حکومت ہمیں رعایت نہ دے۔ ٹریکٹروں میں بجلی کے بلوں میں ڈیزل میں۔ آبیانہ میں اور زمین کو ہموار کرنے کے لئے بلڈوزروں میں ہمیں 50 فیصد کمی نہ کرے تو اس ملک کی ضروریات کو پورا کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ آپ یقین کریں بہت سارے ایسے کسان ہیں جو اپنی

بیویوں کے زیورات بیچ کر کھاد ڈالتے ہیں۔ بیج ڈالتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ پورا نہیں کر سکتے۔ اور نظر آتا ہے زمیندار۔ زمیندار۔ کسان۔ کسان بلکہ میرے دوست جناب فضل حسین راہی جیسے میرے بھائی کہتے ہیں جاگیردار۔ جاگیردار۔ انہیں پتہ ہی نہیں جاگیردار کہتے کس کو ہیں۔ یہاں آٹھ ہزار یونٹ سے کوئی بڑا مالک ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی ہے تو وہ سندھ میں ہے۔ کیونکہ وہاں پروڈیوس یونٹ اور یہاں کے پروڈیوس یونٹ میں فرق ہے۔ آٹھ ہزار یونٹ میں وہاں تین سو ایکڑ رکھ سکتا ہے۔ یہاں ایک سو ایکڑ سے کوئی بڑا جاگیردار نہیں ہے۔ پھر بھی جاگیردار کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ان دوستوں کو چاہئے کہ وہ ہمارے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ ان اجناس کی قیمتیں بڑھائیں۔ اب جناب والا دیکھئے ہم کمائیں اور کھائیں شہر والے۔ گندم اگائیں ہم اور کھائیں شہر والے گھی بنائیں ہم کھائیں شہر والے سی ایس پی اور پی ایس پی جب بھرتی ہوں ڈاکٹر اور انجینئر جب بھرتی ہوں کیونکہ ابتدائی تعلیم کا نظام دیہاتوں میں اس قدر ناقص ہے کہ ہمارے بچے مقابلے کے امتحانوں میں نہیں آ سکتے۔ ان کے لئے ابتدائی تعلیم انگریزی نہیں ہے۔ چیف کالج کے اخراجات ہم برداشت نہیں کر سکتے اس لئے دیہی تعلیم کا معیار جب تک شہروں کے برابر نہ کیا جائے اس وقت تک ہمارے لئے ملازمتیں کیا ہیں۔ سویپر۔ فوج میں مرنے کے لئے سپاہی۔ پولیس میں سر پھڑوانے کے لئے سپاہی۔ دروازہ کھولنے کے لئے چپڑاسی دیہاتی اور جناب والا باغ یا نہروں میں پانی دینے والا دیہاتی یہ ملازمتیں ہمارے لئے ہیں اور وہ بھی بڑی مشکل سے ملتی ہیں۔ بعض اپنے برتن بیچ کر وہ ادا کر کے حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے ہماری بے بسی کے عالم میں بھی اگر حکومت مدد نہ کرے۔ ہمیں subsidy نہ دے تو ہم مجبور ہوں گے کہ اس زراعت کو بند کر کے اپنی زمینوں سے مٹی لا کر شہر کے لوگوں کو بیچیں۔ جو کم از کم گنے سے زیادہ قیمت دیتی ہے۔ اگر ریت اٹھا لائیں تو وہ چاول سے زیادہ قیمت دیتی ہے اس لئے حکومت کو سوچنا چاہئے اور ہمیں مجبور نہیں کرنا چاہئے کہ ہم اس قسم کے اقدامات کریں جو ان کے لئے ناقابل برداشت ہوں۔

جناب والا ان الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر :- :- جناب فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی :- :- جناب والا آج جو قرار داد اس ایوان میں پیش ہوئی ہے یہ ایوان کی مرضی ہے کہ وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ اسے منظور کرتا ہے یا نا منظور کرتا ہے۔

یہ اس ایوان پر انحصار کرتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر اس میں صرف دو چار نکتے کی باتیں ہیں ان کو آپ سن لیں۔ ان پہ ذرا غور کرلیں اس کے بعد جیسے آپ کہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر ہو یہ رہا ہے کہ زرعی زمینوں کی آڑ میں یہاں پاکستان کے بہت بڑے بڑے صنعتکار۔ بہت بڑے بڑے سرمایہ دار اپنے فارم کھولے ہوئے ہیں۔ کہیں سہگل فارم نظر آتا ہے۔ کہیں داؤد فارم نظر آتا ہے اور کہیں جناب سپیکر کراچی کے میمنوں کے بڑے بڑے فارم نظر آتے ہیں۔ چونکہ زراعت کا جو شعبہ ہے یہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہے اس لئے جناب سپیکر اپنی انکم جو انہیں ملوں سے ہوتی ہے۔ ٹیکسٹائلوں سے ہوتی ہے یا جن کے انڈسٹریز کے گروپ بنے ہوئے ہیں ان سے ہوتی ہے وہ ان کو اپنی زراعت کے شعبے میں دکھا کر اس طرح کالے دھن کو سفید دھن کا روپ دھارنے کا ایک ذریعہ ان لوگوں نے بنا رکھا ہے۔ وہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر پھر دوسری بات یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ پنجاب کا ایک معمولی دھوبی ہے۔ درزی ہے۔ حجام ہے جناب سپیکر اس کو اپنے سینکڑوں روپے مہینے کے عوض۔ اس کو اس کاروبار کو چلانے کے لئے۔ حکومت کے کاروبار کو چلانے کے لئے اسے ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر جو بڑے بڑے کروڑوں کے باغ سال کے ٹھیکے پہ بکتے ہیں۔ وہ کروڑوں کی آمدنی جو وصول کرتے ہیں وہ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیئے جانے کی وجہ سے وہ لاکھوں روپیہ مہینے کمانے والے کوئی ٹیکس ادا نہیں کرتے لیکن سینکڑوں روپیہ مہینہ کمانے والے اس پنجاب کی حکومت کو چلانے کے لئے ٹیکس ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر اس کے علاوہ میں یہ بھی کہتا ہوں جیسے رانا پھول خان صاحب نے کہا یہاں کوئی جاگیردار نہیں ہے۔ یہاں کوئی بڑی زمین کا مالک نہیں ہے۔ جناب سپیکر اس کو ایسے بھی کیا جا سکتا ہے کہ 25 ایکڑ سے جتنی اراضی کم ہے آپ اس کو چھوڑ دیں ایک مربع تک ٹیکس نہ لگایا جائے۔ ایک مربع کے ساتھ اگر کسی کے پاس فالتو زمین ہے تو اس پر ٹیکس لاگو کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہے۔ کوئی کسان اس کی زد میں نہیں آتا۔ کوئی کھیت مزدور اس کی زد میں نہیں آتا۔ کوئی مزارع اس کی زد میں نہیں آتا۔

پھر جناب والا یہاں کہا جاتا ہے کہ ہم ان پڑھ ہیں اور زمینداروں کے بچے وہ ایچی سن کالج میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ وہاں کے اخراجات بہت ہیں۔ میں جناب رانا صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ ایچی سن کالج کا ریکارڈ لے کر دیکھ لیں جتنے خاندانوں کے بچے وہاں پڑھنے کے لئے آئے ہیں ان میں اکثریت زمینداروں کی ہے۔ یا معمولی لوگوں کی یا صنعتکاروں کی ہے۔ اس ریکارڈ سے یہ واضح ہو

سکتا ہے کہ بڑے بڑے زمینداروں کے بچوں کو وہ بہتر تعلیمی سہولتیں میسر ہیں۔

جناب سپیکر یہ عام کسان کی بات کرنا' یا عام مزارع کی بات کرنا' یا کھیت مزدور کی بات کرنا کہ وہ اس کی زد میں آئے گا تو جب اس کے پاس زمین ہی نہیں تو اس پر اس کی کیا زد آئے گی؟ اس پر تو اس کی کوئی زد نہیں آ سکتی۔ تو ہم کہتے ہیں کہ چلیں' اگر پنجاب میں دس بڑے خاندان ہیں' تو دس بڑے خاندانوں پر ٹیکس لگنے دیں۔

رانا پھول محمد خان :- :- نکتہ اعتراض۔ میں اپنے پیارے بھائی راہی صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر چیف کالج میں زمینداروں کے بچے داخل ہیں تو وہ میرے ساتھ آئیں۔ میں انہیں وہ کھاتے دکھاتا ہوں کہ جن میں زرعی بنک کے قرضے ہیں۔ زمیندار ٹریکٹر لیتا ہے تو اس کو بیچ کر تیس ہزار بیس ہزار میں وہی کار خریدتا ہے۔ اپنے بچوں کو وہاں بھیجنے کے لئے زمین گروی رکھتا ہے۔ انہیں بیچتا نہیں ہے۔ یہ کوئی "کھوتا کھانا" نہیں ہے۔ زمین دار تو بک رہا ہے' مر رہا ہے' پس رہا ہے۔ آپ ایسی باتیں مت کریں۔

جناب فضل حسین راہی :- :- جناب سپیکر' میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کاروبار مملکت چلانے کے لئے عوام کو ٹیکس دینے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر :- :- براہ مہربانی مداخلت نہ کریں۔

جناب فضل حسین راہی :- :- جناب والا' میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کاروبار مملکت چلانے کے لئے حکومت کو پیسے مہیا کرنے ہوتے ہیں جو عوام سے حکومت مختلف ذریعوں سے اکٹھے کرتی ہے۔ تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک بہت بڑے زمیندار کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ دو چار روپے یا جتنا بھی اس پر ٹیکس بنتا ہے' وہ ادا کرے؟ لیکن ایک تنگ و تاریک گلی کے کونے پر بیٹھا ہوا دودھ بیچنے والا اس کی زد میں آتا ہے۔ اس سے آپ ٹیکس لیتے ہیں۔

کاروبار مملکت چلانے کے لئے جو دو چار روپے اس پر بنتے ہیں' اس سے آپ لے لیتے ہیں۔ جناب سپیکر' یا تو آپ ایسے کریں کہ جتنے چھوٹے چھوٹے دکان دار ہیں' جن سے آپ ٹیکس وصول کرتے ہیں اور جن پر آپ ڈنڈا لے کر نکلتے ہیں اور انہیں بلا کر تحصیل دار کی عدالت میں پیش کرتے ہیں' کبھی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی عدالت میں پیش کرتے ہیں اور ان سے جبراً" پیسے لئے جاتے ہیں۔ تو اب ان چیزوں سے وہ تھیلے پورے نہیں ہونے والے۔ مثلاً" اگر حکومت کو فنڈز چاہئیں۔

جناب تاج محمد خان :- :- جناب سپیکر Point of order میں آپ کی وساطت سے راہی صاحب سے گزارش کروں گا کہ جو یہ چھوٹے چھوٹے لوگوں کی بات کرتے ہیں تو وہاں انکم ٹیکس پچیس ہزار روپے تک معاف ہے۔ حکومت نے معاف کیا ہوا ہے۔ جب پچیس ہزار روپے تک انہیں معاف ہوتا ہے' یہاں تو پانچ سو روپے والوں پر بھی ٹیکس لگ جائے گا۔ جناب سپیکر' یہ دیکھئے کہ جب گندم سوا روپے تھی تو اس وقت تلنے کا ریٹ کیا تھا اب جب گندم اسی روپے ہے تو اس وقت تلنے کا ریٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر :- :- راہی صاحب کا نقطہ نظر سنا جائے۔

جناب فضل حسین راہی :- :- جناب والا' معمولی تنخواہ لینے والے جو افسر ہیں' جو تین چار ہزار روپے تنخواہ لیتے ہیں' ان پر تو آپ ٹیکس لگا دیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس صنعت سے وابستہ ہیں اور زراعت باقاعدہ ایک صنعت کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ اس کو صنعت قرار دیا جائے' یا نہ دیا جائے۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔ لیکن یہ حقیقتاً صنعت کا روپ دھار چکی ہے۔ اس لئے کہ اس میں جدید صنعتی آلات استعمال ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر' ہم تو کہتے ہیں جتنی بھی پیداوار یہ بڑھائیں' ان کے نرخ انہیں مناسب دیئے جائیں۔ یہ ان کے ساتھ طے کر لیا جائے۔ یہ حضرات بیٹھ کر طے کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ایک لمبے عرصے کے لئے ان کو آپ ٹیکس سے بچائے رکھیں گے تو پھر میرا خیال یہ ہے کہ اس کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ایسے راستے اختیار کرنے پڑیں گے جو مناسب نہیں ہوں گے۔ جو منفی راستے ہوں گے اور اس وقت سب سے مثبت راستہ یہ ہے کہ آپ زرعی ٹیکس نافذ کر کے اپنے کاروبار مملکت کو چلا سکتے ہیں اور یہ سب سے مثبت راستہ ہے۔ اگر آپ اس کو مستثنیٰ رکھتے ہیں تو پھر آپ کو منفی راستوں سے وہ ذرائع حاصل کرنے پڑیں گے۔ جناب سپیکر' آپ کا بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر :- :- بیگم شاہین منور صاحبہ

بیگم شاہین منور احمد :- :- جناب والا' میں اور آپ اس ایوان میں اس قرار داد کو سن چکے ہیں اور اس پر بہت سی تقریریں بھی ہوئی ہیں۔ موافقت اور مخالفت میں بھی نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ راہی صاحب نے اس میں جو نکتے اٹھائے ہیں' ان کا جواب انہیں (disturb) کئے بغیر مل جائے گا۔ وہ یہ ہے کہ سب ممبران' جنہوں نے یہاں تقریریں کی ہیں' وہ ایک بات بھول

گئے ہیں کہ ہم سب زراعت پیشے سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک میں جو زرعی اصلاحات ہوئی ہیں' جس کو زمیندار طبقے نے قبول کیا ہے' اس کے بعد یہ زرعی ٹیکس ان کے لئے بڑا نامناسب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں کہیں بھی یہ بات نہیں ہوئی کہ ایک طرف آپ ملکیت اور قبضے پر حد رکھیں' یعنی آپ کا Land Reforms Act حد مقرر کرتا ہے۔ تو جب آپ نے ایک چیز رکھنے کی حد مقرر کر دی ہے تو اس کے اوپر ٹیکس لگانا میں سمجھتی ہوں کہ بہت غلط چیز ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے نہ ہمارے صنعتکار اور نہ زمیندار متفق ہوں گے۔ لینڈ ریفارمز کے بعد کاشتکار اور زمیندار ایک ہی چیز ہیں۔ اور جاگیردار کہنا بالکل غلط ہے۔ جو میرے بھائی جانتے نہیں ہیں' وہ اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں۔ تو میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ آپ نے جب زرعی اصلاحات کے بعد ملکیت پر ایک حد مقرر کر دی ہے تو اس کے بعد ٹیکس لگانا نہایت نامناسب ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ہماری صوبائی حکومت ہمارا ساتھ دے گی' کیونکہ یہ ایک جائز بات ہے۔ یا تو آپ نے زرعی اصلاحات کے تحت زمینیں لی ہوئی ہیں' وہ واپس کر دیں تو اس کے بعد آپ ٹیکس لگا سکتے ہیں۔ جس طرح کہ صنعت پر کوئی حد نہیں ہے۔ آپ جتنی صنعت لگانا چاہیں' آپ لگا سکتے ہیں۔ لیکن یہ زمیندار کے ساتھ زیادتی ہے۔ ایک اور پہلو کی طرف آپ دیکھیں کہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم جو زمین رکھتے ہیں' ان کی کیا مشکلات ہیں۔ ان کے انتقال نہیں ہو سکتے۔ ان کی تقسیم نہیں ہوتی۔ ہم چونکہ اسلامی مملکت کے رہنے والے ہیں اور ہمارا جو طریقہ کار ہے' ہماری زمین کی تقسیم خود بخود ہی ہوتی رہتی ہے۔ راہی صاحب نے جو ابھی کہا کہ زراعت ایک صنعت بن چکی ہے' میں ان کی اس بات سے اتفاق کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب یہ ایک صنعت بن چکی ہے تو اس صنعت کو صحیح طریقے سے چلنے کے لئے وہ مواقع فراہم کئے جائیں جو کہ اس کی ضرورت ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ زمین کی حد ہٹا دیں۔ کیونکہ جتنا بھی بڑا ایک فارم ہو گا اتنا ہی باکفایت یونٹ بنے گا۔ کیونکہ جو ہماری اسلامی طریقے سے زمین کی تقسیم ہے' وہ آخر میں آ کر باکفائت یونٹ نہیں رہتی اور زمیندار کا ٹریکٹر پر قرضہ لینا اور ٹریکٹر کی قیمتوں پر شور مچانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ان کے یونٹ بہت چھوٹے ہیں اور وہ باکفایت نہیں رہتی کہ وہ اتنے مہنگے آلات لے کر یہ کام کرے اور اگر ہم نے اس کو تباہ کرنے کی کوشش کی تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ صرف پنجاب ہی میں نہیں' ہر صوبے میں ہمارا معاشی نظام غیر متوازن ہو جائے گا۔ اس کی مخالفت' میں سمجھتی ہوں' وہ طبقہ کر رہا ہے جس کو ہم تخریب کار کہہ سکتے ہیں' جو معاشرتی تخریب کار ہے۔ کیونکہ آپ یہ دیکھیں کہ اگر ہمارے صنعتکاروں نے بڑے بڑے فارم بنائے ہیں اور ان کو وہ صنعت کی طرح چلاتے

ہیں تو اس کی پیداوار تو اسی ملک میں رہتی ہے۔ ہمیں گندم کی ضرورت ہے' ہمیں کپاس کی ضرورت ہے' ہمیں گنے کی ضرورت ہے۔ لیکن میں راہی صاحب کی بات مانتے ہوئے کہ یہ صنعت ہے' ان سے یہ درخواست کروں گی کہ یہ ہمارے ساتھ مل کر اس بات کی تائید کریں کہ زمین پر سے حد ہٹائی جائیں جس طرح پنجاب میں زرعی اصلاحات نافذ ہو چکی ہیں' دوسری جگہوں میں نہیں ہوئیں۔ یا تو یہ وہ زمینیں اپنے غریب کاشتکاروں سے واپس دلوائیں' جو کہ بنجر پڑی ہوئی ہیں کہ یہ ان کے لئے بھی un-economical ہے۔ بارہ ایکڑ سے چھوٹا کوئی کاشتکار آج ٹریکٹر نہیں خرید سکتا۔ یہ اس کے بس میں نہیں ہے۔ ہمیں یہ بڑے جاگیردار کہتے ہیں تو ہمارے لئے آج دو لاکھ کا ٹریکٹر اور اس کا ہل خریدنا بہت مشکل ہے۔ تو اگر ہم اس طرح کریں گے تو ہم ملک کی معیشت کو تباہ کریں گے۔ اور ہمارا ملک تو ایک خوش قسمت ملک ہے جس میں زراعت کا ایک نہری نظام ہے کہ جو دنیا میں کہیں نہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ نہایت ہی غلط بات ہو گی' اگر ہم اس کی مخالفت کریں۔ چونکہ حکومتی بنچوں سے بھی اس کی مخالفت نہیں ہوئی' ہمیں اس قرار داد کو متفقہ طور پر منظور کرنا چاہئے۔ راہی صاحب نے جو مخالفت میں نکتہ پیش کیا ہے' انہیں چاہئے کہ اس کو واپس لیں۔ کیونکہ جو انہوں نے بات کی ہے' یہ صنعت ضرور ہے۔ لیکن صنعت کو چلنے کے لئے بھی مواقع دیئے جائیں تاکہ آپ کی معیشت ٹھیک ہو۔ اس لئے کہ جن غریبوں کی یہ بات کرتے ہیں' انہیں کو گندم مہنگی ملے گی اگر یہ اس پر ٹیکس لگائیں گے۔ میں آپ کے توسط سے راہی صاحب کو یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ شاید انہیں معلوم نہیں ہے کہ ابھی جو تھوڑی سی میں سمجھتی ہوں' خشک سالی ہوئی ہے' اس کے بعد حکومت نے ہزاروں ٹن گندم درآمد کرنی شروع کر دی ہے۔

بیگم شاہین منور احمد :- شاید انہوں نے اس پہلو پر نظر نہیں ڈالی وہ پیسہ جو ہم باہر بھیج رہے ہیں۔ اگر ہم اپنے کاشتکاروں کو ترغیب دیتے تو یہ ہمارا زرمبادلہ بچانے کا ایک طریقہ ہوتا میں ان الفاظ کے ساتھ آپکا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے اس قرارداد پر بولنے کا موقع دیا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر :- چودھری گل نواز صاحب جناب مولانا صاحب آپ سے پہلے انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے اسلئے میں انہیں پہلے موقع دے رہا ہوں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ :- جناب سپیکر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے آپ نے وقت دیا پہلے تو میں وفاقی حکومت سے جس کی کمیٹی نے یہ ٹیکس لگانے کی سفارش کی ہے یہ استدعا

کرتا ہوں تمام صوبے اس کوشش میں ہیں کہ ہمیں کچھ اور حقوق دیئے جائیں تاکہ ہم صوبے والے خود مختار ہوں اور خاص خاص حدیں وفاق میں رہیں۔ لیکن مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ جو اختیارات صوبے کے پاس زرعی ٹیکس لگانے کے یا نہ لگانے کے ہیں وہ مرکز والے چھیننا چاہتے ہیں یہ سخت بے انصافی ہے پہلے تو میں مرکز سے احتجاج کرتا ہوں کہ خدا کے لئے جو ہمارے حقوق ہیں ان کو چھیننے کی کوشش نہ کریں۔ موجودہ حالات میں میرے معزز بھائی رانا پھول خان صاحب نے اور بیگم صاحبہ نے بالتفصیل ہر بات بتادی ہے۔ میں اس وقت صرف یہ عرض کروں گا کہ صرف اور صرف کاشتکاری ہے جو نقصان کا پیشہ ہے۔ آپ اس کو سروے کروالیں میں حیران ہوں اور میں کہتا ہوں کہ غریب زمیندار کاشتکار کو جگایا گیا اور مجبور کیا گیا تو وہ کاشتکاری چھوڑ دیگا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں آپ سروے کرا کر دیکھ لیں۔ جتنے گھر کے آدمی ہوتے ہیں وہ کام کرتے ہیں۔ اور جتنی انکو آمدن ہوتی ہے اس کا اگر حساب کیا جائے تو آٹھ آنے فی کس بنتا ہے۔ اور ایک مزدور 40/30/25 روپے روزانہ کماتا ہے۔ وہ غریب کاشتکار وہ زمیندار جسے یہ سرمایہ دار یا جاگیردار کہتے ہیں اس کی آمدن آٹھ آنے فی کس بنتی ہے وہ حساب نہیں کرتا وہ حساب کتاب نہیں رکھتا وہ سوچتا نہیں۔ وہ صرف اللہ کا شکر کرتا ہے۔ وہ ان حالات میں ان لوگوں کے لئے ایک جنس پیدا کرتا ہے۔ وہ ہمارے لئے خوراک پیدا کرتا ہے وہ کپڑا پیدا کرتا ہے اور بنک سے ادھار لے کر اپنے بھائیوں سے لے کر دوستوں سے لیکر اس کام کو چلارہا ہے۔ اور بڑی بے نیازی سے چلا رہا ہے اگر اسے حساب رکھنے کے لئے مجبور کیا گیا تو یہ کاشتکاری آج ہی بند ہوجائے گی۔ راہی صاحب نے فرمایا ہے کہ کاشتکاری - جناب کاشتکاری تو شرعی قانون کے تحت وراثت میں تقسیم ہو رہی ہے - کل جو پانچ مربعے کا مالک تھا آج نصف مربعے کا مالک ہے۔ لیکن گھر میں اتفاق ہونے کی وجہ سے کوئی آدمی ملازمت کرتا ہے کوئی باہر چلا گیا ہے وہ ایک آدمی جو نصف مربعے کا مالک ہے وہ 5 یا 4 یا 3 مربعے کی کاشت کر رہا ہے باوجود اس کے کہ دوسرے بھائی حصہ نہیں لیتے میں خدا کی قسم دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ بھی نقصان میں جا رہا ہے۔ یہ باغ والوں کا نام لیتے ہیں میں جناب عرض کروں کہ باغ کے لئے جو آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ جو زمیندار کو کھاد ڈالنی پڑتی ہے۔ تو آپ یہ حساب کرلیں کہ باغ والے کو کیا بچتا ہے۔ میرے خیال میں پنجاب میں دو یا تین زمیندار ہوں گے جنکے بڑے باغ ہوں اور ان کو آمدن ہو باغ والے بھی نقصان میں جاتے ہیں اور آج کل صرف یہی ایک زمیندار غریب ہے جس کی پیداوار کے لئے کوئی انتظام نہیں جب ہم باغ فروخت کرتے ہیں جو خریدتا ہے وہ سودا ایک لاکھ کا کرتا ہے لیکن دیتا 25 ہزار ہے اور بھاگ جاتا ہے۔ کیوں؟

اس کی وجوہات یہ ہیں باغ کی پیداوار کے لئے ایکسپورٹ کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ زمیندار کے باغ کی کوئی چیز نہیں جو باہر ایکسپورٹ ہو اور حکومت اس میں یہ کوشش کرے کہ اس کی پیداوار کی برآمد کا کوئی انتظام کیا جائے۔ باوجود اس کے ہمیں کبھی کوئی امداد نہیں دی جاتی۔ ہماری ضروریات کو مد نظر نہیں رکھا جاتا روزانہ کھاد کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ ٹریکٹروں کی قیمت بڑھ جاتی ہے - ڈیزل کی قیمت بڑھ جاتی ہے - ڈیزل جس قیمت سے خریدتے ہیں اس سے دگنی زمیندار سے اس کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ بولتا نہیں ہے اس پر ٹیکس لگادو اور میں فخریہ کہتا ہوں کہ یہ محب وطن کاشتکار پھر بھی احتجاج نہیں کرتا یہ پاکستان کا محب وطن ہے۔ میرے بھائی اس کی جو مخالفت کر رہے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ زمیندار کھڑا ہوجائے اور ملک میں انتشار پیدا ہو۔ خدا کے لئے انہیں یوں ہی رہنے دو اور انہیں محب وطن ہی رہنے دیں یہ ملک اور قوم کی خدمت ہی کرتے رہیں اور قوم کے لئے جنس پیدا کرتے رہیں۔

* **جناب سپیکر** :- شکریہ چودھری صاحب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر میں اس قرارداد کی تائید تو نہیں کرتا راناصاحب کی اتنی طویل اور پر جوش تقریر کے بعد اور جناب ہمارے بزرگ اور معمر ترین معزز ممبر کے بیان کے بعد میں اس ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ہوں یہ ظاہر ہے کہ ہمارے ملک کی 70 فیصد آبادی کا تعلق زراعت کے پیشہ سے ہے یہ زراعت ہمارے ملک کی معیشت کیلئے ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس دور حکومت میں عشر کا نظام نافذ کیا گیا ہے جو ایک شرعی اور اسلامی حکم ہے عشر وہ زرعی ٹیکس ہے جو شریعت نے مقرر کیا ہے عشر اور نصف عشر - میں یہ سمجھتاہوں کہ اگر عشر کا نظام صحیح طور پر رائج ہوتو ہمارے ملک کے لئے کسی اور ٹیکس کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور اگر عشر وصول کیاجاتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ یہ زرعی ٹیکس سراسر ظلم ہے اور ناجائز ہے اس کا نہ کوئی اخلاقی جواز ہے اور نہ شرعی جواز ہے۔ اگر مرکزی حکومت یہ غلط فیصلہ کرتی ہے تو یہ بھی آپ سوچیں کہ اس کا اثر کن پر پڑیگا اثر پھر بھی غریب عوام پر پڑیگا۔ اگر یہ زرعی ٹیکس لگایا جاتاہے تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ اجناس مہنگی ہونگی اور مہنگے ہونے سے غریب عوام کی معیشت پر بوجھ پڑیگا۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ زرعی ٹیکس لگانا نہ صرف یہ کہ ان زراعت پیشہ کاشتکار حضرات پر ایک زیادتی اور ظلم ہوگا بلکہ غریب عوام جو زراعت کے پیشے سے تعلق نہیں رکھتے وہ مزدوری کرتے ہیں۔ نوکری

اٹھاتے ہیں ریڑھی لگاتے ہیں۔ اور کوئی کام کرتے ہیں۔ یہ ان پر بھی ظلم ہوگا اگر یہ ٹیکس لگایا گیا تو اس کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اس لئے میں ملک ممتاز احمد بچھر کی اس قرارداد کی پر زور تائید کرتا ہوں کہ ہماری اسمبلی کو اس قرارداد کو منظور کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر :- میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ اور اس پر کافی بات ہوگئی ہے۔ اب اس قرار داد پر مزید ٹائم نہیں دیا جاسکتا۔ شاہ صاحب! اس پر کافی بات ہوگئی ہے۔

جناب فضل حسین راہی :- حضور والا! شاہ صاحب کو بولنے کی اجازت دی جائے

جناب سپیکر :- راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ بات کرچکے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ :- جناب والا۔ اگر جناب کا حکم ہے تو نہیں بولونگا۔

جناب سپیکر :- اس پر ٹائم کافی ہوچکا ہے۔ میرے پاس کئی معززین کے نام ہیں۔ چودھری محمد رفیق بولنا چاہتے ہیں۔ ملک طیب خاں اعوان بولنا چاہتے ہیں۔ جناب محمد اعظم چیمہ بولنا چاہتے ہیں۔ سردار نصراللہ دریشک بولنا چاہتے ہیں۔ راجہ خالد خاں بولنا چاہتے ہیں۔اور سید طاہر احمد شاہ بولنا چاہتے ہیں۔ سید اقبال احمد شاہ بولنا چاہتے ہیں تو اس پر کافی باتیں ہو گئی ہیں۔ کافی ٹائم ہوگیا ہے اور ہمارے پاس معزز اراکین کی اور بھی قراردادیں ہیں۔ لہٰذا اب میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ختم ہونی چاہیے۔ اور اب میں اس قرار داد کو ووٹنگ کے لئے ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر! ایک منٹ کے لئے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر :- شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:۔

"کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ اجلاس زرعی آمدنی پر ٹیکس عائد کرنے کی تجویز کو گہری تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کی ترقی کا دارومدار زراعت کی ترقی پر ہے۔ زراعت کو ابھی تک صنعت کا درجہ بھی نہ ملا ہے۔ زرعی اجناس کی قیمتیں پیداواری لاگت سے بھی کم ہیں۔ جس سے زراعت ایک خسارہ کا سودا بن کررہ گئی ہے۔ چاول اور کپاس سے حکومت پہلے بھی کروڑوں روپے کا زرمبادلہ کما رہی ہے اور یہ بھی دراصل زراعت پر ٹیکس ہے۔ زراعت میں استعمال ہونے

والی اشیاء یعنی کھاد ' ڈیزل' بجلی' ادویات' زرعی مشینری کی قیمتیں کئی گنا بڑھ چکی ہیں اور سرکاری رپورٹوں کے مطابق بھی زراعت نفع بخش نہ ہے۔ تمام ملک کے کاشتکاروں میں زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کی تجویز کے خلاف سخت بے چینی ' ہیجان' اضطراب اور مایوسی پیدا ہوچکی ہے ان حالات میں زرعی آمدنی کسی مزید ٹیکس کی متحمل نہیں ہوسکتی اور آئینی طور پر بھی صوبائی حکومت کے سوا زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کا کسی کو اختیار بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ ایوان وفاقی حکومت سے اور قومی اسمبلی سے پر زور سفارش کرتا ہے کہ ملک و ملت اور قومی معیشت کے مفاد کے پیش نظر زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کی تجویز کو مسترد کردے اور اس ضمن میں صوبائی خود مختاری کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے اجتناب کرے۔"

اور اس قرارداد کے آخر میں یہ الفاظ بطور اضافہ ثبت کئے جائیں
کہ کاشتکاروں کو ٹریکٹر' ٹیوب ویلوں اور بجلی کے بلوں میں سبسڈی کے طور پر 50 فیصد رعائت اور آبیانہ میں کمی کی جائے تاکہ کاشتکار اپنی فصل پر خرچ ہونے والی رقم پوری کرسکیں۔
(تحریک منظور کی گئی)

سید طاہر احمد شاہ :- :- پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر :- :- جی شاہ صاحب!

سید طاہر احمد شاہ :- :- جناب سپیکر! اس قرارداد کے متن میں واضح طور پر یہ درج کیا گیا ہے کہ آئین میں مرکزی حکومت کو زرعی ٹیکس لگانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر جناب سپیکر! اس کی اجازت ہی نہیں ہے۔ provision ہی نہیں ہے اور یہ صوبائی موضوع ہے تو پھر یہ قرارداد مرکزی حکومت کو کیوں بھیجی جارہی ہے۔ باقی جو ٹیکس لگانے کی بات ہے وہ ویسے ہی غیر آئینی ہوجاتی ہے۔

جناب سپیکر :- :- آپ مداخلت نہ کریں۔ شاہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ بجا ہے کہ دستور پاکستان کے مطابق مرکزی حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ زرعی آمدنی پر ٹیکس لگائے۔ اور یہ قرارداد میں جو عبارت ہے یہ درست ہے۔ لیکن ایوان نے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے یہ قرارداد منظور کی ہے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ :- :- جناب سپیکر! مرکزی حکومت کو اگر ہم بھیجیں گے تو یہ خلاف آئین بات ہوگی۔ یہ خلاف قاعدہ ہوگی۔

جناب سپیکر :- یہ خلاف آئین بات نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر! جب ان کو اختیار ہی نہیں ہے تو ہم ان پر پابندی کیسے لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر :- ان کو اختیار نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ :- جناب والا! یہ البتہ صوبائی حکومت کے لئے اگر قرارداد اکثریت سے پاس ہوئی ہے اور واضع اکثریت سے پاس ہوئی ہے وہ تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر :- آپ تشریف رکھیں۔ اس میں آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات اٹھائی ہے اس ایوان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ یہ کوئی قرارداد مرکزی حکومت کو بھیجے۔ اگلی قرارداد بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سید طاہر احمد شاہ :- وضاحت۔ جناب والا۔ یہ قرارداد تو پہلے مولانا چنیوٹی صاحب نے پیش کی تھی اس کے جواب میں ہے۔ تو کیا قراردادوں کا مقابلہ شروع ہو گیا ہے؟

بیگم بشریٰ رحمٰن :- جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آج کی جو قرارداد ہے وہ میں ترمیم کے ساتھ پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔ پہلے میری قرارداد جو ترمیم کے ساتھ ہے سن لی جائے اس کے بعد کوئی پوائنٹ اٹھایا جائے۔

جناب والا اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت ۔۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر :- مولانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا یہ اسمبلی کے قواعد وانضباط کار کی دفعہ 168 کے تحت پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی نسخہ بتلا دیا جائے کہ وہ کونسا عمل اور کونسا منتر ہے کہ جسے استعمال کیا جائے تو ایک ہفتہ کے اندر قرارداد آسکتی ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر!

جناب سپیکر :- میں مولانا صاحب کو بات کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر! یہ قواعد انضباط کار کے صفحہ 84 قاعدہ 168 کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤنگا کہ جو قرارداد ایوان میں پیش ہو کر منظور ہو چکی ہو اس کے خلاف کوئی اور قرارداد پیش ہو سکتی ہے یا نہیں؟

"بجزاس صورت کے کہ قواعد ہذا میں بہ نہج دیگر اہتمام کیا گیا ہو کسی تحریک میں کوئی ایسا سوال نہیں اٹھایا جائے گا جو نفس مضمون کے لحاظ سے کسی ایسے سوال کے ساتھ معتدبہ مماثلت رکھتا ہو جس پر اسمبلی اجلاس میں فیصلہ دے چکی ہو"۔ چونکہ اس قرارداد پر اسمبلی اس ہاؤس کے اندر ایک فیصلہ دے چکی ہے اور یہ اسی سے مماثل یا اس کے برعکس ایک قرارداد اس اجلاس میں لائی جا رہی ہے تو یہ خلاف ضابطہ ہے۔ اس لئے میں جناب سے استدعا کرونگا کہ قواعد کی پابندی کرتے ہوئے آپ اس پر فیصلہ فرمائیں کہ کیا قاعدے کے مطابق اس کی اجازت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر :- بیگم صاحبہ اپنی قرارداد پیش کریں۔ اس کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ یہ قرارداد پہلی قرارداد کے مطابق ہے' اس کی اجازت ہو سکتی ہے یا نہیں ہو سکتی۔ تو انہیں ترمیم شدہ قرارداد

پیش کرنے کی اجازت ہے۔

سید اقبال احمد :- جناب سپیکر آج کے اخبار میں خبر چھپی ہے کہ اسمبلی کے ممبران عورتوں کے غلام ہیں۔

جناب سپیکر :- کیا ایسی کوئی بات اسمبلی میں ہوئی تھی

سید اقبال احمد شاہ :- نہیں جی۔ تو جناب والا۔ یہ زیادتی ہے۔ ایسے لفظ استعمال نہیں ہونے چاہئیں جب یہ برابر کا حق مانگتے ہیں تو پھر انہیں برابر رہنا چاہئے اسمبلی کے ممبران غلام نہیں ہیں۔ تو یہ غلطی کیوں کی گئی۔

چودھری محمد رفیق :- نکتہ وضاحت۔ جناب سپیکر۔ چور کی داڑھی میں تنکا۔

جناب سپیکر :- جی بشریٰ رحمن صاحبہ

خواتین کو تعمیر ملت اور ملکی وقار بلند کرنے والے اہم کاموں' موقعوں اور تقریبات میں نمائندگی۔

بیگم بشریٰ رحمٰن :- :- جناب سپیکر میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں کہ۔
اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ بحوالہ آرٹیکل نمبر 34 آئین پاکستان میں درج انسانی بنیادی حقوق کے تحت پاکستان کی نصف آبادی کی نمائندہ خواتین کو تعمیر ملت اور ملکی وقار کو بلند کرنے والے تمام اہم کاموں' موقعوں اور تقریبات میں نمائندگی کی اجازت دی جائے۔"

رانا پھول محمد خان :- :- جناب والا جہاں تک بیگم صاحبہ نے اپنی قرارداد میں آئین کا حوالہ دیا ہے کہ اس کی نصف آبادی کو انسانی حقوق سے محروم نہ رکھا جائے۔

جناب سپیکر :- :- ابھی اس پر بحث کا آغاز نہیں ہوا۔

رانا پھول محمد خان :- :- نہیں جناب والا۔ میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔
یہ جناب والا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کوئی ایسی قرارداد یا قانون نہیں بنایا جائے گا جو غیر اسلامی ہو اور اسلام میں مستورات کے لئے پردہ ضروری ہے اس لئے یہ قرار داد منظور کرنے آئین پاکستان کی روح کے منافق ہے۔

جناب سپیکر :- :- ابھی اس پھر بحث کا آغاز نہیں ہوا۔
یہ قرارداد کا متن پیش کیا گیا ہے اور پہلی قرارداد میری نظر سے نہیں گذری ہے مجھے اس کی کاپی دی جائے جو پہلی قرارداد یہاں اسمبلی میں پیش ہوئی اور پاس ہوئی۔ اس کی کاپی مجھے مہیا کیجئے۔

وزیر قانون :- :- جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس اسمبلی میں پچھلی دفعہ ایک subject matter آیا جس کے بارے میں قراوداد پیش ہوئی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد آئین کی دفعہ 37 کے تحت پیش کی گئی ہے۔ جو آئینی نوعیت کے ہیں۔ اور ہم کسی آئینی نکتہ سے کسی طریقے سے دستبردار نہیں ہو سکتے اور نہ اسکی implementation جس کی کہ آج بحث جاری ہے آج کل بحث بھی جاری ہے کہ The Principles of Policies laid down for implementation by the Government under the Constitution. اس بارے میں میں توجہ دلانا چاہونگا اگر آپ

ملاحظہ فرمائیں گے کہ .Principles of Policies start from Article 29 آرٹیکل 29 سے حکمت عملی کے اصول شروع ہوتے ہیں۔ اور اگر جناب والا۔
آرٹیکل 34 ملاحظہ فرمائیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا۔ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ حکمت عملی کے اصول آرٹیکل 29 سے شروع ہوتے ہیں جبکہ وہ جناب والا آرٹیکل 31 سے شروع ہوتے ہیں۔

وزیر قانون :- جناب والا یہ آرٹیکل 29 ہی سے شروع ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر :- وزیر قانون صاحب ٹھیک فرماتے ہیں کہ آرٹیکل 29 سے شروع ہوتے ہیں۔ جنجوعہ صاحب یہ chapter

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- آپ chapter کی بات بے شک کریں۔ لیکن حکمت عملی کے اصول آرٹیکل 31 سے شروع ہوتے ہیں۔

وزیر قانون :- جناب والا میں آرٹیکل 34 پڑھتا ہوں

34- Steps shall be taken to ensure full participation of women

in all spheres of national life.

34- Steps

تو جناب والا۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ قرارداد آئینی نوعیت کی ہے کہ حکمت عملی کے اصول کا جو منشا ہے اس کو بروئے کار لاتے ہوئے ہم اپنی خواتین کو جو اس ملک کی نصف آبادی ہیں۔

Mr Speaker :ordor please

وزیر قانون :- :- جناب والا میں یہ عرض کررہا تھا کہ ہم بعض اوقات ایسے فیصلے کرجاتے ہیں اور ایسی باتیں کر جاتے ہیں لیکن ہم حقائق کو مدنظر نہیں رکھتے نہ تو اس آرٹیکل کا مقصد اسلام کے کسی قواعد کی خلاف ورزی ہے اور نہ ہی اس قرارداد کا مقصد اسلام کی روح کے منافی کوئی بات کرنا ہے لیکن میں اسے ایک قومی نقطہ نظر سے لوں گا کہ آج کے معاشرے میں اور جو national set up ہے عورتیں مشترکہ طور پر دیہاتوں اور کھیتوں میں کام کرتی ہیں آپ کو سڑکوں پر روڑی کوٹتی ہوئی نظر

آئیں گی مزدوری کرتی ہوئی نظر آئیں گی اس کے علاوہ شہروں میں ہمارا Social Set up ایسا ہے کہ عورتوں کا بازاروں میں سبزی لینے جانا۔ ملازمت کرنی اپنے بچوں کا پیٹ پالنا۔ ان کا ہر جگہ جانا آپ ان کو کہاں کہاں جانے سے روک سکتے ہیں یا دربدر کرکے ان کو سرحد کے کس پار ان کو پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم اسلامی روح کے خلاف کوئی بات نہیں کرنا چاہتے لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ ایک مسلمہ ہے کہ زندگی کے تمام دراصل میں ملکی اور قومی مفاد میں ان کی شمولیت کو یقینی بنانا ہماری حکمت عملی کے اصول کا ایک اہم ستون ہے اس بارے میں ہمیں ان کے بارے میں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ اور کو بھیڑ بکریوں کی طرح کسی پنجرے میں بند کر دیا جائے یا کسی باڑے میں بند کر دیا جائے یہ بات کس نقطہ نظر سے کی جا رہی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر موجودہ قرارداد میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے تو ہم سب کو مل کر اس میں ترمیم کر لینی چاہئے لیکن قراردادوں پر اس طرح سے پابندی نہیں لگائی جا سکتی ان کو سامنے لانا چاہئے اور جو آئین کے حکمت عملی کے اصول ہیں ان کے مطابق ان پر عملدرآمد کرانا ہم سب کا فرض ہے اس لئے بجائے اس کے کہ کسی معاملے کو الجھایا جائے یا ان کو یا کسی ترجیحات کے سپرد کیا جائے یا پھر اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا کی جائیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ مناسب سمجھیں تو مناسب الفاظ میں رد و بدل ہو سکتا ہے لیکن زندگی کے ہر شعبہ میں ان کی مکمل شمولیت کو یقینی بنانا ہمارا فرض ہے اور اس بارے میں ہم اپنے ملک کی آدھی آبادی کو ایک طرف رکھ کر اس ملک کی اور اس معاشرے کی ترقی کس طرح کر سکتے ہیں ہم کس طرح سے اپنی عورتوں کو کھیتوں میں کام کرنے سے باز کر سکتے ہیں اور ہم کس طرح سے ان کو اپنی روزی کمانے سے روک سکتے ہیں کس طرح سے ہم شہروں سے بازاروں سے سودا خریدتی ہوئی یا ملازمت کرتی ہوئی عورتوں کو ملک کی نمائندگی کرتی ہوئی عورتوں کو ایک طرف رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا متن قطعی مختلف ہے پہلی قرارداد بڑی محدود قسم کی قرارداد تھی اس لئے اگر آپ چاہیں۔

جناب سپیکر :- :- چودھری صاحب میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جس سٹیج پر ہم اس وقت ہیں وہ یہ ہے کہ بیگم بشریٰ رحمن نے ایک قرارداد پیش کی ہے مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اس پر یہ نکتہ اعتراض اٹھایا ہے کہ ہمارے قواعد کے تحت یہ قرارداد پیش نہیں ہو سکتی کہ اس قسم کی' اس نفس مضمون کی قرارداد اسی اجلاس میں پچھلے منگل کو پیش ہوئی اور وہ پاس ہوئی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ایسی کوئی قرارداد جو اس قرارداد کی تردید میں ہو وہ اس اجلاس میں پیش نہیں ہو سکی تو اس کیلئے انہوں نے اپنی ایک اور قرارداد ترمیم شدہ صورت میں پیش کی ہے تو میں آپ کے سامنے ان دونوں

قراردادوں کا متن پڑھ دیتا ہوں۔

وزیر قانون :- :- ترمیم شدہ قرارداد کس نے پیش کی ہے۔

جناب سپیکر :- :- یہ بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے پیش کی ہے۔ میں ان دونوں کا متن پڑھ دیتا ہوں اس کو آپ سب صاحبان ملاحظہ فرمائیں مولانا صاحب کی یہ قرارداد تھی جو اس ایوان نے منظور کی ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ چونکہ اسلام میں عورتوں کے لئے غیر محرم مردوں سے حجاب کا حکم ہے لہٰذا غیر ملکیوں کے استقبال کے لئے خواتین پاکستان اور پاکستانی لڑکیوں کو ہوائی اڈوں اور استقبالیہ مقامات پر لانے کی پابندی عائد کی جائے۔"

اور اس میں جو اس وقت قرارداد پیش ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ بحوالہ آرٹیکل نمبر 34 آئین پاکستان میں مندرج انسانی بنیادی حقوق کے تحت پاکستان کی نصف آبادی کی نمائندہ خواتین کو تعمیر ملت اور ملکی وقار کو بلند کرنے والے تمام اہم کاموں' موقعوں اور تقریبات میں نمائندگی کی اجازت دی جائے"
تو یہ قرارداد کیا اس ضمن میں آتی ہے کہ پہلی قرارداد کی نفی ہو جائے۔

معزز ایوان :- نہیں قطعاً" نہیں۔

جناب سپیکر :- تو یہ ایک آرٹیکل کی تشریح ہے تو اس بارے میں وزیر قانون میری رہ نمائی فرمائیں گے کہ مولانا صاحب کا جو نکتہ ہے اس پر ان کی کیا رائے ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- آگے بھی پڑھیں

جناب سپیکر :- آگے نہیں ہے۔ وہ اگلی جو قرارداد ہے وہ تو اس میں ایک ترمیم ہو گئی ہے اور اگلی قرارداد جو آگے ہے وہ اس میں شامل نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- ہمیں جو ایجنڈے میں ملی ہے وہ تو یہی ہے۔

جناب سپیکر :- ایجنڈے میں جو شامل ہے وہ منسوخ تصور ہو گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- وہ کب سے منسوخ ہے۔

جناب سپیکر :- وہ اس وقت سے منسوخ تصور ہو گی جس وقت سے انہیں ترمیم شدہ

قرارداد پڑھنے کی اجازت دی تھی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- :- ہمیں تو اس کی کوئی اطلاع بھی نہیں ہے اور نہ ہمیں وہ دی گئی ہے۔

وزیر قانون :- :- اگر آپ کو اطلاع نہ بھی ہو تو وہ مسترد ہو گئی

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- :- میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم کی تو ایک آڑ لی گئی ہے ورنہ پہلے یہ اس قرار داد کے بالمقابل تھی جو ایوان پاس کر چکا ہے۔ اس کے بالکل برعکس ایک قرارداد دی گئی اور جو شارٹ نوٹس پر قبول بھی کر لی گئی۔ قواعد و ضوابط سے ہٹ کر قبول کی گئی حالانکہ قرعہ اندازی ہوتی ہے اور قرعہ اندازی میں پانچ ممبران کے نام نکلتے ہیں۔

جناب سپیکر :- :- مولانا صاحب اس میں مسئلہ یہ ہے جو میں نے عرض کیا ہے کہ ان کی ترمیم شدہ قرار داد میرے پاس آئی ہے اور میں نے اس کو پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ نے اس پر نکتہ اٹھایا ہے کہ آپ کی قرارداد میرے پاس آئی ہے اور میں نے اس کو پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ نے اس پر نکتہ اٹھایا ہے کہ آپ کی قرارداد جو پاس ہو گئی تھی اس کی روشنی میں قواعد و ضوابط کے مطابق یہ قرارداد پیش نہیں ہو سکتی۔ اس پر بات ہو رہی ہے کہ کیا قواعد و ضوابط کے مطابق آپ کی قرارداد پاس ہو جانے کے بعد بیگم بشریٰ رحمن کی قرارداد ہاؤس میں پیش نہیں ہو سکتی۔ اس پر بات ہو رہی ہے کہ کیا قواعد و ضوابط کے مطابق آپ کی قرارداد پاس ہو جانے کے بعد بیگم بشریٰ رحمن کی قرارداد ہاؤس میں پیش ہو سکتی ہے یا نہیں۔ تو میں نے اس پر منسٹرلاء سے چاہا ہے کہ وہ فنی نقطہ نگاہ سے اس کی وضاحت کریں۔ آپ تشریف رکھئے۔

وزیر قانون :- :- جس میں عرض کروں کہ جیسا کہ جناب والا نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ پہلے تو اس قرارداد کا اس متن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر :- :- جناب جنجوعہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- :- جناب والا! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل نمبر 34 کی جو تشریح اس قرارداد میں پیش کی گئی ہے اس میں تقریبات کا ذکر کہیں سے آگیا۔ آرٹیکل نمبر 34 میں تقریبات کا کہاں ذکر نہیں وہاں قومی نوعیت کے جو اہم شعبے ہیں ان کا ذکر ہے۔ تقریبات کا

تو کوئی ذکر نہیں ہے۔ جناب والا! اس قرارداد میں آئین کو غلط طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ آئین میں تقریبات کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ میں تو صرف آئین کی بات کرتا ہوں۔ مجھے اس قرارداد کے منظور ہونے یا نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جناب والا! انہوں نے آئین کے آرٹیکل 34 کا ذکر کیا ہے اور وہاں پر انہوں نے تقریبات کا ذکر کیا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 34 میں تقریبات کا کہیں ذکر نہیں ہے یہ تقریبات اس آرٹیکل میں کہاں سے آگئیں۔

رانا پھول محمد خان *-- :- پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر آئین پاکستان یہ کہتا ہے کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بن سکے گا۔

رانا پھول محمد خان :- پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر آئین پاکستان یہ کہتا ہے کہ کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بن سکے گا۔

جناب سپیکر :- رانا صاحب تشریف رکھئے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر قانون :- کوئی ایسا قانون نہیں بنائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں

رانا پھول محمد خان :- آپ اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیج دیں وہ اگر رائے دے دیں کہ شریعت کے خلاف نہیں ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر :- یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھئے۔

وزیر قانون :- ہم کوئی ایسا قانون نہیں بنا رہے جو اسلام کے منافی ہو۔ پلیز آپ ذرا تھوڑا سا سن لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر :- قبلہ میں آپ کو بات کرنے کے لئے ٹائم دوں گا۔ آپ تشریف رکھئے۔

سید طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر رانا پھول محمد خان صاحب کا اگر Point of order نہیں ہے تو یہ Point of disorder ہے۔

وزیر قانون :- :- جی ہاں' جی ہاں' تو جناب سپیکر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پہلے تو میں اس متن کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ جناب نے دونوں کا جو متن پڑھا ہے وہ قطعی مختلف ہے۔ وہ ایک مخصوص ہے کہ ہوائی اڈوں پر لڑکیوں کا لے جانا اور انہیں غیر محرموں کے سامنے پیش کرنا اس سے وہ متعلقہ ہے اور موجودہ قرارداد یا ترمیم شدہ قرارداد کی شکل میں جو جناب نے پڑھ کر سنایا ہے۔

جناب فضل حسین راہی :- :- پوائنٹ آف آرڈر سر جناب سپیکر مجھے اعتراض ہے۔

جناب سپیکر :- :- تشریف رکھیے راہی۔ صاحب آپ قبلہ تشریف رکھیے۔

جناب فضل حسین راہی :- :- جناب سپیکر یہ قابل اعتراض بات آپ کے ہاؤس میں ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر :- :- مسٹر راہی آپ کیوں مداخلت کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھئے۔

وزیر قانون :- :- میرا خیال ہے کہ یہ ذہن کی بات ہے۔ جناب سپیکر میں یہ بات عرض کرنا چاہتا تھا کہ قرارداد کے دونوں متن قطعی مختلف ہیں۔ پہلا متن ایک مخصوص نوعیت کے ایک مخصوص حالات میں کچھ واقعات کو deal کرتا ہے جس بارے میں ہاؤس نے اتفاق کرتے ہوئے یہ ساری بات کہی۔

جناب سپیکر :- :- آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

وزیر قانون :- :- پہلی قرارداد کا جو متن جناب کے سامنے آیا اور جو قرارداد میں کہا گیا کہ پیش ہوئی اس کا متن مخصوص حالات اور مخصوص وقت رکھتا ہے۔ اب موجودہ قرار داد جو ہے وہ آئین کے آرٹیکل 34 کے تحت اس منشاء کو سامنے رکھ کر پیش کی گئی ہے کہ مرکزی حکومت حکمت عملی کے اصول آرٹیکل 34 جس کی وضاحت کرتا ہے اس کے عملدرآمد کے لئے مکمل طور پر انتظام کرے اور اس قرارداد کے متن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تعمیر ملت اور ملکی وقار کو بلند کرنے والے تمام اہم کاموں' موقعوں اور تقریبات کا جہاں تک ذکر ہے اگر ہم اس کی تشریح کریں گے تو اس میں تمام باتیں آجاتی ہیں اور وہ یہ ہے کہ

Steps shall be taken to ensure full participation

of women in all spheres of national life.

قومی زندگی یا قومی تقریبات ہوں کچھ ہو اس میں قومی نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے ملکی وقار کے پیش نظر عورتوں کی شمولیت یہاں ضروری ہے اور ان تمام باتوں کے لئے یہ ایک قرارداد آرٹیکل نمبر 34 کے مطابق move کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس rule کا یہاں پڑھ کر حوالہ دیا گیا ہے یہ اس کی زد میں نہیں آتی۔ وہ قطعی مختلف موقعے کو deal کرنے کے لئے ایک قرارداد پیش ہوئی تھی اس

سے ہم اختلاف نہیں کرتے لیکن موجودہ قرارداد اس کی ضد نہیں ہے بلکہ یہ اپنے طور پر ایک علیحدہ قرارداد ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر بھی ہمیں اس کی مخالفت نہیں کرنا چاہئے بلکہ دستور کی ایک دفعہ ہے شق ہے اور کوئی ایسا قانون' کوئی ایسی بات نہیں کی جارہی جو ملکی مفاد کے پیش نظر نہ ہو یا اس کے منافی ہو یا اسلام کے منافی ہو لیکن یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ موجود social set up میں عورت کو بالکل نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور اس طریقے سے کسی بھی قانون کے تحت ایسا ممکن نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرار داد اس کی ضد نہیں ہے اور نہ وہ نکتہ اعتراض جو اٹھایا گیا ہے اس کے سامنے آتا ہے اور اس قرارداد کو ٹیک اپ کرنا چاہئے اور اس کو ہمیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر :- جی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب اب اس وقت مسئلہ جو زیر بحث ہے وہ یہ ہے کہ آیا یہ قرارداد پیش ہو سکتی ہے؟ یا نہیں ہوسکتی اس قرار داد پر بحث نہ ہورہی کہ قواعد و ضوابط کے مطابق یہ قرارداد پیش ہوسکتی ہے یا نہیں ہوسکتی۔ اس پر فاضل وزیر قانون صاحب کا نقطہ نظر آپ نے سماعت فرما لیا ہے اب آپ ارشاد فرمایئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر میں اس سلسلے میں تین باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو انضباط کار ہیں ان کی رو سے کوئی قرارداد بھی اس طرح شارٹ نوٹس پر نہیں آسکتی اور قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ قرعہ اندازی میں چھ چھ مہینے' سال سال لگ جاتا ہے۔

جناب سپیکر :- یہ قرارداد ایجنڈے پر آچکی ہے۔ کیا اس کے ایجنڈے پر آنے کے متعلق آپ اعتراض کر رہے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- یہ بھی میں غیرقانونی سمجھ رہا ہوں۔ مجھے آپ سمجھائیں کہ یہ کس طرح قانون اور ضابطے کے تحت ہے جبکہ دوسری قراردادوں پر قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ کیا یہ قرارداد قرعہ اندازی میں شامل ہوئی ہے اور قرعہ اندازی میں یہ نکلی ہے یا اسے ویسے ہی شامل کیا گیا ہے۔ اگر ویسے ہی شامل کیا گیا ہے تو پھر کون سے ضابطے اور کون سے قاعدے کے تحت شامل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر :- اس کے متعلق میں آپ کو عرض کرتا ہوں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ :- پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر :- جی چودھری گل نواز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ :- میں استدعا کرتا ہوں کہ سپیکر صاحب جو چیز ایجنڈے میں لے آئیں یہ ان کے اختیارات میں ہے اور ان کے اختیارات کو ہاؤس میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

جناب سپیکر :- مولانا صاحب اس میں قراردادوں کو پیش کرنے کے بارے میں یا ان کو ایجنڈے میں شامل کرنے کے بارے میں جو طریقہ کار ہے سیکرٹریٹ اس طریقہ کار کے مطابق ان سب قراردادوں کے بارے میں فیصلہ کرتا ہے تو یہ قرارداد ایجنڈے پر آچکی ہے اور ایجنڈے پر آنے کے بارے میں آپ معترض نہیں ہوسکتے۔ رہا یہ مسئلہ کہ یہ قرارداد آپ کی قرارداد کی نفی ہے یا نہیں اور کیا یہ قرارداد آپ کی قرارداد کے پاس ہونے کی صورت میں اس وقت ایوان میں پیش ہوسکتی ہے یا نہیں اس پر آپ بات کیجئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ جو قرارداد اس وقت ہمیں ایوان میں دی گئی ہے۔ وہ اس قرارداد کے بالکل منافی ہے جو ایوان پاس کر چکا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے الفاظ یہاں پر پڑھ دوں۔

جناب سپیکر :- اس کے الفاظ آپ نہ پڑھئے کیوں کہ جو قرارداد ایجنڈے پر ہے اس میں ترمیم ہوگئی ہے۔ وہی ترمیم بیگم بشریٰ رحمان نے پڑھی تھی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- وہ ترمیم تو ہمارے سامنے نہیں آئی ہے۔ جناب سپیکر گزارش یہ ہے کہ اگر آپ ایجنڈے کی بات کرتے ہیں تو ایجنڈے پر جو قرارداد آئی ہے وہ ہماری اس قرارداد کے بالکل منافی ہے یہ کس وقت ترمیم ہوئی کب ترمیم ہوئی کب وہ ترمیم آئی ہے ہمیں پتہ ہی نہیں ہے۔

بیگم شاہین منور احمد :- پوائنٹ آف آرڈر میں آپ کی وساطت سے مولانا صاحب کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ قواعد انضباط کار کی بات کرتے ہیں یہ Admissibilty of Resolution جو 95 (2) اے ہے وہ میں پڑھتی ہوں

The Speaker may admit a resolution after amending it.

ان کے لئے میرا خیال ہے یہ کافی ہوگا۔

جناب سپیکر :- جی ترمیم پیش ہوسکتی ہے اور ترمیم شدہ قرارداد پیش ہوسکتی ہے ابھی آپ کے سامنے ایک ریزولیشن زرعی انکم ٹیکس پر ملک ممتاز احمد خان کھر پیش ہوا۔

آپ کے سامنے رانا پھول محمد خان نے ترمیم پیش کی اور اس ترمیم کو منظور کیا گیا اور اسکو اجازت دی گئی اور اسکو ساتھ شامل کیا گیا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا رانا صاحب کی جو ترمیم تھی وہ پہلے پیش ہوئی ابھی ملک ممتاز احمد خان کھر کی قرارداد پاس نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ ساتھ شامل کرلی گئی اور رانا صاحب کی ترمیم قابل قبول ہوئی تھی۔ ایک قرارداد جب پیش ہوئی ہے۔ اس وقت اس میں کوئی ترمیم نہیں آئی ہے ہماری محترم بہنیں اس وقت موجود تھیں' اگر وہ اس وقت ترمیم لانا چاہتی تھیں تو وہ اس وقت ترمیم لاسکتی تھیں۔ یہ قرارداد میں نے چھ مہینے بلکہ ایک سال قبل دی ہوئی تھی۔ قرارداد ایوان میں آئی ہوئی تھی۔ اگر محترمہ بشریٰ رحمان صاحبہ اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہتی تھیں تو وہ ترمیم پہلے سے دے سکتی تھیں۔ اس وقت ایوان میں رانا پھول محمد خان کی طرح ترمیم دے سکتی تھیں۔ اب وہ ایک قرارداد منظور ہوچکی ہے اب منظور ہو جانے کے بعد اس میں ترمیم کا کیا جواز ہے۔

جناب سپیکر :- مولانا آپ کو غلط فہمی ہے۔ آپ کی قرارداد میں بیگم بشریٰ رحمان نے ترمیم پیش نہیں کی ہے۔ آپ کی قرارداد من و عن اس نفس مضمون کی جیسا کہ آپ نے پیش کی تھی' وہ قرارداد ایوان میں پیش ہوئی اور اس قرارداد کو ایوان نے منظور کیا اب آپ کی قرارداد میں کوئی ترمیم نہیں ہے انہوں نے یہ قرارداد جو اس ایجنڈے میں آج کے بزنس میں موجود ہے اس اپنی قرارداد میں ترمیم کی اور اپنی ترمیم شدہ قرارداد پڑھنے کی اجازت چاہی۔ ان کی اپنی ترمیم شدہ قرارداد ہم نے ان کو پڑھنے کی اجازت دے دی ہے۔

الحاج نعیم حسین چٹھہ :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر جیسا کہ اس معزز ایوان کے زیر بحث ہے کہ اس سے پہلے اسی طرح کی مماثلت رکھنے والی قرارداد یہ ایوان منظور کر چکا ہے۔ اور آج کی یہ قرارداد اس سے مطابقت رکھتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جیسا کہ فاضل وزیر قانون نے فرمایا کہ آج کی قرارداد آئین کے مطابق ہے۔ تو پھر اگر آئین کے مطابق پیش کی گئی قرارداد اگر مماثلت بھی رکھتی ہے تو اس کے خلاف اگر پاس ہوگئی ہے تو ایوان کے لئے وہ قابل پابندی نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ ایوان اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ وہ آئین جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کی خلاف ورزی

کرتے ہوئے کوئی قرارداد پاس کرے اگر کوئی پاس کرتا ہے تو وہ پھر قواعد سے تجاوز کر کے کی جاسکتی ہے اس سے پہلے اگر اس ایوان نے کوئی غلط کی ہے تو اسے over rule کیا جانا ضروری ہے تو جناب والا دوسری میری گزارش یہ ہے کہ جب ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی مخالفت میں کوئی قرارداد ہم پاس ہی نہیں کر سکتے ہیں تو اسکی over rule کرنے کے لئے اس ایوان کو وقت دیا جانا ضروری ہے۔ اور دوسرا اس دن جو اس ایوان نے قرارداد پیش کی ہے۔ جہاں تک میرا علم ہے۔ میں اس وقت یہاں ایوان میں موجود نہیں تھا لیکن میں نے یہ سنا ہے کہ اس وقت ایوان کی نمائندگی بہت تھوڑی تھی۔ اس وجہ سے یہ آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس آئین کی خلاف ورزی کو روکنے کے لئے اس ایوان کو یہ موقع دیا جانا چاہئے کہ اس کے pros and cons پوری طرح سے دیکھ کر اس قرارداد کو صحیح طور پر اپنایا جائے یا نہ اپنایا جائے۔ چونکہ یہ 52 فیصد آبادی سے قرارداد متعلقہ ہے جو کہ یقیناً" آبادی کا ایک اہم جزو ہے اور اکثریتی حصہ ہے اس لئے ان کے حقوق کو سلب کیا جاتا اور قانون اور آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے اگر آئین کی خلاف ورزی بھی کرنا ہے اور اکثریتی کے حقوق کو سلب بھی کرنا ہے تو اس کے لئے ہمیں تفصیل اور سنجیدگی کے ساتھ غور و خوض کرنا ہوگا لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کر کے ایوان میں بحث کے لئے منظور کیا جانا نہایت قرین قیاس' قرین انصاف اور موزوں ترین ہے میں اس لحاظ سے اس کی تائید کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو برائے بحث منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر :- اس بارے میں جناب چٹھہ نے ایک تجویز دی ہے کہ اسکی پوری طرح چھان بین ہونی چاہئے۔ میں انہیں سے مخاطب ہوں' کیوں کہ یہ ایک آئینی اور ایک بہت بڑا نازک مسئلہ ہے۔ اس بارے میں آپ کیا تجویز کرتے ہیں کہ اسکی چھان بین کیسے ہونی چاہئے۔

حاجی نعیم حسین چٹھہ :- اس بارے میں تجویز یہ ہے کہ اسکو اس پر پوری طرح سے بحث کے لئے موقع دیا جائے اور ممبران کو اس پر طبع آزمائی کرنے دی جائے اور اگر یہ تیار نہیں ہیں

Let Golden Joblee of Punjab Assembly

intervene between the two.

اسکو ملتوی کر کے گولڈن جوبلی کے بعد رکھ لیا جائے تاکہ پچاس سال کا عرصہ بھی اس کے درمیان سے گزر سکے اور اس کے بعد یہ زیر بحث آئے اور اسے صحیح طرح سے دیکھا جاسکے اگر واقعی مولانا منظور

احمد چنیوٹی کی قرارداد آئین کے مطابق تھی تو پھر اسکی تائید اور اسکی حمایت کی جائے گی اور اگر وہ ایک خلاف ورزی تھی تو پھر اسے رول آؤٹ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر :- اس میں یہ ایک تجویز آئی ہے کہ یہ معاملہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے اسکو ایوان کے زیادہ ممبران کی رائے کی ضرورت ہے اس پر زیادہ چھان بین کی ضرورت ہے اور اگلے غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن پر اسکو رکھا جائے تاکہ زیادہ ممبران اس میں حصہ لے سکیں' اس پر بات کر سکیں تاکہ اس پر کوئی جامع فیصلہ ہوسکے تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے بیگم صاحب' آپ اس کی محرک ہیں آپ کی کیا رائے ہے۔

بیگم بشریٰ رحمان :- جناب والا' یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ سب لوگوں نے اس کی تائید بھی کی ہے۔ آئین بھی اسکی تائید کر رہا ہے اسکو صحیح بھی سمجھ رہے ہیں اور اسکے باوجود اسکو التواء میں ڈالنا چاہتے ہیں اس کو وزیر قانون نے بھی سراہا ہے۔ کہ یہ مولانا کی قرارداد کی ضد نہیں ہے اسکی نفی نہیں ہے ان کی اپنی جگہ ہے میری قرارداد اپنی جگہ پر ہے میں یہ بھی عرض کرنا چاہتی ہوں کہ کوئی آدمی یہاں پر کھڑا ہو کر چاہے کتنی بھی تنقید کرلے لیکن کم از کم کسی کو کسی کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر :- مولانا غیاث الدین صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کی بات میں نے سنی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کی بات نہیں سنی جائے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔

مولوی محمد غیاث الدین :- میں یہ عرض کروں گا کہ بیگم صاحب کی قرارداد مولانا صاحب کی قرارداد کے بالکل مخالف ہے۔

جناب سپیکر :- ابھی جو بات ہورہی ہے اسے آپ نے سمجھا نہیں ہے۔ بات یہ ہورہی ہے کہ کیا اس قرارداد کو اگلے منگل وار غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن پر موخر کرلیا جائے اس کے لئے میں نے ان کی رائے چاہی ہے۔

جناب سپیکر :- آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ بیگم صاحبہ کیا آپ اس بات سے اتفاق کرتی ہیں کہ اس قرارداد کو اگلے منگل وار تک کیلئے ملتوی کردیا جائے۔

بیگم بشریٰ رحمان :- جناب والا مجھے حیرت اس بات کی ہے

جناب سپیکر :- تو پھر آپ اس بات سے اتفاق نہیں کرتیں۔

بیگم بشریٰ رحمان :- نہیں۔

جناب سپیکر :- ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔ مولانا غیاث الدین صاحب آپ بات کیجئے۔

مولوی محمد غیاث الدین :- جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ قرارداد اس قرارداد کے مخالف ہے۔

رانا پھول محمد خان :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر اس معاملے پر آپ کو ایوان کی رائے لینے کی ضرورت ہے' آپ کے سامنے ایک قرارداد آئی ہے اور دوسری طرف یہ کہا گیا ہے کہ اس سلسلے میں ایک قرارداد پہلے ہی پاس ہو چکی ہے اور اس قرارداد کے پاس ہونے کے بعد دوسری قرارداد اس ایوان میں پیش نہیں ہو سکتی۔ اس پر ایوان نے رائے نہیں دینی بلکہ اب یہ آپ نے رولنگ دینی ہے کہ آیا آئین کے مطابق ہے یا آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اسے ملتوی کر کے آپ خود اس کا فیصلہ کریں مولوی صاحب کا جو نکتہ ہے وہ آپ سے منسوب ہے اس پر آپ نے فیصلہ کرنا ہے ایوان نے اس سلسلے میں فیصلہ نہیں کرنا اس پر آپ نے رولنگ دینی ہے۔

جناب سپیکر :- میں ہاؤس سے فیصلہ نہیں لے رہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :- جناب والا یہ اس ایوان میں کسی سے منسوب نہیں ہے نہ تو آپ سے منسوب ہے اور نہ ہی کسی اور سے منسوب ہے۔

جناب سپیکر :- جی ہاں یہ کسی سے منسوب نہیں ہے۔

سیّد طاہر احمد شاہ :- پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر :- اس سلسلے میں مولانا غیاث الدین صاحب کی بات سننا چاہتا ہوں لیکن پہلے سید طاہر احمد شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سیّد طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر 168 کے الفاظ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس میں لکھا ہوا ہے کہ

Except as otherwise provided by these rules

a motion shall not raise a question

substantially identical.

یہ منفی یا متصادم نہیں ہے یہ تو صرف مماثلت کا مسئلہ ہے۔ اس سے یہ ملتی جلتی ہے یا اس سے متضاد ہے یہ الفاظ کچھ گڈ مڈ ہوگئے ہیں اس لئے میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے یہ رہنمائی چاہوں گا کہ یہ جو لفظ ہے Substantially identical یہ تو مماثلت ہے' اس سے مراد ایک جیسی ہے رول 168 رول میں متضاد یا برعکس کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر :- یہ بات درست ہے مولانا غیاث الدین صاحب بات کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے صرف اس پر بات کرنی ہے کہ یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے' کیا یہ مولانا صاحب کی قرارداد کے عین مطابق ہے؟ اور کیا اس قرارداد کے پاس ہونے سے اس قرارداد کی نفی ہوتی ہے۔

مولوی محمد غیاث الدین :- جناب سپیکر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بیگم صاحبہ نے جو پہلے قرارداد پیش کی تھی' جس میں اب ترمیم پیش کی گئی ہے۔ پہلی قرارداد میں ابہام نہیں تھا' وہ قرارداد غیر مبہم تھی اور اب جو الفاظ انہوں نے شامل کئے ہیں اس سے ابہام پیدا ہوگیا ہے پہلی قرارداد میں الفاظ یہ تھے۔

"اور ملکی وقار کو بلند کرنے والے تمام اہم کاموں' موقعوں اور تقریبات میں نمائندگی کی اجازت دی جائے۔ مثلاً" جب سربراہان مملکت اور ان کی بیگمات ہمارے ملک میں تشریف لائیں۔ تو ان میں شرکت کی اجازت دی جائے"' اب انہوں نے ابہام پیدا کر کے اور یہ الفاظ کاٹ کر یہ کہا ہے کہ تقریبات میں نمائندگی کی اجازت دی جائے۔ اب میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو مبہم قرار داد پیش کی گئی ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کونسی تقریبات میں شامل ہونا چاہتی ہیں؟ مخلوط تقریبات یا غیر مخلوط تقریبات میں یہ شامل ہونا چاہتی ہیں؟ اگر یہ مخلوط تقریبات کی بات کرتی ہیں تو اسلام اس بات کی قطعاً" اجازت نہیں دیتا کہ مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شرکت کریں۔ اس لئے اب اس قرارداد میں ابہام پیدا کردیا گیا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار :- پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر بیگم بشریٰ رحمان کی جو قرارداد ہے وہ مولانا کی قرارداد سے مختلف ہے اور جب یہ قرارداد آپ کے پاس پہنچ گئی ہے پیش ہوچکی ہے

تو آپ ہی فیصلہ کردیں میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں قراردادیں علیحدہ ہیں۔ اس لئے اس قرارداد کو نہ صرف پیش ہونا چاہئے بلکہ پاس بھی ہونا چاہئے۔

مولوی محمد غیاث الدین :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ کونسی تقریبات میں یہ شامل ہونا چاہتی ہیں؟ پہلے جو ابہام پیدا کیا گیا ہے اسے درست کروائیں۔

جناب سپیکر :- آپ کس ابہام کی بات کر رہے ہیں؟

مولوی محمد غیاث الدین :- جناب سپیکر میں نے یہ عرض کیا ہے کہ پہلے انہوں نے جو تحریک پیش کی تھی "اس میں تقریبات کی تشریح کی گئی تھی کہ غیر ملکی سربراہان مملکت" اب تشریح کو کاٹ کر انہوں نے یہ لکھا ہے کہ تقریبات میں نمائندگی کی اجازت دی جائے۔ میں اس ابہام کو دور کرنا چاہتا ہوں کہ کونسی تقریبات میں شامل ہونا چاہتی ہیں۔؟

بیگم شاہین منور احمد :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ مولانا صاحب کی آواز تو بہت بلند ہے اور اگر ہم پوائنٹ آف آرڈر کہیں تو آواز نہیں آتی۔ لیکن میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب یہ ہے کہ .of procedural order Point اب PROCEDURE میں کیا چیز غلط ہے جس پر مولانا بات کرنا چاہتے ہیں؟ یہ تقریر کرنے کیلئے پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہوتا' ابھی ہم گولڈن جوبلی بھی منا رہے ہیں پہلے ہم نے ایک سیمینار بھی کیا ہے اس کا یہی نتیجہ نکلا ہے کہ یہ تقریر کرنے کیلئے پوائنٹ آف آرڈر پیش کرتے ہیں۔ .order Point of procedural اس میں کیا تھا جو انہوں نے بیان کیا ہے۔؟

جناب سپیکر :- بیگم صاحبہ کی بات درست ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر اپنا مدعا یا اپنا Point of view express کرنے کی اجازت نہیں ہوتی بیگم صاحبہ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔

بیگم بشریٰ رحمان :- جناب سپیکر میں نہایت ادب کے ساتھ آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتی ہوں۔ اصل میں سب سے پہلے تو مجھے اپنے موقف کے وضاحت کیلئے اجازت دینی چاہئے تھی لیکن فاضل اراکین نے خود ہی تقاریر کرنی شروع کردیں۔

جناب والا یہ کیوں نہیں سوچا جاتا' عین ممکن ہے کہ میں نے اپنی قرارداد بہت پہلے دی ہو اور مولانا کی قرارداد کے بعد مجھے اپنی قرارداد میں یہ ترمیم پیش کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہو کہ کہیں ان

کی قرارداد کی نفی نہ ہو جائے جناب والا یہاں پر تو نیتوں پر بھی شک کیا جارہا ہے' یہ ایسے کیا ہے؟ اور ویسے کیا ہے؟ کیا مولانا صاحب بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے کس تاریخ کو دی تھی اور میں نے کس تاریخ کو دی تھی؟

جناب سپیکر :- آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

بیگم بشریٰ رحمان :- جناب سپیکر اگر آپ نے اس پر بحث کی اجازت دینی ہے تو آپ پھر پہلے مجھے ہی اجازت دے دیجئے۔

جناب سپیکر :- آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

میاں ممتاز احمد قیانہ :- جناب سپیکر اس سلسلے میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا صاحب کی قرارداد کی روشنی میں آپ سے اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری گولڈن جوبلی کی تقریبات میں جو استقبالیہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں کیا اس میں بھی کسی خاتون کو رکھا گیا ہے؟ اگر رکھا گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ مولانا کی جو قرارداد کی روح ہے اس کے منافی عمل ہوگا۔

جناب سپیکر :- بیگم بشریٰ رحمان کی یہ قرارداد ہے کہ آئین پاکستان میں درج انسانی بنیادی حقوق کے تحت پاکستان کی نصف آبادی کی نمائندہ خواتین کو تعمیر ملت اور ملکی وقار کو بلند کرنے والے تمام اہم کاموں' موقعوں اور تقریبات میں نمائندگی کی اجازت دی جائے یہ قرارداد مولانا صاحب کی پہلی قرارداد کی تردید میں نہیں ہے اس کی نفی نہیں کرتی' اس لئے اس کی میں اجازت دیتا ہوں۔

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور :- جناب سپیکر اس سلسلے میں آپ سے یہ اجازت چاہوں گا کہ اب اس کو مزید دیکھ لیتے ہیں کہ یہ آئین اور اسلام کے روح کے منافی نہ ہو۔ یہ تو فیصلہ ہوگیا ہے کہ یہ قرارداد پیش ہوگئی۔ اگلی دفعہ اس کو دیکھ کر پھر اسے پیش کردیں گے۔

جناب سپیکر :- بیگم صاحبہ آپ اس بات سے اتفاق کرتی ہیں؟

بیگم بشریٰ رحمان :- جناب والا میں اس سے اتفاق کرتی ہوں جس طرح سے جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے وہ بات درست ہے۔

جناب سپیکر :- اب اس قرارداد کو اگلے غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن Take up کیا جائے گا

جناب، سپیکر :- سردار نصراللہ دریشک صاحب کی قرارداد ہے۔

سردار نصراللہ خان دریشک :- میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے "اس امر کی سفارش کرے کہ پنجاب کو اس کے حصے کا جائز اور منصفانہ پانی دیا جائے تاکہ دریاؤں میں پانی کی کمی اور خشک سالی کے باعث جو صورت حال پیدا ہوگئی ہے اس کا ازالہ ہوسکے۔"

اس پر کسی کو اختلاف ہے۔؟

(قرارداد کی مخالفت نہ کی گئی)

تو سوال یہ ہے کہ

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پنجاب کو اس کے حصے کا جائز اور منصفانہ پانی دیا جائے۔ تاکہ دریاؤں میں پانی کی کمی اور خشک سالی کے باعث جو صورت حال پیدا ہوگئی ہے اس کا ازالہ ہوسکے۔

جو صاحبان اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں اور جو اس کے خلاف ہیں وہ نہ کہیں۔

(قرارداد با اتفاق رائے منظور ہوئی)

اس سے اگلی قرارداد جناب سردار الطاف حسین کی ہے۔

سردار الطاف حسین۔ :- جناب سپیکر' اجازت ہے۔

جناب سپیکر۔ :- جی ارشاد فرمایئے۔

کمالیہ پیپر مل کے منصوبے کی تکمیل

سردار الطاف حسین :- جناب سپیکر' میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کمالیہ پیپلز مل کے منصوبے کی فوری طور پر تکمیل کرے۔"

جناب سپیکر :- یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کمالیہ پیپر مل کے منصوبے کی فوری طور پر تکمیل کرے۔"

کسی کو اختلاف نہیں ہے؟ تو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کمالیہ پیپر مل کے منصوبے کی فوری طور پر تکمیل کرے"

جو اس کے حق میں ہیں وہ وہاں کہیں اور جو اس کے خلاف ہیں وہ نہ کہیں۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

جناب سپیکر :- جناب غلام سرور خان کی قرار داد ہے۔

بارانی علاقہ کو آفت زدہ قرار دینا

جناب غلام سرور خان :- جناب سپیکر' میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ خشک سالی کے باعث بارانی علاقہ کو آفت زدہ قرار دے کر وہاں کے کاشتکاروں کے قرضے معاف کردیئے جائیں اور بینک اس سال زمینداروں سے قرضہ وصول نہ کرے۔"

جناب سپیکر :- یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ خشک سالی کے باعث بارانی علاقہ کو آفت زدہ قرار دے کر وہاں کے کاشتکاروں کے قرضے معاف کردیئے جائیں اور بینک اس سال زمینداروں سے قرضہ وصول نہ کرے"

وزیر قانون و پارلیمانی امور :- جناب سپیکر' میں عرض کروں کہ یہ قرارداد بجائے خود درست نہ ہے۔ اس کو درست کرلیا جائے۔ قرارداد کے متن سے ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن اس کی formation غلط ہے۔ مرکزی حکومت کا کام نہیں۔ یہ صوبائی حکومت کا اپنا مسئلہ ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ خشک سالی کے باعث بارانی علاقہ کو آفت زدہ قرار دے کر وہاں کے کاشتکاروں کے قرضے معاف کردیئے جائیں میرا خیال ہے کہ اس کو صحیح ڈرافٹ نہیں کیا گیا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو صحیح ڈرافٹ کریں میں یہ بات بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے already یہ ہدایات جاری کردی ہوئی ہیں۔ میں آپ کو پہلے اس کا طریق کار بتا دیتا ہوں۔ طریق کار یہ ہے کہ محکمہ زراعت اور ریونیو کے افسران مل کر علاقے کا

سروے کر کے ہر ریونیو سٹیٹ کے مطابق specify کرتے ہیں۔ اس حلقہ یا موضع کو نو ٹیفکیشن میں لانا پڑتا ہے کہ کس کا کس حد تک اور کون کونسے مواضعات اور نمبرات آفت زدہ قرار دیئے جائیں۔ اور جب وہ رپورٹ آجاتی ہے تو ریونیو اور ریلیف کے محکمہ کا کمشنر اور منسٹر اس کی اجازت دیتا ہے۔ ان مواضعات کو آفت زدہ قرار دے کر نو ٹیفکیشن کے ذریعے declare کرتے ہیں۔ کسی علاقہ کو آفت زدہ قرار دینا مرکزی حکومت کے دائر اختیار میں نہیں ہے۔ تو اس لئے یہ مرکزی حکومت کو سفارش کرنا کہ بارانی ایریا کو آفت زدہ قرار دیں اس کا متن کوئی سمجھ میں نہیں آیا۔ دوسری بات جو میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب بارانی رقبہ جات——

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ اس قرارداد کا تعلق وفاقی حکومت سے نہیں ہے۔ جناب والا' اگر میری بات سن لیں' ابھی میں نے اپنی بات تو مکمل نہیں کی جہاں تک آفت زدہ قرار دینے کی بات ہے وہ صوبائی معاملہ ہے——

جناب سپیکر :- ابھی آپ کے ساتھ بیٹھی ہوئی بیگم شاہین منور نے پوائنٹ آف آرڈر کی تشریح کی ہے تو بیگم صاحبہ کی پوائنٹ آف آرڈر کی وضاحت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :- جناب والا' اس کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ آفت زدہ قرار دے کر کاشتکاروں کے قرضے معاف کردیئے جائیں۔ جہاں تک قرضوں کی بات ہے تو کچھ قرضے صوبائی ہیں اور کچھ مرکزی ہیں۔ ہمارے اپنے مطالبہ مال' عشر زکواۃ اور دیگر جو چیزیں ہوں گی وہ آفت زدہ قرار دینے کے مطابق صوبائی حکومت کرے گی اور جو قرضے وفاقی حکومت کی طرف سے آتے ہیں وہ وفاقی حکومت معاف کرے گی۔ اس کے لئے ان کو سفارش کرنا پڑے گی۔ اس لئے اس قرارداد کو درست کرلیں۔ اس کے لئے ان کو سفارش کرنا پڑے گی۔ اس لئے اس قرارداد کو درست کرلیں۔ اس کے حصے بنالیں جو حصہ صوبائی حکومت کا حصہ ہے اس کو صوبائی حکومت کے زمرے میں ڈالیں اور جو وفاقی حکومت کا ہے اس کو وفاقی حکومت کے زمرے میں ڈالیں۔ اس لئے یہ قرارداد درست نہیں ہے۔ اسے درست کرلیا جائے۔

جناب سپیکر :- خان صاحب' اس روشنی میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان :- جناب سپیکر' جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ خشک سالی کے

باعث بارانی علاقہ کو آفت زدہ قرار دیا جائے یہ تو خالصتاً صوبائی حکومت کا معاملہ ہے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قرضے معاف کئے جائیں یا قرضوں پر ہمارے وفاقی بینک زرعی ترقیاتی بینک ہیں یا کمرشل بینک ہیں، جنہوں نے زمینداروں کو زرعی قرضے دیئے ہیں ان پر سود معاف کیا جائے۔ میں نے اپنی قرارداد میں یہ متن پیش کیا تھا کہ مرکزی ادارے جو ہمارے وفاقی بینک ہیں زرعی ترقیاتی بینک اور کمرشل بینک ہمارے قرضوں پر اس سال سود بھی وصول نہ کریں اور اس سال ہماری اقساط بھی وصول نہ کریں اور صوبائی حکومت اس علاقہ کو آفت زدہ قرار دے کر جو ہمارے صوبائی قرضے ہیں، خاص طور پر صوبائی کواپریٹو بینک کے قرضے ہیں، ایسے قرضوں کو حکومت معاف کرے۔ میں نے تو تفصیل میں اپنی قرارداد دی تھی۔ یہاں اس کو مختصر کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر :- اس پر وزیر قانون صاحب کا یہ کہنا تھا کہ اس قرارداد میں جو ذمہ داری وفاقی حکومت کی ہے وہ وفاقی حکومت کے ذمہ لگائیں جو صوبائی گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے وہ صوبائی گورنمنٹ کے ذمہ لگائیں اور اس قرارداد کو REDRAFT کر لیں تو کیا آپ اس پر آمادہ ہیں۔

جناب غلام سرور خان :- جی ہاں، میں اس قرارداد کو REDRAFT کر کے اگلے غیر سرکاری کارروائی کے دن پیش کر دوں گا۔ اگر آپ اجازت دیں۔

جناب سپیکر :- آپ کو اس بات کی اجازت ہے کہ آپ اس قرارداد کو REDRAFT کر لیں۔ اسے اگلے منگل کے روز غیر سرکاری کارروائی کے دن پیش کیا جائے گا۔۔۔۔ تو آج کا بزنس بھی ختم ہوتا ہے۔

سید اقبال احمد شاہ :- جناب والا، کل چھٹی ہے، پرسوں پھر اجلاس ہوگا۔ اگر کل اجلاس کر لیا جائے تو پرسوں جمعہ کے ساتھ جمعرات مل جائے گی تو بہتر رہے گا۔

جناب سپیکر :- 28 فروری کو آپ کونسا وقت رکھنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :- اجلاس کے بعد ہم نے پارٹی میٹنگ رکھی ہوئی ہے۔ چیف منسٹر صاحب اس کا اعلان کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر :- میری اطلاع بھی یہی ہے کہ 28 تاریخ کو آپ کا اجلاس صبح کے وقت ہوگا اور اجلاس کے بعد آپ کی پارٹی میٹنگ ہوگی۔

بیگم شاہین منور احمد :- جناب سپیکر' میں آپ کی اجازت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ اگر وزیر قانون اس پر رضامند ہوں تو پارٹی میٹنگ تو ایک بجے کے قریب ہے اگر پانچ یا چھ بجے اجلاس ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر :- بیگم صاحبہ' جو سرکاری پارٹی کی طے شدہ بات ہے وہ میں آپ کو عرض کر دیتا ہوں۔

بیگم شاہین منور احمد :- اس روز خواتین کی صوبائی سیرت کانفرنس بھی ہے' وہ بھی صبح کو ہے۔ اس لئے آپ سے گزارش تھی کہ اگر اجلاس شام کو ہو جائے تو یہ تینوں چیزیں بھی cover ہو جاتی ہیں۔

جناب سپیکر :- جناب لاء منسٹر صاحب' بیگم صاحبہ کی تجویز ہے کہ اجلاس 28 تاریخ کو بعد دوپہر کر لیا جائے کیا یہ ممکن ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :- دراصل چیف منسٹر صاحب اور وائیں صاحب دونوں راولپنڈی گئے ہوئے ہیں وہ اس کا اعلان کر گئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر :- مجھے بھی یہی بتایا گیا ہے۔ تو پرسوں صبح دس بجے تک کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

سید اقبال احمد شاہ :- جناب سپیکر' پچھلے اجلاس میں بھی عرض کیا تھا کہ مسجد ہونا ضروری ہے۔ تھوڑی سی جگہ ادھر ہوتی ہے تھوڑی سی ادھر ہوتی ہے۔ نماز کے لئے جگہ نہیں ملتی۔ تین سال ہو گئے ہیں پنجاب کی اسمبلی ہے بہت بڑا صوبہ ہے۔ ابھی تک ہمارے لئے مسجد کا انتظام نہیں ہوا اور نہ ہی رہائش کا انتظام ہوا ہے۔ میرے خیال میں اسمبلی ختم ہونے کے بعد رہائش کا انتظام کیا جائے گا۔

جناب سپیکر :- جناب شاہ صاحب مسجد کا تو انتظام ہے۔

سید اقبال احمد شاہ :- جناب والا کہاں انتظام ہے' یہ تو ہم بغیر مسجد کے ہی تین سال ہو گئے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

جناب سپیکر :- مسجد کو ہم ڈیزائن کروا رہے ہیں' اس کے ڈیزائن ہونے سے پہلے' اس کے

بننے سے پہلے ہمارے پاس باقاعدہ prayer room ہے۔ اس کی باقاعدہ بہت اچھی carpetting ہو رہی ہے اجلاس پرسوں صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی جمعرات 28 جنوری 1988ء دس بجے صبح تک کیلئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات 28 جنوری 1988ء

(پنج شنبہ × جمادی الثانی 1408ھ)

جلد 12 شمارہ 10

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات 28 جنوری 1988ء

(جلد 12 بشمول شمارہ جات 1 تا 19)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ _____ 1027

مسئلہ استحقاق :-

خواتین اراکین کے کردار و اعمال پر نکتہ چینی _____ 1028

قرارداد :-

گولڈن جوبلی کی تقریبات کے سلسلہ میں جناب سپیکر کو خصوصی نشستوں کے طریقہ کار اور انعقاد کی تواریخ اور وقت کے تعین کا اختیار دینا _____ 1037

تحاریک التوائے کار :-

انتخابات میں دھاندلیوں اور بے قاعدگیوں کے خلاف احتجاج _____ 1049

ایڈھاک لیکچرارز کی وسائل رزق سے محرومی _____ 1050

ایڈھاک لیکچرارز کی مستقل تقرری _____ 1051

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارہواں اجلاس

جمعرات 28 جنوری 1988ء

(پنج شنبہ' 8 جمادی الثانی 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝

سورہ الملک آیت نمبر 12 تا 15

بے شک وہ لوگ جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لئے (اللہ کی) مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

تم اپنی بات آہستہ کہو یا بلند آواز سے (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) بے شک وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے (نادانو) کیا وہ نہیں جانتا (بندوں کے احوال) جس نے (انہیں) پیدا کیا وہ بڑا باریک بین ہر چیز سے باخبر ہے وہی ہے جس نے نرم کر دیا زمین کو تمہارے لئے پس (اطمینان سے) چلو اس کے راستوں پر اور کھاؤ اس کے (دیئے ہوئے) رزق سے اور اسی کی طرف تم کو (قبروں سے) اٹھ کر جانا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

مسئلہ استحقاق

- جناب ڈپٹی سپیکر :- اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 6 میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔ میاں صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

میاں محمد افضل حیات :- جناب والا! اسے ملتوی کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- کیا آج وہ تشریف نہیں لائیں گے؟

میاں محمد افضل حیات :- جناب والا! کل وہ کہہ گئے تھے کہ ان کی طبیعت خراب ہے لہٰذا دو تین دن کے لئے اسے ملتوی کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- تحریک نمبر 8 بھی انہیں کی ہے۔ اس کے متعلق بھی یہی فیصلہ ہونا چاہیے؟

میاں محمد افضل حیات :- جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- تحریک استحقاق نمبر 9 بھی میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی ملتوی کی جاتی ہے۔

اگلی تحریک استحقاق نمبر 13 بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ، سیدہ نگہت نعیم صاحبہ، مسز شمع طالب صاحبہ، مسز زکیہ شاہنواز صاحبہ، بیگم خواجہ فرحت رفیق صاحبہ، مس شاہین عتیق الرحمٰن صاحبہ، مسز نجمہ حمید صاحبہ، مسز خورشید بیگم صاحبہ، بیگم شاہین منور احمد صاحبہ، مس روبینہ انصاری صاحبہ، مسز رخسانہ بیگم صاحبہ، سیدہ ساجدہ نیر عابدی صاحبہ، مسز شاہدہ ملک صاحبہ، بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ بیگم نجمہ تابش الوری :- جناب والا! مجھے اس تحریک کی ایک کاپی مہیا فرما دیں۔

- جناب ڈپٹی سپیکر :- تحریک استحقاق کی کاپی محرک کو مہیا کی جائے۔

خواتین اراکین کے کردار و عمل پر نکتہ چینی

[illegible] سپیکر [illegible] میں وقوع پذیر ہونے والے

ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو جملہ خواتین کی طرف سے ہے۔ سیدہ نگہت نعیم، مسز شمع طالب، مسز ذکیہ شاہنواز نیازی، بیگم خواجہ فرحت رفیق، مس شاہین عتیق الرحمٰن، مسز نجمہ حمید، مسز خورشید بیگم، بیگم شاہین منور احمد، مس روبینہ انصاری، مسز رخسانہ بیگم، سیدہ ساجدہ نیر عابدی، مسز شاہدہ ملک، بیگم بشریٰ رحمٰن۔ معاملہ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ یہ ہے کہ مورخہ 19 جنوری بروز منگل مولانا منظور احمد چنیوٹی نے خواتین کے ہوائی اڈوں پر جانے سے متعلق ایک قرارداد پیش کی تھی۔

دوران بحث مولانا نے اپنے مخصوص انداز میں مختلف الفاظ کا سہارا لے کر ہم خواتین کو غیر اسلام پسند کہا اور اس دوران بعض اراکین نے لفظ "شیطان" بھی استعمال کیا۔ مولانا کی تقریر کا لب لباب یہ تھا کہ ہم خواتین اسلام سے بالکل نابلد ہیں اور اپنی زندگی میں اسلام کی پریکٹس نہیں کرتیں جس سے ہم خواتین کی نہ صرف دل آزاری ہوئی ہے بلکہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے کسی فاضل رکن کے کردار و اعمال پر اس قدر بے رحمی کے ساتھ جرح کرنا پارلیمانی آداب کے خلاف ہے اس دل آزادانہ رویہ میں جن فاضل اراکین نے مولانا کا ساتھ دیا ہے انہوں نے بھی ہمارا استحقاق مجروح کیا ہے۔ جناب سپیکر! ہم جملہ خواتین آپ سے استدعا کرتی ہیں کہ اس پر مناسب کارروائی کی جائے اور اس دل شکن رویہ کی مذمت کی جائے۔

*۔۔ **جناب ڈپٹی سپیکر** :۔ کیا اس پر آپ کوئی مختصر بیان دینا چاہیں گی؟

*۔۔ **بیگم نجمہ تابش الوری** :۔ جناب والا! سب سے پہلے تو میں یہ کہونگی کہ مولانا صاحب نے ہم پر اعتراض کیا ہے کہ ہم ہوائی اڈوں پر نہ جائیں وہاں مہمانوں کو گلدستے پیش نہ کریں خواتین اپنے گھروں میں بیٹھیں اور وہ گھروں سے باہر بالکل نہ نکلیں۔ غیر محرموں کے سامنے نہ آئیں۔ میں اس ضمن میں آج سے چودہ سو سال پہلے کا آپ کو جنگ بدر کا واقعہ سناتی ہوں۔ جہاں ہماری خواتین نے زخمیوں کی مرہم پٹی کی تھی اور اس کے بعد موجودہ حالات کو دیکھئے اگر یہ بات درست ہے کہ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ عورتوں کو گھر میں بٹھائیں۔ تو حج کے دوران مرد اور خواتین حج اکٹھے نہ کرتے۔ میں مولانا صاحب سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ وہ اپنی یہ قرارداد واپس لے لیں۔

*۔۔ **سید اقبال احمد شاہ** :۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مولانا صاحب نے اگر کوئی غیر شرعی بات کی ہے تو اس پر تحریک آنی چاہیے۔ یہ نہیں کہ "اسلام" کے بارے میں تحریک استحقاق آجائے۔

یہ اسلام کو مذاق بنایا جارہا ہے اگر مولانا صاحب نے کوئی غیر شرعی بات کی ہے تو ان کے خلاف تحریک آنی چاہیے۔ اس تحریک استحقاق کو تو لینا ہی نہیں چاہیے اور اسے سننا ہی نہیں چاہیے ہم مسلمان ہیں' ہمارا اسلام پر یقین ہے' کلمے پر یقین ہے' قرآن پر یقین ہے' رسولؐ پر یقین ہے' اللہ پر یقین ہے۔ اس واسطے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کو نہیں آنا چاہیے۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- یہ تحریک استحقاق اسلام کے خلاف نہیں ہے۔ یہ مولانا کی اس تقریر کے خلاف ہے جو انہوں نے یہاں اسمبلی میں کی تھی۔ شاہ صاحب اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

* -- **سید اقبال احمد شاہ** :- جناب والا! مولانا صاحب نے کوئی غیر شرعی بات نہیں کی ریکارڈ موجود ہے۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ عالم اسلام کے خلاف نہیں ہے۔

* -- **بیگم نجمہ تابش الوری** :- جناب والا! اسلام میں اگر یہ شرع کی بات کرتے ہیں تو پردہ ہے ہی نہیں صرف چادر ہے اور چادر اوڑھ کر ہم لوگ وہاں پر جاتے ہیں۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- محترمہ! آپ اپنی بات کو جاری رکھیے۔

* -- **بیگم نجمہ تابش الوری** :- جناب والا! میں مولانا سے عرض کرونگی کہ وہ اس قسم کی پابندی خواتین پر عائد کر کے خواتین کو مشکلات کا شکار نہ کریں کیونکہ پھر خواتین کسی بھی میدان میں عزت و احترام کی نظروں سے نہیں دیکھی جائیں گی۔ اور ان کے لئے کہیں بھی کام کرنا مشکل ہو جائے گا ہماری بے شمار اسلامی خواتین ایسی ہیں ۔ آپ ام صفیہ کی مثال لیجئے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں اور انہوں نے جنگ خندق میں قلعہ کے اندر اکیلی خواتین کی حفاظت کی تھی۔

* -- **مولوی محمد غیاث الدین** :- پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! میں آپ کی وساطت سے محترمہ سے عرض کرونگا کہ یہ ایئرپورٹ پر جانے کی اجازت مانگ رہی ہیں اور مثال جنگ کی دے رہی ہیں۔ اسلام نے عورتوں کو جنگ کے لئے نہیں روکا۔ اگر یہ جنگ میں جانا چاہتی ہیں تو ساری چلی جائیں۔

* -- **بیگم نجمہ تابش الوری** :- جناب والا! یہ شریعت کی بات ہوئی تھی اس لئے شریعت کا حوالہ

شریعت سے دیا گیا ہے اور فاضل ارکان سے میری درخواست ہے کہ اس پر ہمدردانہ غور کریں ہم نے ہمیشہ ان کا ساتھ دیا ہے اور ہم سرکاری بنچوں سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ مولانا صاحب سرکاری بنچ سے بھی تعلق نہیں رکھتے ہیں اور وہ ہمیشہ اس قسم کی باتیں کہتے رہتے ہیں کبھی وہ سپیکر صاحب کو قادیانی بنا دیتے ہیں کبھی دوپٹوں کو نشانہ بنا دیتے ہیں جب یہ ہمیں باہر ملتے ہیں تو ہماری خوشبوؤں کی تعریف کرتے ہیں ہمارے دوپٹوں کی تعریفیں کرتے ہیں ہمارے رنگ برنگ کی تعریفیں کرتے ہیں تو جناب والا! میں اس کا فیصلہ اپنے فاضل بھائیوں پر چھوڑتی ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ انصاف کریں۔

* -- **چودھری گل نواز خان وڑائچ** :- میں جناب بیگم تابش الوری صاحب سے دست بدستہ عرض کرتا ہوں کہ یہ ایسی چیز ہے جسے کل بھی انہوں نے اسے پیش کیا اور ان کے حق میں فیصلہ ہوگیا اور یہ معاملہ ختم ہو گیا لہٰذا اسے نہ چھیڑیں یہ اسلام کو اتنا نہیں جانتی ہیں مولانا صاحب کو تو اسلام کے بارے میں کچھ نہ کچھ عبور حاصل ہے۔ اس طرح ایک جھگڑا شروع ہو جائیگا خدا کے لئے اسے یہاں ہی رہنے دیں۔ ہم ان کے بھائی ہیں ان کے عزیز ہیں ان کے بزرگ ہیں مہربانی کرتے ہوئے اس مسئلے کو یہاں ہی رہنے دیں۔ یہ خواتین ہمارے ساتھ بیٹھتی ہیں۔ ہماری ممبر ہیں اور قابل احترام ہیں ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا یہ تو تقریر ہو سکتی ہے۔

* -- **میاں ریاض حسین پیرزادہ** :- جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہونگا کہ خواتین کی یہ تحریک استحقاق آئین کے مطابق ہے۔ آئین کے باب نمبر 2 of Policies Principles کے تحت Article 34 کہ

34. Steps shall be taken to ensure full participation of women in all spheres of national life.

تو اس تحریک استحقاق میں اسلام کا کوئی دخل نہیں اور پاکستان کے آئین کے مطابق خواتین کی یہ تحریک استحقاق بالکل ٹھیک ہے اور خلاف ضابطہ نہیں لہٰذا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا چاہیے۔

* -- **مولوی محمد غیاث الدین** :- جناب والا! فاضل ممبر نے یہ جو کہا ہے کہ یہ تحریک استحقاق قانون اور ضابطے کے مطابق ہے تو جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرونگا کہ وہ قانون جو

شریعت کے خلاف ہو اور قرآن کے خلاف ہو وہ قانون نہیں بلکہ وہ اسلام سے بغاوت ہے۔ قرآن پاک میں واضح طور پر یہ موجود ہے کہ

یایھا النبی قل لازواجک وبنتک ونسالمومنین یدنین علیھن من جلبھن ط

یہ قرآن پاک کی آیت سن لیں علامہ بزاری؟ نے اس کے متعلق لکھا ہے۔

یدنین علیھن من جلبھن

یعنی جب عورتیں باہر نکلیں حجاب کے لئے تو وہ اپنی چادروں سے اپنے جسم اور چہروں کو چھپا لیں یہ قرآن کا حکم ہے اور یہاں تک قرآن کا حکم ہے کہ کوئی بھی عورت زیور پہن کر سوائے اپنے خاوند کے کسی اور کے سامنے نہیں جاسکتی۔ میں یہ عرض کرونگا کہ یہ اسمبلی میں یا دیگر جگہوں پر جتنی عورتیں آتی ہیں ایک' ایک سیر سرخی اور پاؤڈر مل کر آتی ہیں تو کیا یہ ان کے لئے شریعت میں جائز ہے۔

* -- **بیگم نجمہ تابش الوری** :- جناب والا! جب یہ سب کچھ جانتے ہیں تو پھر ان کو خواتین کے ووٹوں کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ مولانا صاحب نے جو وعظ فرمایا ہے وہ بہت اچھا ہے اور میں ان کا احترام کرتی ہوں لیکن ان کی تقریر اس قرارداد سے بالکل مختلف ہے۔ ان کا یہ وعظ اس قرارداد سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہے گو کہ یہ وعظ بہت اچھا ہے لیکن ان کی یہ بات میں نہیں سمجھتی کہ تقریر کے زمرے میں آتی ہو۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- جی آپ تشریف رکھیں۔ آج آپ کا کورم ہی پورا نہیں ہے۔

* -- **بیگم نجمہ حمید** :- جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق آج پیش ہی نہیں ہونی چاہیے تھی آج ہماری سیرت کانفرنس ہے اور ہم سب خواتین وہاں پر جا رہی ہیں اور کچھ چلی گئی ہیں۔ اس لئے یا تو آپ اسے ملتوی کردیں یا پھر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کردیں۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- اگر آپ آج تشریف نہیں لاسکتی تھیں تو آپ کو چاہیے تھا کہ دفتر کو اس بارے میں پہلے مطلع کردیا ہوتا۔

* -- **بیگم نجمہ حمید** :- جی میں تو راولپنڈی سے ابھی ابھی آئی ہوں اور مجھے اس بارے میں پتہ بھی نہیں تھا۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- اب تو یہ تحریک پیش ہو گئی ہے اب آپ تشریف رکھیں۔

* ۔۔ وزیر قانون :۔ جناب والا! ایسا لگتا ہے کہ اس تحریک پر گرما گرم بحث ہو گی لہٰذا اس کو ابھی التوا میں رکھیں کیونکہ باقی خواتین بھی ابھی موجود نہیں ہیں اگر یہ ایوان میں پیش ہو جائے تب بھی یہ موخر ہو سکتی ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں اور چونکہ یہ پیش ہو چکی ہے اور باقی خواتین موجود نہیں ہیں اور ہاؤس بھی ابھی اس mood میں نہیں ہے تو اس لئے اسے کسی اور وقت کے لئے ملتوی کرلیں۔

* ۔۔ چودھری محمد اقبال :۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جناب والا! یہ محترمہ نے جو تحریک پیش کی ہے اس میں استحقاق کا پہلو ہمیں نظر نہیں آرہا تو جناب والا میں آپ کی وساطت سے گزارش کرونگا کہ پہلے اس بات کی وضاحت ہونی چاہیے کہ ایسی کونسی بات مولانا صاحب نے کہہ دی جس سے خواتین کی تحریک استحقاق کا سبب بنتا ہو۔ جناب والا! یہ مناظرے والی بات شروع ہو گئی ہے کہ پردہ ہونا چاہیے یا نہیں ہونا چاہیے اصل میں قابل غور یہ بات ہے کہ وہ کونسا پہلو ہے جو تحریک استحقاق کا موجب بنتا ہے وہ ذرا ہمیں سمجھایا جائے تاکہ اس پر بحث ہو سکے۔

* ۔۔ جناب ڈپٹی سپیکر :۔ چودھری صاحب اس سلسلے میں تو سپیکر صاحب کی طرف سے بعد میں آئیگا کیونکہ یہ محرک کی اپنی صوابدید ہے کہ وہ جو بھی معاملہ پیش کرنا چاہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے اسمبلی میں پیش کریں اس کا فیصلہ تو بعد میں ہوگا کہ یہ معاملہ استحقاق کا بنتا ہے یا نہیں بنتا تو چودھری صاحب کی طرف سے ایک تجویز آئی ہے چونکہ آج ہماری معزز خواتین یہاں تشریف فرما نہیں ہیں اور انہوں نے بھی اس پر ضرور بات کرنا ہوگی تو اس کو کل کے لئے اگلے ورکنگ ڈے کے لئے ملتوی کرلیں تو کیا یہ ٹھیک ہے۔

* ۔۔ آوازیں :۔ ٹھیک ہے۔

* ۔۔ جناب ڈپٹی سپیکر :۔ تو اس کو ہم اگلے ورکنگ ڈے تک کے لئے ملتوی کرتے ہیں۔

* ۔۔ بیگم نجمہ تابش الوری :۔ جناب والا! میں جناب وزیر قانون صاحب کی دلیل سے اتفاق کرتی ہوں یا تو اسے موخر کردیا جائے یا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کردیا جائے۔

* ۔۔ جناب ڈپٹی سپیکر :۔ محترمہ یہ ملتوی ہو گئی ہے ۔ آپ تشریف رکھیں۔

* ۔۔ جناب ڈپٹی سپیکر :۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 21 ہے چونکہ یہ

ایوان میں تشریف نہیں رکھتے لہٰذا اسے بھی ملتوی کیا جاتا ہے سردار حسن اختر صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق ہے۔

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب والا! میری تحریک استحقاق نمبر20 ابھی التوا میں پڑی ہے اور چودھری عبدالغفور صاحب نے وہ ملتوی کرائی تھی امید ہے اب تک جوابات ملاحظہ ہو چکے ہونگے۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- تحاریک استحقاق نمبر21 اور 22 ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر21 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے ہے اور 22 نمبر سردار حسن اختر صاحب کی طرف سے ہے یہ دونوں حضرات چونکہ تشریف نہیں لائے ہیں اور نہ ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہے تو یہ dispose of تصور ہونگی۔

تحریک استحقاق نمبر19 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے جی مولانا صاحب فرمائیے۔

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب والا! یہ پیش ہو چکی تھی یہ ملتوی کردی گئی تھی جناب چودھری عبدالغفور صاحب نے ملتوی کرائی تھی کیونکہ انہوں نے جوابات ملاحظہ کرنے تھے امید ہے کہ وہ ملاحظہ کرلئے ہونگے کیا اب وہ اس کے متعلق کچھ وضاحت کرنا چاہتے ہیں؟

* -- **وزیر قانون** :- جناب سپیکر! اس پر میں عرض کروں کہ یہ تحریک استحقاق جو مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ صوبائی سروسز میں گریڈ 17 یا اس سے اوپر کے گریڈ کے افسران میں جو قادیانی حضرات موجود ہیں ان کی تعداد بتائی جائے اور اس کی بنیاد ایک ایسے سوال کو بنایا گیا ہے جو ابھی تک ہاؤس میں نہیں آیا میں اس کی انکوائری کر رہا ہوں کہ اس میں کچھ فرق کا امکان ہوسکتا ہے کیونکہ سرکاری محکموں میں افسران کی بہت بڑی تعداد ہے پھر نئے افسر بھی بھرتی ہوتے رہتے ہیں تو مجھے پہلے یہ معلوم کرلینے دیں کہ کہاں اور کس جگہ نقص ہے اور کیوں ہے۔ اور ابھی تک مولانا کا وہ سوال چونکہ ہاؤس میں نہیں آیا اس لئے ہم اس کو درست کرسکتے ہیں قبل ازیں کہ سوال ایوان میں پیش ہو لیکن یہ بات آپ کی صحیح ہے یہ مشکل سوال ہے کہ ان معلومات کو کس طریقے سے اکٹھا کیا جائے تاکہ قادیانیوں کی صحیح معلومات ایوان کو مہیا کی جائیں تو اس کے لئے کچھ عرصہ درکار ہوگا اور پھر میں اس کی انکوائری کرلوں تاکہ اگر کسی جگہ عملاً" اس کو چھپایا گیا ہے تو میں اس پر ایکشن لے سکوں۔ مجھے آپ تھوڑا سا وقت دیں تاکہ میں اس کی مکمل انکوائری کرلوں اور آپ کو اس بارے میں مطمئن کروں کہ یہ غلطی عملاً" کی گئی ہے یا کسی جگہ واقعی

غلطی ہے۔ میں نے اس کی ہدایات جاری کی ہیں اور اس کی چھان بین ہو رہی ہے جب اگلا سوال آئے گا تو اس سے پہلے ہم اس سوال کو درست کریں گے اور آپ کو اعتماد میں لے کر اس کا صحیح جواب دیں گے۔ اس لئے کچھ عرصے کے لئے اس کو موخر کر لیں۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- مولانا صاحب کیا آپ کو لاء منسٹر صاحب کی اس بات سے اتفاق ہے؟

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی پوری بات ہی نہیں سمجھ سکتا میرا سوال بالکل واضح ہے پہلے اس کا جو جواب دیا گیا تھا اس میں قادیانوں کی کل تعداد 278 بتائی گئی تھی تفصیل وار 17 گریڈ 197' 18 گریڈ 67' 19 گریڈ 10 اور 20 گریڈ 4 ہیں۔ یہ جواب 87-6-29 کو دیا گیا تھا اس کے بعد دوسرے سوال نمبر 1138 کا جو جواب دیا گیا ہے یہ جواب 19 جنوری اور 25 جنوری 1988ء کو ایوان کی میز پر آچکا ہے اس میں کل تعداد 368 بتائی گئی ہے تفصیل وار 17 گریڈ 265' 18 گریڈ 87' 19 گریڈ 12 اور 20 گریڈ 4 ہیں میرا سوال یہ ہے کہ میں نے پہلے جب دریافت کیا تھا تو اس وقت کچھ اور تعداد بتائی گئی تھی اور پھر چھ مہینے کے بعد جو تعداد بتائی گئی ہے اس میں 90 کا فرق ہے کیا ان چھ مہینے کے اندر 90 قادیانی مزید بھرتی کر لئے گئے ہیں یا پہلی جو تعداد دی گئی تھی وہ صحیح نہ تھی۔

* -- **وزیر قانون** :- جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ میرا خیال ہے کہ مولانا صاحب نے میری بات سنی نہیں۔ آپ میری بات سمجھ لیں اس کے بعد آپ بات کر لیں۔ میں نے عرض کیا ہے کہ آپ کا دوسرا سوال نمبر 1138 جو نشان زدہ سوال نمبر 1138' جس کے بارے میں آپ نے جنوری 1988ء میں آنے کی بات کی ہے۔ ابھی تک اس کا جواب ایوان میں پڑھا نہیں گیا اور آپ کی تحریک آنے کے بعد میں اس معاملہ کی چھان بین کر رہا ہوں کہ آیا یہ جواب درست تیار ہوا ہے یا کسی جگہ غلطی ہوئی ہے تو مجھے پہلے اس کے چھان بین کرنے دیں اور اس پر ہم کسی کی ذمہ داری متعین کرنے کے بعد آپ کو مکمل جواب دیں گے کہ آیا یہ جواب صحیح ہے یا غلط ہے اور اگر غلط ہے تو کیوں غلط ہے اس لئے اس کی مکمل طور پر چھان بین کرنے کے بعد جب اس جواب کی باری آئے گی تو وہ جواب بھی دیں گے اور آپ اس تحریک کا بھی جواب دیں گے کہ اس میں غلطی کہاں ہوئی ہے اور اگر غلطی ہوئی ہے تو کیوں ہوئی ہے۔ آپ کو یہ ساری بات بتائیں گے ابھی تک میری معلومات کے مطابق سوال نمبر 1138 ایوان کی پراپرٹی نہیں بنا۔ یہ طبع ضرور ہوا ہے لیکن اس کو ہم

ابھی درست کر رہے تھے ابھی تک یہ جواب ہاؤس میں نہیں آیا یہ ابھی ہاؤس میں آئے گا اس کی ہم تحقیقات کر رہے ہیں مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ 25 تاریخ کو اس سوال کا جواب آنا تھا لیکن اس دن وقفہ سوالات معطل ہو گیا تھا اس لئے اس دن اس کا جواب نہیں دیا جاسکا ابھی تک یہ جواب ایوان کے ریکارڈ پر نہیں آیا طبع ضرور ہوا ہے مجھے اس تحریک کی روشنی میں اس کی چھان بین کرلینے دیں۔ میں آپ کو اس کا مکمل جواب دوں گا۔

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب سپیکر! 19 اور 25 دو تاریخوں میں یہ جواب آیا ہے۔ 19 تاریخ کے جوابات پڑھے گئے ہیں اور یہ چونکہ آخر میں تھا اس لئے پڑھا نہیں گیا لیکن جو آخر میں رہ جاتے ہیں وہ تو میز پر رکھ دیئے جاتے ہیں اور وہ پڑھے ہوئے تصور کئے جاتے ہیں تو یہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا یہ ایوان میں آچکا ہے۔ بہرحال یہ طبع بھی ہو گیا اور ایوان میں بھی آگیا۔ اب میرا تو استحقاق بالکل بنتا ہے کہ پہلے جو جواب دیا گیا ہے وہ اور ہے دوسرا جو جواب دیا گیا ہے وہ اور ہے۔ ایوان میں غلط اعداد و شمار دیئے گئے ہیں اس کی وضاحت ہونی چاہیے یا اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے وہ چھان بین کرلے گی ایک ہفتہ تو ہو گیا ہے اور ابھی تک چودھری صاحب چھان بین نہیں کرسکے۔ استحقاق کمیٹی کس لئے ہوتی ہے وہ اس لئے ہوتی ہے تاکہ ایسے کاموں کی چھان بین کرے تو میرا مطالبہ یہ ہے کہ جناب سپیکر آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کردیں وہی اس کی چھان بین کرلے گی۔

* -- **چودھری محمد صدیق سالار** :- جناب سپیکر! 25 تاریخ کو وقفہ سوالات معطل ہو گیا تھا یہ سوال ایوان کی ملکیت بنا ہی نہیں اور وزیر موصوف نے اس کی یقین دھانی کرائی ہے کہ ہم اس سوال کا جواب صحیح اعداد و شمار کے ساتھ حضرت مولانا صاحب کو پیش کریں گے تو انہیں وزیر موصوف کی یقین دھانی تسلیم کرلینی چاہیے میں آپ کی وساطت سے انہیں یقین دلاؤں گا کہ وہ ہماری اس بات کو مان لیں کہ صحیح جواب ان کو پیش کیا جائے گا جو ابھی ہاؤس میں نہیں آیا۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- مولانا صاحب آپ کی جو تحریک استحقاق ہے اس کو ابھی ملتوی رکھتے ہیں لاء منسٹر صاحب متعلقہ محکمہ سے upto-date information لے لیں اس کے بعد اس کو take up کریں گے۔

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب سپیکر میں تھوڑی سی وضاحت یہ چاہتا ہوں۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- جی فرمائیے۔

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- 19 اور 25 دو تاریخوں میں تھوڑی تھوڑی مختلف تفصیل کے ساتھ یہ جواب آیا ہے 19 تاریخ کو یہ جواب پڑھے گئے ہیں اور جو نہیں پڑھے گئے وہ میز پر رکھ دیئے گئے ان میں بھی یہ جواب موجود ہے اور 25 تاریخ میں بھی یہ جواب موجود ہے۔ 19 تاریخ میں بھی یہی اعداد و شمار ہیں اور 25 تاریخ میں بھی یہی ہیں۔

* -- **وزیر قانون** :- 25 تاریخ کو ایک دو سوالات کے جوابات دینے کے بعد یہ طے ہوا کہ باقی ماندہ سوالات کے جوابات ابھی نہیں دیئے جارہے آئندہ کے لئے ملتوی کئے جا رہے ہیں میز پر نہیں رکھے گئے۔ آپ اس کا یقین کریں اور ایوان سے اس کی تسلی کرلیں۔

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- تو مولانا صاحب اس کا فیصلہ ہو گیا ہے اس کو ملتوی کرتے ہیں۔ منسٹر صاحب اپنے محکمہ سے اس کے متعلق معلومات لے کر اس کا جواب دیں گے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

* -- **وزیر قانون** :- جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے آج ہماری پارٹی میٹنگ ہے ساڑھے گیارہ بجے سے کچھ دیر پہلے ہم اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ آدھا گھنٹہ اس پر صرف کرلیں اس سے قبل میں اجازت چاہوں گا کہ تقریبات کا جو خصوصی اجلاس ہے اس بارے میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ یکم اور دو فروری کو جو تقریبات ہو رہی ہیں ان کے لئے ایک طریق کار وضع کرلیا جائے۔

قرارداد (جو پیش کی گئی)

* -- **جناب ڈپٹی سپیکر** :- آپ قرارداد پیش کریں۔

* -- **وزیر قانون** :- اس ایوان کی رائے ہے کہ گولڈن جوبلی کی تقریبات کے سلسلہ میں جناب سپیکر کو خصوصی نشستوں کے طریقہ کار اور انعقاد کی تواریخ اور وقت کے تعین کا اختیار دینا۔

"پنجاب اسمبلی کی گولڈن جوبلی کی تقریبات کے سلسلہ میں خصوصی نشستیں منعقد کی جائیں ان کا طریقہ کار اور انعقاد کی تواریخ اور وقت کے تعین کا اختیار جناب سپیکر کو دیا جائے۔"

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ
"پنجاب اسمبلی کی گولڈن جوبلی کی تقریبات کے سلسلہ میں خصوصی نشستیں منعقد کی جائیں۔ ان کا طریقہ کار اور انعقاد کی تواریخ اور وقت کے تعین کا اختیار جناب سپیکر کو دیا جائے"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 15 ہے۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ کی طرف سے اور اسی کے علاوہ نمبر 40 [illegible] سے ملتی جلتی ہے چودھری رفیق صاحب کی طرف سے ہے۔ جنجوعہ صاحب اور چودھری رفیق صاحب اس کو پہلے ایوان میں پیش کر چکے ہیں۔

*-- چودھری محمد رفیق :- جی ہاں یہ پہلے پیش ہو چکی ہیں اور ان پر پہلے کچھ تھوڑی سی بحث بھی ہو چکی تھی اس نشست میں یہ طے پایا تھا کہ وزیر قانون کے ساتھ بیٹھ کر کوئی لائحہ عمل طے کریں گے لیکن وزیر قانون صاحب نے اس پر توجہ نہیں فرمائی جس کے لئے ہم ہمیشہ ترستے رہتے ہیں۔

*-- وزیر قانون :- جی ہاں! جناب والا اس کے لئے بھی ہم نے مہلت لی تھی کہ ہم مل بیٹھ کر اس کے لئے کچھ فیصلہ کرینگے تو درمیان میں چھٹی آگئی۔ ہم نے ابھی میٹنگ کرنی ہے اور ان لوگوں کو ٹوبہ ٹیک سنگھ سے میں نے بلانا ہے تو اس کو ملتوی کردیں ہم آپس میں بیٹھیں گے اور اس کو طے کرینگے۔

*-- چودھری محمد رفیق :- گزشتہ نشست میں یہ ملتوی کی گئی تھی اور اب بھی میرے خیال میں اس کو ملتوی رکھا جائے تاکہ اس میں کوئی بات ہو سکے۔

*-- جناب ڈپٹی سپیکر :- یہ ملتوی ہو گئی ہیں۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 16 مولانا منظور احمد چنیوٹی کی طرف سے آج بھی وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے ہیں آیا وزیر قانون اس بارے میں کچھ کہہ سکینگے؟

*-- وزیر قانون :- اگر اس کو لینا چاہتے ہیں تو لے لیں۔

*۔۔ **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے اس دن وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے تھے اس وقت چودھری صاحب نے یہ موخر کرائی تھی اگر چودھری صاحب اس کو نپٹانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

*۔۔ **وزیر قانون** :- میں عرض کروں گا کہ اس دن بات مولانا صاحب کی موجودگی میں ہوئی تھی کہ جس مواد کے بارے میں مولانا نے نشان دہی کی ہے اس کے لئے باقاعدہ ہدایات جاری کردی گئی ہیں کہ جو ایڈیشن 89 - 1988ء کا زیر طبع ہے۔

(اس موقع پر راجہ خلیق اللہ خان بطور چیئرمین صدارت پر تشریف لائے۔)

میں عرض کر رہا تھا کہ اس بارے میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ سے رپورٹ طلب کی گئی ہے اور ان کو وضاحت کردی گئی ہے اور ہدایات جاری کردی گئی ہیں کہ اردو کی کتاب برائے جماعت دوئم میں یہ جو تصویری مواد ہے اس کو خارج کردیا جائے اور 89 - 1988ء کے لئے جو ایڈیشن زیر طبع ہے اس میں سے اس کو حذف کردیا جائے اور اس میں یہ مواد نہیں آرہا ہے۔ چیئرمین ٹیکسٹ بک بورڈ کو یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ یہ آرڈر جاری کردیں کہ بورڈ کے جو پبلشرز ہیں اور ہول سیل ایجنٹس جن کے پاس ایسا مواد پڑا ہے وہ اس کو فروخت نہ کریں لیکن میں مولانا صاحب کو آپ کی وساطت سے ایک بات بتادوں کہ جو کتب بک سٹالوں میں جا چکی ہیں یا جو کتب چھوٹے چھوٹے خوردہ فروشوں کے پاس پہنچ گئی ہیں ان سے کوئی پرانی کتب خرید کرلے' تو اس سلسلہ میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ان کو کس طرح سے واپس لیا جائے لیکن آپ یقین دھانی رکھیں کہ اگلی اشاعت میں جو اب آرہی ہے اس میں یہ مواد نہیں ہوگا۔ ہول سیلز ڈیلرز کو پرانی کتاب فروخت نہ کرنے کی ہدایت کردی گئی اور اس مواد کو حذف کیا جارہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ یقین دھانی کافی ہے کہ اس سلسلہ میں بروقت ایکشن لے لیا گیا ہے لیکن فردا" فردا" کسی کے پاس کتاب موجود ہو یا کسی شہر یا چھوٹے دیہات میں کسی دکاندار کے پاس ہو تو اس کو واپس لینا ممکن نہیں ہے۔

*۔۔ **جناب چیئرمین** :- شکریہ - مولانا آپ کچھ فرمائیں گے؟

*۔۔ **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب سپیکر! میں چودھری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے اپنی فرض شناسی کرتے ہوئے کیا ہے ایک میری تجویز ہے کہ جو کتب چھپ گئی ہیں اس کے لئے یہ احکامات جاری کردیں کہ اس کو فروخت نہ کریں یا اس پر مہر لگا دی جائے تو یہ ممکن ہے

اور یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔

* -- **جناب چیئرمین** :- مولانا یہ کتاب کئی سال سے چھپ رہی ہے معلوم نہیں کہ وہ کتاب کس دکاندار کے پاس ہے وہ کہاں جا کر مہر لگائیں گے آئندہ کے لئے انہوں نے یقین دھانی کرائی ہے۔

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جزاک اللہ جی - جو کتب موجود ہیں اگر اس پر مہر لگا دیں وہ چھوٹی سی تصویر ہے اگر اس پر مہر لگ جائے تو پتہ نہیں چلے گا۔

* -- **جناب چیئرمین** :- آپ نے وزیر قانون کی بات کو سنا نہیں انہوں نے کہا ہے کہ جو کتب چھوٹے کتب فروش کے پاس چلی گئی ہیں بچوں کے پاس چلی گئی ہیں دوسرے شہروں اور دیہاتوں میں چلی گئی ہیں گورنمنٹ کہاں کہاں جا کر مہر لگائے گی جو چلی گئی وہ چلی گئی ہیں آئندہ گورنمنٹ احتیاط کریگی۔

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جو چلی گئی ہیں وہ اس سال پڑھی جارہی ہیں آئندہ جو سال شروع ہوگا میں اس سال کے لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ فروخت نہ ہوں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر وہ فروخت ہوں تو ان پر یہ مہر لگا دیں۔

* -- **جناب چیئرمین** :- وہ یقین دھانی آپ کو کروا رہے ہیں کہ وہ فروخت نہ کرنے کی ہدایات کروا دی گئی ہیں۔

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- میں تو بہرحال یہی کہہ رہا ہوں کہ جو چھپ چکی ہیں اور ابھی مارکیٹ میں نہیں آئی ہیں ان کے لئے یہ بندوبست ہو سکتا ہے بجائے اس کے کہ وہ ضائع کردی جائیں ان پر کوئی مہر لگا کر وہ مواد ختم کیا جاسکتا ہے۔

* -- **جناب چیئرمین** :- پھر آپ اس کو پریس نہیں کرتے ہیں؟

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! جب وزیر صاحب یہ مانتے ہیں کہ کتاب میں غلطی موجود ہے اور غلطی سے چھپ گئی ہے اور جو کتابیں تقسیم ہو چکی ہیں اس میں وہ کچھ نہیں کرسکتے لیکن جب کوئی سیاسی یا نظریاتی کتاب حکومت کے خلاف لکھ دی جائے تو اس کتاب کو حاصل کرنے کے لئے گھر تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

* -- **جناب چیئرمین** :- یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب سپیکر! یہاں تک ہوتا ہے کہ پرچے بھی درج ہوتے ہیں' جن سے کتاب برآمد ہوتی ہے اس کے خلاف پرچہ درج کرلیا جاتا ہے لہٰذا اس قسم کی یقین دھانی بھی تو ہونی چاہیے۔

* -- **جناب چیئرمین** :- مولانا صاحب آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

* -- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب والا! وزیر موصوف کی یقین دھانی کے بعد میں اسے پریس نہیں کرتا۔

* -- **جناب چیئرمین** :- اب اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 17 ہے جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب

* -- **میاں محمد افضل حیات** :- جناب والا تحریک ہائے التوائے کار شروع ہونے سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ کل لاہور میں ایک بڑا سنگین واقعہ پیش آیا پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے جلوس پر لاٹھی چارج کیا گیا اور متعدد مزدوروں اور کارکنوں کو گرفتار کیا گیا۔

* -- **جناب چیئرمین** :- آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ آپ ان کی بات تو سنیں' ذرا خاموشی اختیار کریں۔

* -- **میاں محمد افضل حیات** :- جناب سپیکر! ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ انتظامیہ کو اس چیز سے روکے اور ان کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کرے اور ان کے مسائل کو حل کیا جائے اور گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے۔

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- جناب والا یہ کیا فرما رہے ہیں؟

* -- **جناب چیئرمین** :- قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ کل ٹرانسپورٹ ورکرز پر لاٹھی چارج ہوا ہے' ان پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا ہے لہٰذا اس کے خلاف ہم احتجاج کرتے ہیں اور حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے مطالبات کو پورا کیا جائے۔

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- یہ کس سلسلے میں بات کر رہے ہیں؟ کیا کوئی قرارداد پیش کی

ہے؟

* -- **جناب چیئرمین** :- نہیں یہ آپ کی اطلاع کے لئے تھا.....

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- جناب والا! توجہ دلانے کے لئے بھی قواعد موجود ہیں' قواعد میں جو طریقہ کار بتایا گیا ہے اس کے مطابق چلیں اس کے لئے نوٹس دیں پھر ہم اس کا جواب دیں گے۔

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب والا لاٹھی چارج کے لئے بھی قواعد ہوتے ہیں لاٹھی چارج اندھا دھند نہیں ہو جاتی۔

* -- **وزیر قانون و پارلیمانی امور** :- اور وہ قواعد اپنائے گئے ہیں اس لئے میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں وہ تحریری طور پر پیش کریں۔

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب حکومت گلیوں اور سڑکوں پر تو قوانین کی خلاف ورزی کرتی ہے اور اسمبلی میں ذرا قواعد سے ہٹ کر ان کی توجہ مبذول کروائی جائے تو یہ قواعد کی بات کرتے ہیں اور یہ تحریک التوائے سے متعلق ہے اور ہنگامی نوعیت کا مسئلہ ہے۔

* -- **جناب وزیر قانون** :- اس کے لئے اسمبلی کا قاعدہ اپنایا جانا چاہیے اور اس کے مطابق نوٹس ملنا چاہیے۔

* -- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب والا! قاعدے اور قانون کے تحت بھی ہم اس مسئلے کو پیش کریں گے لیکن حکومت قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں چلتی اگر کوئی احتجاج کرتا ہے اور اپنا حق مانگتا ہے تو آپ اس کو لاٹھی مارتے ہیں اور لوگوں کو گرفتار کرتے ہیں اس وقت بھی ان کے 165 سے زیادہ افراد جیل میں ہیں۔ جناب والا اس سے زیادہ اہم چیز کیا ہو سکتی ہے کہ 165 کارکنوں کے گھروں کے اندر ماتم ہے اور ان کے بچے' ان کی بیویاں اور بہن بھائی ان کا انتظار کر رہے ہیں لہٰذا ان کو چھوڑا جائے ان کو بلاوجہ گرفتار کیا گیا ہے اس سے زیادہ اہم بات اور کیا ہو سکتی ہے؟

* -- **جناب چیئرمین** :- میرا اس سلسلے میں آپ سے یہ سوال ہے کہ آج صبح جیسے آپ تشریف لائے تھے اگر آپ جلدی آجاتے یعنی ایک گھنٹہ پہلے آجاتے تو آپ تحریک التوائے کار پیش کر سکتے تھے۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا تحریک التوائے کار ہم دیں گے اور دے رہے ہیں بلکہ آج ہی دے رہے ہیں ہم تو صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت قواعد انضباط کار کے مطابق نہیں چلتی اور عوام کی نمائندگی کے لئے قواعد و ضوابط آڑے آجاتے ہیں حالانکہ ان کو بھی پتہ ہوتا ہے لیکن یہاں پر یہ قواعد کا سہارا لے لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین :- پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار :- پوائنٹ آف آرڈر جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں

جناب چیئرمین :- I have declared this out of ordr.

چودھری محمد صدیق سالار :- جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین :- فرمائیں۔

چودھری محمد صدیق سالار :- جناب والا! بات یہ ہے کہ کل پنجاب میں جو مسافر پریشان ہوئے ہیں' جن لوگوں کی بچیوں کی شادیاں تھیں ان کو جو پریشانی اٹھانی پڑی ہے ان سے بھی جا کر پوچھا جائے۔

جناب چیئرمین :- سالار صاحب میں نے یہ بات ختم کردی تھی اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر اس انداز سے تو کوئی خوشامد نہیں کرتا کہ مسافر پریشان تھے اور 165 گھرانوں میں جو ماتم برپا ہے وہ ان کو نظر نہیں آتا۔

جناب چیئرمین :- راہی صاحب بات ختم ہو چکی ہے۔

جناب فضل حسین راہی :- اور مسافروں کی پریشانی انہیں نظر آرہی ہے۔

جناب چیئرمین :- جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 17

چودھری محمد صدیق سالار :- تیری بہن دی شادی ہوندی تے فیر پتہ لگدا ....

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا صدیق سالار نے میرے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار :- جناب والا بدتمیز کے ساتھ میں نے بدتمیزی میں کی۔ بہرحال میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔
(بحکم سپیکر حذف کیا گیا)

جناب چیئرمین :- یہ الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے جائیں۔

جناب چیئرمین :- آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا! اسمبلی میں غیر متعلقہ کام ہو رہے ہیں اور شور اتنا ہے کہ کسی کو کچھ پتہ نہیں چل رہا۔

جناب چیئرمین :- آرڈر پلیز

جناب فضل حسین راہی :- پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر! میں جناب کی توجہ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے مبذول کروانا چاہوں گا کہ اسمبلی کے اندر جو غیر متعلقہ کام ہو رہا ہے اس کو بند کروایا جائے یہاں پر اب ان کو قواعد نظر نہیں آتے۔ اسمبلی کو چلانے کے لئے بھی تو قواعد موجود ہیں' یہاں پر قواعد کی بھی تو خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین :- میں وزیر صحت سے یہ گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی یہ سلسلہ بند کریں۔

وزیر صحت :- بہتر جناب۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر! اسے بھی بند کروایا جائے یہ بھی قواعد کی خلاف ورزی ہے۔

جناب چیئرمین :- جناب ریاض حشمت جنجوعہ

انتخابات میں دھاندلیوں اور بے قاعدگیوں کے خلاف احتجاج

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حالیہ بلدیاتی انتخابات بدنظمی' دھونس' دھاندلی اور ہلڑ بازی کا شکار تھے۔ جن میں بیسیوں قیمتی جانیں تلف ہوئیں' لاتعداد انسان زخمی ہوئے' پولنگ سٹیشنوں پر فائرنگ ہوئی' بعض

مقامات پر بیلٹ بکس تک چرا لئے گئے اور اس طرح ووٹ کے تقدس کو بری طرح پامال کیا گیا۔ غنڈہ عناصر بلا خوف' سادہ لوح رائے دہندگان خصوصاً" خواتین سے بیلٹ چھین کر خود سرعام مہریں لگاتے رہے۔ حلقہ بندی کرتے وقت مسلم لیگی ارکان مفادات کی نگہداشت کی گئی۔ بعض جگہ پولنگ کا عملہ اور پولنگ اسٹیشن قائم کئے گئے زر ضمانت میں بے پناہ اضافہ کر کے عام لوگوں کے انتخابی عمل میں حصہ لینے کو دانستہ طور پر روکا گیا کاغذات نامزدگی کی تاریخ گزر جانے کے بعد دوہری رکنیت کے انتخابی حلقوں میں ووٹ استعمال کرنے کا حق دینے کے لئے نوٹیفیکشن جاری کیا گیا جو کہ بدنیتی پر مبنی تھا مسلم لیگی ارکان اسمبلی کو بیس بیس لاکھ روپے کے ترقیاتی فنڈز دیئے گئے جنہوں نے انتخابی مہم کے دوران رائے دہندگان کو اپنے امیدواروں کی طرف راغب کرنے کے لئے ان فنڈز کو استعمال کیا۔ پولنگ کے روز سیاہی مٹانے والے کیمیکلز استعمال کر کے ایک ووٹر نے دس دس بار ووٹ کا حق استعمال کیا شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی دانستہ طور پر نہ لگائی گئی تاکہ بلا روک ٹوک وسیع پیمانے پر ناجائز ووٹ بھگتائے جاسکیں۔ بڑے منظم طریقہ سے لاکھوں رائے دہندگان کو خوفزدہ کر کے ووٹ کے استعمال سے روک دیا گیا بعض امیدواروں نے انتخابی مہم میں بے پناہ سرمایہ استعمال کیا اور ووٹران کی خریداری کی' مگر انتظامیہ نے اس بے قاعدگی کا کوئی نوٹس نہ لیا' پولنگ اسٹیشنوں پر حفاظتی انتظامات نہ ہونے کے برابر تھے جس کی وجہ سے ووٹران میں عدم تحفظ کا احساس پایا جاتا تھا' انتظامیہ کی طرف سے مخصوص امیدواروں کو پشت پناہی اور اعانت حاصل رہی' بعض حلقہ ہائے انتخاب کے نتائج تک تبدیل کردیئے گئے اس طرح کے الزامات متحارب مسلم لیگی گروپوں نے بھی ایک دوسرے پر عائد کئے بعض پسندیدہ امیدواروں کو بلامقابلہ منتخب کرانے کے لئے ان کے مخالف امیدواروں کو ہراساں کیا گیا ان انتخابات میں ہونے والی دھاندلیوں اور بے قاعدگیوں کے متعلق جناب وزیراعلیٰ پنجاب کے ایک مشیر یا تدبیر کا بیان سند کی حیثیت رکھتا ہے جنہوں نے مستعفی ہوتے ہوئے بڑے واشگاف الفاظ میں کہا کہ انتخابات میں غنڈہ گردی جیت گئی اور شرافت ہار گئی۔ جناب والا حالیہ انتخابات میں روا رکھی جانے والی دھاندلیوں اور بے قاعدگیوں کے خلاف صوبہ بھر کے عوام میں غم و غصہ نفرت' حقارت' اشتعال و اضطراب پیدا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ان غیر جماعتی انتخابات میں جماعت کی اجارہ داری قائم کرنے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس بارے میں بھی عوام الناس میں بے چینی پائی جاتی ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ انتخابات سے پیدا ہونے والی صورت حال پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

- **جناب چیئرمین** :- آپ اس پر کچھ فرمائیں گے؟

-- **وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی** :- جناب سپیکر! یہ مسئلہ خالصتاً" الیکشن اتھارٹی سے متعلق ہے اور اس مسئلے کو الیکشن ٹریبونل میں petition کا موضوع بنایا جاسکتا ہے ویسے فاضل رکن نے مشیر صاحب کا اس میں ذکر کیا ہے۔

میں ان مشیر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے جمہوریت کی واقعی ایک بہت بڑی مثال کی ہے اور انہوں نے انتخاب ہارنے کے بعد مشاورت سے استعفیٰ بھی دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات ہونے کا یہ ثبوت کافی ہے کہ حکومت کا ایک مشیر انتخاب ہار گیا۔ فاضل رکن نے اسے دیگر انداز میں پیش کیا ہے تاہم میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ میں عرض کرچکا ہوں کہ یہ معاملہ خالصتاً" الیکشن اتھارٹی کا ہے اسے ٹریبونل میں لیا جا سکتا ہے میری گزارش ہے کہ یہ معاملہ یہاں پر زیر بحث نہ لایا جائے۔

-- **جناب چیئرمین** :- جناب جنجوعہ صاحب' یہ تو آپ کی general observation ہے اس میں مخصوص پولنگ اسٹیشن' کوئی تحصیل کوئی ڈسٹرکٹ بیان نہیں کیا رولز کے مطابق matter of recent occurence single specific ہونا چاہیے۔

-- **میاں ریاض حشمت جنجوعہ** :- جناب سپیکر! یہ انتخابات کی عمومی صورت حال کے متعلق تحریک التوائے کار ہے کہ حال ہی میں منعقد ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں جو صورت حال سامنے آئی۔ انتخابات میں جس قسم کی دھاندلیاں اور جس قسم کی غیر قانونی سرگرمیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ میں نے ان تمام کو اس تحریک التوا کا موضوع بنایا ہے اور یہ ایک ہی دن پیش آنے والا ایک مخصوص معاملہ ہے جو بلدیاتی انتخابات کے متعلق ہے اور وزیر صاحب کا یہ بیان کہ اس کا تعلق الیکشن اتھارٹی کے ساتھ ہے تو جناب والا الیکشن اتھارٹی کی طرف سے بھی جناب وزیر صاحب یہاں اس ایوان میں جواب دہ ہیں الیکشن اتھارٹی اس ایوان میں جواب دہ نہیں ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری یہ تحریک التوائے کار اس قدر اہم ہے تاکہ آئندہ ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں ان بے قاعدگیوں کو روا نہ رکھا جاسکے۔ اس لئے میری گزارش ہے اس ایوان کے تمام فاضل ارکان کو اس پر بات کرنے کا موقع ملنا چاہیے میں نے کسی پر ذاتی الزام نہیں لگایا کہ فلاں شخص نے بے قاعدگی کی ہے یہ عام بے قاعدگیاں ہیں جو الیکشن میں دیکھنے میں آئی ہیں ان کے متعلق میں نے نہیں کہا' جناب وزیراعلیٰ کے

ایک مشیر نے کہا ہے کہ ان انتخابات میں غنڈہ گردی جیت گئی اور شرافت ہار گئی اور انتخابات کی یہی عمومی صورت حال ہے کہ جناب والا' جن لوگوں نے غنڈہ گردی کی ہے وہ تو جیت گئے ہیں اور جو لوگ قانون کے دائرے کے اندر رہے اور شرافت کے دائرے کے اندر رہے ان لوگوں نے الیکشن ہارا ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری یہ تحریک التوائے کار چونکہ صرف بلدیاتی انتخابات کے موضع پر ہے اور اس روز پیش آنے والے واقعات سے متعلق ہے۔ اس لئے یہ ایک مخصوص معاملہ ہے اور اس پہ بحث ہونی چاہیے۔

-- **جناب چیئرمین** :- جناب ریاض صاحب' ایسے کتنے واقعات ہوئے ہوں گے یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے؟ آپ نے جو یہ تحریک التوائے کار دی ہے یہ تو عمومی مشاہدے پر مشتمل ہے آپ نے کوئی مخصوص مثال دی ہی نہیں ہے اس دن جس دن یہ الیکشن ہوئے پورے پنجاب کے ہوئے اور پنجاب میں ایسی کئی وارداتیں ہوئی ہوں گی لیکن جب تک آپ کسی خاص واقعہ کی نشان دہی نہ کریں کہ فلاں جگہ حکومت نے ایسا کیا ہے یا ایسا غنڈوں نے کیا ہے تو اس وقت آپ کی تحریک التوائے کار باضابطہ بنتی ہے اس کے لئے تدارک یہ ہے کہ آپ ایک قرارداد بھی لا سکتے ہیں' پھر آپ الیکشن کمیشن کے پاس جا سکتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ یہ تحریک قواعد انضباط کار کے مطابق ایوان میں آئی ہے آپ میری تسلی کے لئے اس سلسلہ میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

-- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب سپیکر میں عرض کرتا ہوں کہ اگر مختصر کرنے کی ضرورت ہے تو چلئے جناب وزیر بلدیات کے اپنے حلقے کو شامل کر لیتے ہیں۔

ان کے اپنے حلقے کے اندر ان کا امیدوار 9 ووٹوں سے جیت گیا ہے اور ان کا مخالف امیدوار 16 ووٹ لے کر ہار گیا ہے اب آپ اندازہ لگائیے کہ ان کے اپنے حلقے میں کس حد تک بددیانتی ہوئی ہے آپ ذرا اندازہ لگائیے کہ منسٹر کے اپنے حلقے کے اندر کیا کچھ ہوا ہے۔ منسٹر کا اپنا آدمی 9 ووٹ لے کر چیئرمین بن گیا ہے اور جس کو 16 ووٹ ملے ہیں اس کو انہوں نے چارج ہی نہیں لینے دیا' پہلے دو ٹنک کروائی بعد میں نااہل قرار دے دیا۔ آپ اندازہ لگالیں کہ اس سے زیادہ کیا مثالیں مل سکتی ہیں؟

-- **چودھری گل نواز خان وڑائچ** :- جناب سپیکر! یہ کس حیثیت سے بول رہے ہیں نہ ان کی طرف سے کوئی تحریک ہے اور نہ کچھ ہے' سوائے اس کے کہ اخبار میں نام آجائے اور ایک معزز جو قابل اعتماد ہے اور جس کا ایوان احترام کرتا ہے اس کی تضحیک کی جائے۔

-- جناب چیئرمین :- آپ کی یہ بات درست ہے میں جناب جنجوعہ صاحب سے کہوں گا کہ .....

-- جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر! یہ سارے وزراء کا احترام کرتے ہیں چاہے کوئی احترام کے قابل ہو یا نہ ہو مجھے پتہ ہے میں خوب جانتا ہوں اس میں ہم جو ایک خاص حلقہ کو specify کرلیتے ہیں۔

-- جناب چیئرمین :- تو اس کے لئے آپ تحریک التوائے کار دیں۔

-- جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر! وہ بھی پنجاب کے اندر ہی آتا ہے۔ انہوں نے پنجاب کے واقعات کے بارے میں تحریک پیش کی ہے۔

-- جناب چیئرمین :- آپ تشریف رکھیں۔

-- جناب فضل حسین راہی :- جناب والا! اگر انتخابات میں دھاندلی نہیں ہوئی اگر اس کے ثبوت موجود نہیں ہیں اگر دھاندلی کے خلاف آپ کے مشیر نے استعفیٰ نہیں دیا اگر ایک دوسرے پر الزامات عائد نہیں ہوئے پھر تو ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔

-- جناب چیئرمین :- میں تو اس تحریک التوائے کار کی بات کر رہا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار باضابطہ ہے یا نہیں؟

-- جناب فضل حسین راہی :- اب اس سے زیادہ آپ کو اور مثال کیا دی جاسکتی ہے؟

-- جناب چیئرمین :- اس بارے میں تحریک التوائے کار دیں یا قرارداد دیں جناب میں تو اس بارے میں پوچھ رہا ہوں؟

-- میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا! بلدیاتی انتخابات ایک مخصوص معاملہ ہے اور یہ ایک ہی دن پیش آنے والا واقعہ ہے تمام واقعات جو پنجاب میں پیش آئے ہیں وہ تمام ایسے ہیں کہ جن میں انسان قتل ہوئے ہیں' فائرنگ ہوئی ہے بیلٹ بکس جلائے گئے ہیں اور دھاندلیاں ہوئی ہیں یہ تمام کے تمام ایک ہی دن پیش آنے والے مخصوص معاملات ہیں۔

-- جناب چیئرمین :- آپ اس کو پریس کرتے ہیں۔

-- میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جی ہاں' میں تو اس کو پریس کروں گا۔

-- جناب فضل حسین راہی :- جناب والا! میں اس کے حسب قائدہ ہونے پر بات کرنا چاہوں گا انہوں نے اپنی تحریک میں جو بات بنیاد بنائی ہے اور جو مخصوص معاملہ ہے وہ بلدیاتی انتخاب ہے اس کی تائید میں انہوں نے یہ سب کچھ اکھٹا کیا ہے کہ جب بلدیاتی انتخابات ہوئے ہیں۔

-- چودھری گل نواز خان وڑائچ :- جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر' میں اپنے عزیز بھائی سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ اسمبلی ہے اس میں وکالت نہیں ہوسکتی۔ یہ وکالت کا طریق کار اختیار کر رہے ہیں اور بحیثیت وکیل کے یہ پیش کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ سب سے بہتر بولنے والا ہے ان کی یہ وکالت کر رہے ہیں مجھے تو شرم آتی ہے یہ کس حیثیت سے بول رہے ہیں وہ جو کچھ فرماتے ہیں فرمائیں یہ کیوں وکالت کر رہے ہیں؟

-- جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر! یہ اسمبلی ہے اگر اس میں وکالت نہیں ہوسکتی تو اسمبلی میں خوشامد بھی نہیں ہوسکتی اس پر بھی توجہ دی جائے کہ خوشامد بھی نہیں ہوسکتی نہ یہ خوشامد کی جگہ ہے اور نہ خوشامدیوں کی جگہ ہے یہ نمائندگی کرنے والوں کی جگہ ہے اس میں بولنا پڑتا ہے۔

-- چودھری گل نواز خان وڑائچ :- جناب سپیکر! میں حلفیہ کہتا ہوں کہ سوائے خدا کے میں نے کبھی کسی کی خوشامد نہیں کی اور نہ میں چرس پیتا ہوں میں خدا کو حاضر ناظر کر کے کہتا ہوں کہ میں نے خدا کے سوا کسی کی خوشامد نہیں کی۔

-- جناب فضل حسین راہی :- توں مندے کاہنوں لبھناں ہوناں ایں تو بجے توں بعد۔

-- جناب چیئرمین :- آپ تشریف رکھیں گے؟ یہ بہت زیادتی ہے جو راہی صاحب نے الفاظ کہے ہیں یہ ہاؤس کے آداب کے خلاف ہے اس کو حذف کیا جائے۔

-- حاجی طیب خاں اعوان :- جناب سپیکر' میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

-- جناب چیئرمین :- آپ تشریف رکھیں مجھے پہلے اس پہ اپنی رولنگ دے لینے دیں۔

-- چودھری محمد رفیق :- یہ چودھری گل نواز خاں وڑائچ اور راہی صاحب کے ریمارکس کو ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جائے۔

-- جناب چیئرمین :- یہ چونکہ حالیہ وقوع پذیر معاملہ نہیں ہے اس کی قانونی چارہ جوئی ہے لہٰذا

یہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔

تحریک التوائے کار [illegible] جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔

چودھری محمد رفیق :- پوائنٹ آف آرڈر جناب والا میں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ [illegible] صاحب نے اور چودھری گل نواز خان وڑائچ کے ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین :- آپ کے ارشاد کے مطابق کہہ دیا گیا ہے اور اب ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے گا۔

چودھری محمد رفیق :- جناب والا بہت بہت شکریہ!

ایڈھاک لیکچرارز کی وسائل رزق سے محرومی

18۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ :- میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں سینکڑوں ایڈھاک لیکچرارز کو وسائل رزق سے محروم کیا جا چکا ہے اور یہ مسئلہ اب بھی [illegible] سے برطرفی کی صورت میں جاری ہے اس معاشی قتل عام کے خلاف پنجاب ایڈھاک لیکچرارز [illegible] کے خاتون و مرد اراکین پر امن احتجاجی مظاہرے کر رہے ہیں۔ [illegible] وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے سامنے دھرنا اور بھوک ہڑتال اسی احتجاجی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

صوبہ بھر کے ایڈھاک لیکچرارز میں برطرفی کے واقعات کے خلاف جو غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ حکومت کو پوری سنجیدگی کے ساتھ اس کا نوٹس لینا چاہئے کیونکہ حکومت آئینی و اخلاقی طور پر اس امر کی پابند ہے کہ وہ بیروزگاری کے خاتمہ کے لئے منصوبہ سازی کرے اور عوام کو باعزت طور پر روزگار کے مواقع فراہم کرے۔ چنانچہ حکومت اعلیٰ تعلیمیافتہ افراد کو بے دردی کے ساتھ بیروزگار کے جہنم میں دھکیل دے۔ جبکہ معاشرہ میں پہلے ہی پڑھے لکھے بے روزگاروں کی ایک فوج ظفر موج دربدر کی ٹھوکریں کھاتی پھر رہی ہو۔

ایڈھاک لیکچرارز کے ذریعہ روزگار کو سلب کرنے کے پے در پے واقعات سے معاشرہ میں انتشار

انارکی اور مایوسی پھیلنے کا اندیشہ ہے اور اس سے امن عامہ کی صورتحال کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملازمت سے برطرفی کو تیز بہدف نسخہ سمجھنے کی بجائے، مستقبل انسانی بنیادوں پر اس مسئلہ کا حل تلاش کرے۔ پنجاب میں ان غیر اخلاقی برطرفیوں سے جو صورت حال جنم لے رہی ہے اسے زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کرنے کی استدعا کرتا ہوں۔

-- **جناب چیئرمین** :- کیا وزیر تعلیم موجود ہیں؟

-- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب والا اس موضوع پر میری بھی ایک التوائے کار ہے۔

-- **جناب چیئرمین** :- میرے خیال میں آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 46 ہے۔

-- **مولانا منظور احمد چنیوٹی** :- جناب والا مجھے اجازت فرمائیں کہ میں اسے پڑھ دوں۔

-- **جناب چیئرمین** :- پڑھیں۔

ایڈھاک لیکچرارز کی مستقل تقرری

-- 46- **مولانا منظور احمد چنیوٹی (ایم پی اے)** :- میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قیام پاکستان سے اب تک ایڈھاک ملازمین کا تقرر وقت کی ایک اہم ضرورت کا حصہ رہا ہے۔ خصوصاً" ایڈھاک لیکچررز (مردانہ و زنانہ) جن کا تقرر وقتاً" فوقتاً" ہوتا رہا انہیں 1970ء 72ء 76ء اور 1979ء میں جو اس وقت کام کر رہے تھے۔ بلا تخصیص و امتیاز مستقل کر دیا گیا۔ اس طرح کچھ عرصہ قبل صوبہ سرحد و سندھ کے تمام ایڈھاک لیکچررز کو بھی مستقل کیا گیا۔ لیکن اس کے برعکس صوبہ پنجاب میں دو ماہ قبل تین صد ایڈھاک لیکچررز کو برطرف کر دیا گیا۔ جبکہ صوبہ میں پانچ سو کے قریب آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ اس اقدام سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اعلان کر چکے تھے کہ۔

کسی بھی ایڈھاک لیکچرر کو ملازمت سے نکال کر انہیں روزگار سے محروم کرنے کا گناہ کبھی بھی اپنے سر نہیں لیا جائے گا اور اس طرح سابق صوبائی وزیر تعلیم نے پنجاب اسمبلی میں یقین دھانی کرائی

تھی کہ

جو ایڈھاک لیکچررز سلیکشن بورڈ سے انٹرویو کوالیفائی کر جائیں گے۔ انہیں مستقل کر دیا جائے گا۔ ان مواعید کے باوجود برطرفی کے اس یک طرفہ فیصلہ پر جو تین صد خاندانوں کی پریشانی کا موجب بنا ہے۔ جس کی وجہ متاثرہ خاندان اور ان سے متعلقین بے چینی و اضطراب کا شکار ہیں۔ نیز ان لوگوں کے سڑکوں پر آ جانے اور توڑ پھوڑ، آتش زدگی وغیرہ جیسے واقعات رونما ہونے سے نقص امن کا خدشہ ہے۔

لہٰذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے بحث کی اجازت دی جائے۔ تاکہ استحقاق سے محروم لوگ اپنا حق پا سکیں اور حکومت کو بھی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔

-- **جناب چیئرمین** :- جناب وزیر قانون' وزیر تعلیم موجود نہیں ہیں کیا آپ جواب دینا چاہتے ہیں؟

-- **وزیر قانون** :- جی! میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ جناب والا میں اس سلسلہ میں گزارش کرنا چاہوں کہ محکمہ تعلیم نے ایک ایڈھاک لیکچررز سلیکشن بورڈ قائم کیا کہ ان کی بیشمار آسامیاں خالی تھیں اور پبلک سروس کمیشن کے مروجہ قواعد و ضوابط کے تحت یہ مشکل ہو گیا تھا کہ ان کو بروقت پر کیا جائے' چنانچہ اس کے لئے چیف منسٹر صاحب نے اسپیشل بورڈ تعینات کئے پہلے تو 1987ء کے اوائل میں اس کی بھرتی شروع ہوئی اور دوسری دفعہ جون 1987ء میں اس کی بھرتی ہوئی۔ جو آسامیاں بقایا تھیں ان کو پر کرنے کے لئے جو طریقہ کار وضع کیا گیا تھا اس کے تحت دو دفعہ آسامیاں پر کی گئیں۔ اس وقت ایڈھاک لیکچرارز کی تعداد 794 تھی' ان کی طرف سے یہ واویلا ہوا کہ یہ بڑی مشکل ہو گئی ہے کہ ان کو ملازمت میں نہیں رکھا جا رہا' اس کے لئے ان کو کچھ تجربے کا فائدہ دیا جائے' چنانچہ جو ایڈھاک لیکچرار تھے ان کے لئے اس بات کے خصوصی طور پر بارہ (12) نمبر رکھے گئے تاکہ ان کو اس کا کچھ فائدہ حاصل ہو جائے ان کی ملازمت کا ان کے تجربے کا اور وہ کسی طرح بھی ختم ہو جائیں۔ چنانچہ جب بورڈز نے کام کرنا شروع کیا تو اس میں سے 794 میں سے 497 تقریباً" پانچ سو (500) کے لگ بھگ ایڈھاک لیکچرار منتخب ہوئے اور باقی لیکچرار جو اس معیار پر پورا نہیں اتر سکے' ان کی ملازمت کو ختم کیا گیا۔ اب کسی بھی ملازمت کے لئے کسی بھی معیار کا پیمانہ تو مقرر کرنا ہی پڑتا ہے اور اگر ہم بغیر معیار کے ہی آدمی بھرتی کئے جائیں' تو پھر جس معیار کے گرنے کے متعلق ہم ہر روز

شکایتیں کرتے رہتے ہیں ہم اس سے کس طرح بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یہ طریقہ کار جس کے ذریعے ان کی تعلیمی قابلیت کی ان کے معیار کی جانچ پڑتال کرنی پڑتی ہے تو اس بورڈ نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ جو بھی اس میں پورا اترے اسے رکھ لیا جائے اور یہی وجہ تھی کہ ان کو خاص طور پر بارہ (12) نمبر زیادہ دیئے گئے جن کی تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے۔ جو ان کا دوران ملازمت ہے اس کے ہر سال کے لئے نمبر مقرر تھے' چنانچہ اس کے علاوہ اور کوئی صورتحال نظر نہیں آتی کہ تعلیمی معیار کیا مقرر کیا جائے اور کس طریقے سے ان سب کو absore کیا جائے۔ چنانچہ تقریباً" ان میں سے پانچ سو کے لگ بھگ لیکچرار absorb ہو گئے ہیں' باقی اس تعلیمی معیار پر پورا نہیں اترے' جب دوبارہ انٹرویو ہو گا اس میں وہ دوبارہ پیش ہو سکتے ہیں اور کوشش کی جائے گی کہ جو بھی اس معیار پور پورا اترے اسے رکھ لیا جائے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ جناب والا وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ آئندہ جب انٹرویو ہو گا تو اس میں باقی کے لیکچرارز بھی انٹرویو کے لئے شامل ہوں گے اور وہ اگر اہل ہوئے تو ان کو منتخب کر لیا جائے گا۔ حالانکہ صورتحال یہ ہے کہ تین (300) کے لگ بھگ لیکچرار کو برطرف کر دیا گیا ہے اور برطرف ہونے والے لیکچراروں کی طرف سے احتجاج کا سلسلہ جاری ہے انہوں نے چھ (6) دسمبر کو جناب وزیر اعلیٰ کے دفتر کے باہر دھرنا مارا اور وہاں پر ہڑتال کی اور مظاہرہ کیا۔ جناب والا صورت حال یہ ہے وہ لیکچرار جنہیں ایڈھاک بنیادوں پر ملازمت میں لیا گیا تھا اب تین چار سال بعد انہیں ملازمتوں سے برطرف کیا جا رہا ہے' اس وقت صورتحال یہ ہے کہ وہ زائد العمر ہو چکے ہیں' اب ان کے پاس کسی اور محکمے میں جانے کی بھی گنجائش موجود نہیں ہے۔ اس لئے اس مسئلے کو انسانی بنیادوں پر حل کیا جانا چاہئے یہاں پر کئی خاندانوں کے وسائل رزق کا مسئلہ ہے اور اس سے کئی خاندان وابستہ ہیں' اس مسئلہ کو انسانی بنیادوں پر حل کیا جانا چاہئے اور حکومت کو چاہئے کہ جن لوگوں کو ایڈھاک بنیادوں پر ملازمت دے دی گئی ہے ان کی ملازمت کو مستقل کر دیا جائے' آئندہ ایڈھاک بنیادوں پر ملازمت دیتے وقت بھی تمام قواعد و ضوابط کو اور ان کی اہلیت کو مدنظر رکھا جائے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو بغیر ان کی اہلیت جانچے صرف ایم اے کی ڈگری رکھنے پر ملازمت دے دی گئی اور اس کے بعد انٹرویو کا بہانہ کر کے ان کو ملازمتوں سے نکالا جا رہا ہے جناب والا! ان لوگوں کے نتائج کو دیکھا جائے کہ ان لوگوں کی تعلیمی قابلیت کیا ہے' جن کلاسوں کو وہ پڑھاتے رہے ان کے نتائج کیا ہیں۔ اگر وہ نتائج تسلی بخش ہیں اور ان کے نتائج بہتر ہیں تو پھر جناب والا اس لحاظ سے بھی

ان کا استحقاق بنتا ہے وہ اس قابل ہیں کہ کلاسوں کو پڑھا سکیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ان ایڈھاک لیکچراروں کے ساتھ انتہائی زیادتی ہوئی ہے اور ہماری حکومت کو جو وزیر اعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے حوالے سے بے روزگاری ختم کرنے کی پابند ہے اس مسئلے کا حل انسانی بنیادوں پر تلاش کرنا چاہئے' جذباتی طور پر اس مسئلے کا حل تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے جناب والا میں استدعا کرتا ہوں کہ یہ پنجاب کا ایک اہم مسئلہ ہے کئی سو انسانوں کو بے روزگاری کے جہنم میں دھکیل دیا گیا ہے اس لئے اس مسئلے کو پوری سنجیدگی کے ساتھ لیا جانا چاہئے اور اس ایوان میں اس پر بحث ہونی چاہئے کہ ان لوگوں کے روزگار کو کیسے تحفظ دیا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں یہ استدعا کروں گا کہ میری اس تحریک التوائے کار کو اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔ شکریہ!

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا میں اپنی اس تحریک کی تائید میں ایک توجہ دلاؤں گا۔ اس معزز ہاؤس میں وزیر تعلیم صاحب نے یقین دھانی کرائی تھی کہ Selcetion Board کے انٹرویو میں qualify کر جائیں گے ان کو مستقل کیا جائے گا۔ ان میں سے کتنے ایسے ہیں qualify کر چکے ہیں لیکن پھر انہیں برطرف کر دیا گیا؟

دوسرے وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ اعلان کہ میں انہیں روزگار سے محروم کرنے کا گناہ کبھی بھی اپنے سر نہیں لوں گا۔ اب وہ تین سو خاندانوں کو بے روزگار کر کے ان کا گناہ اپنے سر لے رہے ہیں اور وہ تین سو خاندان پریشان ہیں۔ اس لئے انسانی بنیادوں پر اس مسئلہ پر ہمدردانہ غور کرنا چاہئے اور قواعد جیسے آپ معطل کر دیتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی رولز آڑے بھی آتے ہیں تو وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ صاحب کو اپنے اعلانوں کا پاس رکھنا چاہئے اور اس وعدے کا پاس رکھتے ہوئے انسانی بنیادوں پر ان تین سو خاندانوں کا خیال رکھتے ہوئے انہیں ملازمتوں پر بحال کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین :- یہ تو کوئی حق نہیں دیتا kd.hoc Appointment کوئی استحقاق رکھتی ہے۔ کیا Adhoc Appointment اپنا کوئی استحقاق رکھتی ہے؟ وہ کسی وقت بھی ختم کی جا سکتی ہے۔ اس کا کوئی جواب آپ کے پاس ہے۔ یہ Adhoc Appointment ہے؟ Adhoc کے لئے حکومت کسی وقت بھی اپنا حکم واپس لے سکتی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب والا ایک طرف وزیر تعلیم صاحب کا بیان اس ایوان میں

اور دوسری طرف وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ اعلان کہ میں بے روزگار ایڈھاک لیکچرار کو ملازمت سے نکال کر انہیں روزگار سے محروم کرنے کا گناہ کبھی بھی اپنے سر نہیں لوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس اعلان کی پابندی کرتے ہوئے اور آپ وعدے کی پابندی کرتے ہوئے انہیں یہ گناہ نہیں کرنا چاہئے اور ان کو بے روزگار نہیں کرنا چاہئے۔ اگرچہ Adhoc کوئی مستقل ملازمت نہیں ہے لیکن انہیں مستقل ملازم کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے اور انہیں بے روزگار کر کے اس گناہ کو اپنے سر نہ لینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ ہم ان کو وہ وعدہ یاد دلا رہے ہیں۔ انہیں اس وعدہ پر عمل کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین :- یہ تو آپ وزیر اعلیٰ سے بات کریں۔ میں تو قواعد کی بات کر رہا ہوں کہ یہ تو ایک جاری عمل ہے۔ خاصے عرصے سے چلا آ رہا ہے۔ پھر Adhoc Appointment کوئی حق نہیں رکھتی ہے۔ لہٰذا قواعد کے مطابق یہ تحریک التوا خارج کی جاتی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- اسلامی قاعدہ ہے کہ وعدہ پورا کرو۔ اب اگر وزیر اعلیٰ صاحب نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ وزیر تعلیم نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس ہاؤس میں وعدہ کیا ہوا ہے وعدہ کو تو پورا کرنا چاہئے۔ یہ اسلامی قاعدہ تو ہے۔

-- **جناب چیئرمین** :- میں نے اس پر فیصلہ دے دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

-- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب والا آپ نے کیا فیصلہ دیا ہے۔

--**جناب چیئرمین** :- یہ قواعد کے مطابق نہیں ہے یہ بے ضابطہ ہے۔

-- **جناب فضل حسین راہی** :- جناب والا اس سے پہلے تو یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ جس دن سے یہ نکال رہے ہیں۔ ان کو کہہ رہے ہیں کہ ملازمت سے نکل جاؤ۔ لیکن جناب سپیکر! اس کے باوجود چیف منسٹر ہاؤس میں ان کی تقرریاں بھی ہو رہی ہیں۔ ایڈھاک لیکچرار کی تقرریاں بھی ہو رہی ہیں۔ ایک طرف آپ نکالنے کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں دوسری طرف آپ ان کی تقرریاں کر رہے ہیں۔ اگر تو ان کی تقرری نہیں ہوئی اور ان کو نکالنے کا ہی عمل جاری ہے پھر تو کوئی بات بنتی ہے۔

* -- **جناب چیئرمین** :- یہ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

* -- **بیگم نجمہ تابش الوری** :- جناب والا میں معافی چاہتی ہوں کہ میں نے راہی صاحب کی

تقریر میں مداخلت کی ہے۔ لیکن میرا موقف بھی وہی ہے جو مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔ واقعی ایڈھاک لیکچرار کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ آپ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ آپ نے اس قرار داد کے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا وہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے۔ دوبارہ آپ اس کو دھرا دیں۔

-- جناب چیئرمین :- کون سی قرار داد کے بارے میں آپ پوچھ رہی ہیں؟

-- بیگم نجمہ تابش الوری :- مولانا چنیوٹی صاحب کو آپ نے کچھ فرمایا تھا؟

-- جناب چیئرمین :- کس قرار داد کے بارے میں فرمایا تھا؟

-- بیگم نجمہ تابش الوری :- جو انہوں نے ایڈھاک لیکچرار کے بارے میں دی ہے۔

-- جناب چیئرمین :- میں نے کہہ دیا کہ وہ out of order ہے۔

-- بیگم نجمہ تابش الوری :- out of order ہے۔

-- جناب چیئرمین :- out of order ہے۔

-- بیگم نجمہ تابش الوری :- اچھا جی۔

-- میاں محمد افضل حیات :- جناب والا پی آر ٹی سی کے ورکروں کے خلاف کارروائی اور حکومت کے رویہ کے خلاف وقتی طور پر ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

-- مولانا منظور احمد چنیوٹی :- میں بھی اس سلسلے میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

-- بیگم نجمہ تابش الوری :- میں بھی واک آؤٹ کرتی ہوں۔

اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی سے باہر تشریف لے گئے)

MR CHAIRMAN : The House is adjourned till 4.00 p.m. on Ist February, 88

There will be a special sitting at 4.00 p.m.

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی سوموار یکم فروری 1988ء چار بجے شام تک کے لئے ملتوی کی گئی)